ہوالمعین

نظارہ عرس خواجہ اجمیری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا لکھون حمدِ قاضی الحاجات　　یعنے چھوٹا سا منہ بڑی سی بات

جب کہے خود رسول لا احصی　　تو بھلا پھر مجال ہے کس کی

وہ رسولِ خدا خدا کے حبیب　　مرتبہ انکا ہے عجیب و غریب

نعتِ والا ازبسکہ ہے دشوار　　جز خموشی نہین ہے چارۂ کار

پہونچے یارب سلام آٹھ پہر　　آل و اصحابِ شاہِ والا پر

ساقیا آگیا ہے ماہِ رجب　　تو گلابی مجھے پلائیگا کب

تو رہا دور دور مدت سے　　نہین آیا سرور مدت سے

ہان مے پرتگال لے ساقی　　جلد ساغر مین ڈھال لے ساقی

حال لکھنا ہے عرس خواجہ کا　　اور بڑھجاے حوصلہ میرا

کون خواجہ معین دین چشتی　　ساری دنیا مین دھوم ہے جنکی

جب سے انکا مقام ہے اجمیر　　مرجع خاص و عام ہے اجمیر

عرس پہلے سے انکا ہوتا ہے　　اور چھ روز کا یہ میلا ہے

لوگ کوسون سے دوڑکے آتے ہین
روضۂ پاک دیکھہ جاتے ہین

حال اسکا کرون مین اب تحریر
کھینچ دون عرس کی یہان تصویر

حال عرس

اک چمن عرس کی بدولت ہی
عرس کیا ہی عروس زینت ہے

بھیڑ ایسی ہے اہل محفل کی
نظر آتی نہین جگھہ تل کی

زائرون کاہے اژدحام ایسا
چھلا جاتا ہے شانے سے شانا

قوال

کہین سرگرم نغمہ ہین قوال
کہین آتا ہے سامعین کو حال

ہے ثنائے معین وردِ زبان
اسطرح گارہے ہین خوش الحان

غزل

ہند والون کی جان ہے خواجہ
قبلۂ دوجہان ہے خواجہ

معتقد تیرے مومن وکافر
کچھہ عجب تیری شان ہے خواجہ

ہے اُسی دل کو رتبۂ کعبہ
جسمین تیرا مکان ہے خواجہ

تیرے روضہ پہ ہے بہار ایسی
کہ ارم کا گمان ہے خواجہ

پھیر پر گردش مقدر سے
ستم آسمان ہے خواجہ

ائفین

اک طرف مہوشان مہرنگار
دلبر و دلفریب و دل آزار

گارہی ہین سنبھالکر آنچل
کوئی ٹھمری ترانہ کوئی غزل

جمع ہین ہر طرف تماشائی
ہین شکار صدائے رعنائی

بیٹھیے وہ غزل شروع ہوئی — اور بھی بھیڑ بھاڑ ہونے لگی

غزل

وردسے غیر حال ہوتا ہے — روز فرقت وصال ہوتا ہے

اسقدر بھی چلو نہ اِٹھلا کر — کہ کوئی پائمال ہوتا ہے

تیغ کھینچو کہ دیر ہونے سے — اور بھی جی نڈھال ہوتا ہے

یار کو عاشقون کے ملنے سے — خواب مین بھی خیال ہوتا ہے

جسمین ہوتا ہے عرس خواجہ میر — کیا مبارک وہ سال ہوتا ہے

ہین دُوکانین لگی ہوئین صدہا — جنکے دوکاندار ہین اعلےٰ

زیب دوکان ہر اک تنبولی ہے — جس سے لوگون کو سرخروئی ہے

گلفروشون کی جا بجا ہے بہار — شوق سے لے رہے ہین زائر ہار

کہین بیٹھے ہوے ہین حلوائی — جنکی بیٹھی ہے گفتگو ساری

کہین فالودے والونکی ہے دکان — کسی دوکان پہ چائے کا سامان

جمع ہین بے شمار سوداگر — درگہِ نور بار کے اندر

کہین سونار ہین کہین صراف — بج رہا ہے کہین پہ فونوگراف

کہین چٹنی اچار والے ہین — کہین کیلے انار والے ہین

جہان چوڑی فروش بیٹھے ہین — اُس جگہ ماہ وش اکھٹے ہین

چوڑیان رشک ہالۂ مہتاب — اور کھل جائے جسنے رنگ شباب

جامع مسجد منور کی — ہر جگہ ہے نمازیون سے بھری

(مشائخ) جلوہ گر ہین مشائخ عظام — پیرو دین و حامی اسلام

لوگ مصروف انکی بیعت مین — اور مشغول وہ عبادت مین

(میلاد خوان) کہین میلاد خوان ہین نغمہ سرا — کہین واعظ ہین گرم وعظ و ثنا (واعظ)

(بہشتی) بہشتیون کا سقاوہ پر ہے ہجوم — اور پیاسون کی ہے سبیل پہ دہوم

ہین بڑے ہی نکوسیر بہشتی — ہے بہشتی یہان کا ہر بہشتی

(سماع خانہ) آگے چل کر سماع خانہ ہے — مرکز شوکت شہانہ ہے

جھاڑ عمدہ نفیس سارے ہین — گویا چھت مین جڑے ستارے ہین

آسمان خوش نہون ثریا سے — ہین یہان سیکڑون ثریا سے

انمین روشن ہے شمع کافوری — جسطرح چشم حور مین پتلی

الغرض یہ عمارت زیبا — آپ اپنا جواب ہے گویا

اسمین ہوتی ہے روز قوالی — نہین رہتی کہین جگہ خالی

(لنگرخانہ) سامنے اسکے ہے جو دروازہ — ہے بجا نام باب فیض اسکا

اسمین لنگر کا انتظام ہے خوب — بہر تقسیم اہتمام ہے خوب

غربا صبح و شام پیتے ہین | یعنے لاکھون اسی پہ جیتے ہین
خامہ اسکی صفت سے عاری ہے | چشمۂ فیض ہے کہ جاری ہے
کس قدر بھیڑ ہے معاذ اللہ | ٹھوکرین کھا رہا ہے پائے نگاہ
فرش پر نور درگہ خواجہؒ | چھپ گیا ہے نظر نہین آتا
صحن درگہ مین ہے جو صحن چراغ | جسنے ڈالا ہے روے ماہ پہ داغ
آس پاس اسکے ہوٹلین ہین کئی | جسمین چیزین ہین کھانے پینے کی
ہے جہان پر بلند دروازہ | اور نقار خانۂ زیبا
جتنی وسعت ہے بیچ مین انکے | بھر رہی ہے دکاندارون سے
سیڑھیون تک تو وہ ہی کثرت ہے | آگے چل کر مگر قیامت ہے
سیکڑون کیا ہزارہا تاجر | رونق افزا ہین مطمئن خاطر
سیڑھیون پر ذرا کھڑے ہوکر | سوئے بازار کیجیے تو نظر
بھیڑ سی بھیڑ ہے وہ خلقت کی | نظر آتی ہے شان قدرت کی
آگرہ کے کتاب والے ہین | لکھنؤ کے کباب والے ہین
یون وہ دیتے ہین لوگونکو تحریک | لچھے ادرک کے بال سے باریک
کوئی بیٹھا ہوا ہے راحت سے | حلوہ سوہن کڑاکے دار لیے

یہی بیساختہ ہے اسکی صدا | لوٹ لو مال دِلّی والے کا

سمہ بازار اک طرف ہے پکار | بڑے بھجے گرم مسالے دار

یہ اشارے کسی غیور کے ہین | سنترے میٹھے ناگپور کے ہین

بوٹ جوتے کسی دکان پہ ہین | کپڑے لتّے کسی دکان پہ ہین

مختصر یہ کہ لاکھوں دوکاندار | ہے بروں از خیال جنکا شمار

کئے جاتے ہین وارے کے نیارے | شب کو چاندی ہے دنکو پو بارے

اس سے بہتر نہ ہے نہ تھا بازار | کسنے دیکھا ہے مصر کا بازار

جنس دلخواہ تھے وہان یوسف | خود خریدار ہین یہان یوسف

جو زلیخا کبھی اِدھر آجائے | ایک کیسا ہزار یوسف پائے

صبح سے تا بہ شام از پئے دید | چشم حیرت بنا رہا خورشید

آخر کار جب رہا نہ گیا | سمت مغرب بچا کے آنکھہ چلا

اور کہا ماہ سے کہ اے بھائی | ہو تو اجمیر کا تماشائی

کہ وہان آج عرس خواجہ ہے | شہ ہندوستان کا میلہ ہے

افسر ماہ لیکے افسر نور | ہوا دیہیم چرخ پر مامور

ہوئی ہمراہ فوج تارون کی | بادشاہ فوج تارون کی

کھولکر اپنی زلف لیلیٔ شب
دل لبھانے کے کر رہے تھے ڈھب

رات آئی چراغ جلنے لگے
مہوشان کے پرے نکلنے لگے

ماہ کچھ کہہ رہا تھا یون چپ چپ
مین نہ ہوتا تو تھا اندھیرا گھپ

ناگہان شمع مرقد خواجہ رح
جل گئی جب یہ واقعہ دیکھا

شمع شب تاب کا وہ پھیلا نور
نور سے شہر ہوگیا معمور

جس طرف دیکھیے اُجالا تھا
چاندنی کا بھی رنگ پھیکا تھا

سر بازار بے شمار چراغ
جلگئے ہر جگہ ہزار چراغ

مثل انجم گئے چراغ چمک
محفل عرس تھی کہ بزم فلک

لیلیٔ شب کا بہ گیا کاجل
ہوگئی چشم ماہ تنگ احول

جو ہے واللیل شام عرس حضور
تو ہے والفجر صبح عرس کا نور

دن بھی دن ہے اور یہ رات بھی رات
عید ہے دن شب برات ہے رات

دن ہے لاریب رات سے بہتر
اور ترجیح رات کو دن پر

پھر وہی وقت فرحناک ہوا
پھر گریبان صبح چاک ہوا

پھر سماں ہوگیا ہے قابل دید
ہے نکلنے کو خسرو خورشید

ہائے رے صبح کا سہانا وقت
اس سے بڑھکر نہین ہے اچھا وقت

ہر طرف طائران روضۂ شاہ | پڑھتے ہین لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ
بارگہ پر برس رہا ہے نور | کرتے ہین شوق سے طواف طیور
رحمتون کا نزول مرقد پر | نور سا چھا رہا ہے گنبد پر
قبۂ عرش ہے وہ گنبد پاک | مجرئی جھکے ہین تمام افلاک
پانچ دن سے ہی باب عالی بند | زائرون کو ہے شوق دیدِ چند
جو مجاور مزار پاک کے ہین | مسندون پر ادب سے بیٹھے ہین
بیعتین کر رہے ہین اکثر لوگ | نذر دیتے ہین اُنکو لا کر لوگ
لوگ فارغ نماز سے ہو کر | جمع ہین گرد روضۂ انور
فاتحہ پڑھ رہے ہین شاہ و گدا | اللہ اللہ رے رتبۂ خواجہ رح
لئے امیدوار ہین بیٹھے | ہاتھ اپنے درخت سے باندھے
وجد مین کہہ رہے ہین یا خواجہؒ | جلد پورا ہو مدعا خواجہ رح
کوئی کوڑے بدن پہ مارتا ہے | کہہ کے مولا کوئی پکارتا ہے
ہے کسیکو یہ خبط اور جنون | ہفت اقلیم دے تو لیتا ہون
عورتین اپنے مدعا کے لئے | باندھتی ہین جلیبلی مین ڈورے
کوئی خواجہ رح سے ناز کرتا ہے | کوئی راز و نیاز کرتا ہے

جنتی دروازہ [illegible] بند رہتا ہے اور صرف عرس کے دنوں میں کھولا جاتا ہے [illegible] معتقدین کا عقیدہ ہے کہ جو اس جنتی دروازہ مین ہو کر سات مرتبہ نکلجاتا ہے اُسپر آتش دوزخ حرام ہو جاتی ہے ۔ ۱۲ منہ

پورے ارمان ہو گئے جسکے — وہ بھلا اس جگہ سے کیا کھسکے

پھر خدا اے اگر ہے وسعت دی — تو چڑھاتا ہے دیگ خواجہ کی

سمت مشرق اگر نظارہ ہو — آمنے سامنے ہین دیگین دو

دونون دیگین ہین رشک خوان خلیل — بہتر و برتر و عظیم و جلیل

ایک چھوٹی ہے اور ایک بڑی — تیس من کی ہے وہ یہ ساٹھ منی

انمین گھی۔ چانول اور شکر میوہ — ڈال دیتے ہین کرکے اندازہ

جمع ہوتے ہین لوٹنے والے — صبح کے وقت کوئی آٹھ بجے

تان دیتے ہین دیگ پر چادر — ہار بھی ڈالدیتے ہین اکثر

پھر وہ سب لوگ باندھکر گودڑ — کود پڑتے ہین دیگ مین دھڑدھڑ

جلنے مرنے کا ڈر نہین کرتے — بے خطر کچھہ خطر نہین کرتے

سارا کھانا نکال لیتے ہین — چند دیگون مین ڈال لیتے ہین

قیمتاً بیچتے ہین پھر اسکو — اور کرتے ہین ایک کے دو دو

سب تبرک سمجھکے لیتے ہین — اور منہ مانگے دام دیتے ہین

قابل دید ہے یہ نظارہ — مین نے اسکو ضرورتاً لکھا

ہو چکا حال دیگ کا مذکور — قل کی حالت لکھون یہ ہے منظور

ساقیا جلد ساغرِ مل دے | آج بوتل صدائے قلقل دے
قُلْ هُوَ اللهُ پڑھ کے ڈھال شراب | تیز دو آتشہ نکال شراب
آسمین حل کر دے خوان بلبل کا | تاکہ نغمہ سرا ہنون قل کا
طبع موزون نہ خوف کر زنہار | قُلْ هُوَ اللهُ قَادِرُ الْجَبَّارُ
اڑی رہتی نہین کوئی مشکل | سہل ہو جائیگی تری مشکل
جمع ہین سب سماع خانے مین | کچھ ہین موجود آستانے مین
متولی و خضرت دیوان | رونق افزا ہین کروفر سے یہان
منقبت سے ہین تر زبان قوال | بے شبہ لطف آرہا ہی کمال
وجد لوگون پہ جس سے ہی طاری | یہ غزل ہے جناب راوی کی

غزل

نشوم جز فسانۂ خواجہؒ | گو سیم اما ترانۂ خواجہؒ
عرشیان از نیاز میسایند | جبہہ بر آستانۂ خواجہؒ
خاک را کیمیا اثر سازد | نگہ کاملانۂ خواجہؒ
ساخت کر گوش گنبدِ افلاک | شور نقار خانۂ خواجہؒ
از خدنگِ دعاے پر تاثیر | شد اجابت نشانۂ خواجہؒ
بر دلِ خستگان نہد مرہم | کرم خسروانۂ خواجہؒ
خوب راوی سرود چون بلبل | غزل عاشقانۂ خواجہؒ

ہوچکی ختم جبکہ قوالی | دو بجے فاتحہ کی ٹھہرادی
شربت اور پان پر نیاز ہوئی | حضرت خواجۂ مکرم کی
بجی نقار خانہ مین نوبت | قل ہوا عرس ہوگیا رخصت
آئے دیوانجی سوئے درگاہ | کھل گیا باب روضۂ ذیجاہ
مرقد باصفا کو غسل دیا | تھا جو گرد نگاہ سے میلا
خوب صندل لگایا پھول چڑھائے | سر خدمت جھکائے زائر آئے
لوگ خوشبو سے سب معطر تھے | پڑ رہے تھے گلاب کے چھینٹے
لیجئے عرس ہوچکا آخر | لوگ ہونے لگے تتر بتر
ہوگیا قل دکانین اٹھنے لگین | نظر آتے ہین چند لوگ کہین
شہر کوئی گیا تو کوئی گانون | سب کے یکبارگی اکھڑ گئے پانون
جب ہر اک شخص ہوگیا رخصت | عرس درگاہ سے ہوا رخصت
تین دن تک یونہین رہی درگاہ | کچھ صفائی نہین ہوئی دلخواہ
پڑ گئے تھے جو فرش مین اسکے | جابجا داغ اور دھبّے سے
وہ بڑے غسل مین ہوئے سب صاف | ہوا تبدیل مقبرہ کا غلاف
جھاڑو پلکون سے دی جو حورون نے | مثل خورشید صحن صاف ہوئے

اب ہے منظور مجھکو ختم کلام — مثنوی کا ہو التجا پہ تمام

یا الٰہی بحق خواجۂ چشت — دے مجھے بعد مرگ باغ بہشت

میرے ماں باپ اور مرے استاد — تا قیامت رہیں الٰہی شاد

اپنی رحمت سے کر وہ ذہن عطا — کہ نہ نکلے کوئی نظیر مرا

فضل رب قدیر ہو جائے — میر بھی رشک میر ہو جائے

ہو قبول جہان کلام مرا — ہو زمانہ میں خوب نام مرا

مثنوی کا جب اختتام ہوا — اب مجھے تاریخ کا تردد تھا

ملہم غیب کو جو یاد کیا — میر کا انتخاب آئی ندا ۱۳۲۵ھ

ہو الٰہی یہ مثنوی مقبول — تاکہ محنت ہو کمترین کی حصول

جو کرے کوئی اس چمن کی سیر — میرے حق میں کرے دعائے خیر

اب نہیں طول حال کی حاجت — خاتمہ ہے کتاب کا تمت

قطعہ تاریخ از نتیجہ خیال شاعر جادو مقال شیرین زبان خوش بیان جناب منشی شیخ مولا بخش صاحب الحان اکبرآبادی تلمیذ حضرت سیماب مدظلہ

پیر بھائی نے مرے لکھی ہے — مثنوی کیسی شگفتہ الحان

یہ لکھا مصرع تاریخ اسکا — غیرت مہر ہے گویا الحان

۱۹۰۷ء

قطعہ تاریخ من مکرمی استادی ابو الفخر جناب شیخ عاشق حسین صاحب سیماب صدیقی وارثی اکبرآبادی فخر تلامذہ فصیح الملک حضرت داغ دہلوی مرحوم

مثنوی طرفہ تر نوشتہ میر
ذکر عرس معین دین خوب ست

کہ در و حال و قال محبوب ست
ملہم غیب گفت ای سیماب

دائران رائے تسلی دل
سال تاریخ - کنز مرغوب ست

۱۳۲۵ھ

قطعہ تاریخ از فکر گرانمایہ عالی پایہ سخنور فصیح زبان شاعر بلیغ بیان بلبل گلستان فصاحت جناب سید علیصاحب حسن اجمیری تلمیذ حضرت سیماب اکبرآبادی مدظلہ۔

حضرت اجمیر میں بھی آج کھلا
راز لکھے ہیں عرس خواجہ کے
دی ہے اچھی کسی نے نیک صلاح
میں نے لکھا یہ مصرع تاریخ

فخر مرزا و میر ہے کوئی
خوب روشن ضمیر ہے کوئی
اسکا اچھا مشیر ہے کوئی
گلبن بے نظیر ہے کوئی

۱۳۲۵ھ

قطعہ تاریخ من تصنیف لطیف مہر سپہر بلاغت گل نورستہ جنت فصاحت زبان پر حاوی جناب مولوی حافظ عبدالرؤف صاحب راوی اجمیری تلمیذ حضرت سیماب اکبرآبادی مدظلہ

میر احدی اجمیری نے
نقطے گرشل انجم ہیں
عرس خواجہ کا حال لکھا
تفتیش نئی سال کی راوی کو

کیا نظم لکھی ماشاءاللہ
تو دائرہ بھی ہیں شکل ماہ
اللہ اللہ اللہ اللہ
اک دورافتادہ نے ناگاہ

بندش کی نطافت و چستی پر
جسنے دیکھا خوش ہوکے کہا
جو کچھ لکھا اچھا لکھا
یوں شوق دید میں رو کے کہا

الفاظ و معانی آپ گواہ
کیا کہتے ہیں سبحان اللہ
راہ اعجاز کو رکھ کے نگاہ
گلگشت بہار عرس ای آہ

۱۳۲۵ھ

تمت

تمام فرمائشین بنام محمد حسین مولودخوان شاگرد عطار ڈگی بازار اجمیر شریف

ایہا الناظرین۔ دنیا کا کونسا حصہ ہے جو ہمارے کتب خانہ کی نادر الوجود کتابوں سے واقف نہیں ہے۔ برہما۔ بنگال۔ آسام۔ بہار۔ مدراس۔ یہان تک کہ عرب شریف سے بھی فرمائشین آتی ہین جو نہایت دیانتداری کے ساتھہ بھیجی جاتی ہین ۱۸۷۵ء سے یہ کارخانہ پبلک کی خدمت کر رہا ہے بطور اختصار چند کتابونکی فہرست درج ذیل ہے۔ ہر قسم کی مذہبیہ درسی۔ وغیرہ کتابین بھیجی جاسکتی ہین۔ تاجرون کے ساتھہ خاص رعایت کیجاتی ہے۔

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
گلدستۂ عطار حصہ اول	۲ر	رمز الشہادتین	۴ر	دعاء القرآن	۲ر	کھانسی کی دوائی شیشی	۴ر
ایضاً دوئم کلان	۵ر	سر الشہادتین	۵ر	نقش سلیمانی	۴ر	عرق طحال فی شیشی	۴ر
ایضاً سوئم جدید	۴ر	دیوان سرور	۵ر	حرز سلیمانی	۴ر	حبوب دمہ	۴ر
مجموعہ کرامات	۵ر	محفل خواجہ	۵ر	تعویذ سلیمانی	۴ر	شربت مفرح فی بوتل	عہ
مجموعہ شہادت	۵ر	گلدستۂ مغفرت	ار	مجربات سلیمانی	۴ر	معجون مقوی فی مردبان	عہ
مولود شہید	۴ر	ذکر الشہادتین	۵ر	آفتاب نجوم	۸ر	حلوائے گذر فی سیر	عہ
مولود سعیدی	۴ر	جلوۂ نعت	۲ر	لڑکوں کا کھیل	ار	حلوائے مغزیات فی سیر	۸عہ
میلاد محمدی	۳ر	مولود عزیزی	۲ر	مفید المبتدی	۲ر	حلوائے بہیفہ فی سیر	؏
قصۂ [illegible] عرش	ار	میلاد پنجتن	۲ر	قرآن شریف جلی قلم		حلوائے بادام فی سیر	؏
[illegible] نعت حصہ اول	۲ر	رحلت بتول	۱۰ر	مترجم مجلد قابل قدر	صہ	حلوائے پستہ فی سیر	؏
ایضاً حصہ دوئم	۲ر	مجموعہ نجم الضیا	۳ر	ایضاً جلی قلم	؏	گلقند آفتابی فی سیر	۸عہ
ایضاً حصہ سوئم	۳ر	تماشۂ عجائب	۵ر	ایضاً معرا	۸عہ	لعوق نزلہ نزلہ کی شکایت	
ایضاً حصہ چہارم	۲ر	الف لیلہ با تصویر	۸عہ	دیوان داغ	عہ	فوراً جاتی رہتی ہے	۱۰ر
جلوس معراج	۳ر	داستان امیر حمزہ	عہ	گلزار داغ	عہ	روغن مغز با مقوی دماغ	۴ر
گلدستۂ نعت	ار	نور [illegible] اردو	۶ر	آفتاب داغ	عہ		
منظر النور بہار خلد	۳ر	گلستان جلی قلم	۸ر	دیوان ذوق	۴ر		
بہار ولادت	۱۰ر	بوستان مترجم	۱۰ر	دیوان غالب	۴ر		
مولود فدا قابل دید	۸ر	سکندر نامہ	۱۲ر	دیوان لطف	۳ر		
رحمت الرحیم	۵ر	گلشن جانفزا	۶ر	صبح ازل شام ابد	۴ر		
زیور ایمان		زلیخا جلی قلم	۸ر				
یہ مولود عورتوں کی		دلائل الخیرات	۱۲ر	چند مجرب ادویات			
زبان میں قابل دید ہے	۶ر	وظیفۂ کریما	۸ر	دوائے سوزاک کی شیشی	۴ر		
رہنمائے اجمیر شریف	۵ر	رموز العارفین	۴ر				

انکے علاوہ ہر قسم کی ادویات اور تمام قسم کی کتابین ہمارے یہان موجود ہین دوائین سب سریع التاثیر اور مجرب ہین کتابین بہت خوشخط اور قابل دید ہین۔ فرمائشین وی۔ پی یا نقد قیمت پر روانہ ہوسکتی ہین۔ کوئی فرمائش عہ سے کم روانہ نہین ہوتی محصول ڈاک ہر حالت مین ذمہ خریدار۔

تمام فرمائشین بنام محمد حسین مولودخوان شاگرد عطار ڈگی بازار اجمیر شریف آنا چاہئین
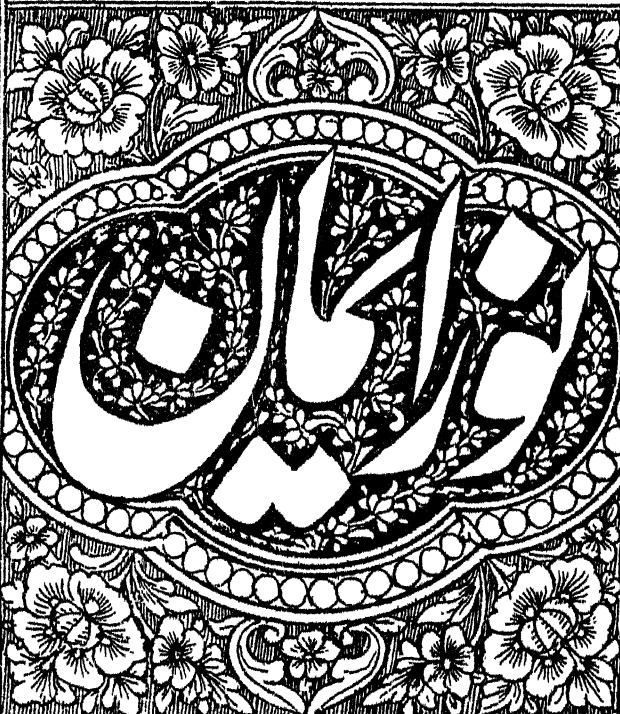
قد جاءکم من اللہ نور و کتاب مبین

الحمد للہ کہ این مصباح زجاجۂ عرفان شمع فانوس ایقان مایۂ تنویر جان انسان عین الانسان المسمی بہ

نور ایمان

تصنیف قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین حضرت مولانا مولوی محمد عبد السمیع صاحب بیدل قدس اللہ سرہ العزیز ساکن رامپور ضلع سہارنپور

در مطبع ہاشمی واقع میرٹھ مطبوع شد

عبد السمیع بیدل اور اللہ رسول کی صفات - وہی مثل ہی چھوٹا مُنہ بڑی بات
اِس زبان کثیف کو اُس نام لطیف سے کیا مناسبت - خاک کو عالم پاک سے کیا
نسبت - بھلا جسکا بال بال خطا و نسیان بھرا ہوا ہو اُس سے یہ پاک عمل سراسر
صواب کیونکر ادا ہو - لیکن کیا کیجئے چین نہین پڑتا کہ یہ نام نہ لیجئے - کبھی دل
اور زبان کو اِس نام سے تجمل دیا جاتا ہی کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور کبھی روح روانکو
اِس نام سے تازہ کیا جاتا ہی کہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ سر پھر کے یہی دو نام - انہی
دو کی اطاعت سے اہل ایمان کا حسن انجام وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ
فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا[ل] اور مجالس خیر مین جو اتفاق حاضری ہوتا ہی - وہان بھی یہی
ہوتا ہی کسی نے فرمایش کی کہ محبین کو حبیب رب العالمین کا ذکر شیرین سنا دو -
کسی نے خواہش کی کہ ترک معاصی و قطع علائق دنیا کی نسبت فرمان الٰہی پہنچا دو -

ل اور جسنے اطاعت کی اسکی اور اوسکے رسول کی وہ پہنچا بڑی مراد کو ۱۲

اگرچہ نہ وہ میری لیاقت نہ یہ میرا منصب۔ مگر بمقتضای المامور معذور دونو کام
کئے جاتے ہین کہ الامر فوق الادب۔ **باقی رہا شعر و سخن** اور شاعری کا فن نہ
مجکو شاعریت کا دعوی ہے۔ نہ شاعرانہ تخیلات اپنا شیوہ۔ ہان سن بارہ ۱۲۷۰ سو ستر
ہجری نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مین جو بارادہ کسب علوم دینی شہر جان آسای راحت
افزای دہلی مین جانا ہوا۔ حضرت مولنا و مولی العالمین مفتی **صدر الدین** رفع اللہ
روحہ الی علیین و دیگر اکابر علماء دین سے درس علوم معقول و منقول شروع کیا۔
اُن ایام مین باقتضای عنفوان شباب دلمین یہ بھی ایک موج آئی۔ کہ جناب نواب
نجم الدولہ دبیر الملک اسد اللہ خان **غالب عرف مرزا نوشہ** دہلوی سے شعر مین
اصلاح لینی ٹھیرائی۔ تب البتہ عاشقی و معشوقی کے مضامین مروجہ رسمیہ ابنار زمان کی
طرز پر لکہتا تھا لیکن اُن مضامین پر دلدادہ و فریفتہ نتھا۔ اسیوجہ سے اُنکو بحفاظت
تمام لکھہ کر محفوظ رکھتا نتھا۔ چنانچہ اکثر غزلین اُن وقتونکی لکھی ہوئی ایسی منتشر
ہو گئین کہ اُنکا کہین پتا نہین۔ مگر ایک قدردان سخن نے اُن مین سے کچھ اشعار
بمشقت فراہم کئے ہین۔ اور شاید طبع کرانیکے درپے ہین۔ الحاصل اُس طرز پر شعر گوئی
کوئی دن ہوے۔ پھر یہ بات دلمین متمکن ہوئی۔ کہ اب سے اگر احیانًا کبھی شعر گوئی
کا خیال آیا کرے۔ تو اپنا اندیشہ مضامین زلف و سنبل مین پیچتاب نکھایا کرے۔
بلکہ اشعار مین یا حمد و نعت کا رنگ ہو۔ یا امور دینیہ مین ناصحانہ ڈھنگ ہو۔
چنانچہ متفرق کبھی کبھی اوقات فرصت مین لکھنے سے اسقدر سرمایہ قلیل فراہم ہوا
ہجوم امراض و وفور اشغال سے مہلت کم ملی اسلیئے لکھنا کم ہوا۔ ناظرین کو اس
کتاب کے حواشی کا بھی پڑہنا ضرور ہے۔ کیونکہ بعض مواقع مین دلائل کی تشریح اور

بعض مقامات مین اسناد احادیث و مسائل کی توضیح مسطور ہی۔ اور جو مضمون
اکثر عام طور پر مشہور و مروج دیکھا گیا اُسپر حاشیہ نہین لکھا گیا۔ اب حضرت مجیب
الدعوات سے بجاہ سید الکائنات دعا یہ ہی کہ یہ ہدیہ گو قلیل ہی مگر محض اُسکے لطف جمیل اور فضل
جزیل سے قبول ہو۔ اور اُسکی امداد سے یہ مجموعہ گلدستہ مجالس ذکر اللہ و ذکر الرسول
ہو۔ اور جبتک اپنی حیات ہو۔ امداد الٰہی کا کرشمہ اپنے ساتھ ہو۔ پھر روز قیامت صحیفہ
اعمال دست یمین مین ملے اور مین پکارون ھَاۤؤُمُ اقْرَءُوْا کِتَابِيَهْ [1] اور حضرت
احکم الحاکمین کے فرمان واجب الاذعان سے بہشت ابدی مین مقیم ہون۔ فِيْ [2]
جَنَّةٍ عَالِيَةٍ قُطُوْفُهَا دَانِيَةٌ اور لذائذ روحانی کے خوانون پر اذن پاؤن
كُلُوْا [3] وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔا بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِي الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ اور تجلیات جمال
حضرت ذو الجلال سے حسب دلخواہ حظ اوٹھاؤن وُجُوْهٌ [4] يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰى
رَبِّهَا نَاظِرَةٌ مینے اس مجموعہ کا نام نور ایمان رکھا خداوندا جو اسکو پڑھین اُن کو
تجلی ایمان سے پر نور کیجو۔ اور اُنکے دل حصول مقاصد سے مسرور کیجو۔ یا سمیع الدعا
تیری حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت مین آیا ہی کہ اللہ کریم کی جناب مین جو
سائل ہاتھہ دعا کے لیئے اوٹھاتا ہی۔ اُسکا ہاتھہ موہبت غیبی سے خالی نہین جاتا ہی۔

---

[1] سورہ حاقہ پارہ تبارک الذی مین ہی کہ جب مسلمان تابع فرمان کو نامۂ اعمال دہنے ہاتھہ مین ملیگا تب وہ خوش ہوکر حاضرین عرصات کو اپنا نامۂ اعمال دکھائیگا اور کہیگا ھَاۤؤُمُ اقْرَءُوْا کِتَابِيَهْ یعنی ای حاضرین لو پڑھو میری کتاب ۱۲

[2] بہشت بلند مین جسکے میوے جھک رہے ہین ۱۲

[3] جنت مین اصحاب الیمین کو یہ حکم دیا جائیگا كُلُوْا وَاشْرَبُوْا الخ یعنی کھاؤ اور پیو خوشگوار اُسکے بدلے مین جو کہ تمنے بھیجا ہے پہلے دنون مین یعنی جو اعمال صالحہ دنیا مین کیے ہین ۱۲

[4] کتنے مونہہ اُسدن تر و تازہ ہونگے اپنے رب کیطرف دیکھتے ۱۲

الٰہی یہ بشارت حدیث میری کامیابی کا وسیلہ کیجیو حبیب و دامان دعا آلی مدعا سے بھر دیجیو۔ آمین آمین آمین یارب العالمین۔ وصلے اللہ تعالےٰ علی خیر خلقہ و نور عرشہ محمد و آلہ و اصحابہ و اولیاء امتہ اجمعین

برحمتک یا ارحم الراحمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

گویم اول حمد رب ذوالجلال
آن قدیم لم یزل ہم لایزال

بعد ازان خوانم درود با صفا
بہر ترویج جناب مصطفےٰ

نور او اول نقاب از رخ کشید
جملہ عالم بعد ازان آمد پدید

ہر کہ دارد اشتیاق ذکر او
جو بیداز بیدل مذاق ذکر او

ابتداے فضائل بسم اللہ

ہر عمل مین بندگان با خدا
کرتے بسم اللہ سے ہین ابتدا

نوح نے چاہی جو کشتی کی نجات
پہلے بسم اللہ مجریہا کہا

دیکھو بسم اللہ کو قرآن مین
پہلا کلمہ ہے کلام اللہ کا

اور قلم نے لوح پر روز ازل
لفظ بسم اللہ تھا اول لکھا

روضۂ جنت مین بسم اللہ سے[1]
بہ رہی ہین چار نہرین جانفزا

جو پڑھیگا دل سے بسم اللہ کو
چارون نہرون مین وہ حصہ پائیگا

[1] ۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج مین دیکھا کہ جنت کی چارون نہرین بسم اللہ سے جاری ہین پانی کی نہر میم بسم اللہ سے اور جوے شیر چشمۂ ہاے اللہ سے اور شراب طہور کی نہر میم رحمٰن سے اور شہد کی نہر میم رحیم سے اور فرمایا اللہ تعالےٰ نے اے محمد جو کوئی مجھکو ان اسما سے یاد کریگا مین اسکو ان چارون نہرون کی چیزین پلاؤنگا یہ پوری روایت جسکو دیکھنی ہو تفسیر روح البیان مین دیکھے ۔ ۱۲

جو کرے تعظیم بسم اللہ کی — ہوگا صدیقین مین روز جزا
لینگے اونیس[1] حرف بسم اللہ کے — نار کے اونیس[1] فرشتوں سے بچا
مرتے دم اور قبر مین پھر حشر مین — کام بسم اللہ دیگی جابجا
کھولے لاکھوں قفل بسم اللہ نے — دی ہے کنجی حق نے کیا مشکلکشا
وردِ بسم اللہ کردیتا ہے دور — ہر مرض ہر درد ہر غم ہر بلا
صدق دل سے کہکے بسم اللہ کو — مانگ ہر حاجت کریگا حق روا
کھانے اور پینے مین بسم اللہ پڑھ — پائیگا تو برکت و نور وصفا
بائی الصاقی بسم اللہ[2] سے — جو ہوا ملصق وہ واصل ہوگیا

لکھی بیدل شرح بسم اللہ خوب
تجھسے راضی ہو خدا اور مصطفےٰ

حمد خدا وعرض دعا بتوسل مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

ہے دلِ معبودِ مطلق مین جو ہنگام رقم میرا — تو سجدہ کرکے ہر ہر کلمہ لکھتا ہی قلم میرا
الٰہی مرتے دم جائے بدل عشرت سے غم میرا — ترا جلوہ ہوا آنکھونمین جب آنکھونمین ہے دم میرا
رکیگا مدح سے کب خامۂ ندرت رقم میرا — جفا سے کوئی ظالم سر بھی کردے گر قلم میرا

[1] یہ اونیس حرفونکا لطیفہ حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اللہ تعالےٰ نے دوزخ پر اونیس موکل سردار کیئے ہین اُن مین کا ایک ایک فرشتہ ستر ہزار آدمی کو ہاتھہ کی ہتیلی مین رکھہ کر جہان چاہے پھینکدے پس جو شخص بسم اللہ الرحمن الرحیم صدق دل سے وردر کہیگا دوزخ کے اونیس سردارونکی گرفت سے محفوظ رہیگا ۱۲

[2] بندہ کمال درجہ کثافت مین واقع ہوا ہے اور اللہ تعالی انہایت درجہ پاک ہے پھر ملین توکیونکر اسکا طریقہ یہ رکھا گیا کہ بندہ اللہ کے اسماء پاک سے لپٹ جائے شدت سے اتصال کرے تب ملجائیگا یہ اشارہ بار بسم اللہ مین ہے کہ لفظ با موضوع حقیقت الصاق کیلئے ہے باقی معانی مین مجازاً مستعمل ہے ۱۲

خیالاتِ دو عالم نفی لا سے محو کرتا ہون
نہ شکل غیر سے بنجائے دل بیت الصنم میرا

موحد ہون محب مصطفےٰ ہون اہل سنت ہون
مرا ہادی محمد ہی وہ شاہ ذی حشم میرا

نہین اہل حسد کے ردّ و کد سے کچھ ضرر مجھکو
عقیدہ کرچکے تسلیم سب اہل حرم میرا

مرے شعر و سخن مین نام اللہ و نبیؐ کا ہی
یہ سکہ کیون نہ رائج ہو عرب سے تا عجم میرا

خدا کی راہ مین مٹنے سے ہوتی ہی بقا حاصل
ہوا آخر بقا باللہ مٹ مٹ کر عدم میرا

پھریرا میرے نیزہ پر رہے نصر من اللہ کا
صف اعدا مین اونچا رکھیو مولیٰ علم میرا

رہے چلتا الٰہی مرتے دم تک تیری طاعت مین
قدم میرا قلم میرا درم میرا یہ دم میرا

قدم سست اور کٹھن منزل ہی مولیٰ دستگیری کر
رہا جاتا ہی تن گر گر کے جون نقش قدم میرا

ڈرا کر شعلۂ دوزخ سے مت آنکھین دکھا زاہد
خدا ابھی تو نے دیکھا ہی وہ رب ذو الکرم میرا

خدارا سو نہین کرتا خطائین مجھسے ہوتی ہین
وہ ہی فضل و کرم اسکا یہ ہی جور و ستم میرا

بچائین کاش محشر مین یہ کہکر مصطفےٰ مجھکو
یہ بیدل ہی غلام خاص بے دام و درم میرا

نعت سید الکائنات صلے اللہ علیہ وسلم و ذکر بعض معجزات

لکھون گر وصف شیرین لعل لبہای پیمبر کا
لپٹ جا ہی زبان خامہ کو لب تشنگی مسطر کا

ترے آگے فریدون کیا ہی کیا رتبہ سکندر کا
تو حاکم ہی زمین کا آسمان کا بحر کا بر کا

تری اونگلی اوٹھی اور ہوگیا مہتاب دو ٹکڑے
زبان تیری ہلی اور آفتاب اولٹے قدم سرکا

بند ہا دندان و چشم و خط و لب سے کیا ہی گلدستہ
سمن کا نرگس شہلا کا ریحان کا گل تر کا

بنی عالم مین یون ہی جیسے مصدر اپنی گردانین
جدا بھی سب سے شامل بھی ہی سب مین لفظ مصدر کا

نہ ہوتا خاک کے مرکز مین گر وہ کعبۂ خوبی
فلک کیون طوف کرتا رات دن خاک حکر کا

نتھا منظور حق کو اُنکے ہمتا کا نظر آنا
کیا پیدا نہ سایا بھی قدر شاخ صنوبر کا

اونہی کا پرتوہ ہی ہر طرف ہر دلمین ہر جا مین
چراغ ماہ سے ہو چاندنا جسطرح ہر گھر کا

کلام نو تو اُس شیرین سخن کا قسم اول ہے
دوبارہ بات مین بھی ہی مزہ قند مکرر کا

درِ دولت سرا اُس رشک خورکے آنے جا جیسے
مقام اک جا ہوا ہی باختر[۱] کا اور خاور کا

گلاب اور کیوڑیکی بو ہی گر اُسکے پسینہ مین
ہی کا کل عطر مجموعہ سراسر مشک و عنبر کا

ترے گیسو سے اسپر بھی لپٹ اک چلگئی ہو گی
کہ ہی بازار گرم ابتک شمیم مشک اذفر کا

پیمبر جتنے ہو گذرے ہین سبکا تو ہی ماخذ ہی
وہ سب کے سب ہین ماضی اور تو مصداق مصدر کا

لعاب جانفزا ڈالا تو چاہِ شور کا پانی
یہ شیرین بنگیا شربت ہی گویا شہد و شکر کا

پکارا العطش لشکر تو پھر دست مبارک مین
یہ جوشش تھی کہ ہر انگلی بنی فوارہ کوثر کا

تری جو نعت لکھی پہلے لازم ہی کہ لے آوے
سیاہی چشم غلمان کی قلم جبریل کے پر کا

زمین[۲] اک دامن گسترہ ہی شاہا ترے آگے
ہی زنبیل فلک اک کاسہ تیرے سائل در کا

کبھی سورج نکلتا ہی کبھی چاند آچمکتا ہے
دکھا دین آپ بھی پتہ جلوہ روی انور کا

(ن) [illegible] دکھا دی آپنی جلوہ روی انور کا

معاصی کیا گنون اپنی یہ عمر ناگفتہ بہتر ہے
زبان تھک جائے چھیڑون ذکر گر مر سے کمتر کا

وہ تر دامن ہون گر دامن ذرا اپنا نچوڑا جائے
تو ہر قطرہ مین طوفان موجزن ہو سو سمندر کا

مگر تو ہی جو کشتیبان تو خوش ہون کچھ نہین ہے غم
نہ فکر بادبان مجکو نہ مجکو غم ہے لنگر کا

سیہ دل ہون تو غم کیا ہی رنگ الفت کا عطا کیجے
طفیل پارس آہن کو بھی رنگ آجاتی ہی زر کا

کہان ہٹکا پھرے بیدل نوازش کیجئے شاہا
کہ یہ بیچارہ مسکین گدا ہے آپکے در کا

[۱] باختر بمعنی مغرب دخاور بمعنی مشرق ۱۲

[۲] زمین اور آسمان سب کا وجود نور محمدی سے منشعب ہوا تو گویا سب سائل ہین فیضان محمدی کے ۱۲

نعت فارسی

ای بندہ سر ختم کن فرمان محمدؐ را
شو گوی صفت تابع چوگان محمدؐ را

او مرہم داغ دل سرسبزی باغ دل
کردند چراغ دل ایمان محمدؐ را

گلزار دو عالم شد چون منشعب از نورش
در ہر گل و برگے بین الوان محمدؐ را

چون سر احد ظاہر از خلقت احمد شد
عرفان الٰہی دان عرفان محمدؐ را

رنگ چمن ہستی شد جلوہ گر از نورش
ای دیدہ تماشا کن بستان محمدؐ را

مہتاب از و تابان خورشید از و رخشان
دیدم ہمہ جا نورے تابان محمدؐ را

گر تا بہ ابد پرّد شہباز خیال خلق
ہرگز نرسد بام ایوان محمدؐ را

حق محرم راز او محرم راز حق
داند چہ کسی راز پنہان محمدؐ را

کنہ وصف احمد در شعر و غزل ناید
در وصف محمدؐ خوان قرآن محمدؐ را

مزمّل و ہم طاہا مدثر و ہم یٰسین
تفسیر بود شان ذیشان محمدؐ را

یکجان من مسکین باشد چہ نثار او
جان دو جہان قربان یکجان محمدؐ را

او چارہ نمای ما و جملہ دوای ما
حق کرد شفای ما درمان محمدؐ را

بیدل چو ہمی خواہی در ظل خدا بودن
برگیر بفرق خود دامان محمدؐ را

وقت ولادت مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم موسم بہار کی دھوم اور حور و ملائک کا ہجوم

ربیع الاوّل آیا شہرہ ہے میلاد احمد کا
ہوا اقطار عالم میں نزول انوار بیحد کا

روایت ہے کہ تھی فصل بہاریں گلفشاں اُسدم
قدم جب گلشن ہستی میں آیا اُس سہی قد کا

گھٹا چاروں طرف چھائی نسیم جانفزا آئی
کھلا با فرّ و زیبائی چمن عیش مخلّد کا

ہوئی ہے سبز سر پوشاک سبزان گلشن کی
ملا ہے سرخ حلہ گل کو دیبائے مورّد کا

یعنے گلابی ۱۲

کھڑا ہی گر لبِ جو نخلِ گل بلقیس کی صورت
حباب جو ہی نقشہ گنبدِ صرحِ ممرّد کا

پھنسا جاتا ہی دل امواجِ دریا کی لطافت مین
شکن لہرونکا گویا جال ہی زلفِ مجعّد کا

ہر ایک گل دفترِ عرفان بنا عارف کی نظرون مین
ہر ایک غنچہ مقفل درج ہی اسرار سرمد کا

ہوا نے کچھ تو لہرایا طرب کا جوش کچھ آیا
لچک جاتا ہی قد تن تن کی شمشاد سہی قد کا

بہار سبزہ و گل سے خجل لعل و زمرد ہین
اُوڑا جاتا ہی رخسے رنگ یاقوت و زبرجد کا

برنگِ سبزہ اوگتی ہین زمین سے تار نظارہ
سنا ہی غل جو اُس منظورِ حق کے آمد آمد کا

عیان ہی شاخہای نرگس و گلہای نرگس سے
عیونِ[1] منتظر کا رنگ اور اعناق ممتد کا

یہ شاخین کل مذاہب کی قلم ہو جائینگی ایک ایک
نہال شرعِ مثبت ہوگا گلہای مجدد کا

چھپا اصلاب مین جلوہ تھا جسکا عہد آدم سے
ہی بطنِ آمنہ سے اب ظہور اُس نسترن خد کا

کھڑے ہین اسطرف جبرئیل[2] اُدہر حاضر ہین میکائیل
پرستاری ہین حورین رکھتے ہین شیوہ خوشامد کا

فرشتے ملتجی ہین اظہر اظہر یا رسول اللہ
یہ خواہش ہے کہ اے مولیٰ دکھا جلوہ محمد کا

فرشتون نے تو اظہر کہکے دیکھا سب ظہور اُسدم
الٰہی ہمکو بھی جلوہ دکھا اُس نور سرمد کا

وہ کیا دل ہی نہو جس دل مین عشق مصطفیٰ بیدل
وہ آنکھین کیا نہو جن کو مزہ دیدار احمد کا

عروج مدارج مصطفیٰ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم

قدردان رب العلیٰ ہی آپ کا
عرش فرش پا کیا ہی آپ کا

[1] عیون منتظر یعنی چشمہای نگران و اعناق ممتد یعنی گردن ہای دراز انتظار کے وقت قاعدہ ہی گردن بڑھا بڑھا کر دیکھتے ہین تو گویا شاخہای نرگس چشم گلہائے نرگس سے حضور کی تشریف آوری کو منتظرانہ ہر طرف دیکھ رہی ہین۔ ۱۲ * ۱۲

[2] جبرئیل و میکائیل کا حاضر ہونا کتاب شرف الانام مین ہے اور یہ تصنیف ہی احمد بن علامہ قاسم بخاری کی جو صاحب صحیح بخاری کی نسل مین ہین اور حورون کا حاضر ہونا اکثر کتب مین ہے اور اظہر اظہر کہنا فرشتے کا ابن جوزی کے مولد مین ہی اور روایت بالمعنی ابن حجر کے مولد مین بھی ہے۔ ۱۲

دو قدم مین جو کرے کونین طے — وہ براق برق پا ہی آپ کا
آپ کی مسند ہی تخت اجتبا — خاص تاج اصطفا ہی آپ کا
ہی مدد حسن قدم کی دمبدم — ہر دم اک جلوہ نیا ہی آپ کا
کیون نہ عالم کو محبت تجسے ہو — نام محبوب خدا ہی آپ کا
حور و غلمان آدم و جن و ملک — سب مین چرچا جا بجا ہی آپ کا
پھرتے ہونگے بخشواتے خلق کو[۱] — یہ قیامت مین سپا ہی آپ کا
قلب مردہ کو جلا دیجے مرے — زندہ کرنا معجزا ہی آپ کا
آب و گل جسدن ہوا میرا خمیر — عشق طینت مین گندھا ہی آپ کا
اِس گدا پر کیجے للہ اک نظر — یہ جو بیدل مبتلا ہی آپ کا

کلام حسرت بار کاہنہ در رشک تزویج[۲] عبد اللہ با آمنہ

گیا اے ماہ تابان تو کدھر تھا — وہ جلوہ اب نہین جو پیشتر تھا
بتا وہ نور ربانی کدھر ہے — جو پیشانی مین تیرے جلوہ گر تھا
کہان وہ چاند پہنچا جسکے غم مین — کتان کی طرح چاک اپنا جگر تھا
نہ تھی کچھ وصل کی تیرے تمنا — مرا دل مبتلا اُس نور پر تھا

[۱] انس بن مالک نے کہا یا رسول اللہ آپ میری شفاعت کیجے گا فرمایا کرونگا انشاء اللہ تعالی عرض کی کہ آپکو کہان ڈھونڈھون فرمایا صراط پر عرض کی اگر وہان نہ پاؤن فرمایا میزان پر عرض کی اگر وہان بھی نہ پاؤن فرمایا حوض پر مین ان تین موقع سے الگ نہ ہونگا۔ نزہۃ المجالس باب الخوف ۱۲ ؎

[۲] یہ وہ قصہ ہے جسکو ابو نعیم اور ابن عساکر وغیرہ محدثین نے روایت کیا ہے کہ ایک عورت نے حضرت عبد اللہ کو اپنی طرف مائل کرنا چاہا وہ اُسکے کہنے مین نہ آئی چلی گئی جناب آمنہ سے اُنکا نکاح ہوا اور نور محمدی جناب عبد اللہ سے جدا ہو کر بطن آمنہ مین سپرد ہوا تب وہ واپس اُس عورت کے پاس آئے اُسوقت اُس عورت نے اعراض کیا کہ میری غرض اُس نور کا لینا تھا اُسوقت ای ماہ تابان تو کہان چلا گیا تھا ۱۲۔

حسین مہ لقا تو بھی ہے لیکن — مرا مطلوب وہ رشک قمر تھا

مجھے اُس زلف و رخ سے ہو وہی نسبت — یہی نالہ میرا شام و سحر تھا

ہما ہاتھوں مین آیا پھر گیا چھوٹ — یہ کیسا جذبۂ دل بے اثر تھا

مقدر مین تھا بی بی آمنہ کے — مری قسمت مین کب یہ گنج زر تھا

عبث اُس کا ہنہ کا غم تھا بیدل — ہوا وہ حق کو جو مد نظر تھا

دُنیا و مافیہا ہمہ فانی ولا بقا

ہائے دنیا مین آکے کیا دیکھا — چلتا بس اثرِ فنا دیکھا

ابھی پھولا پھلا کھڑا تھا چمن — ابھی سب پھول پھل گرا دیکھا

تھا ابھی وصل پھر جو آنکھ کھلی — یار آغوش سے جدا دیکھا

دن ہوا رات صبح شام ہوئی — یہ زمانہ کا ماجرا دیکھا

دل مین بیٹھی جو ضرب الا اللہ — کل جہان زیر نفی لا دیکھا

دار فانی مین آدمی کیا ہے — بہتے پانی مین بلبلا دیکھا

جب پڑھا کل من علیہا فان — سب کو نابود و لا بقا دیکھا

ذی نفس جو ہین اُن کو مثل نفس — ادھر آیا ادھر گیا دیکھا

دیکھے دنیا مین خستہ دل لاکھون — پر نہ بیدل سا مبتلا دیکھا

مناجات غیر منقوط

کو دل کو مال و درہم داورا — صد گرہ در کار دارم داورا

آمدم در ورطۂ ہم داورا — ساحلم در دہ کہ مردم داورا

آہ وا درد اسموم دہر کرد — موسم آرام در ہم داورا

عسر کارم را مده الحاح کس
دارد رعالم مکرم داورا

راح روح آور کرا در کام دل
کرد دہرم در گلو سم داورا

لمحہ لمحہ درد وہر دم آہ گرم
گم رہ آرام کردم داورا

کرد دل را آدر دمعدوم وہلاک
اکرم اللہم وارحم داورا

[illegible] ۱۱۸۱

سخن در منع عزم کوفہ شدن اصحاب کرام ہنگام عازم بودن حسین علیہ السلام

سب نے کی عرض کہ شہزادۂ حیدر مت جا
ای حسین ابن علی سبط پیمبر مت جا

صدمے وان پہونچے علی اور حسن کو کیا کیا
جانا کوفہ کا تو ہر گز نہیں بہتر مت جا

حق نما آئینہ ہے رخ تیرا اندھے ہین وہی
لیکے اندھون مین یہ آئینہ سکندر مت جا

سنگ باران سے بچا جام بلورین اپنا
ایسے لوگون مین جو پتھر سے ہین بدتر مت جا

گل شاداب نبی اپنے چمن سے نہ نکل
نازنین پھول ہے تو کانٹون کے اندر مت جا

چلتے ہین صرصر آفات کے مظلم جھونکے
شمع رو قلعۂ فانوس سے باہر مت جا

بوسعید ابن عمر جابر و ابن عباس
تھا یہی کلمہ سب اصحاب کے لب پر مت جا

بیدل اُس شاہ کو مقتل مین قضا لے ہی گئی
کہتے سب رہ گئے ای دین کے سرور مت جا

نعت مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم و دعای فوز مدعا

کسکو یہہ رتبہ ہے یا احمد مختار نصیب
عرش پر کسکے قدم کو ہوئی رفتار نصیب

دل وہ پایا کہ ہوی وحی کے اسرار نصیب
آنکھہ وہ جس سے خدا کا ہوا دیدار نصیب

آپ کے در پہ ہوا یکبار اگر بار نصیب — میری تقدیر پہ قربان ہو سو بار نصیب

ہمکلامی ہو مجھے اُنسے یہ تقدیر کہاں — بدلے گفتار کے ہے حسرتِ گفتار نصیب

خواب مین گر وہ جمال آئے نظر تو جانون — جاگ اُٹھا میرا اسقدر ہوی بیدار نصیب

افق غیب سے طالع نہوا بدر مراد — اے مرے طالع بد میرے سیہ کار نصیب

رحم فرمایئے یا شاہ نبی الرحمہ — درد پر درد مین آزار پہ آزار نصیب

آپکے صدقہ مین ای فاتح باب الجنہ — ہو مجھے جنت فردوس کا گلزار نصیب

کب وہ دن ہوگا الہی کہ بجھیگی یہ عطش — ہونگے بھر بھر کے مجھے ساغر سرشار نصیب

حب احمد مین ہوی میرے ہزارون دشمن — سچ ہی ہوتا نہین گل بیخلش خار نصیب

کیا ہوا ایک تہا مین موسی کا عصا ایک ہی تھا — کیا کید سحرہ[1] کو کیا ادبار نصیب

شکرین لب کے مناقب مین شکر ریز ہین لب — یارب اس قند مکرر کا ہو تکرار نصیب

نیشکر کا ہی گمان اپنے نئے خامہ پر — ہو رہے ہین جو مضامین شکربار نصیب

کسطرح دون تجھے دندان نبی سے تشبیہ — کچھ تو ہو تجھمین جلا اے در شہوار نصیب

چاند کس مونہہ سے ہو اُس رخ کا مقابل کہ اُسے — صاف بیداغ نہین صفحۂ رخسار نصیب

شمس کچھ ہوتا شبیہ آپ کا ہوتے جو اُسے — زلف و چشم سیہ و ابروئے خمدار نصیب

یہ نبی ہمکو ملے یا کہ ید قدرت سے — ڈھلکے سانچے مین ہوئی رحمتِ غفار نصیب

تکریگا وہ کبھی سایۂ طوبیٰ کو پسند — ہو پیمبر کا جسے سایۂ دیوار نصیب

۱؎ - سحرہ بفتحات ثلثہ جادوگرون کو کہتے ہین جمع ساحر جب فرعون کے جادوگرون نے ایک میدان میل بھر چوڑے اور میل بھر لمبے مین شعبدہ اور نیرنگ سازی سے تمام سانپ ہی سانپ پھیلا دیئے تب حضرت موسیٰؑ نے اپنا عصای مبارک چھوڑدیا وہ ایک بڑا سانپ بن گیا اور اُس نے مونہہ کھولا تو اتنی ہاتھہ چوڑا اتھا اُس مونہہ مین سب سانپونکو نگل گیا یہ قصہ بتفصیل مفسرون نے سورۂ اعراف مین لکھا ہے - ۱۲

ابنیا اور رسل تحت لوا ہون جن کے — ایسے ہوتے ہین کہین قافلہ سالار نصیب

کبک دیکھے بہت اور سرو خرامان لاکھون — پر نہ وہ قامت موزون نہ وہ رفتار نصیب

موم ہو جاتے ہین پتھر بھی قدم کے نیچے — کسکی رفتار مین ہوتے ہین یہ آثار نصیب

اُس کو اکسیر گنو کحل جواہر سمجھو — خاک پا اُنکے جو ہوا ی اولی الابصار نصیب

روی پر نور نبی کا ہون ثنا خوان بیدل — گور تاریک مین ہونگے مجھے انوار نصیب

نعت فارسی

مصطفی را عز و شان دیگرست — شان اورا قدر دان دیگرست

پیکرش بنود ہمین چار اخشیج — گوہر پاکش زکان دیگرست

حسن خوبش را مگیر از گل قیاس — کین بہار از گلستان دیگرست

واصفش جبریل و بلبل محو گل — ہر یکے را مدح خوان دیگرست

جای موسیٰ طور و جایش فوق عرش — ہر مکینے را مکان دیگرست

سایہ ہر سرو چمن دارد مگر — سرو قدش کز جہان دیگرست

میم احمد را گرہ نتوان کشود — کین معما داستان دیگرست

طرفہ قوسین اند این دو ابروش — قاب قوسینش کمان دیگرست

بین قران طرفہ در زلف و رخش — اے منجم این قران دیگرست

درد عشقش بر نتابد ہر کسے — محو این غم جانفشان دیگرست

مدعی تا کے فغان بے اثر — سوزشش دل را دخان دیگرست

بو الفضولان را درین وادی چہ کار — کین سفر را کاروان دیگرست

پیش جالینوس و افلاطون مرد — داروی دل را دکان دیگرست

دم زمدح روے رنگین میزنم
مدح پاکش باید از بیدل شنید

حرف حرفم بوستان دیگرست
کین غزلخوان را بیان دیگرست

ذکر جمال باکمال حضرت حبیب صلی اللہ علیہ وسلم ذوالجلال

دیکھین صدہا ہزارہا صورت
پر کہان مثل مصطفےٰ صورت

تکتے ہین اُن کے انبیا صورت
اور دیکھے ہی خود خدا صورت

نہ بنا ایسا نقشہ[۲] اور نہ بنے
لاکھون لکھ لکھ کے دین مٹا صورت

نسبت اُس رخ سے ذرہ بھر بھی نہین
چاند سورج سے لو ملا صورت

ایک سے ایک کو تجمل ہے
نور معنی و پر ضیا صورت

کھولا زلفون نے عقدہ واللیل
کرتی ہے شرح والضحیٰ صورت

دیکھا احمد کو اور احد پایا
سوی معنی ہی رہنما صورت

قدرتی حسن کی سی آن کہان
خوبرو[۳] گرچہ لین بنا صورت

اُن لبون سے ملا نہ آبحیات
اپنے جینے کی کیجے کیا صورت

تونے سب کچھ دکھایا ای مولےٰ
مصطفےٰ کی بھی دی دکھا صورت

دل یہی چاہتا ہی اے بیدل
دلمین رکھیے یہ دلربا صورت

[۱] سورۂ طور کے آخر مین اللہ تعالےٰ نے فرمایا فَاِنَّکَ بِاَعْیُنِنَا شاہ عبد القادر نے اسکا ترجمہ لکھا ہے۔ (تو ہماری آنکھون کے سامنے ہے) اور اُن کے والد شاہ ولی اللہ نے ترجمہ فارسی اس آیت کا اسطرح کیا ہی (ہر آئینہ تو حضور چشم مائی)

[۲] نقاش ازل نے لاکھون صورتین بنا بنا کر اُنکو مٹا دیا یعنی موت دیکر فنا کیا لیکن یہہ نقشہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے نہ ایسا نقشہ پہلے بنایا اور نہ بعد کو بناوے علامہ قسطلانی نے مواہب مین لکھا ہی کہ آدمی کے کمال ایمان کی بات یہ ہی کہ اعتقاد کرے کہ اللہ تعالےٰ نے ایسا جمال کسیکو نہین دیا نہ حضرت سے پیچھے نہ حضرت سے پہلے ۱۲ [۳] خوبرو سے مراد تمام اولیا و انبیا ہین یعنی اگرچہ وہ مجاہدات و ریاضات کر کے حسن معنوی اپنے مین پیدا کرین اور صورت کو خوشنما بنا ئین لیکن رسول اللہ کے حسن خداداد کو نہین پہنچتے ۱۲

تنبیہات بر بخیلان تارک الزکوٰۃ

اہل حاجت کو دیتے ہین جو زکات
اُن سے راضی ہی قاضی الحاجات

مال کا میل تا کہ منفی ہو
کیا حق نے زکوٰۃ کا اثبات

گر کنوین سے نہ پانی کھینچا جائے
بگڑے پانی کا رنگ و ذات و صفات

ہے یہی مال اور زکوٰۃ کا حال
مال بگڑے نہ نکلے جسکی زکات

کیا مولیٰ نے فرض بندون پر
حصّہ چالیسوان کرین خیرات

رکھا اپنا تو حق یہ قدر قلیل
اور ہمپر کیئے یہ احسانات

ایک دین سات سو کا پائین ثواب
ایک سے سات سو ملین درجات

ہائے مونھہ موڑو ایسے محسن سے
اے بخیلانِ تارکانِ زکات

موت آوے جب ان بخیلون کو
ہاتھہ مل کے تب کہین ہیہات

ہائے کیون ہمنے خرچ کر نہ لیا
اب چلے چھوڑ کر یہہ سب ترکات

دل پر اُسدم ہو حسرتون کی مار
جان پر ہووے موت کی سکرات

ہو وہ حالت کہ بس خدا نہ دکھائے
وہ قلق وہ تڑپ وہ تکلیفات

لپٹے محشر مین اُن کو بنکر سانپ
اُن کا مال و متاع و مخزونات

کہے وہ سانپ ہین وہی ہون مال
جان دیتے تھے جسپہ تم دن رات

کر کے گرم اُن کا سب زر و زیور
داغ دین جسم پر بصد صدمات

دینے والے زکوٰۃ کے بیدل
ہونگے خوش خالدین فی جنّات

استدعا از حضرت مجیب الدعا

بخشیو ہمکو خدا اپنے نبی ص کے باعث
شرم رکھیو رسول عربی کے باعث

دیکھو وہ آنکھ کہ ہو عشق نبی مین بیدار
نالہای سحر و نیم شبی کے باعث

شان حضرت مین سدا ہمکو مودب کہیو
رد کئیے جاتے ہین یہان بےادبی کے باعث

کیجو سیراب ہمین ابر کرم سے اُس دم
اُٹھکے جب سینہ مین دم تشنہ لبی کے باعث

دستگیر اُنکا رسول عربی کو کیجو
مونہہ تکینگے جو کھڑے بےسببی کے باعث

پر ثمر کیجو مرا نخل تمنا یارب
نخلبند چمن مطلبی کے باعث

بیدل اور اُسکے ہواخواہونکو جنات نعیم
دیکھو حضرت کی شفاعت طلبی کے باعث

بیان معراج فوق السماء ذات الابراج

جاتے ہین معراج کو وہ شاہ عالیجاہ آج
اور ہی شان رسول اللہ ہی واللہ آج

کس تجمل سے چلی بنکر سواری آپکی
ہین فرشتے مشعلین نور کی لیئے ہمراہ آج

کسقدر اللہ اکبر ہے ملائک کا ہجوم
پانو دہرنے کو نہین بطحا مین ملتی راہ آج

کاش بنتی آج وہ نعل براق مصطفےٰ
سر ٹپکتے پھرتے ہین گردونپہ مہر و ماہ آج

چرخ ہفتم پر رہے جبریل و چارم پر مسیح
جاکے چمکا عرش پر نجم رسول اللہ آج

عام کیسے دخل وہان روح القدس تک کو نہین
خاص اُس مخلص کے خلوت کو کھلی درگاہ آج

چین سے خلوت مین جا دیکھا خدای پاک کو
دیدۂ حادث قدم کا ہی تماشاگاہ آج

چشم بد دور آج کیا اخلاص کیا انعام ہے
لیتے وہ جو کچھ ہین دیتا جای ہی [illegible] آج

جاتے ہین پھر پھر کے امت کی شفاعت کیلیئے
اُمت عاجز پہ کیا کیا رحم ہے للہ آج

دم مین کیا کیا کچھ کیا اس جزر و مد کو دیکھنا
بنگیا لمحہ سمٹ کر طول سال و ماہ آج

کل اُسی روز شفاعت یاد رکھئیے گا خصوص
ہی جو مداح آپ کا یہ بندۂ درگاہ آج

لہ معارج النبوۃ مین ہی کہ براق کے دہنی طرف اسی ہزار فرشتے اور بایین طرف اسی ہزار فرشتے حاضر تھے اور نور عرش کی شمع ہر ایک فرشتہ ہاتھ مین لیئے ہوئے تھا تمام بطحا کا میدان نور جمال سے منور تھا۔ ۱۲

خاتمہ کامل ہو گر دین رسول اللہ پر — موت کا پھر کچھ نہین غم خواہ کل ہو خواہ آج
دیکھنا محشر مین کیا کیا نور کا جب ہو گا یہ حکم — لے غزل کا اپنے اے بیدل صلہ جو خواہ آج

محبوب صلے اللہ علیہ وسلم خدا کی محبت ایمان کی صحت ہے

مصطفے اسے جسکو نسبت ہی صحیح — اُسکا دین اور اُسکی ملت ہی صحیح
حب محبوب خدا جس دل مین ہے — دعوی ایمان پہ حجت ہی صحیح
کامل ایمان ہونے ہے حب رسول — یہ حدیثون مین روایت ہی صحیح
وہ رسول پاک سے رکھیگا عشق — جسکا دل پاک اور طینت ہی صحیح
فوق ایدیہم[ف] ید اللہ پڑھ کے دیکھ — اُنکی بیعت حق کی بیعت ہی صحیح
ہے احد کا نور احمد مین عیان — دیکھ غافل گر بصیرت ہی صحیح
فرش سے اکدم مین پہنچے عرش تک — کسقدر جذب محبت ہی صحیح
یہ عروج شان محبوبی کہان — ہر نبی کی گو نبوت ہی صحیح
ہو گئے منسوخ ادیان قدیم — دین احمد تا قیامت ہی صحیح
ورد ذکر مصطفے رکھو مدام — یہ محبت کی علامت ہی صحیح

مدح بیدل پر یقین ہے غیب سے
صاد ہو یعنی یہ مدحت ہی صحیح

ف مقام حدیبیہ مین اصحاب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی تھی اُسکا بیان اللہ تعالے نے سورۂ انا فتحنا مین فرمایا ہے ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیہم جو تجھسے بیعت کرتے ہین وہ اللہ ہی سے بیعت کرتے ہین اللہ تعالی کا دست قدرت اُنکے ہاتھون پر ہے ابوالبرکات نسفی رحمہ اللہ نے تفسیر مین لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت اور عہد کرنا گویا اللہ ہی سے بیعت اور عہد کرنا ہے کچھ فرق نہین یہ آیت بھی اسیطرح ہے جیسا فرمایا من یطع الرسول فقد اطاع اللہ جسنے اطاعت کی رسول کی تحقیق اُسنے اطاعت کی اللہ تعالی کی۔ تمام ہوا کلام نسفی کا جو مدارک مین ہے ۱۲

ظہور جملہ عالم از نور محمد صلے اللہ علیہ وسلم

باغ عالم مین کھلے جو لالہ و گل شاخ شاخ
جلوہ گر کل مین ہی نور سید کل شاخ شاخ

ہر کلی ہر پھول پھل مین پاتے ہین نور نبی
کرتے ہین جس باغ و بستان مین تامل شاخ شاخ

سن لیا ہوگا کہ گل ہی جسم اقدس کا عرق
ہی چہکتی پھرتی ہر گلبن پہ بلبل شاخ شاخ

قامت رعنا کی پائی ہی جو کچھ اسمین ادا
سر پہ ہین نغمہ زن قمری و صلصل شاخ شاخ

نور حق سے نور احمد اُس سے ہی پھر کل ظہور
ہستی عالم نے یون باندھا تسلسل شاخ شاخ

حضرت موسیٰ نے بھی دیکھا نہ کوہ طور پر
آپ نے سدرہ پہ جو دیکھا تجمل شاخ شاخ

حضرت آدمؑ ہین فرماتے کہ نام مصطفےٰ[1]
پایا مینے باغ جنت مین لکھا کل شاخ شاخ

وہ نہوتے تو نہوتا کچھ بھی یہ باغ و بہار
پھوٹتی کب سبزہ و ریحان و سنبل شاخ شاخ

یہ گل رنگین ہین بامستان عرفان کے لئے
رکھدئے ساقی نے بھر کر شیشہ مل شاخ شاخ

فکر فردا کچھ نہین کرتے جو مرغان چمن
میوہ پاتے ہین یہ ارباب توکل شاخ شاخ

ہو کے رنگ آمیز مدحت رشک مانی بنگیا
وہ ہوا گلکار نقاش تخیل شاخ شاخ

اہل دل کے دل پھنسی جاتے ہین بیدل دیکھکر
تیری تقریر مسلسل کا تسلسل شاخ شاخ

فضائل نام پاک صاحب لولاک صلے اللہ علیہ وسلم

محبوب ہی کیا صل علی نام محمد
آنکھوں کی جلا دل کی ضیا نام محمد

اللہ رے رفعت کہ سر عرش خدا نے
ہی نام کے ساتھ اپنے لکھا نام محمد

جب لوح پہ توحید خدا لکھی قلم نے
مرقوم رسالت سے کیا نام محمد

تکبیر مین کلمہ مین نمازون مین اذان مین
ہے نام الہی سے ملا نام محمد

[1] یہ مواہب لدنیہ میں ابن عساکر محدث سے روایت کی ہے ذکر اسمار شریفہ مین ۱۲

ہر قبہ و ہر خیمہ و ہر قصر جنان پر — مرقوم تجلّی سے ہوا نام محمد

فرماتے ہین آدم کہ مجھے خلد برین مین — لکھا ہوا طوبےٰ پہ ملا نام محمد

تھے جن و شیاطین جو سلیمان کے مسخر — تھا اُنکی انگوٹھی پہ کہدا نام محمد [۱]

آئی یہ ندا اسے نوح ہوئی کامل تری کشتی — جب نوح نے کشتی پہ لکھا نام محمد

حرفون مین محمد کے اشارات ہین کیا کیا — کیا سر نہان سے ہے بھرا نام محمد

ہے نام مین محبوبی مطلق کا اشارا — پھر کیون نہو محبوب خدا نام محمد

ح مین ہے حیات ابدی جان بلبون کے — عشاق کا ہے روح فزا نام محمد

معجون مفرح ہوئی وہ میم مکرّر — اور دال سے ہے دلکی دوا نام محمد

اِس نام کی لذت دل عشاق سے پوچھو — جان آگئی تن مین جو لیا نام محمد

ورد اپنا ہمیشہ یہی دو نام ہین بیدل — یا نام خدا لب پہ ہے یا نام محمد

ردّ مطاعن منکرین محفل میلاد سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

شعار اہل شریعت ہے محفل میلاد — طریق اہل طریقت ہے محفل میلاد

ہے جنکو علم حقایق یہ معرفت ہے اُنہین — کہ شرح سر حقیقت ہے محفل میلاد [۲]

کیا نبی نے صحابہ مین ذکر مولد پاک — کہان مخالف سنّت ہے محفل میلاد

[۱] سیرت حلبی جلد اول مقام بشارات واخبار مین لکھا ہے کہ جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہین فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی پر نقش تھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ۱۲ [۲] واضح ہو کہ محفل میلاد شریف مین بیان ہے نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا اور اصفیاء کرام اُس نور کو حقیقۃ الحقائق کہتے ہین یعنی جسقدر حقیقتین ہین سب اُسی نور سے نکلی ہین آپکا نور درمیان جمیع حقائق اور جناب باریتعالے کے واسطہ ہے کسیکو وصول الی اللہ بغیر اس واسطہ کے ممکن نہین بلکہ محال ہے یہ مضمون نور محمدی کا حضرت مجدد الف ثانی نے جلد ثالث مکتوبات مین بیان فرمایا ہے اور حضرت شاہ ولی اللہ رح نے بھی فیوض الحرمین مین مجملاً لکھا ہے ۱۲

عموم آیۂ فلیفرحو[1] مین ہی داخل
ظہور پاک کی فرحت ہی محفل میلاد

نبی سے ملتے ہین جو کشف مین وہ کہتے ہین
پسند خاطر حضرت ہے محفل میلاد

یہ تجربہ ہے بہت اولیاء کامل کا
کہ ہر بلا سے حمایت ہے محفل میلاد

محدثین ثقات اور محققین رُوات
سبھونکا مذہب و ملت ہے محفل میلاد

اب انکی کون سُنے جو مخالف جمہور
کہین کہ سیئہ بدعت ہے محفل میلاد

عقیدہ اپنا تو رکہینگے ہم سلف کا سا
کہینگے عین ہدایت ہے محفل میلاد

ہدایت اس سے صفات نبی پہ ہوتی ہے
کبھی نہ کہیو ضلالت ہے محفل میلاد

جو ایک ہو تو کہون فیض بے نہایت ہے
شفا ہے خیر ہے برکت ہے محفل میلاد

پڑھین ادب سے ادب سے سنین ادب سے اٹھین
عجب قرینہ کی طاعت ہے محفل میلاد

بخور و عطر و فروش و منابر و قالین
نبی کے دین کی زینت ہے محفل میلاد

الگ جو اس سے ہو اُسکا گلہ نکر بیدل
کہ کرتا صاحب قسمت ہے محفل میلاد

بحث قیام وقت ذکر ولادت باسعادت علی صاحبہا السلام

نبی کی شان و شوکت ہے قیام محفل مولد
عجب تعظیم حضرت ہے قیام محفل مولد

عبث کہتے ہین بدعت ہے قیام محفل مولد
طریق اہل سنت ہے قیام محفل مولد

[1] قولہ عموم آیۃ الخ جاننا چاہیے کہ ہم اہل سنت و الجماعت کے اصول مین ٹھہر چکا ہے کہ قرات قرانی کو خاص واقعہ نزول پر منحصر نہین رکہتے بلکہ جہانتک معانی الفاظ عام ہون وہان تک اُسپر عمل کرتے ہین امام رازی اور صدر الشریعہ وغیرہ نے یہ قاعدہ تصریحًا لکھا ہے جب یہ معلوم ہو چکا اب دیکھنا چاہیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر لفظ رحمت و فضل اللہ صادق ہے یا نہین ہم کہتے ہین کہ صادق ہے علامہ قسطلانی وغیرہ محدثین نے حضرت کے اسماء مبارکہ مین فضل اللہ اور رحمۃ للعالمین کو بھی شمار کیا ہے اور قرآن شریف سے اُنکا ثبوت دیا ہے بنا علیہ جب رحمت الٰہی اور فضل خدا پر فرحت کرنیکا حکم قرآن مین صریح وارد ہے تو حضرت کے وجود باجود کے ساتھ کہ آپ خود رحمت اور فضل خدا ہین سرور اور فرحت کرنا ثابت ہو گیا محفل میلاد نام اسی اظہار فرحت و سرور کا ہے واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم ١٢

یہی اہل علم کی سنت[1] بھی دیکھ شامی مین — اسی معنی مین سنت ہے قیام محفل مولد
جو مستحسن ہے نیت کرنی منہ سے گرچہ محدث[2] ہے — تو احسن بالضرورت ہے قیام محفل مولد
نہین شامل یہ وہنا لاتقولوا کا الاعاجم مین — کب انکی رسم و عادت ہے قیام محفل مولد
دلیل نہی منفی ہی تو حکم اصل اشیا سے — لئے وصف اباحت ہے قیام محفل مولد
نہ اسمین رفع سنت ہے نہ شرک و کفر ملت ہے — یہ رد شرک و بدعت ہے قیام محفل مولد
خدا کا شکر نعمت ہے نبی کی شان رفعت ہے — یہ دونونکی اطاعت ہے قیام محفل مولد
چلے جمہور جب سنت حکمیہ یان اُس کو — صحیح از روی ملت ہے قیام محفل مولد
سوا چند آدمی کے دیکھ لو مشرق سے مغرب تک — ہوا مقبول امت ہے قیام محفل مولد
حریم کعبہ و بیت المقدس اور مدینہ مین — یہ کہتے ہین سعادت ہے قیام محفل مولد
نہون خوش مفتیان منع گر عشاق قایم ہین — تو قائم تا قیامت ہے قیام محفل مولد
ادب دلین ثنا لب پر کھڑے ہین سر و قد اُٹھکر — عجب یہ ذوق حالت ہے قیام محفل مولد
مٹاتا دل سے ظلمت ہے اٹھاتا سب کدورت ہے — بڑھاتا نور صفوت ہے قیام محفل مولد

فائدہ [1] جو طریقہ پسندیدہ دین مین جاری ہو خواہ وہ کسی کا ایجاد ہی کیا ہوا ہو اُسکو بھی سنت کہتے ہین یہ مجمع البحار مین ہے اور حلبی شارح منیہ نے لکھا ہے شریعت مین سنت اُسکو کہتے ہین کہ جو دین مین طریقہ پسندیدہ جاری کیا ہوا ہو اور واضح کہ زبان سے نماز کی نیت کرنی قرون ثلثہ سے ثابت نہین مگر مذاہب اربعہ مین جاری ہے بعضے اُسکو مستحب کہتے ہین اور بعضے سنت درمختار مین لکھا ہی وقیل سنۃ یعنی احبہ السلف او سنۃ علمارنا اور شارح شامی نے اسمین لکھا ہے کہ اسکو سنت کہنا اس اعتبار سے ہی کہ یہ علما کی سنت ہی کیونکہ یہ نبی کریم کی سنت نہین - ہم کہتے ہین جب علمار کی ایجاد کو طریقہ حسنہ اور سنت قرار دیا تو قیام مولد بھی ایسا ہی ہے امام برزنجی نے لکھا ہے کہ اس قیام کو مستحسن فرمایا ہے بڑے اماموں صاحب روایت و درایت نے پس موافق تقریر شامی وغیرہ کے اس قیام کو بھی طریقہ حسنہ و سنت کہنا صحیح ہی اور جسکو زیادہ تلاش اثبات قیام کی ہو تو میری کتاب انوار ساطعہ مطالعہ کرے کہ چوبیس ورق اُسمین صرف قیام کی بحث مین ہین واللہ ہو الہادی ۱۲

[2] محدث میم کی پیش ح کی سکون دال کی زیر سے نو ایجاد چیز کو کہتے ہین اگر نو ایجاد ہونا موجب حرمت و کراہت ہوتا تو نیت نماز کو زبان سے کہنا ضرور حرام یا مکروہ ہوتا لیکن اُسکو تو مستحسن کہا ہے پھر یہ قیام کہ جسکو جمہور علمار نے پسند کیا ہے یہی بالضرورت و بالبداہت مستحسن و احسن ہے ۱۲

حصول فیض و رحمت ہے نزول خیر و برکت ہے — وصول عشق حضرت ہے قیام محفل مولد
اٹھی جب صف بہ صف محفل کھڑا ہو تو بھی ہی بیدل — ادب کی خاص ہیئت ہے قیام محفل مولد

استحباب محفل میلاد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم

ہین اہل کعبہ کیسے قدردان محفل مولد — سدا رہتا ہی کعبہ مین بیان محفل مولد
ہی قدر اسکی مدینہ مکہ اور بیت المقدس مین — ہو کفرستان مین کیا عز و شان محفل مولد
کیا ہی جنکا دل تازہ خدا نے آب رحمت سے — رہا کرتے ہین وہ رطب اللسان محفل مولد
لکھا ہی بوسعید و ابن جزری اور قاری نے — رہے ہی سال بھر امن و امان محفل مولد
حصول مدعا ہی نور دل ہی خیر و برکت ہے — لیا روشندلون نے امتحان محفل مولد
شہود اپنا یہ خود شاہ ولی اللہ لکھتے ہین — کہ مین حاضر تھا مکہ مین میان محفل مولد
ولادت کا بیان تھا اور بلند انوار رحمت تھے — فرشتے اُترے سنکر داستان محفل مولد
تعجب ہے کہ انسانونکو اس محفل سے وحشت ہو — فرشتے ڈھونڈتے آئین مکان محفل مولد
نہ آؤ بزم مین مختار ہو لیکن ڈرو حق سے — کرو مت بدزبانی سے بیان محفل مولد
بہت ہو بچا آئی بجدا و رکھو پال مین دیکھو — کہ درہم ہو گئے برہم زبان محفل مولد
پڑا ہی پردہ غفلت کا ذرا کھلجائین گر آنکھین — تو آنکھون سے ملین سب آستان محفل مولد
مشام جان کو یاد آتی ہی خوشبو عطر جنت کے — مہک اُٹھتا ہے جسدم عطردان محفل مولد
بخور و عود ہوگا خلد مین بھی اس لئے ہمکو — پسند آتی ہے خوشبوی دخان محفل مولد
عجب خوشبو عجب زینت عجب پھولونکی گلدستے — بنا جنت کا نقشہ بوستان محفل مولد
کہان ہی یہ تڑپ طوطی و بلبل کے ترانہ مین — جو پھڑکا لیتے ہین پڑھکر مدح خوان محفل مولد

ف صحیحین کی حدیث مین اہل جنت کے حالات مین ہی و قود مجامرہم الالوۃ اہل جنت کی انگیٹھیون مین الوہ یعنی اگر سلگائی جائیگی ۱۲

صفت اُس قاسم رزاق کی پھرتی ہی آنکھوں میں / جو لٹتے پھرتے ہین محفل مین خوان محفل مولد
خلوص دل سے مشتاقو تبرک لو تبرک لو / نبی کا خوان نعمت ہے میان محفل مولد
غذای روح ہی یہ من و سلوی ہی شفا ہی یہ / نبی کے نام سے آیا جو خوان محفل مولد
چلو جلدی سے گلچینو جو پھول اپنے مقصد کے / نہال لطف حق ہے گلفشان محفل مولد
عیان ہی شان تعظیم نبی آداب محفل سے / بیان کیا کیجیے بیدل عیان محفل مولد

استحسان محفل میلاد خیر العباد صلی اللہ علیہ وسلم

بزم مولد مین مت احمد / کبری ظاہر ہے شوکت احمدؐ
نہین بدعت یہ بزم بلکہ یہان / جمع ہین چند سنت احمدؐ
پڑھتے منبر پہ ہین بصد آداب / معجزات و کرامت احمدؐ
آتا ہے جب بیان مولد پاک / اوٹھتے ہین بہر عزت احمدؐ
ہی روایت[1] کہ تھے فرشتے کھڑے / ہوئی جسدم ولادت احمدؐ
اوٹھکے پڑھنا درود مدح و سلام / نہین ممنوع حضرت احمدؐ
کھڑے منبر پہ ہوکے خود حسان / پڑھتے دایم تھے مدحت احمدؐ
عطر ملنا بخور[2] سلگانا / دونون خصلت ہین عادت احمدؐ
اور بخاری مین ہی کہ شیرینی / تھی پسند طبیعت احمدؐ
کی جو تقسیم سب مین شیرینی / اسمین بھی ہے مسرت احمدؐ
گھر یہ آئے ہونکو کچھ کم و بیش / ہے کھلا دینا سیرت احمدؐ

[1] شرف الانام جو تصنیف شیخ احمد بن علامہ قاسم بخاری کی ہی اسمین لکھا ہی کہ حضرت میکائیل جناب آمنہ کے دہنی طرف کھڑے تھے اور جبرئیل سامنے ۱۲ [2] صحیح مسلم مین ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خوشبو کی دھونی بسایا کرتے تھے دیکھو مشکوۃ باب الترجل مین ۱۲

حکم فلیفرحوا[1] ہی قرآن مین — کیجئے کیون نہ فرحت احمد
ایسی رحمت کا ہے سرور ضرور — رحمت کل ہین حضرت احمد
الغرض کوئی بات محفل مین — نہین عکس طریقت احمد
جو ہین عاشق کبھی نہ چھوڑینگے — فکر و ذکر و حکایت احمد
جزو اعظم ہی ان محافل کا — شوق و ذوق و محبت احمد
بھائیو رد و کد سے باز آؤ — سنو قانون ملت احمد
وہی بدعت ہی رد کہ جس سے مٹے — حکم قرآن و سنت احمد
جو کوئی بات اس صفت پہ نہین — ہے وہ زیر اباحت احمد
گر نہ مانو یہ ضابطہ تو چلو — سوے دار الخلافت احمد
کرین اس کا محاکمہ حرمین — ہین وہ دار العدالت احمد
ہوا نازل ہی جس جگہہ قرآن — ہوے جس جای بعثت احمد
اُس عدالت کے مفتیان امین — ہین جو جیران حضرت احمد
دیتے فتوے ہین یہ کہ ہی محبوب — بزم ذکر ولادت احمد
کرتے ہین وہ کمال ادب کے ساتھ — ذکر اوصاف و سیرت احمد
اور اگر اُن کو بھی نہ مانو تم — بیٹھو چپ ہو کے امت احمد
حشر کے دن جو ہوگا مجمع عام — ہوگی وہان سب جماعت احمد
احکم الحاکمین کا ہو دربار — گرم ہووے شفاعت احمد
منکر بے ادب پہ ہونے لگے — زجر و توبیخ حضرت احمد

[1] آیہ کریمہ فلیفرحوا کا بیان اُس غزل کے حاشیہ پر گذر چکا جسکا اول مصرع یہ ہے۔ شعار اہل شریعت ہی محفل میلاد ۱۲

ہو محبون کی عزت و تکریم — جنکے دلمین ہی الفت احمدؐ
انکو دیگا مقام رب غفور — زیر ظل عنایت احمدؐ
دیکھین اُس روز مخلص و منکر — آج کس پر ہے رحمت احمدؐ
کون ہی پاس کون دور ہی آج — کون ہے زیر رایت احمدؐ
مخلصون کو خدا نصیب کرے — اپنا دیدار و قربت احمدؐ
پائے مولد سے یہان ہین دلکی مراد — پائینگے وہان شفاعت احمدؐ
بھیج بیدل نبی پر اپنے درود — نیز بر آل و عترت احمدؐ

شرح بعض صفات سید الکائنات صلے اللہ علیہ وسلم

ہے محبوبی مین وہ شان محمدؐ — کہ خود خالق ہی خواہان محمدؐ
لب خوشرنگ و دندان محمدؐ — زہے لولو و مرجان محمدؐ
ہے رخ پر خط ریحان محمدؐ — کہ ہین آیات قرآن محمدؐ
بٹھایا عرش پر جسنے بلاکر — وہی ہے مرتبہ دان محمدؐ
پر جبریل اوڑنے سے ہوئے بند — بلند اتنا ہے ایوان محمدؐ
زمین سے آسمان پر پہنچا دم مین — براق برق جولان محمدؐ
ملاحت کل ملیحان جہان کی — نمک پروردہ خوان محمدؐ
جو ہفت اقلیم ہاتھ آئے تو دم مین — کرون سب لیکے قربان محمدؐ
قسم جس جان کی کھائی خدا نے ^ل — وہ پیاری جان ہے جان محمدؐ
پہلے پھولے الٰہی باغ اسلام — رہے سر سبز بستان محمدؐ

ل سورۂ حجر پارہ ربما مین ہی لعمرک انہم لفی سکرتہم یعمہون حضرت شاہ عبد القادر رح نے ترجمہ کیا ہی
قسم ہے تیری جان کی وہ اپنی مستی مین مدہوش ہین ۱۲

سوی حق کھینچ لینے کو نبی ہی
کمند زلف پیچان محمدؐ

کسی حالت مین امت کو نہ بھولے
نہ بھولینگے ہم احسان محمدؐ

سیہ کارونپہ محشر کی تپش مین
کریگا سایہ دامان محمدؐ

اندھیرا چھایا آنکھون مین الٰہی
دکھا دے روی تابانِ محمدؐ

دل پر زخم پر وقت نظارہ
مزہ دیتے ہین مژگان محمدؐ

نہین تو نے فقط بیدل دیا دل
ہزارون دل ہین قربان محمدؐ

لذت روح وروان در ذکر سید الانس والجان صلی اللہ علیہ وسلم

شیرین ہے ایسا قند نہ شہد و شکر لذیذ
جیسا ہے ذکر حضرت خیر البشر لذیذ

عشق نبی کا بوتے ہین دنیا مین جو درخت
جنت مین جا کے پائینگے اُسکا ثمر لذیذ

ہر زخم سے بچاتا ہی انسان اپنی جان
ہی عاشقون کو زخم تعشق مگر لذیذ

گھائل ہوئے جو نشتر عشق حبیب سے
ہے اُنکو نیشکر سے سوا نیشتر لذیذ

ذکر نبی کو سنکے ملائک اُترتے ہین
کسکو نہین ہی نام شہ بحر و بر لذیذ

منکر کو قدر ذکر نبی گر نہین نہو
کب تلخ ذائقونکو ہی لگتی شکر لذیذ

دل جبتلک نہ پختہ ہو پیدا ہو مذاق
دیکھا بھی ہے بھلا کہین کچا ثمر لذیذ

غافل ذرا تو ذکر نبی جی لگا کے سن
ہوجائے تیری جان سے لے تا جگر لذیذ

کھلتا مذاق دل سے ہی ذکر نبی کا کیف
کیا منہ سے حد بتاؤن کہ ہی کسقدر لذیذ

ہر صبح و شام سنتا اذان مین ہون نام پاک
ملتی غذا ہے روح کو شام و سحر لذیذ

کاٹینگے ہونٹ دیکھ کی جنت کی وہان بہار
سمجھے تھے یہان کی چاٹ کو جو بیخبر لذیذ

ہے وہان کے ہر شجر مین لکھا نام مصطفےٰ
پیدا نہون بہشت مین پھر کیون ثمر لذیذ

دائم جو ذکر ہو نہین رہتا پھر اُسکا ذوق
ہے مصطفٰے کا ذکر مگر عمر بھر لذیذ
شیرین ہوا لعاب مبارک سے چاہ شور
اُس لب کے صدقے جایئے تھا کسقدر لذیذ
وصف نبی سے حسن سخن ہو گیا دوچند
چھڑکا گیا نمک تو ہوا بیشتر لذیذ
کاغذ ہو شیر نعت نبی اُسپہ ہو شکر
بیدل ہے بس یہی مجھے شیر و شکر لذیذ

تنویر جان بوصف نور محمدی ﷺ و قران

کئے اللہ نے سب انبیا نور
محمد کو کیا نور علےٰ نور
نبی خود نور اور قرآن ملا نور
نہون کیون ملکے پھر نور علےٰ نور
جو چاہا حق نے ظاہر ہو مرا نور
رسول اللہ کا پیدا کیا نور
مٹی اُس نور سے ظلمت عدم کی
چمک اوٹھا زمین سے تا سما نور
زمین کیا عرش کیا خلد برین کیا
رسول اللہ کا ہے جا بجا نور
نہ دیکھا دلکے اندھون نے نبی کو
چھپا پیتل کے اوجھل رہگیا نور
کہون کیا جسم نورانی کا عالم
تھا پردہ مین چھپا زیر قبا نور
نہ پڑتا آپ کا سایہ زمین پر
ہوا روشن کہ تھا جسم آپکا نور
پڑھو قد جاءکم نور من اللہ
فیا بشریٰ لنا قد جاءنا نور
جہان یہ نور ہون ظلمت کہان پھر
کلام اللہ نور اور مصطفٰے نور
نبی کے عشق کا جس دلمین ہے داغ
اندھیری گور مین چمکائیگا نور
خودی جل بجھکے مثل طور ہو خاک
خداوندا کوئی ایسا دکھا نور
ترا جلوہ رہے ہر دم نظر مین
وہ دے آنکھون مین میرے ایخدا نور
ازل سے نور کا طالب ہون بیدل
پڑھا کرتا ہون یا اللہ یا نور

بیان عزت محبوب صلے اللہ علیہ وسلم رب العزت

جسکو ہی ذکر رسول اللہ کی محفل عزیز
مصطفےٰ کے ذکر مین بھی ہوگا وہ صاحبدل عزیز

جیسے نور آنکھون مین ہے اور تن مین جان و دل عزیز
اس سے بڑھکر مصطفےٰ کو رکھتے ہین عاقل عزیز

اُس تن بیمثل پر تل انتخاب نقطہ ہے
آنکھ کے تل سے سوا کیونکر نہو وہ تل عزیز

جسنے دیکھا ہی جمال باکمال مصطفےٰ
کب ہے اُس کامل کی آنکھون مین مہ کامل عزیز

پانون سنگ آستان پر گر دہری وہ کان حسن
لعل و یاقوت و زمرد سے بھی ہو وہ سل عزیز

خاک آدم کو فرشتے سجدہ کرتے کسطرح
ہوگیا اُس نور کے صدقہ وہ آب و گل عزیز

سب کے تھا منگے وہی اُسدن کہ جسدن خوف ہے
دوستون سے بیخبر ہون دوست اور غافل عزیز

دل کی خوبی کیا اگر وہ نور کا حامل نہو
جلوۂ اجلاس لیلےٰ سے ہوا محمل عزیز

کیون پڑے ہو خواب غفلت مین اوٹھو ای غافلو
سوتے ہین کب وہ مسافر جنکو ہی منزل عزیز

اُنکا دامن چھوڑ مت بیدل کہ جنکی ذات پاک
رحمۃ للخلق[۱] مہداۃ من اللہ العزیز

دنیا چند روز

دوستو ہی دار فانی چند روز
یہانکا عیش و کامرانی چند روز

ہیچ ہین سب نغمۂ چنگ و رباب
لذت صوت اغانی چند روز

کبتلک ای غافل یہ مستی اور خمار
ہے یہ جام ارغوانی چند روز

بس کوئی دن کی ہی یہ رنگین بہار
ہے چمن کی گلفشانی چند روز

چشم نرگس کا ہے غمزہ کوئی دن
ناز سرو بوستانی چند روز

سلہ حدیث شریف مین ہے کہ آپنے فرمایا ہی انما انا رحمۃ مہداۃ یعنی سوا اسکے نہین کہ مین ایک رحمت ہون بطور ہدیہ بھیجا گیا عالم پر ۱۲

کبتلک یہ بانکپن اے نوجوان — ہے بہار نوجوانی چند روز

کوئی دن کی ہی یہ سج دھج اور بن — ہے لباس پرنیانی چند روز

ہوگی ان آنکھون مین اکدن خاک گور — ہے یہ کحل اصفہانی چند روز

ملگئی سب خاک مین کسریٰ و کے — رکھے چکلی تاج کیانی چند روز

کیون ہین پھر صدہا برس کے اہتمام — جبکہ ٹھیری زندگانی چند روز

پھر تو ہونا ہی جدا ایک ایک کو — مل لو اے یاران جانی چند روز

ہے چہکتا طوطی شکر شکن — سن لو اسکی خوش بیانی چند روز

پھر جو ڈھونڈوگے تو یہ بیدل کہان — کرلو اسکی میہمانی چند روز

نعت آن صاحب الجمال صلے اللہ علیہ وسلم و تضرع بدرگاہ ذوالجلال

یون زلف جلوہ گر ہے رخ پرضیا کے پاس — واللیل جسطرح ہے لکھی والضحیٰ کے پاس

دل صاف کرلو رہکے اگر اولیا کے پاس — دیکھو وہ نور تھا جو شہ انبیا کے پاس

سالک کو رہنما کا توسل ضرور ہے — بے خضر کیسے جائیے آب بقا کے پاس

مسلم مین حنظلہ سے ہے مروی کہ امر غیب — تھا کالمعاینہ ہمین خیرالوریٰ کے پاس

لیکر ادھر سے فیض ادھر دیتے مصطفےٰ — تن سے شریک خلق تھے اور دل خدا کے پاس

گرپڑکے جسنے باب مدینہ کو جالیا — گویا مریض آگیا دارالشفا کے پاس

آنکھون سے کسب دولت دیدار کیجیے — جی مین ہی جائیے در دولت سرا کے پاس

ناکام ہی رہی مری فریاد نارسا — پہنچا کبھی نہ تیر دعا مدعا کے پاس

کیا پوچھتے ہو دوستو بیمار غم کا حال — جو چارہ گر سے دور ہو وہ ہے فنا کے پاس

اس ناتوان پہ حیف ہی منزل تو ایسی سخت — توشہ تلک کمر مین نہین بینوا کے پاس

صوم وصلوٰۃ وحج وزکوٰۃ آہ کچھ تو ہو | کیا خالی ہاتھ جائینگے رب العلےٰ کے پاس
مولیٰ ہی جیسا ویسی تو خدمت نہین ہوئی | کس مونھ سے جاؤن مالک ارض وسما کے پاس
بیدل کہونگا حشر مین پوچھینگے جب عمل | جز نام مصطفےٰ نہین کچھ اس گدا کے پاس

گلزار گشتن آتش خلیل اللہ ببرکات نور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

نبی کی سوز الفت سے جس دلمین لگی آتش | لگیگی پھر نہ اُس دلکو جہنم کی کبھی آتش
شرر افشان تھے آتشخانہ نمرود کی آتش | پڑا جب عکس روی مصطفےٰ گل ہوگئی آتش
خلیل اللہ کے قالب مین تھا نور رسول اللہ | جلا نیکی نہ پائی تاب ٹھنڈی ہوگئی آتش
نہ رہتی آگ دنیا مین کہین اک ذرہ بھر باقی | جو ابراہیم پر اک ذرہ کرتی سرکشی آتش
بہار احمدی کا اللہ اللہ کیا کرشمہ ہے | وہی پھولون کا گلشن بنگیا جو پہلی تھی آتش
وجود رحمۃ للعالمین کیا ابر رحمت ہے | ہوئے پیدا عرب مین اور فارس کی بجھی آتش
ہمین بھی حشر کی گرمی خدا برداً سلاما ہو | خلیل اللہ پر جسطرح ٹھنڈی ہوگئی آتش
نہان سوز نبی یون دلمین ہے ہم خاکسارونکی | رہا کرتی ہے خاکستر مین جس صورت دبی آتش
کباب خام اُس دلکو سمجھنا چاہئے بیدل | لگی جسمین نہین عشق رسول اللہ کی آتش

ذکر معراج صاحب اللواء والتاج علیہ الصلوٰۃ والسلام

اُس سید الرسل پہ ہو اپنا سلام خاص | بلوائے جسکو عرش پہ رب الانام خاص
آئے براق برق روش لیکے جبرئیل | دربار خاص حق کا سنایا پیام خاص
آئے فرشتے نور کی شمعین لئے ہوئے | اللہ رے روشنی کا تھا کیا اہتمام خاص
جاتے تھے ہمرکاب فرشتے پرے بندھے | اُس شاہ انبیا کا تھا یہ احتشام خاص
آئے فرشتے مسجد اقصےٰ مین اور رسل | سب مقتدی تھے آپکے اور آپ امام خاص

دولہا پہ جیسی ہوتی ہے ہر ایک کی نظر — محبوب حق پہ محو تھے حق کے تمام خاص

سدرہ پہ جبرئیل تو بس جا کے رہگئے — آگے بڑھے رسول علیہ السلام خاص

افلاک طے کئے طبقاً عن طبق تمام — پھر جا لیا دنی فتدلی مقام خاص

راز و نیاز کا جو ہوا سلسلہ دراز — جی بھر کے پھر ہوا کیا باہم کلام خاص

خالق سے کی شفاعت امت مین گفتگو — یاد آئے وہان بھی آپکو اپنے غلام خاص

افسوس ہم خطا کرین اور بخشوائین وہ — وہ اُنکا فیض عام اور اپنا یہ کام خاص

قربان جان و دل سے ہو ایسے شفیع پر — بھیجو درود لیکے محمد کا نام خاص

آنکھون کو آج عشق نبی مین کرو سبیل — لینا ہے کل جو دست مبارک سے جام خاص

خاصون سے بھی عوام کا درجہ ہو خاص تر — ہو مہربان جو شافع یوم القیام خاص

زاہد نکر غرور یہ قدرت سے کب ہے دور — گھٹ جائین خاص عام سے ہو جائین عام خاص

بیدل کو اُن لبونکی شفاعت ہو ایخدا — ہے جن لبون مین مایۂ یحیی العظام خاص

عاشق کردگار را با دنیا چہ کار

مولا کے عاشقون کو ہی دنیا سے کیا غرض — کعبہ کے زائرون کو کلیسا سے کیا غرض

حسن قدم سے جنکی نظر ہے لڑی ہوئی — شیرین سے کام کیا اونھین لیلی سے کیا غرض

جو اُسکے دردمند ہین کرتے نہین دوا — کشتونکو اُسکے خضر و مسیحا سے کیا غرض

ہو کر فنا بقائے ابد کرتے ہین حصول — عشاق کو بقائے دو روزہ سے کیا غرض

بازار مین جو لینے تو آیا ہے لیکے چل — غافل یہان کے سیر و تماشا سے کیا غرض

گردن جھکا کے دلمین ازل کی بہار دیکھ — مطلب چمن سے کیا گل رعنا سے کیا غرض

بیدل در کریم پہ بس مستقیم ہو — تجھکو کسی سکندر و دارا سے کیا غرض

رجوع الی اللہ وترک ماسوی اللہ

مر کے سمجھوگے کہ یہ سب تھا غلط / حبِ دنیا شغل ما فیہا غلط

دیکھ ست گمرہ ہو غافل زور مین / گور مین دب کر ہو سب غرّا غلط

آکے گردن توڑ ڈالی موت نے / سرکشونکا ہو گیا دعوا غلط

دین دیکر جسنے لی دنیای دون / بیع باطل ہے یہ اور سودا غلط

ہو چکے سید وہ کجرو جو کہ ہین / خود غلط انشا غلط املا غلط

ہے وہی اللہ کا طالب صحیح / جسنے غیر اللہ[1] کو سمجھا غلط

یون مٹا دنیا کو دل سے جس طرح / چھیلا کاغذ سے کوئی کلمہ غلط

جتنے غم ہین سب غمون پر خاک ڈال / کر غمِ مولا مین غم اپنا غلط

بیدل اپنا دھیان مولا سے لگا / ماسوی کا جان سب دھندا غلط

شدائد العذاب فی یوم الحساب

چھایا دل پر حشر کا غم الحفیظ / غم مین جاتے ہین گھلے ہم الحفیظ

پوچھیگا ایک ایک عمل اسدن خدا / شان قہاری کا عالم الحفیظ

دینگے کیونکر ہم جواب اسدن کہ ہو / ہوش درہم عقل برہم الحفیظ

آتش دوزخ کی سن سن کر جلن / آہ نکلا جاے ہے دم الحفیظ

وہ بلا کی آگ جس سے یہان کی آگ / ہے اونہتر ۶۹ حصے[2] مدہم الحفیظ

سرخ مونہہ ہوجائینگے جلکر سیاہ / لعل بنجائین گے نیلم الحفیظ

[1] حدیث شریف مین ہے الا کل شئ ماسوی اللہ باطل ۱۲ [2] مشکوۃ مین صحیحین سے نقل کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تمہاری آگ کی گرمی دوزخ کی آگ کی ستر حصہ گرمی اور تیزی سے ایک حصہ ہے ۱۲

جل چکینگے جب تن تو پھر بنکر جلین
تا جلین ہر لحظہ ہر دم الحفیظ

بچھو اور سانپون کے زہری ایسے ڈنک
زہر برسون تک نہو کم الحفیظ

اہل محشر گر پڑین گھٹنون کے بل
نعرہ جب مارے جہنم الحفیظ

نفسی نفسی بول اٹھینگے انبیا
ہیبت جبّار عالم الحفیظ

انبیا کا خوف سے جب ہو یہ حال
چیز کیا نا چیز ہین ہم الحفیظ

بخت بد طاعات کم عصیان بہت
سب کے سب سامان ہین برہم الحفیظ

خالی توشہ سے کمر رستہ کٹھن
پھر کوئی محرم نہ ہمدم الحفیظ

ٹوٹی کشتی اور طوفان زور پر
موج کی ٹکّر ہے پیہم الحفیظ

اپنے بیدل کو تو ہی دیگا نجات
میرے مولا میرے اکرم الحفیظ

حمایت عبد اللہ و دیگر آباء کرام از آفات و آلام

جسکو تو رکھے ایخدا محفوظ
ہر بلا سے رہے سدا محفوظ

امن سب چاہتے ہین پر تو نے
جسکو چاہا وہی رہا محفوظ

کیسی غرقاب و جوش طوفا نمین
کشتی نوح کی بچا محفوظ

آگ کے شعلہ کر دئے گلزار
تھا جو رکھنا خلیل کا محفوظ

کیسا نیچے چھری کے اسمٰعیل
تو نے قدرت سے رکھ لیا محفوظ

باپ حضرت کے تھے جو عبد اللہ
جنمین تھا نور مصطفٰے محفوظ

۳ـ مضمون قرآن کا ہے سورہ انبیاء مین ۱۲

۲ـ مشکوۃ مین امام احمد سے روایت ہے کہ جب سانپ یا بچھو کاٹیگا چالیس برس تک اسکی جلن اور زہر کی اذیت رہیگی ۱۲ ۱ـ موقف حساب مین دو سو برس کے رستہ سے یہ جہنم کا نعرہ سنینگے تو دلیا اور راور انبیا گھٹنو کے بل گر ینگے اور نفسی نفسی کہینگے یہ روح البیان اور تفسیر عزیزی وغیرہ کا مضمون ہے لیکن ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُمتی اُمتی فرمائینگے جیسا کہ روایات مین وارد ہوا ہے ۱۲

فوج دشمن نے انکو گھیر لیا — پا کے تنہا غریب و نا محفوظ

غیب سے حق نے بھیجا اک لشکر — جس سے کوئی نہ رہ سکا محفوظ

کر دیا سب کو قتل اور رہا — حامل نور مجتبےٰ محفوظ

کون مارے اُسے جسے رکھے — خالق الارض والسما محفوظ

کیڑا پتھر مین رزق کھاتا ہے — آفتون سے بچا ہوا محفوظ

جلتے شعلو نمین حق بچای جسے — بال بال اپنا پایگا محفوظ

اپنے بیدل کو بھی خداوندا — رکھیو آفات سے سدا محفوظ

ترغیب امت بر اتباع سنت و رد بدعت ضلالت

خیر کا طالب کرے خیر الوریٰ کا اتباع — طالب حق کو ہے لازم حق نما کا اتباع

اپنا دستور العمل ہے مخبر صادق کا قول — فلسفی کرتا ہے فکر نارسا کا اتباع

ٹھوکرین کھاتے ہو تاریکی مین گمراہو عبث — قاطع ظلمت ہے اُس شمس الضحیٰ کا اتباع

ہو چکے منسوخ سب جتنے تھے ادیان قدیم — حشر تک باقی ہے شرع مجتبےٰ کا اتباع

جی اوٹھین بالفرض اگر سب انبیا و مرسلین — سب پہ ہو فرض اس امام الانبیا کا اتباع[1]

جب یہ ثابت ہے کہ خیر الہدیٰ ہدیٰ محمد[2] — چھوڑو سب رستے کرو اس پیشوا کا اتباع

پائے کب صوفی صفا بے اتباع مصطفےٰ — ہے تصوف اُس امام الاصفیا کا اتباع

[1] مشکوۃ کے باب الاعتصام فصل ثانی مین ہے کہ آپنے فرمایا اگر موسیٰ زندہ ہوتا نہین آتا اُسکو سوا میرے اتباع کے اور فصل ثالث مین ہے اگر موسیٰ میرا زمانہ نبوت پاتا ضرور میرا اتباع کرتا اور فرمایا شیخ تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ آپ امام الانبیا ہین روز قیامت سب انبیا آپکے نیزہ کے نیچے ہونگے اور سب انبیا نے آپکے پیچھے شب معراج مین نماز پڑھی اور اگر آپکا زمانہ وہ انبیا پاتے آپکا اتباع اُنپر فرض ہوجاتا یہ مضمون مینے راحۃ القلوب مین بھی لکھا ہے ۱۲ [2] یہ مسلم کی حدیث ہے یعنی سب طریقو نمین اچھا طریقہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے ۱۲

جو خلاف شرع ہو ایجاد باطل جان اُسے ۔ کیجیے مستحسنات اتقیا کا اتباع

نائب حضرت ہین وہ گذرے جو حقانی امام ۔ اتباع اُنکا ہی خود خیر الوریٰ کا اتباع

بو حنیفہ ہین چراغ امت خیر الانام ۔ حق ہی ہمپر اس چراغ حق نما کا اتباع

آگے ہونگے مصطفےٰ اور پیچھے پیرو آپکے ۔ جائیگا جنت مین لیکر مصطفےٰ کا اتباع

پیرو ونکو آپکے یحببکم اللہ ہے خطاب ۔ بنتے ہین محبوب کرکے مجتبےٰ کا اتباع

بیدل اپنا قول ہی جان اگر جائے تو جائے ۔ ہاتھ سے جاے نہ محبوب خدا کا اتباع

الوداع رمضان در موسمیکہ گرما شدید بود تحریر نمود

ہوتے ہو تم ہمسے جدا ای ماہ رمضان الوداع ۔ ملوائی پھر تمسے خدا ای ماہ رمضان الوداع

ماہ صیام ایسے چلے قالب سے جان جیسی چلے ۔ ہیہات تم کیسے چلے اے ماہ رمضان الوداع

جاتے ہو ای ماہ نجات ہم ہاتھ پر ملتے ہین ہاتھ ۔ آتی ہی یاد ایک ایک بات ای ماہ رمضان الوداع

جنت کے تھے سب در کھلے دوزخکے سب در بند تھے ۔ ہر دم تھی رحمت غیب سے اے ماہ رمضان الوداع

وہ سنت نان سحر وہ لذت شیر و شکر ۔ وہ جاگنا پچھلے پہر اے ماہ رمضان الوداع

افطار مین شربت کے گھونٹ اللہ ری وہ لذت کے گھونٹ ۔ کس خیر کس برکت کے گھونٹ ای ماہ رمضان الوداع

بھر بھر کے جب پیتے گلاس بجھتی جگر تک کی پیاس ۔ مٹ جاتا دلکا سب ہراس اے ماہ رمضان الوداع

راتونکو وہ پڑھتے نماز طاعت کا وہ دامن دراز ۔ خالق سی وہ عجز و نیاز اے ماہ رمضان الوداع

شہر تراویح الوداع ماہ تسابیح الوداع ۔ نور مصابیح الوداع ای ماہ رمضان الوداع

لہ ۔ جو بات دین مین نئی ایجاد ہوا گر وہ خلاف شرع ہی مردود ہی اور اگر علماء ربانی نے اُسکو موافق ادلۂ شرعیہ پاکر پسند فرمایا وہ درست ہے بعض علماء اُسکو سنت حکمیہ کہتے ہین اور بعضے بدعت حسنہ اور مین نے اپنی کتاب انوار ساطعہ مین اٹھارہ ورق تحقیق بدعت مین لکھے ہین طالبان حق اُسکو ملاحظہ فرماوین ۱۲

محشر مین ہمکو لیجیو حق سے شفاعت کیجیو — اچھی شہادت دیجیو ای ماہ رمضان الوداع
ای ماہ رمضان السلام ای فرض رحمن السلام — ای شہر قرآن السلام ای ماہ رمضان الوداع
ای حضرت ماہ صیام بیدل کا لیجے اسلام — تسلیم ہی ختم الکلام ای ماہ رمضان الوداع

بہار باغ دنیا را خزان فنا در قفاست

کس آرزو پہ یہان کوئی عاقل لگای باغ — آخر خزان بگاڑیگی ایکدن ہوای باغ
جو داغ عشق حق مین دل اپنا بنای باغ — دیکھے کبھی نہ آنکھہ اوٹھا کر فضای باغ
جلوی تجلیون کے ہین دلمین بسے ہوی — کیا عاشق خدا کی نگاہو مین آی باغ
غافل جمال حسن قدم کی بہار دیکھہ — دو روز کی بہار پہ مت ہو فدای باغ
اس گلشن حدوث کی نیرنگیان ندیکھہ — گو چشم نرگسین کے کرشمے دکھای باغ
منزل پہ گر پہنچنا ہی مت بیٹھ باغمین — سو جائیگا جو کہائیگا ٹھنڈی ہوای باغ
اوجڑی بہت چمن کہ پتا بھی نہین کہین — وہ پھول پھل کدھر ہین کہان غنچہای باغ
روتا ہی غم سے باغ کہ انجام ہے خزان — شبنم کے آنسوؤن سے ہی ظاہر بکای باغ
پھولا پھلا نہ کوئی ہزارون چلے گئے — کہتے ہوی کہ ہای چمن میرا ہای باغ
حسرت زدون کے سینے بھی دیکھو تو منعمو — ہین حسرتو نکے داغ نے کیا کیا کہلای باغ
باغو مین جسکا دل تھا تڑپتا ہے گور مین — ہی ہی کدھر گئی مری ٹھنڈی ہوای باغ
کرتے سدا جو عیش تھے باغونکے سایہ مین — کانٹے اوگے ہین قبر پہ اُنکے بجای باغ
دنیا کے باغ کی نہین بیدل مجھے ہوس — عقبے مین خلد کا مجھے مولے دکھای باغ

سلہ اس قسم کے اشعار کہ جسمین ردیف معین ایک ہو اور قافیہ معین نہو بلکہ ہر شعر کا قافیہ جدا ہو اساتذہ کے کلام مین پایا گیا ہے از انجملہ امیر خسرو کی غزل گاہے نظر بر من فگن مشہور ہے ۱۲

فضائل درود بر محبوب حضرت ودود صلی اللہ علیہ وسلم

حکم حق ہی پڑہو درود شریف ۔۔۔ چھوڑو مت غافلو درود شریف
پڑہی ایکبار پاؤ دس رحمت ۔۔۔ خوب سودا ہی لو درود شریف
تحفہ روح نبی کو پہنچاؤ ۔۔۔ جتنا پہنچا سکو درود شریف
جاکے وہان پیش ہوگا نام بنام[1] ۔۔۔ جسقدر جس کا ہو درود شریف
خود خدا بھیجتا ہے اُنپہ درود ۔۔۔ تم بھی بھیجا کرو درود شریف
بزم مولد مین جب ہو تم حاضر ۔۔۔ پڑہتے ہر دم رہو درود شریف
حضرت مصطفےٰ کا پیارا نام ۔۔۔ جب سنو تب پڑہو درود شریف
جس سے لوہا سا دل بنے سونا ۔۔۔ ہے وہ اکسیر لو درود شریف
گر پڑھین صدق دل سے کافی ہے ۔۔۔ جملہ حاجات[2] کو درود شریف
پائینگے چار پشت[3] تک برکت ۔۔۔ دل سے بھیجینگے جو درود شریف
آخرت[4] کے سفر کو ای بیدل ۔۔۔ توشہ تم لیچلو درود شریف

بیان فضائل قرآن

نور دل روشنی جان ہی قرآن شریف ۔۔۔ ہادی انس و نبی جان ہی قرآن شریف
کہتا ہی دل میرا ایمان ہی قرآن شریف ۔۔۔ جان کہتی ہی مری جان ہی قرآن شریف
دین و ایمان کی پہچان ہی قرآن شریف ۔۔۔ کرتا کافر کو مسلمان ہی قرآن شریف

[1] علامہ زرقانی شارح مواہب نے روایت کی ہی کہ جب کوئی امتی درود پڑہتا ہے فرشتہ جناب نبوت مین عرض کرتا ہے اُس آدمی کا نام لیکر کہ فلان بیٹا فلانے کا آپ پر درود پڑہتا ہے اور یہ روایت جذب القلوب مین بھی ہے ۱۲ –
[2] درود سے جمیع حاجات و مہمات کا پورا ہونا جذب القلوب مین شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح نے روایت کیا ہے ۱۲
[3] جذب القلوب مین ہی کہ درود کی برکت اولاد اور اولاد کی اولاد چار طبقہ تک پہنچتی ہے ۱۲
[4] درود خوان کو پل صراط پر نور ہوگا اور قدم ثابت رہینگے اور نجات ہوگی یہ جذب القلوب مین ہے ۱۲

چشم حق بین کو دکھاتا ہی حقائق کیا کیا
سرمۂ دیدۂ عرفان ہی قرآن شریف

جسنے قرآن پڑھا گویا کیا حق سے کلام
واہ کیا قرب کا سامان ہی قرآن شریف

وہ تلاوت ہے جو آداب و شرائط سے ہو
یون تو پڑھ لیتا ہر انسان ہی قرآن شریف

دیتا ابرار کو کیا کیا ہے غذائین روحی
گویا نعمت[۱] کا بھرا خوان ہی قرآن شریف

بوی معنی کی مہک مغز نے پائی تو کہا
پھول ہی سنبل و ریحان ہی قرآن شریف

حسن قرآن کو ہوجاتی ہی دو نی زینت
پڑھتا جب کوئی خوش الحان ہی قرآن شریف

ملتی ہر حرف کے پڑھنے مین ہین دس دس رحمت
واہ کیا رحمت رحمٰن ہی قرآن شریف

دس گنہگار کو لیگا وہ جہنم سے بچا
حفظ رکھتا جو مسلمان[۲] ہی قرآن شریف

مانو قرآن کے فرمان مسلمانو تم
دیکھو اللہ کا فرمان ہی قرآن شریف

بے وضو ہاتھ لگاتے نہین اسکو مومن
کیا ہی ذی عزت و ذی شان ہی قرآن شریف

تاج اُس شخص کے مان باپ کے سر پر ہوگا
پڑھتا جو عاشق قرآن ہی قرآن شریف

جسکا جی چاہے رہے سیر چمن مین بیدل
اپنا منظر تو یہ بستان ہی قرآن شریف

موت اور قبر کی ضیق مین کوئی رفیق نہین

خدا ہی بندونکا اپنے ہی غمگسار رفیق
نہ مان نہ باپ نہ بھائی نہ کوئی یار رفیق

سنی اجل نے کسیکی نہ ایک بھی فریاد
تڑپتے رہگئے سب چیخ مار مار رفیق

ہزار حیف اُن آنکھونکے سامنے ہو خزان
سدا جن آنکھون سے دیکھا کیے بہار رفیق

جو مر گیا وہ گیا پھر کے یہان نہ آئیگا
تمام عمر بھی روئین جو زار زار رفیق

[۱] حدیث شریف مین آیا ہے القرآن مأدبة اللہ یعنی قرآن ایک ضیافت عام ہی اللہ تعالی کیطرف سے یہ حدیث شیخ محدث دہلوی نے شرح فارسی مشکوۃ مین روایت کی ہے ۱۲ [۲] یہ حدیث مشکوۃ مین ہے لیکن عمل شرط ہے کہ حلال و حرام کو سمجھے اسیواسطے شعر مین لفظ مسلمان لکھا ہے کہ اصل مسلمان وہ ہی جو احکام قرآن پر گردن جھکا دے ۱۲

دیا اجل نے کنار لحد پہ جب پہنچا — کنارہ کر گئے سب جو تھے ہمکنار رفیق
کسینے جان نہ کی جانکنی کیوقت نثار — جو مدعی تھے میان ہم ہین جان نثار رفیق
پڑا ہے گور مین تنہا غریب و بیکس — کروڑ جسکے یگانے تھے سو ہزار رفیق
نہ آئے قبر پر ایکدم کدھر ہین وہ ہمدم — جو آکے ملتے تھے دم دم مین بار بار رفیق
زمانہ آج ہی اپنا توکل پر آیا ہے — کرین نہ اسکی رفاقت پہ اعتبار رفیق
رفیق چاہے تو کر صدق دل سے نیک عمل — یہ ہوگا قبر کی وحشت مین دستدار رفیق
تو ہی رفیق ہی بیدل کا اُسگھڑی یا رب — نہوگا گور مین جب کوئی یار غار رفیق

انشاد بیدل اواہ در فضائل حج بیت اللہ

کہتا ہی باندہ کے احرام جو بندا لبیک — لطف دیکھو اُسے خود کہتا ہی مولی لبیک
جب بنا کعبہ تو کی حق نے[1] منادی حج کی — صلب و ارحام مین روحون نے پکارا لبیک
آکے دنیا مین وہی جاتا ہی بندہ حج کو — جسنے وہان حق کی منادی مین کہا تھا لبیک
کر گئی مست ازل مین جسے آواز الست — اُسکا نغمہ ہے بلی اُس کا ترانہ لبیک
لب سے لب ملگئے لبیک جب آیا لب پر — کلمہ کس ذوق محبت کا ہے میٹھا لبیک
حج تو سب کرتے ہین پر حج کی حلاوت ہے — کرلے مقبول جب اللہ تعالی لبیک
حاجیو رہنا ادب سے کہین ایسا تو نہو — کہو لبیک جواب اُسکا ملے لا لبیک
اُسکا احرام طواف اُسکا اُسیکا حج ہی — حق تعالی کو پسند آگیا جسکا لبیک

[1] ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے تنبیہ الغافلین مین روایت کی ہی کہ جب بندہ احرام کے کپڑے پہنکر لبیک کہتا ہی خود پروردگار عز وجل اُسکے جواب مین لبیک فرماتا ہی ۱۲ [2] تفسیر روح البیان وغیرہ مین ہی جب حضرت ابراہیم کعبہ بنا چکے حکم ہوا کہ لوگون کو حج کیواسطے پکارو تب اُنہون نے پکارا اور اللہ تعالی نے اپنی قدرت سے اُنکی آواز زمین سے آسمان تک سب جگہہ پہنچا دی اُسوقت جو روحین اپنی مان کے پیٹ یا باپ کی پشت مین تھین سبنے کہا لبیک اللہم لبیک ۱۲

کرلو حج یہ بھی تو اے اہل دل و دولت لو
جاؤ جب تم کہے معبود تمہارا لبیک

منعمو خوب ہے جشن طرب کے نغمات
اب سنو کعبہ مین عشاق کا نعرہ لبیک

مائل حج نہو ذی مال تو حسرت ہے کمال
نعمتین کھا کے نہ منعم کو پکارا لبیک

یہ تعبد ہی یہی شان اطاعت بیدل
حکم جو کچھ کرے مولیٰ کہے بندا لبیک

توصیف ماہ میلاد شریف

آیا پھر خیر سے اب ماہ ربیع الاول
رحمت حق کا سبب ماہ ربیع الاول

سال بھر رہتے ہین مشتاق تمنا کرتے
الحمد آئیگا کب ماہ ربیع الاول

دیکھا جب چاند تو گھر گھر ہوئی عشاق مین عید
دل سے غم لیگیا سب ماہ ربیع الاول

کھلگیا غنچہ دل آگئی عالم مین بہار
ہے عجب رحمت رب ماہ ربیع الاول

ہر طرف ہونے لگی مولد اقدس کی دھوم
آگیا دھوم سے جب ماہ ربیع الاول

مدح کا زور ہے اور صل علیٰ کا ہے شور
[illegible] ماہ ربیع الاول

کسقدر ہوتی ہے تعظیم پیمبر [illegible]
[illegible] ماہ ربیع الاول

سعجے سنکے ہوا تازہ دلو نمین ایمان
[illegible] ماہ ربیع الاول

سال بھر دلمین سرور انکے رہیگا جنکو
[illegible] ماہ ربیع الاول

سعنی اس نام کے ہین درجہ اول کی بہار[1]
دیکھتا ہو طرفہ لقب ماہ ربیع الاول

کس مہینہ مین ہی بیدل یہ فضیلت کہ ہوا
مولد شاہ عرب ماہ ربیع الاول

بیان اولیت نور خیر البریہ علیہ الصلوٰۃ والتحیہ

بنایا صانع قدرت نے نور مصطفےٰ اول
جمال غیب کا مظہر بنا یہ آئینہ اول

[1] ربیع موسم بہار کو کہتے ہین اور لفظ اول مراد لے لیا ہے ۱۲

کٹی ظلمت عدم کی ذرہ ذرہ سب چمک اوٹھا
جو نکلا مطلع وحدت سے وہ شمس الضحیٰ اول

ہے پرتو اوسکا یہ انوار رنگارنگ کے جلوے
نہ تارے تھے نہ سورج تھا نہ ماہ پرضیا اول

پھلا پھولا ہی کیا کیا باغ عالم شان حق دیکھو
وہ سب کچھ بن گیا قدرت سے جو کچھ بھی نہ تھا اول

خطاب کن ہوا خالق سے جب نور محمدؐ کو
جھکا تعظیم مین خالق کے اور سجدہ کیا اول

جناب مصطفیٰ کی روح[۱] سے سب فیض لیتے تھے
مقیم عالم ارواح تھے جب انبیا اول

ہوئی جب آدم و حوا کی قربت باغ جنت مین
پڑھا آدم نے روح پاک پر صلّ علیٰ اول

تماشا ہی کہ پھر پیدا ہوئے وہ نسل آدم سے
کہ جنکے فیض سے آدم کا تھا پتلا بنا اول

یہی وہ ہی مثل نکلا شجر سے پھر وہ تخم آخر
شجر جس تخم کے اندر سے پھوٹا اور اوگا اول

بظاہر گرچہ آئے دور آخر مین وہ لیکن
وہی اول ہین جنکو حق نے رکھا جا بجا اول

ہوا اظہار جب یہ ذات احمد سے [illegible]
تو ظاہر اسم احمد لوح ہستی پر ہوا اول

لیا ارواح سے عہد الست اللہ نے جسدم
تو آپ ہی نے فرمایا دم قالوا بلیٰ اول

کھڑے سب انبیا معراج مین تھے آپکے پیچھے
امامت پر ہوئے قایم وہی صدر العلیٰ اول

اوٹھائے جائینگے اولین و آخرین جسدن
اوٹھینگے قبر سے وہ شافع روز جزا اول

گذر ہوگا نہ ہرگز انبیا کو باغ جنت مین
نہ داخل ہونگے جبتک حضرت خیر الورا اول

بیان کیجئے کہانتک مصطفیٰ کی اولیت کو
کہ ہر منصب مین تھے وہ صاحب مجد و علا اول

جسے حب خدا ہو جسکا مقصد حق سے ملنا ہو
کرے پیدا وہ دل مین حب محبوب خدا اول

کریگا بس وہی الفت رسول پاک سے بیدل
ازل مین جسکو جام عشق احمد مل چکا اول

[۱] حضرت شیخ رحمہ اللہ نے مدارج النبوۃ مین لکھا ہی روح آنحضرت صلی اللہ علیہ [و سلم] ان عالم مربی ارواح انبیا و مفیض علوم الیہ بود بر ایشان ۱۲

سلام مشتمل بر حلیہ خیر الانام علیہ السلام

تا قیامت اُس بہار باغ جنت پر سلام
شان عزت کان رحمت جان عفت پر سلام

دل سے اُس جان جہان پر چاہیے پڑھنا درود
پہنچے امت سے شفیع جرم امت پر سلام

خاک طیبہ[1] آب جنت سے گندھا اُنکا خمیر
اُنکی طینت اُنکی صورت اُنکی سیرت پر سلام

سر سے پا تک نور تھا تن اسلیے سایہ نتھا
ایسی جسم جان صفت مربوع[2] قامت پر سلام

ریش گنجان اور کلاہی سر مین اُس سرور کے تھی
اُس عظیم الہامہ اور راس ریاست پر سلام

چاند کا ٹکڑا تھا پیشانی تو رخ بدر تمام
چہرۂ تابان کے انوار وجاہت پر سلام

سرخ ڈورے آنکھ مین رہتے تھے اونچی نگاہ
اکحل العینین کی عین عنایت پر سلام

ناوک دلدوز مژگان کی نفاست پر درود
قوس ابروی معنبر کی لطافت پر سلام

بینی اقدس تھی جیسے شمع کی لو ہو بلند
لب کی سرخی اور دانتونکی نزاہت[3] پر سلام

بطن صافی سینہ چوڑا دونون شانے تھے قوی
پشت پر تھی مہر اُس مہر نبوت پر سلام

رہتا ہے خوشبو معطر دست عالی دستگاہ
نرم تر دیبا سے تھی کف اُسکے لینت[4] پر سلام

تھا ورم آجاتا قدمون پر قیام اللیل مین
ایسے قدمون کے قیام و استقامت پر سلام

بیدل مسکین کا یارب پہنچا رہ تو مدام
تا قیامت شافع روز قیامت پر سلام

نعت شریف مشتمل بر حلیہ لطیف

ابر سیہ گیسوی محمد صلے اللہ علیہ وسلم
برق تجلی روی محمد صلے اللہ علیہ وسلم

[1] طیبہ بفتح طا مہملہ وسکون یا تحتانی مدینہ منورہ کا نام ہی پہلے مدینہ کو یثرب کہتے تھے یہ مشتق ہی ثرب سے ثرب کہتے ہین فساد کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمادیا کہ مدینہ کو یثرب مت کہو بلکہ طابہ اور طیبہ کہو یہ دو لفظ مشتق ہین طیب سے یہ مجمع البحار مین لکھا ہے اور طیب بکسر طا مہملہ کہتے ہین خوشبو کو اور بفتح طا مہملہ کہتے ہین لذیذ اور پاک ہونیکو یہ منتخب مین ہے ۱۲ [2] مربوع قامت میانہ قد ۱۲
[3] بمعنی صفائی و رونق ۱۲ [4] بمعنی نرمی ۱۲

ہے مہ تو ابروی محمد صلے اللہ علیہ وسلم — عید طرب ہے روی محمد صلے اللہ علیہ وسلم

درِ عدن ہیں گر دندان لعل مین ہین لب خندان — مشک ختن ہے مو ی محمد صلے اللہ علیہ وسلم

گرچہ میانہ تھا قدِ والا دیتا دکھائی سب سے بالا — سرو قد دلجوی محمد صلے اللہ علیہ وسلم

رخ پہ بشاشت وقت تکلم دلمین ترحم لب پہ تبسم — کیا دلجو ہے خوی محمد صلے اللہ علیہ وسلم

سبزۂ خط وہ لطیف اور گنجان لطف دکھاتا اسپہ قرآن — رنگ رخ نیکوی محمد صلے اللہ علیہ وسلم

کاش ہمین ہر غم سے نکالے دام مین اپنے ہمکو پھنسا لے — پیچ و خم گیسوی محمد صلے اللہ علیہ وسلم

ضخم کرادیں انکی صفت ہے یعنی قوی تھی جوڑ بدن کے — دوش و بروزانوی محمد صلے اللہ علیہ وسلم

معجزہ سنکر رمی حصا کا سمجھو بھید اللہ رمی[1] کا — ہے ید حق بازوی محمد صلے اللہ علیہ وسلم

محو طرب کل اہل زمین ہون شیفتہ اہل خلد برین ہون — پائین اگر خوشبوی محمد صلے اللہ علیہ وسلم

لکھتے مین اسکو عرش سے اعلے قبر شریف کا اونا ٹکڑا — جو ہے تہ پہلوی محمد صلے اللہ علیہ وسلم

خاک شفا ہی غبار مدینہ آب بقا انہار مدینہ — دار شفا ہے کوی محمد صلے اللہ علیہ وسلم

حد سے بڑھی جب ہول قیامت تب گھبرا کر بہر شفاعت — کل کی نظر ہو سوی محمد صلے اللہ علیہ وسلم

ایسی تپش مین یا رب خدایا تیری عرش کا پای سایہ — بیدل مدحت گوی محمد صلے اللہ علیہ وسلم

صلی اللہ علی محمد
صلی اللہ علیہ وسلم

بمعراج سیدنا محمد — قد کان فی رجب مکرم
حین اتی الیہا محمد — جبریل قال لہ تقدم

[1] روز بدر جب لڑائی کفار کی تیزی پر آئی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مٹھی خاک اور کنکر اوٹھا کر کفار پر پھینک دی اور فرمایا شاہت الوجوہ کوئی مشرک باقی نرہا جسکی آنکھ اور ناک اور موںہہ مین اُس مٹی کا ریزہ نگیا ہو تب وہ سب بھاگ گئے حق سبحانہ نے سورہ انفال مین اس قصہ کو فرمایا ہی ما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی اس آیت کا ترجمہ شاہ عبد القادر نے اسطرح فرمایا ہی تو نے نہین پھینکی مٹھی خاک جسوقت پھینکی تہی لیکن اللہ نے پھینکی ۱۲ منہ درمختار اور اُسکی شرح شامی مین ہی کہ قبر شریف کی وہ جگہہ جس سے اعضاء مبارک

صار اماماً هنا محمد — صلى بالانبيا وآدم
فوق السماء علا محمد — الله شرفه وكرم
فاز وراء الورا محمد — مولاه قربه وكلم
لا تسأل عن علا محمد — لا ندري والله اعلم
يشكو اليك يا محمد — عبد السميع وقد تهيم
ما لي شفيع سوى محمد — يا كهف الفقراء ترحم
واشفع للعيش المخلد — ثم التبعيد من جهنم
واكشف دجانا يا محمد — بالوجه كالبدر المتمم

نعت فارسی

محو انوار لقای کیستم — غرق موج جلوه‌های کیستم
هر سخن شد در دهن قند و نبات — طوطی حیرت سرای کیستم
میر سید یحببکم الله در جواب — تابع حکم و رضای کیستم
میتراود از لبم آب حیات — محو ذکر جانفزای کیستم
گر نه بندم دل بدین مصطفی — کشتهٔ خلق ادای کیستم
نغمه‌ام شد زیب گوش قدسیان — عندلیب خوشنوای کیستم
سالکان را ناله‌ام دل می‌کشد — یارب آواز درای کیستم
خامه‌ام چون شاخ گل شد گلفشان — گلشن آرای ثنای کیستم

کی بود بیدل بشاهانم نیاز
زانکه میدانی گدائی کیستم

حمد رب العلمین

تو ہی سب شاہونکا شاہنشاہ رب العلمین — سب کا قبلہ ہے تیری درگاہ رب العلمین

سر رگڑتے ہین تیری درگاہ عالیجاہ مین — جتنے ہین شاہان عالیجاہ رب العلمین

عرش سے لیکر فرش تک لیکر ازل سے تا ابد — ذرہ ذرہ سے ہے تو آگاہ رب العلمین

فلسفی کی عقل چکر کھائے صد ہا سال تک — کب تری حکمت سے ہو آگاہ رب العلمین

انبیا و اولیا کیا قطب کیا ابدال و غوث — سب ہین تیری بندۂ درگاہ رب العلمین

کوثر اور تسنیم کیا مانگین وہ تیری تشنہ لب — دلمین جو رکھتے ہین تیری چاہ رب العلمین

ہوتا ہی بندونکا ایسی بیکسی ہین تو رفیق — جب کوئی ہمدم نہو ہمراہ رب العلمین

لیچل اُس رستہ کو تو راضی ہو اور تیرا رسول — ہی وہی جنت کی سیدھی راہ رب العلمین

کس کا اے [illegible] ہر یاد و سہیل کون ہے اُسکے سوا — مستغاثی لیس الا اللہ رب العلمین

ہر ذرہ ذرہ ولایت میں باجود عاری مرتبہ کے جو حقیقت غوثیت سب کی سلوا ہوا ہے ۱۲

سلہ رموز و نیاز در ادای نماز

جلوہ ہی خاص رحمت حق کا نماز مین — انوار قدس کا ہی نظارا نماز مین

مولی سے اپنے ملتا ہے بندہ نماز مین — اوٹھ جاتا ہی جدائی کا پردا نماز مین

آپہونچا خاص اپنے شہنشاہ کے حضور — جب بندہ ہاتھ باندہ کے آیا نماز مین

مولی مین اور بندہ مین رہتا نہین حجاب — بے پردہ ہے تجلی مولی نماز مین

جب ہاتھ اوٹھای باندہ کے نیت تو یون سمجھ — دونون جہان سے ہاتھ اوٹھایا نماز مین

کیا جانے تو رکوع و سجود و قعود کو — ہی کن حقیقتونکا اشارا نماز مین

سلہ جب نمازی بلاحظہ حضور جناب باری دست بستہ کھڑا ہوا اسکا نام قیام ہے پھر جب کھڑا ہو کر فاتحہ وغیرہ پڑھنے مین عظمت الٰہی کا معائنہ ہوا تب بہ اظہار عظمت رب العرش العظیم کیلیے جھک گیا اور کہا سبحان ربی العظیم اسکا نام رکوع ہوا پھر انتہا درجہ کی عاجزی عمل مین لایا کہ اپنا سر اور منہ جو تمام بدن مین شریف تھا زمین کثیف پر رکھدیا اور سبحان ربی الاعلی کہنے مین یہ اشارہ کیا کہ سب سے اعلی وہی ہے مین کیا ناچیز ہون اس زمین سے پیدا ہون جس پر سر رکھا ہی پھر اسی مین چلا جاؤنگا جب بندہ یہ افعال مع اذکار معمولہ

الحمد کی شروع تو ہر کلمہ کا جواب
معبود ذو الجلال سے پایا نماز مین

حمد و ثنا درود و قراءت دعا سلام[1]
ہے جمع ہر طرح کا وظیفہ نماز مین

تن کی صفائی حق کی رضا دل کی روشنی
ای بندے خوبیان نہین کیا کیا نماز مین

قبلہ کر اپنے قلب کا رب کریم کو
جسطرح مونہہ کا قبلہ ہے کعبہ نماز مین

کیون در بدر پہرے وہ مدد مانگتا کہ جو
ایاک نستعین ہے پڑہتا نماز مین

پڑہ پڑہ کے تو نماز دعا صدق دل سے مانگ
مقصد وہ کیا ہی جو نہین ملتا نماز مین

مدہوش و مست خواب سحر مین ہی بے نماز
اور اوٹھ کے آیا عاشق مولا نماز مین

مت کر قضا نماز کہڑی سر پہ ہی قضا
سن مالک قضا کا تقاضا نماز مین

گر قبر کی اندھیری سے ڈرتا ہی پڑہ نماز
ہے ظلمت لحد کا اوجالا نماز مین

نرمی سے کرتا ہی ملک الموت قبض جان
تلخی موت کا ہے مداوا نماز مین

یہ قبر مین انیس یہ محشر مین ہو شفیع
عقبے کی راحتین ہین سراپا نماز مین

رکھیگا سربلند او نہین پاک بے نیاز
ہے جنکا سر نیاز سے جھکتا نماز مین

بیدل نماز کیون نہو معراج مومنین
پاتا عروج و قرب ہے بندہ نماز مین

اعلان فضائل رمضان

واہ کیا ماہ مبارک ہے یہ ماہ رمضان
حق نے کی جس کی صفت انزل فیہ القرآن

جو ہوا ساتھ ہے خوشنود کہ آئے رمضان
کر دیا حق نے حرام اسپہ عذاب النیران[2]

چاند ہوتی ہی ہوا حکم کہ ہان ای رضوان
روزہ دارونکے لئے کھولدو ابواب جنان

بند دروازے جہنم کے کئے جاتے ہین[3]
باندھے زنجیر و نمین جاتے ہین جنود الشیطان

[1] سلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور جمیع ملائک اور بشر عباد اللہ الصالحین پر ہے ۱۲ منہ [2] یہ حدیث درۃ الناصحین مطبوعہ مصر کی صفحہ ۴۸ پر ہے ۱۲ [3] شعلہاے جہنم ۱۲

عرش کے نیچے لگی چلنے ہوا جنت کی — اور بجائی گئین جنات ذوات الافنان[1]

نخل جنت مین ہوا الگ کہ وہ نکلی نغمات — کہ کسی نے نہ سُنا ایسا غنا یہ الحان[2]

پوچھا حورون نے یہ کیا جشن ہے رضوان نے کہا — ہے یہ اس ماہ مبارک کی خوشی کا اعلان

بارہ بیٹون مین تھے یعقوب کے جیسے یوسف — یون ہی کل بارہ مہینون مین ہے پیارا رمضان[3]

کرتے اس ماہ طرب مین ہین فرشتے شب و روز[4] — روزہ دارون کے لئے حق سے دعای غفران

یہ وہ دن ہین کہ ملے نفل مین فرضون کا ثواب[5] — ہووی اک فرض تو ستّر کی جزا دی منان

روزہ والے اوٹھین جب قبر سے بھوکے پیاسے — خوان میوون کے بھرے آئینگے لیکر غلمان[6]

کیا مہینہ ہے کہ دن رات ہے طاعت کی بہار — دن کو روزہ ہے تراویح کا شب کو سامان

حشر مین اہل تراویح کا قرآن ہو شفیع — روزہ دارونکی شفاعت پہ ہو قائم رمضان

روزہ دارونکی خوشی ایک ہی افطار کیوقت — پھر خوشی ہوگی بڑے وقت لقاء الرحمن

اجر دلوائینگے ہر شے کا ملائک کے ہاتھہ — دیگا روزہ کی جزا آپ وہ مالک ذیشان

خواب راحت مین بھی صایم کو ہے طاعت کا ثواب — روزہ دارون پہ ہے اللہ کا کیا کیا احسان

روزہ رکھتے ہین جو تسلیم و رضا کے طالب — اُنکے مشتاق بہشت اُن سے ہے راضی دیان

حشر اپنا اونہی بندون مین ہو یارب جنکو — رضی اللہ رضو عنہ ملیگا فرمان

---

[1] صاحب شاخہای کثیرہ ۱۲ [2] یہ خوش آوازی کی حدیث فقیہ ابو اللیث سمرقندی نے روایت کی ہے تنبیہ مین ۱۲
[3] نزہۃ المجالس مین ابن جوزی سے یہ تشبیہ نقل کر کے لکھا ہے کہ جیسے ایک بیٹے یوسفؑ کی دعا سے انجام کار کل گیارہ بیٹون کی خطائین معاف ہوئین اسیطرح اس مہینہ رمضان کی برکت سے کل گیارہ مہینون مین خطائین کی ہوئین معاف ہوجائینگی ۱۲
[4] بیہقی نے باسناد مقبول روایت کی ہے کہ ہر روز اور ہر رات فرشتے دعا مغفرت کرتے ہین روزہ داران رمضان کے واسطے یہ شرح مواہب لدنیہ مین زرقانی نے لکھا ہے ۱۲ [5] نزہۃ المجالس مین اور حضرت غوث اعظم کی غنیۃ الطالبین مین ہے کہ روزہ دار کا سونا بھی عبادت ہے ۱۲ [6] یہ حدیث مشکوۃ مین ہے ۱۲ [7] یہ روایت نزہۃ المجالس مین ہے ۱۲

روزہ دارون کے لئے کھولینگے محشر کے دن — باغ جنت کا وہ در نام ہے جسکا ریان
مرتے دم گر ہو تجلی کا کرشمہ بیدل — ظلمتِ گور ہو رشکِ شبِ قدرِ رمضان

حکم تنزیہ بصائمان در ماہ رمضان

شان تقدیس کا مظہر ہے مہینا رمضان — جسکی تنزیہ مین ناطق ہین حدیث اور قرآن
کھانا چھڑواتے ہین روزہ مین تو حکمت یہ ہے — تاکہ انسان مین پیدا ہون تقدس کے نشان
کرتے ہین لذت حیوانی و شہوانی ترک — جوہر روح مین دیتا ہی لطافت انسان
کسی طاعت کی جزا حور کسیکی ہی قصور — اور جزا[۱] روزہ کی یہ ہے کہ ملے خود رحمن
ایسے درجون پہ ہی بندے پہنچتے ہین کہ جو — جان و دل کرتے ہین مالک کی رضا مین قربان
رکھین روزہ کو جو روزہ کیطرح تب دیکھین — کیا اثر اسکا ہی کیا اسکی صفت ہے کیا شان
روزہ دار ایسے بھی کتنے ہین کہ روزونکا مفاد — نہین پاتے بجز اسکے کہ رہی وہ عطشان
حق نے دی ہمکو شب قدر نہ سمجھے ہم قدر — ہای اُسکا وہ کرم اور ریا اپنا حرمان
چاہیے روزہ مین پاک اور منزہ رہنا — چھوڑنا بغض و حسد فسق و فجور و عصیان
یہ بھی کچھ روزہ ہی سب چھوڑ کے آب و طعام — کھاتے مردار ہین کرتے ہین جو غیبت کا بیان
کھانا جب روزہ مین چھوڑا جو ہمیشہ تھا حلال — کیون نہین بچتے حرامون سے یہ ہی کیا ایمان
کام کیا دینگے عمل بے سر و سامانون کے — نہ کچھ آداب و سنن ہین نہ شروط و ارکان

کچھ بھروسا نہین طاعات پر اپنی بیدل
کرلے مقبول مگر رحم سے اپنے رحمن

[۱] تفسیر روح البیان مین حدیث انا اجزی کی ذیل مین لکھا ہے کہ روزہ دار کی جزا خود مین ہوان نہ حور نہ قصور پھر لکھا کہ یہ وہ روزہ ہی جو خواص کا روزہ حقیقی ہوتا ہے کما حقہ ۱۲

معائنۂ ظہور اسرار کامنہ در ایام حمل جناب آمنہ

مبارکباد[۵۱] ہے ارض و سما مین — وہ نور آ ٹھرا بطن آمنہ مین

مہک پہنچے زمین سے آسمان تک — عجب خوشبو بسی باد صبا مین

معطر کیون نہو عالم کہ خوشبو — اُڑی جاتی ہے ہر ملک ہوا مین

ہری شاخون مین ہین رنگین کہلے پھول — عجب جوبن ہے باغِ خوشنما مین

ہے سبزہ جنگلون مین لہلہاتا — بہار آئی بہار آئی فضا مین

خدایا آگیا جس دم نظر کی — بہار صنعتِ کلک قضا مین

اِدھر ہے چہچہون مین مست بلبل — اُدھر گل محو ہین رنگین ادا مین

اگر طوطی ہے یا قمری ہے یا مور — عجب مستی ہے ہر اک کی صدا مین

جھکا ہر پیڑ پھلکر جیسے مومن — جھکاتے سر ہین حکم کبریا مین

اُدھر قدوسیون نے آسمان پر — مچائی دھوم تحمید و ثنا مین

عبادت کو بچھے[۵۲] ہین جانمازین — تمام اضلاع و اطراف السما مین

کوئی تقدیس اور تہلیل مین غرق — کوئی سرشار ہے ذوق دعا مین

کسیکا نعرہ ہے سبحان ذی الملک — کوئی مشغول ہے صل علیٰ مین

کہلا ہے جنت الفردوس کا در — ہین حورین جلوہ ہای جانفزا مین

---

۵۱ کعب الاحبار سے روایت ہے کہ شب حمل مین غیب سے منادی غیب نے تمام زمین و آسمان مین آواز سنائی کہ آج وہ نور بطن آمنہ مین ٹھرا ہے خوشحالی ہو آمنہ کو پھر خوشحالی ہو آمنہ کو اور یہ بھی روایا مین آیا ہے کہ ایام حمل مین بہت خیر و برکت غلہ اور ثمرات و باغات مین ہوئی جسکا بیان اشعار آیندہ مین ہے ۱۲

۵۲ مواہب لدنیہ مین قسطلانی نے لکھا ہے کہ آسمون مین منادی کی گئی افرشوا سجادات العبادات فی صفف الصفار لصوفیۃ الملئکۃ المقربین بین اہل الصدق و الوفا اور شارح مواہب نے اس قول کے نیچے لکھا ہے کہ مراد تیاری عبادت اور اظہار فرحت و سرور ہے بوجود مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پس یہی مراد شعر مین رکہنا چاہیے بطور استعارہ ۱۲

خوشی کے چہچہے ہمرنگ بلبل | ہین ہاتف کے گلوی خوش نوا مین
یہی غل ہی یہی چرچا یہی دھوم | وہ نور آ ٹھیرا بطن آمنہ مین
جناب آمنہ فخر عرب تھین | نسب مین شان عفت مین حیا مین
دیا فرزند بھی حق نے تو ذی شان | نہین ایسا کوئی خلق خدا مین
جدا ہر ہر نبی مین تھی جو خوبی | ملا دین حق نے وہ سب مصطفیٰ مین
اوٹھائی پھر نہ روی پاک سے آنکھہ | نظر کی جس نے حسن دلربا مین
ہو شاہ نہین کوئی جیسا شہنشاہ | وہ اُنکی شان ہی کل انبیا مین
کہلیگی شان عالی حشر کے دن | تکین مونہہ اُنکا سب روز جزا مین
سدا بیدل کو رکھیو ای خداوند | نبی کے عشق مین اپنی رضا مین

بالاجمال ذکر اکثر احوال آن صاحب الجمال صلے اللہ علیہ وسلم

جنکی صفت ہی والضحی والشمس الضحی یہ ہی تو ہین | طٰہٰ ہی جس سر کی ثنا بدر الدجی یہ ہی تو ہین
جنکا ہی رخ مرآت حق وہ حق نما یہ ہی تو ہین | روشن ہے جس سے چودہ طبق نور خدا یہ ہی تو ہین
تھے کنز مخفی کیطرح پنہان بہار لم یزل | جس نور سے اُس حسن کا جلوہ کہلا یہ ہی تو ہین
آغاز خلقت اُنسے ہی انجام بعثت اُنسے ہے | جو ہین ازل مین ابتدا پھر انتہا یہ ہی تو ہین
آدم کو یون با صد ادب کرتے فرشتے سجدہ کب | جس نور ربی کے سبب سجدہ ہوا یہ ہی تو ہین

ع۵ فائدہ اس غزل مین حضور کا سب حال ابتدای خلقت نور محمدی سی معراج تک گویا پورا مولد شریف ہے بعض اوقات مجلس میلاد مین جہان مختصر بیان مد نظر ہوتا ہی صرف اسی غزل پر اکتفا کیا جاتا ہی اور قیام ساتوین شعر پر کردیا جاتا ہی جسکا شروع یہ ہی سہ مولد مین اُن کے سنتے ہین الخ لیکن اس صورت مین ہر شعر کے بعد یہ شعر پڑہا جاتا ہی + صلے علیک اللّٰہ یا نور الہدیٰ یا نور عینی + من کان للزہرا ابا من کان جدا للحسنین ÷ سلہ تفسیر لفظ طٰہٰ مین یہ بھی بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ طا مہملہ کے عدد نو اور ہا سے ہوز کے عدد پانچ ہوتے ہین نو اور پانچ چودہ ہوئے یہ اشارہ ہوا چودھوین رات کے چاند کا یعنی آپکا جمال ایسا خوشنما ہی گویا چاند چودھوین رات کا ہے ۱۲

اُنکی بشارت سب نے دی آدم سے تا عیسیٰ نبی ۔ جنکی خبر اول سے تھی وہ مبتدا یہ ہی تو ہین
مولد مین اُنکی سنتے ہین جو قدسی ملائک تھے کھڑے ۔ جس شہ کے یہ آداب تھے وہ مقتدا یہ ہی تو ہین
نور ولادت کی چمک پہنچی زمین سے تا فلک ۔ تھی عرش تک جسکی چمک وہ پُر ضیا یہ ہی تو ہین
نور احد فیض صمد روح ازل جان ابد ۔ جنکی مدد ہی بیعدد وہ ذی عطا یہ ہی تو ہین
پاتا جدھر ہے[1] رمز کف جھکتا اُدھر ماہ فلک ۔ تکتے تھے صورت کو ملک وہ مہ لقا یہ ہی تو ہین
سینہ الم نشرح کیا دل معرفت سے بھر دیا ۔ ناسخ تمام ادیان کا جنکو کیا یہ ہی تو ہین
اُنکا محب ہے خود خدا اُن پر فدا ہین انبیا ۔ بردی ہین جنکے اولیا وہ بادشا یہ ہی تو ہین
پہنچے جب اقصیٰ مین نبی سب انبیا تھے مقتدی ۔ کل کی امامت جسنے کی وہ پیشوا یہ ہی تو ہین
چھوڑا بساط خاک کو پھر طے کیا افلاک کو ۔ دیکھا خدا ہی پاک کو وہ مجتبےٰ یہ ہی تو ہین
جنکا سفر معراج ہی تا عرش جنکا راج ہے ۔ لولاک جنکا تاج ہے صدر العلیٰ یہ ہی تو ہین
وہ عرش کی مسند نشین تو سین کے خلوت گزین ۔ قصر تدلیٰ کے مکین شاہ دنیٰ یہ ہی تو ہین
لب پر تصدق نارون سینہ پہ قربان نسترن ۔ رخ پر فدا رنگ چمن رنگین ادا یہ ہی تو ہین
وہ غمزدون کے غمربا وہ مفلسون کے کیمیا ۔ محتاج کے حاجت روا کان سخا یہ ہی تو ہین
مردے جلائے آپ نے بیمار اچھے کر دئے ۔ جانکی جلا یہ ہی تو ہین تن کی شفا یہ ہی تو ہین
ہان ای گروہ عاشقان کیون لوٹتے ہو نیمجان ۔ چاہو شفا تو آؤ یہان دلکی دوا یہ ہی تو ہین
کرتے ہو کیون ای جان بلب خضر و مسیحا کی طلب ۔ آب بقا یہ ہی تو ہین عیسیٰ لقا یہ ہی تو ہین
بیدل تجھے کھٹکا ہی کیا میدان یوم الحشر کا ۔ شافع ہین تیری مصطفےٰ مشکلکشا یہ ہی تو ہین

[1] یہ ایک وقت خاص کا بیان ہے جب ایام رضاع مین آپکو حلیمہ نے مہد مین لٹا دیا جسطرف آپ اُنگلی اوٹھاتے تھے اُودھر چاند جھک جاتا تھا یہ روایت حضرت عباس سے بیہقی نے روایت کی ہے ۱۲

استحسان محفل میلاد محبوب رب العباد صلے اللہ علیہ وسلم

آؤ مشتاقان محفل محفل میلاد مین ... رحمتین بیحد ہین نازل محفل میلاد مین

حمد حق نعتِ پیمبر اجتماع المومنین ... سب ہین سنت کی خصائل محفل میلاد مین

عطر ملنا بانٹنا شیرینی سلگانا بخور ... ہین نبی کے سب شمائل محفل میلاد مین

کان ہین سننے مین دل تعظیم مین لب درود ... ہین یہ امت کے مشاغل محفل میلاد مین

قاری میلاد جب وجھکر لگا پڑہنے سلام ... سب اوٹھی محفل کی محفل میلاد مین

حیف اُسپر جب کہڑی سب ہوئین وہ بیٹھا رہے ... ہو کے پابند سلاسل محفل میلاد مین

مدح خوان پڑہتے ہین گویا پھول مُنہہ سے جھڑ رہے ہین ... کیا چہکتے ہین عنادل محفل میلاد مین

موج لحن مدح خوان آتی ہے جون موج نسیم ... غنچۂ دل جائے ہے کھل محفل میلاد مین

جنکا دل گھائل ہوا عشق رسول اللہ سے ... ہین تڑپتے نیم بسمل محفل میلاد مین

ہر طرف سے امتی پڑہتے ہین تسلیم و درود ... ہے عجب اک شان حاصل محفل میلاد مین

جب نبی سے آیا امت کے سلامونکا جواب ... ہو گئے انوار نازل محفل میلاد مین

آیا نورِ فیض روحانی جسے کہتے ہین لوگ ... خود بدولت خود ہین شامل محفل میلاد مین

گھر مین جب دھوپ آگئی گویا کہ سورج آگیا ... خود بدولت یون ہین داخل[1] محفل میلاد مین

[1] نظیر اسکی قرآن شریف مین موجود ہے سورۂ والفجر مین آیا ہے وجآء ربک اسکے معنی شاہ عبد القادر صاحب نے لکھے ہین اور آوے تیرا رب اور کشاف اور بیضاوی اور کبیر تینون تفسیرین متفق ہین اسبات پر کہ یہان رب کے آنے سے مراد یہ ہے کہ قیامت مین قہر اور جلال ربانی کے آثار ظاہر ہونگے اور دوسری جگہہ قرآن شریف مین آیا ہے فاتٰھم اللہ من حیث لم یحتسبوا اسکے معنی شاہ عبد القادر صاحب لکھتے ہین پھر پہنچا اُنپر اللہ جہان سے اُنکو خیال نہ تھا یہ وہ مقام ہے کہ کفار کے دلمین رعب و ہیبت مسلمانون کی چھاگئی اور اُنکو شکست فاش ہوئی یہان خود اللہ تعالےٰ نے اپنی قدرت اور جلال ظاہر ہونیکو اپنا آنا فرمایا پس اسیطرح سمجھو محفل میلاد شریف مین بھی فیوض روحانی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہر ہونے کو نبی کا آنا کہا گیا جیسے گھر مین دھوپ آنیکو آفتاب کا آنا کہدیتے ہین واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم ۱۲

جو برا کہتے ہین محفل کو ڈرین اللہ سے
منہ سے کچھ بولین نہ باطل محفل میلاد مین

ہے مجرب اولیا کا جو کہ یہہ محفل کرے
دل کا مقصد جائیگا مل محفل میلاد مین

گازرونی قسطلانی ابن جزری بو سعید
ہین یہ سب کت کے قائل محفل میلاد مین

ان مسائل کے دلائل کو جو ڈھونڈین حق طلب
وہ پڑہین میرے رسایل محفل میلاد مین

کچھ تو اس محفل مین پایا ہی جو یون آداب سے
سر کے بل آتا ہے بیدل محفل میلاد مین

منقبت حضرت مخدوم سید علاؤالدین صابر کلیری رحمہ اللہ تعالےٰ

ماہ برج ھدا علاؤالدین
نور فیض خدا علاؤالدین

محو رب العلا علاؤالدین
عشق حق مین فنا علاؤالدین

رکھتے فاقہ طعام دنیا سے
کرلے روحی غذا علاؤالدین

پہونچے عالی خطاب صابر کو
تھے جو محو رضا علاؤالدین

سیف قاطع کا تھا زبان مین اثر
کرلے جسدم دعا علاؤالدین

عالم شرع عابد و زاہد
عارف با خدا علاؤالدین

فقر مین جید اور نسب سید
سید الاولیا علاؤالدین

کان گنج شکر کا در فرید
گوہر بے بہا علارالدین

چشت کے خاندان عالی مین
ہوے صدر العلا علاؤالدین

طالبان صفای باطن کو
زنگ دل کی جلا علاؤالدین

ذوق جام الست مین سرشار
رہتے بیخود سدا علاؤالدین

کردیے اک نظر مین لاکھون مست
مرحبا مرحبا علاؤالدین

اپنے بیدل پہ بھی نظر ہو للہ
میرے صابر پیا علاؤالدین

منقبت حضرت خواجہ معین الدین سنجری رحمۃ اللہ علیہ

قطب دور زمان معین الدین	شاہ اقلیم جان معین الدین
حکم مولای کل سے خواجہ ہوئے	خواجۂ خواجگان معین الدین
بخشش مولائے جب ولایت ہند	آئے ہندوستان معین الدین
شب جاکرتے وان طواف حرم	صبح آجاتے یان معین الدین
توڑا سب کفر و کافری کا ہجوم	جب ہوئے حکمران معین الدین
ہو کے مغلوب بول اوٹھے کفار	الامان الامان معین الدین
جن بھی فرمان اُنکا مان گئے	تھے شہِ انس و جان معین الدین
کھولے کیا کیا حقائق و اسرار	محرم کن فکان معین الدین
شان حق کے نشان دئیے کیا کیا	لابیان کا بیان معین الدین
چشتیان بہشت مسکن مین	رونق خاندان معین الدین
میرا موںہہ کیا جو اُنکی مدح کرون	مین کہان اور کہان معین الدین

سب الم دور ہونگے بیدل کے
گر ہوئے مہربان معین الدین

فضائل صلوات بر روح سید الموجودات صلی اللہ علیہ وسلم

نبی کی شان مین ہو جسقدر درود پڑہو	محبو پاؤ گے جنت مین گھر درود پڑھو
پڑھو درود اگر دل کی ہی جلا منظور	یہ چشم دل کا ہی کحل البصر درود پڑھو
خدا تو بھیجے ہی صلو وسلمو کا خطاب	تم ایسے بیٹھے ہو کیون بیخبر درود پڑھو
پہنکے جامۂ خلت بسا کے عطر خلوص	خدای پاک کے محبوب پر درود پڑھو

جو اپنے کامونکا انجام نیک چاہتے ہو ہر ایک کام[۱] مین تم پیشتر درود پڑھو
خیال قد مین جو ہو سرو قد ادب سے کھڑے تو یاد چشم مین با چشم تر درود پڑھو
نبی کے صدقہ تمہاری مراد ہو حاصل دعا کے اول و آخر اگر درود پڑھو
رہوگے حفظ الہی مین رات دن محفوظ رسول پاک پہ شام و سحر درود پڑھو
فرشتے جاتے ہین لیکر درود حضرت کو اُدھر پہنچتا ہی جو تم ادھر درود پڑھو
رسول پاک کے حق مین یہ بھی تھوڑا ہے جو اُنکے نام پہ آٹھون پہر درود پڑھو
دو لب دو زلف دو چشم سیاہ دو رخسار ہر ایک عضو پہ دو دو پہر درود پڑھو
بچاوے تمکو جو دوزخ سے ایسے محسن پر سدا سلام کہو عمر بھر درود پڑھو
عبث گناہونکی شامت مین مارے پھرتے ہو خدا کی تمپہ ہو رحمت اگر درود پڑھو
ہزار درد کو یہ ایک دوا کفایت ہے جو پیش آئے ذرا بھی خطر درود پڑھو
خدا وہ دن کرے سیدل کہ تم کھڑے ہو کر حضور روضۂ خیر البشر درود پڑھو

عرض سلام درحضرت خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم

السلام اے روی پاکان سوی تو قبلۂ عالم خم ابروی تو
اے شب قدر محبان موی تو عید مشتاقان محزون روی تو
اے نمایان نور حق از روی تو اللہ اللہ طلعت نیکوی تو
شد شب اسرا چہا اسرار طے بود با مولی چہ گفت و گوی تو
چیست با کحل الجواہر کار ما کحل چشم ماست خاک کوی تو

[۱] فقیہ شامی شارح درمختار نے بہت مواقع درود خوانی کے لکھے ہین اُنمین سے چند موقع اس غزل مین لکھے گئے مثلاً یہ کہ ہر مہمات پیش آنیکے وقت پڑھنا اور دعا کے اول و آخر و اوسط مین پڑھنا اور صبح شام پڑھنا ۱۲

می دمد زان دمبدم نفحات مشک حبذا خاک در مشکوی تو
ہمچو بوی گل زگلشن می رسد عاشقانرا از مدینہ بوی تو
جان بلب گشتیم کاش آرد صبا نفحۂ از نکہت گیسوی تو
لشکری برہم زدی از مشت خاک مرحبا ای دست و ای بازوی تو
خود خدا توصیف خوبیت میکند فوق ازین باشد چہ وصف خوی تو
شافع بیدل بروز بعث و نشر یا توئی یا عترت نیکوی تو

نعت سید الکائنات صلی اللہ علیہ وسلم و عرض بعض حاجات

جسکے ہین رہنما رسول اللہ دینگے حق سے ملا رسول اللہ
اسکی کشتی کو موج سے کیا غم جسکے ہین ناخدا رسول اللہ
دل سے بھیجیگا جو درود و سلام دینگے اسکو دعا رسول اللہ
کیا مقدس ہین آپکے القاب مصطفےٰ مجتبےٰ رسول اللہ
مجکو مطلوب بس یہی دو ہین اک خدا دوسرا رسول اللہ
ہم گداؤنپہ بھی نظر کیجے اے شہ دوسرا رسول اللہ
نہوا اب تلک نہو ہرگز دوسرا آپ سا رسول اللہ
جزو شب مین وہ کل کو دیکھہ آئے عرش سے تا ثرےٰ رسول اللہ
غل تھا افلاک پر کہ آئے حضور مرحبا مرحبا رسول اللہ
جاکے سدرہ پہ رہگئے جبریل ملے مولےٰ سے جا رسول اللہ
تھا نہ وہان غیر کیا ہی خلوت تھی یا وہ خالق تھا یا رسول اللہ
انبیا سب ہین پیشوا لیکن سب کے ہین پیشوا رسول اللہ

اہل محشر کی جب بندھینگی صفین ہونگے صاحب لوا رسول اللہ
بھول جائے گا نہ مجکو محشر مین یا شفیع الورا رسول اللہ
ہو جبے میری مشکلونمین شفیع میرے مشکلکشا رسول اللہ
قبر مین بھی جمال وقت سوال دیجیئے گا دکھا رسول اللہ
اپنے بیدل کی نعت کرکے قبول دیجے اس کا صلہ رسول اللہ

دیگر مکرر

لَسْتُ اَهْوٰی سِوٰی رَسُوْلِ اللّٰہ رَبِّ زِدْنِی هَوٰی رَسُوْلِ اللّٰہ
وَتَقَبَّلْ تَقَبُّلًا حَسَنًا صَلَوَاتِی عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہ
وَاجْعَلَنْ شَہْ عَنَا شَرِیْعَتَہٗ وَھُدَانَا ھُدٰی رَسُوْلِ اللّٰہ
یَوْمَ تَشْکُوْ شِفَاهُنَا عَطَشًا اَرْوِنَا مِنْ نَدٰی رَسُوْلِ اللّٰہ
مُظْلِمٌ لَیْلُ فُرْقَتِیْ فَاَضِئْ بِسِرَاجِ الدُّجٰی رَسُوْلِ اللّٰہ
اَرِنِیْ یَدْ وَجْہِہٖ اَرِنِیْ طَالَ شَوْقِیْ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہ
فَجَحِیْمٌ فِرَاقُ لُقْیَتِہٖ وَنَعِیْمٌ لُقٰی رَسُوْلِ اللّٰہ
مَا لِعَبْدِ السَّمِیْعِ مُلْتَحَدٌ غَیْرُ کَهْفِ الْوَرٰی رَسُوْلِ اللّٰہ
رَبِّ سَلِّمْ عَلَیْہِ ثُمَّ عَلٰی مَنْ مَضٰی فِیْ رِضٰی رَسُوْلِ اللّٰہ

ظہور خوارق علیہ در ایام ارضاع حلیمہ سعدیہ

وہ چاند آگیا تیرے گھر پر حلیمہ ہے برج قمر اب ترا گھر حلیمہ
وہ آئینہ رو اور ترا گھر حلیمہ نصیبے کی ہے تو سکندر حلیمہ
حلیمہ کو رخصت کیا آمنہ نے خدا ہو نگہبان و یاور حلیمہ

یہ فرزند دلبند ہی جان میری — اسے جانؑ سے رکھیو بہتر حلیمہ
نگاہو نمین یون رکھیو محفوظ جیسی — رہے پتلی آنکھون کے اندر حلیمہ
یہ دُرِّ یتیم ایسا نکلیگا جس سے — ہون رد لعل و یاقوت احمر حلیمہ
ہے ذرّہ سا گو آج پر بڑہتے بڑہتے — یہ چمکیگا سورج سے بڑہکر حلیمہ
سرِ عرش اعلےٰ سے تحت الثریٰ تک — نہو کوئی خلق اس کا ہمسر حلیمہ
بٹھا کر سواری پہ خیر الورےٰ کو — نکل آئی مکّہ سے باہر حلیمہ
کئے سجدہ مرکب نے شکر خدا مین — سوار ایسا لائی ہے مجھپر حلیمہ
زمین ہوتی سرسبز پڑتا جہان سُم — چلی دیکھتی باغ اخضر حلیمہ
ندا غیب سے آئی اور مچگئی دھوم — ہوئی سب کی سردار افسر حلیمہ
تھی دائی مگر بادشہزادیون سے — ہے اب شان عزت مین بڑہکر حلیمہ
روایت ہی ہمسایہ عورت نے پوچھا — چمکتا ہے شب بھر ترا گھر حلیمہ
جہان کھلگئی آنکھہ دیکھا ترا گھر — کہ دیوار و در ہین منور حلیمہ
ترے گھر مین جلتی ہی کیا رات بھر آگ — کہ بجھتی نہین ایک دم بھر حلیمہ
کہا رات بھر آگ کا کام کیا ہے — نہ مشعل جلائی نہ اخگر حلیمہ
محمد کے مکھڑے کی ہے وہ تجلی — جو مکّہ سے آئی ہے لیکر حلیمہ
چمک جاتا ہی گھر کا گھر روشنی سے — لٹاتی ہے جب کر کے بستر حلیمہ
وہ معجزے ہون بیان کس سے بیدل — جو کہہ گذرے دفتر کے دفتر حلیمہ

لا الہ الا اللہ

رکھہ اپنا ورد دل لا الہ الا اللہ — ہے زنگ دل کی جلا لا الہ الا اللہ

وہ شخص پائیگا جنت کی دخلی جسنے ۔۔۔ ہے صدقِ دل سے پڑھا لا الہ الا اللہ

ہے حکمِ حق وہ بچیگا جو میری حصن مین آئے ۔۔۔ وہ اُسکا حصن ہے کیا لا الہ الا اللہ

کسینے پوچھا کہ جنت کی بھی ہے کچھ قیمت ۔۔۔ تو مصطفٰے نے کہا لا الہ الا اللہ

جو چاہو کھولنا جنت کا در یہہ کنجی لو ۔۔۔ پڑھو بصدق و صفا لا الہ الا اللہ

کچھہ آج کل سے نہین ہے یہ کلمۂ توحید ۔۔۔ لکھا ازل مین گیا لا الہ الا اللہ

حدیث مین ہے جو ارض و سما سے وزن کرین ۔۔۔ رہیگا سب سے بڑھا لا الہ الا اللہ

ہین پانچ رکن جو دین رسول اکرم کے ۔۔۔ مقدم اُن مین ہوا لا الہ الا اللہ

نماز و روزہ و حج و زکوۃ سے پہلے ۔۔۔ خدا نے فرض کیا لا الہ الا اللہ

ہزار سال کے شرک اور کفر کی ظلمت ۔۔۔ وے ایکدم مین مٹا لا الہ الا اللہ

بہت سے ذکر ہین لیکن حدیث مین آیا ۔۔۔ ہے سب مین ذکر بڑا لا الہ الا اللہ

یہ طے کراتا ہے ناسوت و منزل ملکوت ۔۔۔ ہے طرفہ راہنما لا الہ الا اللہ

حقایق جبروت و دقائق لاہوت ۔۔۔ ہے سب کا عقدہ کشا لا الہ الا اللہ

ثبوت وحدت حق ہے جو لفظ الا سے ۔۔۔ تو نفی غیر ہے لا الہ الا اللہ

رموز شرح و طریقت ہین اسمین سب روشن ۔۔۔ ہے شمع نور ہدیٰ لا الہ الا اللہ

بحق احمد مرسل دعا ہے بیدل کی ۔۔۔ کہ خاتمہ ہو مرا لا الہ الا اللہ

---

[1] یہ وہ حدیث ہے کہ اہل بیت نے روایت کی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور آپنے جبرئیل ع سے اور جبرئیل نے پروردگار جل جلالہ سے کہ فرمایا اُسنے لا الہ الا اللہ حصنی ومن دخل حصنی امن عذابی ۱۲ [2] یہ روایت فقیہ ابو اللیث رحمۃ اللہ علیہ نے تنبیہہ مین لکھی ہے ۔ ۱۲

[3] یہ ہی فقیہ سمرقندی کی روایت ہے لا الہ الا اللہ مفتاح الجنۃ ۱۲

[4] مشکوۃ کے باب التسبیح والتہلیل مین ہے کہ اللہ تعالی نے موسیٰ علیہ السلام کو فرمایا اگر ساتون آسمان اور اُسمین رہنے والے اور ساتون زمین ایک پلہ ترازو مین رکھین اور لا الہ الا اللہ ایک پلہ مین البتہ غالب آجائیگا لا الہ الا اللہ ۱۲

فضائل ذکر میلاد و ماہ میلاد حضرت خیر العباد

ذکر کسکے رخ روشن کا کیا جاتا ہے — ایک سماں نور کا آنکھوں مین بندھا جاتا ہے
لب پہ جاری ہی مری کس لب جان بخش کی یاد — مونھہ سے ٹپکا جو مرے آب بقا جاتا ہے
کسکے یہ نام کی تعظیم ہے ہر جانب سے — مرحبا صلّ علیٰ اُسپہ پڑھا جاتا ہے
وہ محمدؐ جسے حق نے کیا محبوب اپنا — فخر کل ختم رسل اُن کو لکھا جاتا ہے
اُنکے مولد مین ہوئے آکے ملائک حاضر — حورین حاضر ہوئین جنت سے سنا جاتا ہے
ایسا محبوب کہ جو اُنکی اطاعت مین رہا — وہ بھی اللہ کا محبوب گنا جاتا ہے
ماہ میلاد شریف آتا ہے جب عالم مین — بزم عشاق کو گلزار بنا جاتا ہے
ہے ربیع دل عشاق ربیع الاول — غنچہ گل کی روش دل کو کھلا جاتا ہے
اس مہینہ مین جو سُنلیتے ہین سبدل مولود — سال بھر دل سے نہین اسکا مزہ جاتا ہے

وقائع میلاد نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم

شب مولد ہے رحمت کی گھڑی ہی — اجابت خود لب فرش آ کھڑی ہی
بندھا یون رحمتون کا تار پیہم — برستی جیسے ساون کی جھڑی ہی
خوشی مین ہنس پڑے گل کھلکھلا کر — کھلی غنچون کے دل کی گلجھڑی ہی
بیابان عرب گلشن گیا بن — بنا ہر خار پھولون کی چھڑی ہی
جلال احمدی سے تھرتھرا کر — بنائے قصر کسرےٰ گر پڑی ہی
زبان سوسن کی بھی حیرت سے ہے بند — نہ اک نرگس ہے سکتہ مین کھڑی ہی
ہے فیض احمدی وہ طرفہ گلشن — گل خورشید جسکی پنکھڑی ہی
کف پائے پیمبر کے مقابل — گل فردوس کی پتی کڑی ہی

لب رنگین اگر ہے سلک مرجان ‏— مسلسل دانت موتی کی لڑی ہی

محبت کی ہی محبوب خدا سے ‏— بحمد اللہ کہان قسمت لڑی ہی

خیال زلف مین ہون پا بہ زنجیر ‏— ازل سے عشق کی بیڑی پڑی ہی

تڑپ دلکی نہین تھمتی ہے ایک دم ‏— ہے دل پہلو مین یا جیبی گھڑی ہی

ہے اکسیر اپنی وہ خاک درپاک ‏— مہوس ڈہونڈتا بوٹی جڑی ہی

شہ لولاک کی امت ہون بیدل ‏— ہزار ادنےٰ ہون پر قسمت بڑی ہی

حضرت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم در ایام صبا مصروف لہو و تماشا نمی شد

نہ لڑکون مین جیسے اورے کھیلتے تھے ‏— وہ کچھ کھیل اپنا جدا کھیلتے تھے

روایت ہے چاند آپ سے کرتا باتین ‏— پڑے مہد مین مہ لقا کھیلتے تھے

فرشتے جھولاتے تھے حضرت کا جھولا ‏— ملک انکے جھولے سے آ کھیلتے تھے

نہ رکھتے تھے کچھ پاس دیتے لٹا سب ‏— یہ بازی وہ راہ خدا کھیلتے تھے

ہوئے مات کافر یہ جانا زیان کین ‏— یہی بازیان بارہا کھیلتے تھے

بتون کے کئے ٹکڑے بتخانے توڑے ‏— یہ کھیل اشرف الانبیا کھیلتے تھے

تھے قدرت کے کھیل انکے سب کھیل بیدل ‏— وہ کھیل ایسے معجز نما کھیلتے تھے

عرض سلام بجناب خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم

السلام اے نور حق را مظہری ‏— اے ثنا خوانت جلیل اکبری

چرخہا زد چرخ و تا ایندم ندید ‏— چون تو محبوبی ہمایون منظری

کے رسد دستم بدامانش کہ اوست ‏— بادشاہ و من گدای احقری

اے خوشا گر جام صہبای طہور ‏— جرعہ ام بخشی و گویم دیگری

کے رسد فکرم بتوصیفش کہ اوست / لامکان سیری ازان ہم برتری
سروری نشینان جز این امت کہ یافت / پیشوائے دستگیری رہبری
شد مطیب طابہ از طیبِ خوشت / اے خوش اندامی معطر پیکری
کیست از عالی نژادان جہان / چون تو خوش اصلی گرامی گوہری
چیست این گر نیست از اسرارِ غیب / امیی خواند ز حکمت دفتری
ہمچو انجم جملہ خیلِ انبیاست / تو دران انجم چو ماہِ انوری
ہر دم از ما صد سلام و صد درود / بر روانِ پاک آن دین پروری
یا رسول اللہ پذیر از ما سلام / تحفۂ ما زین نباشد خوشتری
یک نظر بر زاری بیدل کہ او / بر درت آوردہ رو از ہر دری

محبوبیت مصطفیٰ و ترغیب حبِ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم

جسے حب محبوب مولیٰ نہین ہے / وہ مولیٰ کو مقبول بندہ نہین ہے
وہ ہون جن سے راضی خدا ہی ہو راضی / نہون خوش تو خوش حقتعالیٰ نہین ہے
ہین سب انبیا یون تو پیاری خدا کے / مگر آپ سے کوئی پیارا نہین ہے
ازل سے ابد لامکان سے زمین تک / بہت دیکھا پر کوئی تم سا نہین ہے
ہے پردہ انھین پر نہ دیکھین جو تجھکو / تمہاری تجلی پہ پردہ نہین ہے
ترا روضہ دیکھے جو رضوان تو سمجھے / کہ فردوس اعلیٰ کچھ اعلیٰ نہین ہے
ملون منہہ کو قدمو سے نعلین چومون / بھری دلمین کیا کیا تمنا نہین ہے
یہانکے مدارج وہانکے معارج / امید اپنے منعم سے کیا کیا نہین ہے
قیامت مین جان کندنی مین لحد مین / تمہین ہو کوئی حامی اپنا نہین ہے

تمہین بیکسون کی ہو غمخوار ورنہ
زمانہ مین کوئی کسیکا نہین ہے

قدم تھک گئے چلتے چلتے طلب مین
پتا تک بھی منزل کا پیدا نہین ہے

کیا خون مرے دل کا بیتابیون نے
ذرا اٹھا مے دل کوئی اتنا نہین ہے

یہ سر پہنچے اُس آستان پر الٰہی
سر سیر عرش معلی نہین ہے

تڑپتا ہی دل دم بخود ہون ادب سے
کہ بندے کا مولی پہ دعوی نہین ہے

لب جانفزا کا ہے کام اب مسیحا
کہ کچھ دم مین دم غم نے چھوڑا نہین ہے

خبر لیجیے اپنے بیدل کی شاہا
کوئی اسکا جز ذات والا نہین ہے

گلفشانی خامۂ رنگین نگار در عرض سلام و مدیح حضرت احمد مختار

ہو سلام اُن پر عرب جنکے سبب گلزار ہے
سنبل و ریحان سے بھی خوشتر وہانکا خار ہے

شعر مین جب سے بیان روے پر انوار ہے
مطلع الانوار میرا مطلع الاشعار ہے

دل مرا اُسکے تصور مین تجلی زار ہے
آسمان پر چاند جسکا[1] طالب دیدار ہے

چاند ہے آنکھونمین باندا اور گل نظر مین خار ہے
جب سے آنکھونمین جمال سید ابرار ہے

میرے آگے سے اوٹھا اے باغبان نرگس کے پھول
نرگسین چشم نبی کی اک نظر درکار ہے

زعفران رو زرد ہی اس روی خندان کے حضور
زلف کے سودا مین خون ہر نافۂ تاتار ہے

ہے جو دلمین کوکب دُرّی دندان کا خیال
جو بہا آنکھون سے آنسو کوکب سیار ہے

جو نبی پر اپنے دیوانہ ہی عاقل ہی وہی
جو ہوا مست اُنکی الفت مین وہی ہشیار ہے

دل اُسیکا دل ہی جسنے دل لگایا آپ سے
عشق حضرت کا نہین جس دلمین وہ بیکار ہے

جلوۂ نور نبوت دیکھ لے اہل نظر
عکس سے روشن مدینہ کا در و دیوار ہے

[1] ایام رضاع مین چاند آپ کے اشارون پر جھکتا تھا اور آپ چاند سے باتین کرتے تھے ۱۲

کیا ہی دندان رسول اللہ ہین ہے آب و تاب
شرم سے غرق عرق آب در شہوار ہے

وہ جبین وہ رخ وہ سینہ اور وہ پیارا پیارا رنگ
نور کا پتلا سراپا احمد مختار ہے

اُنکے ہاتھونکا ہی دھوون دردمندونکی دوا
خاک اُنکے پانو کی کحل اولی الابصار ہے

دیکھہ کپڑونکی پھبن کہتے ہین ہر اک مرد و زن
واہ کیا جبہ ہی کیا پٹکا ہے کیا دستار ہے

بھر دیے حق نے علوم اولین و آخرین
سینہ کیا سینہ ہے اک گنجینۂ اسرار ہے

مشک سے کسطرح دون خط معنبر کو مثال
مشک تو اک خون ناف آہوی تاتار ہے

اُن لب و دندان کی دیکھو سیر اے اہل نظر
موتیا کے گرد کیا اچھا کھلا گلنار ہے

پھر رہے ہین اجرام عالی صدقہ ہوتے آپ پر
سبع سیارہ ہین سیار آسمان دوار ہے

آپکی ہستی سے کل ہستی خدا نے ہست کی
آپ ہی کے نور سے ہر نور کا اظہار ہے

کیون نہ بھیجین آدم و جن و ملک تمپر درود
تم ہو محبوب خدا تمپر خدا کا پیار ہے

اپنی بخشش کی توقع ہے تو ہے اسبات پر
تم شفیع المذنبین ہو اور خدا غفار ہے

رحم کر مجھپر خدایا اس پیمبر کے طفیل
درد پر ہین درد اور آزار پر آزار ہے

ہی مدینہ دور اور بیدل ضعیف و ناتوان
رحمۃ للعالمین کی اک کشش درکار ہے

این اشعاریست کہ در ماہ محرم سنہ یکہزار و سہ صد ہجری ہنگام باریابی مدینہ منورہ زادہا اللہ شرفا و تعظیما تالیف کردم خاص وقت حصول شرف زیارت روضہ مقدسہ ادہا اللہ فضلا و تکریما بموقف عرض حضور رسالت مآب در آوردم والحمد للہ

کرتا ہون شکر حق کا پیمبر کے سامنے
پہنچایا مجکو روضۂ انور کے سامنے

طالع کو میرے دیکھنا اللہ رے عروج
پہنچا ہے ذرہ مہر منور کے سامنے

پھرتا کبھی ہون مرقد و منبر[1] کے بین بین
حاضر کبھی ہون پایۂ منبر کے سامنے

اُن جالیون[2] سے آئی جلا دلکو اور ہوا
پرنور دیدہ قبۂ انور کے سامنے

برج فلک پہ لاکھ چڑھے چاند کا کلس
ہوویگا ماند گنبد اخضر کے سامنے

روضہ تو دیکھا کاش دکھا دیجے یا نبی
روی مبارک اپنا ذرا اکر کے سامنے

کیون تیرگی بخت نہ کافور ہو کہ آج
چمکا ہے نجم سعد مقدر کے سامنے

پیاسا زلال لطف کا ٹھے کر کے بحر و بر
پہنچا جناب ساقی کوثر کے سامنے

زائر مین[3] ہو چکا ہون مجھے اب نہ بھولیے
رکھیگا یاد خالق اکبر کے سامنے

جنت مین بھی خدا یہی قربت کرے نصیب
جیسے کھڑا ہون آج تری در کے سامنے

بیدل کو لطف ہو ترا ہر غم سے یون پناہ[4]
جیسے سپر پناہ ہو خنجر کے سامنے

فرمان مزوّج الاشباح والارواح در تشریع سنت نکاح

خلاق دو جہان کی ہدایت نکاح ہی
جاری پیمبرونکی شریعت نکاح ہی

وہ حکم جو کبھی نہوا نسخ اور نہو
آدم[5] سے لیکے تا بقیامت نکاح ہی

[1] منبر و مرقد شریف کے مابین ایک دروازہ بنا ہوا ہی اور اسکی پیشانی پر آب زر سے بقلم جلی لکھا ہوا ہی ما بین بیتی و منبری روضة من ریاض الجنة یعنی فرمایا کہ میرے گھر اور منبر کے درمیان ایک باغ ہی بہشت کا آپنے گھر مزار مبارک کو فرمایا ہی ۱۲ فتاوی عالمگیریہ مین درباب آداب زیارت لکھا ہی ثم یاتی المنبر یعنی پھر منبر کے پاس حاضر ہو ۱۲ [2] وہ دیوار روضہ مبارک جو بجانب قبلہ ہی اسمین تین دروازے ہین ہر دروازہ کے دو کیواڑ ہین کیواڑون کا وجود محض حروف سے ہے کمال صنعت کی ہی دیکھنے سے علاقہ رکھتا ہی لوہی کے حروف مجلّی مصفّی اسطرح پر قایم کیئے ہین کہ ایک کیواڑ کے شروع مین بخط عربی یہ حروف بنائے ہین لا اله الا الله الملك الحق المبين اس تحریر کے مقابل دوسرے کیواڑ مین لکھا ہی محمد رسول الله الصدوق الامين یہ ایک سطر ہو گئی اسکے نیچے پھر اسی عبارت کی دوسری تیسری سطر علی ہذا القیاس ان حروف سے وہ کیواڑ اوپر سے نیچے تک بنے ہوئے ہین ان حروف کے دوائر و کشش وغیرہ کے درمیان جو خالی مقامات ہین وہ جالیان بنگئی ہین اندر سے باہر اور باہر سے اندر اُن مین سب نظر آتا ہی عجب صنعت ہی ۱۲ [3] دروازہ روضہ منورہ کی پیشانی پر آب زر سے لکھا ہوا ہی من زار قبري وجبت له شفاعتي یعنی جسنے زیارت کی میری قبر کی واجب ہوئی مجھپر اُسکی شفاعت ۱۲ [4] مفتیان دین لکھتے ہین کہ نکاح عجیب سنت ہی وقت آدم سے تا قیامت کسی وقت مین منسوخ نہوئی اور نہو اور پھر اوس عالم مین بھی جاری رہیگی کہ زوجنا ہم بحور عین ۱۲

رکھنا جو چاہو پاک نگاہ اور خیال کو
دل کی پناہ آنکھ کی عصمت نکاح ہی

دنیا مین ہی نشاط تو عقبےٰ مین ہی ثواب
دنیا کی اور دین کی نعمت نکاح ہی

دو بول پڑھ لیے ہوتے ہین دو غیر ایک جان
دو جانین جو دیتا ہی وحدت نکاح ہی

کثرت ہوئی ہی وحدت آدم نکاح سے
وحدت کو کرتا مظہر کثرت نکاح ہی

تعریف کیون نہ کیجیے بیدل نکاح کی
اپنے رسول پاک کی سنت نکاح ہی

عشرت دنیار دنی فناشدنی ست

یہان کا سرور ایک آدہ نفس ہے
رقص شرر یا شعلۂ خس ہے

گھونٹ گلے تک بھی نہین اوترا
کہتا ساقی ابھی سے بس ہے

ہے انسان مجبور و مخیّر
سن لے مثال اسکی جو ہوس ہے

اوڑتا پتنگ ضرور ہے لیکن
ڈور اسکی تو پرائے بس ہے

کھالی ہوا کچھ پھر تو سدا کو
تو ہی اور تربت کا قفس ہے

ہر دم کوچ کی ہین آوازین
طبل رحیل ہی بانگ جرس ہے

ہای غضب آنکھین نہین کھلتین
جاگو جاگو کہتا عسس ہے

کوئی نہین مشکل مین کسیکا
وقت پہ باکس بھی بیکس ہے

چھوڑ دی بیدل سب دھندونکو
اللہ بس اور باقی ہوس ہے

منقبت سیّدنا الغوث الاعظم قدس اللہ سرہ الاکرم

زہی حسن دلارائی محی الدین جیلانی
کہ ایک عالم ہے شیدائی محی الدین جیلانی

[1] شربتم فضلتی سے کھل گیا جو مست وحدت ہین
وہ ہین سرشار صہبائی محی الدین جیلانی

[1] یہ شعر ہے حضرت غوث پاک کے قصیدہ غوثیہ کا آپ اقطاب کو خطاب کرکے فرماتے ہین ؎ شربتم فضلتی من بعد سکری یعنی تمنے شراب عشق پی ہے میری بچی ہوئی ۱۲

رجال الغیب اور جن و ملائک آتے خدمت مین   زہے دربار والائی محی الدین جیلانی

وہ محبوب الٰہی ہین وہ مطلوب خدائی ہین   ہے ہر دل مین تولائی محی الدین جیلانی

وہ پا آیا رقاب اولیا پر ہمنے یہ پایا   ہین سب خاک کف پائی محی الدین جیلانی

قدم گردن پہ لینا کیا تعجب ہے جو سچ پوچھو   ہے پتلی آنکھ کی جائی محی الدین جیلانی

بلند آوازہی نوبت طبولی فی السّما[1] دقت   زہے شان معلائی محی الدین جیلانی

ستاری سب[2] چھپی اب تا ابد چمکیگا شمس انکا   تا محشر ہے تجلائی محی الدین جیلانی

جو فانی حق مین ہین مظہر ہین وہ فضل الٰہی کے   عطای حق ہے اعطائی محی الدین جیلانی

نہین کچھ آج سے عز و شرف مجد و کرم انکو   یہ ہے میراث آبائی محی الدین جیلانی

نبی کے ساتھ رہتے ہین وہ آل نبی پر ہم   ہین[3] ہمین بھی تو معنائی محی الدین جیلانی

نہ زندہ رسم دین کرتے تو وہ دنیا مین کیون آتے   جلانے دین کو آئی محی الدین جیلانی

دکھاؤن کیمیا گر کو کہ لے اکسیر اعظم دیکھ   ہے خاک کف پائی محی الدین جیلانی

لکھون اب حلیہ نور بدن[4] نازک تھا اور لاغر   تھا گورا رنگ زیبائی محی الدین جیلانی

جو شعلہ نور کا دیکھے جو جلوہ طور کا دیکھے   وہ دیکھے نور سیمائی محی الدین جیلانی

کبھی وہ چاند سورج سے دوچار آنکھین نہین کرتے   ہین جو محو محیائی محی الدین جیلانی

ہوس رضوان کو سیر سبزہ جنت کی مٹ جائے   جو دیکھے خط خضرائی محی الدین جیلانی

---

[1] یہ بھی حضرت غوث پاک کا شعر ہی طبولی فی السمار والارض دقت ۔ یعنی میرے نقارے زمین اور آسمان مین بجائے گئے ۱۲

[2] یہ ایک شعر کا ترجمہ ہے جو حضرت غوث نے ایک قصیدہ بائیہ مین فرمایا کہ اگلے شموس سب چھپ گئے اب ہمارا شمس بلندی کے افق مین ہمیشہ چمکتا رہیگا کبھی نہ چھپیگا اور اس مضمون کو بہ نسبت حضرت غوث پاک کے حضرت مجدد الف ثانی نے بھی مکتوبات مین تسلیم کیا ہے ۱۲

[3] اسلیے کہ آپ آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہین ۱۲

[4] صورت مبارک کا بیان اسلیے لکھدیا ہے کہ کوئی مشرف بزیارت خواب ورویا مین ہو تو پہچان لے ۱۲ منہ

سکندر ڈھونڈتا پھرتا ہی چشمہ آب حیوان کا — نہین دیکھے جو لبہائی محی الدین جیلانی

میانہ قد تھا خط گنجان تھا اور سینہ چوڑا تھا — زہے ترکیب اعضائی محی الدین جیلانی

قریب و دور سے یکسان سنا جاتا مجامع مین — کلام معجز آمائی محی الدین جیلانی

بیان وعظ مین بیہوش کردیتے ہزارونکو — چھلک اوٹھتا جو مینائی محی الدین جیلانی

زمین سے عالم بالا تک اُس کا بول بالا تھا — تھا ایسا سرو رعنائی محی الدین جیلانی

چہکتی ہی مدیح گل مین اِی بلبل چہک ہمتو — ہوئی ہین مدح پیرائی محی الدین جیلانی

الہی اس دل مردہ تن افسردہ مین جان دے — بروح راحت افزائی محی الدین جیلانی

الہی دستگیری کرکے بالادست کہہ مجھکو — بحق دست بالائی محی الدین جیلانی

الہی کشتی بیدل تلاطم سے بچا لیجو — باجراے مددہائی محی الدین جیلانی

سخن پرحزن در شہادت امام حسن ع

نبی عاشق تھے دیدار حسن کے — تھے شائق سیر گلزار حسن کے

تھے فرماتے نبی یہ گل ہے میرا — کیا کرتے تھے نظارے حسن کے

ہوا اُس گل کا اب صدچاک سینہ — ہوئے ٹکڑے دل زار حسن کے

دیا ظالم نے ایسا زہر قاتل — گرے کٹ کر جگر پارے حسن کے

گئے برگ خزان کی طرح مرجھا — تروتازہ وہ رخسارے حسن کے

لگا خون آنے اسہال کبد سے — لہو کے چھوٹے فوارے حسن کے

کلیجہ ٹونکٹا جاتا ہے گویا — جگر پر چلتے ہین آرے حسن کے

نہین اب فاطمہ پھر کون پوچھے — یہ آنسو چشم بیمار حسن کے

علی مرتضی بھی اب نہین حیف — جو ہون فریادرس پیارے حسن کے

خدا پر چھوڑ بیدل ظالمون کو
وہ بدلے لے گا آزار حسن کے

اشعار حسرت افزا در شہادت حسینؑ شہید کربلا

کم قیامت سے نہین شاہ شہادت تیری
دل پھٹا جاتا ہے سن سن کے مصیبت تیری

آہ اُس وقت پر آشوب مین ہم کیون نہوے
دیکھی تجھ پر دل و جان کرتی رفاقت تیری

جسکے گھر کے ہون غلام آہ اُسی قتل کرین
حیف قاتل ہوئی خود نانا کی امت تیری

رحم کچھ سنگدلون نے نہ کیا پر نہ کیا
بھوک مین پیاس مین کیا کیا ہوئی حالت تیری

لکتا چلایا کسی نے نہ سنی اک فریاد
ہای حسرت کہ نہ نکلی کوئی حسرت تیری

گھونٹ بھر پانی سے تازہ نہوئی روح افسوس
بھوک اور پیاس مین کی روح نے رحلت تیری

آہ محبوب خدا دیتے تھے جسپر بوسے
ڈالدی خاک پہ وہ چاند سی صورت تیری

بی منیرون نے کیا کچھ بھی نہ تیرا آداب
کرتے جبریل ادب سے تھے زیارت تیری

آہ بدبختون نے گھوڑون کے سمون سے روندا
ریزہ ریزہ ہوئی ترکیب جسامت تیری

کیا ہوا گر تجھے بدبختون نے پانی نہ دیا
ہوگی محشر کو تو جاگیر مین جنت تیری

اشقیا تیری محبت کا مزہ کیا جانین
قلب محبوب خدا مین تھی محبت تیری

رکھ سدا آل پیمبر کی محبت بیدل
ہوگی محشر مین یہ ایمان پہ حجت تیری

تضرع و فریاد بدرگاہ رب العباد

پھنسی بھنور مین کشتی آہ ربّ اغفرلی وارحمنی
من منجینا الا اللہ رب اغفرلی وارحمنی

نفس ادھر کرتا ہے تباہ لایا شیطان اُدھر سپاہ
تیرے سوا نہین پناہ رب اغفرلی وارحمنی

کون ہو میری پشت و پناہ کون میرا دل تھامے آہ
کون ہو بیکس کے ہمراہ رب اغفرلی وارحمنی

ف کون ہمکو نجات دے سوا اللہ تعالیٰ کے ای پروردگار بخش مجھکو اور رحم کر مجھپر ۱۲

توسب کا مسجود جاہ توسب کا معبود الٰہ — سب شہانہ ہونکا شاہنشاہ رب اغفرلی وارحمنی
جو چاہیگا عفو گناہ بخشیگا اُسکو اللہ — چاہیئے پڑھنا شام پگاہ رب اغفرلی وارحمنی
ماہی ارض سے لے تاماہ عفو کی تیری ہے افواہ — رحم کے تیری سب ہین گمراہ رب اغفرلی وارحمنی
عمر کٹی غفلت مین آہ نامہ عمل کا ہوا سیاہ — بخش الٰہی مرے گناہ رب اغفرلی وارحمنی
کچھ نظر آتی نہین پناہ جاتی ایک اسپر ہے نگاہ — ہون مداح رسول اللہ رب اغفرلی وارحمنی
جیسی نبھگئی یا اللہ دنیا مین باعز و جاہ — کیجو کرم سے وہان بھی نباہ رب اغفرلی وارحمنی
روز قیامت یا اللہ ہو بیدل کا شفاعت خواہ — سید عالم جہان پناہ رب اغفرلی وارحمنی

دعای عام جامع المرام کہ در اختتام مجالس عظام خواندہ میشود

محمدؐ پہ بھیج اپنی رحمت الٰہی — وہ رحمت کہ ہوتا قیامت الٰہی
تمام آل و اصحاب پر بھی ہو رحمت — ہو امت پہ ظل عنایت الٰہی
مدد کیجیو ملت مصطفٰے کی — شریعت رہے تا قیامت الٰہی
محدث رہین کرتے جاری روایت — ہون حفاظ محو تلاوت الٰہی
رہین مسند شرع پر اہل فتوے — رہین اصفیا تاج امت الٰہی
جو ہین نیک رکھ اُنکو نیکی پہ قائم — جو ہین بد کر اُنکو ہدایت الٰہی
روا اہل حاجت کی حاجت ہو یارب — مریضون کو ہو جای صحت الٰہی
بچا ای خدا قحط کی سختیون سے — رہے دُر فشان ابر رحمت الٰہی
وبا دور رکھ امتِ مصطفٰے سے — سب آفات سے رکھ سلامت الٰہی
ہو کیسا ہی غم دور کر اُسکو یارب — کہ ہر شے پہ ہے تجکو قدرت الٰہی
جو بانی ہے اس مجلس باصفا کا — وہ پائے سدا خیر و برکت الٰہی

پڑہا جسنے اخلاص و صدق دل سے ۔ وہ مقصد کی پائے بشارت الٰہی
سُنا جن محبون نے صدق و صفا سے ۔ سلامت رہے وہ جماعت الٰہی
یہ بیدل بھی اپنی مرادون کو پہنچے ۔ ملے دین و دنیا کی نعمت الٰہی

ترجیع بند بر شعر دلبند شیخ شرف الدین مصلح بن عبد اللہ المعروف شیخ سعدی شیرازی رح

بگو تا چہ اے گلبدن گویمت ۔ چمن بلکہ رشک چمن گویمت
بلب رشک لعل یمن گویمت ۔ بہ تن غیرت نسترن گویمت
سمن بوی و گل پیرہن گویمت ۔ چراغ زمین و زمن گویمت
نخوانم قمر نے پرن گویمت ۔ شعاع رخ ذو المنن گویمت

ندانم کدامین سخن گویمت
کہ بالا تری زانچہ من گویمت

تری مدح مین لنگ پای دلیل ۔ زبان تو نپہ ہی تنگ میدان قیل
تری قدر جانے ہے رب جلیل ۔ سلیمان نہ داؤد نے جز قلیل[۱۲]
اگر مدح کا دم بھرے جبرئیل ۔ لکھے حشر تک تیرا وصف جمیل
نہو جبکہ طے یہ بیان طویل ۔ یہی کہتے بن آئی اے بیدل

[illegible]

ندانم کدامین سخن گویمت
کہ بالا تری زانچہ من گویمت

جہان تو ہی وہان کسکا ہووے گذر ۔ بشر کیا فرشتون کے جلتے ہین پر
ترا نور ہر نور مین جلوہ گر ۔ تو فرمانروا ارض و افلاک پر
جو اونگلی اوٹھا دی تو شق ہو قمر ۔ بلاوے تو پاس آوے چلکر شجر
قدم رکھے تو موم ہووے حجر ۔ ترے صدقے تشاہنشہ بحر و بر

ندانم کدامین سخن گویمت
کہ بالا تری زانچہ من گویمت

وہ تن جسمین معمور نور قدم ‏ وہ جان جسکی اللہ کھائے قسم
وہ رخ جسکا نقشہ ہے باغ ارم ‏ وہ قد جسکے آگے ہو شمشاد خم
وہ صورت وہ سیرت وہ حسن شیم ‏ وہ اخلاق نیکو وہ جود و کرم
کہانتک کرون تیری مدحت رقم ‏ زبان پر یہی بیت ہے دمبدم

ندانم کدامین سخن گویمت
کہ بالاتری زانچہ من گویمت

ترا نور ہے زینت ہر جمال ‏ تری ذات ہے مرکز ہر کمال
تو حادث ہی بیشک مگر بیزوال[1] ‏ کرے تیری تجیل خود ذو الجلال
بھلا بیدل خستہ کے کیا مجال ‏ کرے تیری مدحت کا جو کچھ خیال
کہے جبکہ سعدی سا شیرین مقال ‏ بصد آہ و زاری کہ ای خوش خصال

ندانم کدامین سخن گویمت
کہ بالاتری زانچہ من گویمت

ترجیع دیگر بطرز مسدس بر شعر سعدی انار اللہ قبرہ المقدس

تفکر مین رہتا ہون صبح و مسا ‏ کہون تجکو خورشید یا مہ لقا
مگر شان مین تیری اے مصطفے ‏ مین جو کچھ کہون اُس سے ہے تو سوا

چہ نعت پسندیدہ گویم ترا
علیک الصلوۃ ای نبی الورے

ہوئی آپ پر ختم پیغمبری ‏ زبور آپ کی وصف سے ہے بھری
صحیفون مین بیحد ثنا ئین تری ‏ بشر سے ہو کب تیری مدحتگری

چہ نعت پسندیدہ گویم ترا
علیک الصلوۃ ای نبی الورے

[1] بیزوال یعنی آپکے فضائل وکمالات مین ہرگز زوال نہ آئیگا ۱۲

بشر تیری صورت کے دیوانے ہین
بنی چشم میگون پہ مستانے ہین
جنون محبت مین فرزانے ہین
ملک شمع عارض کے پروانے ہین

چہ نعت پسندیدہ گویم ترا
علیک الصلوۃ ای نبی الورےٰ

کسی پر جو ہوتا ہے جوبن کمال
ترے خوشہ چین شمس و بدر و ہلال
اُسے چاند سورج سے دیوین مثال
مشابہ کہون کس سے تیرا جمال

چہ نعت پسندیدہ گویم ترا
علیک الصلوۃ ای نبی الورےٰ

وہ ابرو مقوس ہے طاق حرم
وہ صولت کہ تھرائین شیر اجم
دم قہر دیکھو تو تیغ دودم
وہ ہیبت کہ گر جائین کسریٰ و جم

چہ نعت پسندیدہ گویم ترا
علیک الصلوۃ ای نبی الورےٰ

بظاہر تو گو ساکن خاک ہے
ترا قدر دان ایزد پاک ہے
ترا زینہ بام نہ افلاک ہے
جہان تو ہے گم عقل و ادراک ہے

چہ نعت پسندیدہ گویم ترا
علیک الصلوۃ ای نبی الورےٰ

سرافیل گر ہو ترنم سرا
ہر اک صوت مین لاکھ مدح و ثنا
کرے صور مین نغمہ لاکھون ادا
نہو ذکر پورا کبھی آپ کا

چہ نعت پسندیدہ گویم ترا
علیک الصلوۃ ای نبی الورےٰ

ہوئی غوطہ زن جبکہ فکر رسا
نہ شایان ترے کوئی مضمون ملا
مضامین چنے عرش سے تا ثرےٰ
کہا آخرش یہ کہ اے مصطفیٰ

چہ نعت پسندیدہ گویم ترا
علیک الصلوۃ ای نبی الورے

زبان تھام دیکھ اپنا بیدل مقام
ہے بہتر کہ تو عرض کراب سلام

کہاں تو کہاں ذکر خیر الانام
یہ سعدی کا پھر عجز سے پڑہ کلام

چہ نعت پسندیدہ گویم ترا
علیک الصلوۃ ای نبی الورے

کلام در اوصاف حسنین علیہم السلام

تھے علی و فاطمہ کے نور عین
ایک شہزادہ حسن اور اک حسین

فاطمہ کا ماہتابان ایک تھا
مرتضی کا مہر رخشان ایک تھا

ایک تھا برج بنوت کا قمر
ایک تھا درج رسالت کا گہر

غیرت لعل بدخشان ایک تھا
روکش یاقوت رمان ایک تھا

ایک بستان علی کا تازہ پھول
اک بہار باغ شاداب بتول

حضرت حیدر کا پیارا ایک تھا
زہرہ کی آنکھوں کا تارا ایک تھا

ایک تھا زہر ہلاہل کا شہید
ایک تھا شمشیر قاتل کا شہید

یان شہادت پائی وان جو جیتے تھے
دونو سردار اہل جنت کے ہوئے

جو محب ہے اونکا ہے محبوب حق
جو ہے دشمن اونکا ہی مغضوب حق

چاہے گر بیدل ہو کامل خاتمہ
رہ سدا شیدائے آل فاطمہ

تضمین بر سلام کہ مروج در خاص و عام است

یا نبی سلام علیک	یا رسول سلام علیک	یا حبیب سلام علیک	صلوات اللہ علیک
آپ اس لانبیا ہین	آپ تاج الاولیا ہین	آپ محمود الثنا ہین	آپ مقبول الورى ہین
یا نبی سلام علیک	یا رسول سلام علیک	یا حبیب سلام علیک	صلوات اللہ علیک

آپ سلطان مدینہ	مہبط وحی و سکینہ	نور سے معمور سینہ	مشک سے بہتر پسینا
یا نبی سلام علیک	یا رسول سلام علیک	یا حبیب سلام علیک	صلوات اللہ علیک
اولین موج خلائق	مرکز دور حقائق	فائقوں پر بھی ہیں فائق	جو ثنا کیجے سو لائق
یا نبی سلام علیک	یا رسول سلام علیک	یا حبیب سلام علیک	صلوات اللہ علیک
لائے جو ایمان تمپر	کیوں نہ دیوے جان تمپر	مہربان رحمن تمپر	خلق سب قربان تمپر
یا نبی سلام علیک	یا رسول سلام علیک	یا حبیب سلام علیک	صلوات اللہ علیک
حق نے دی معراج تمکو	اور بخشا تاج تمکو	دو جہان کا راج تمکو	دیں سلاطین باج تمکو
یا نبی سلام علیک	یا رسول سلام علیک	یا حبیب سلام علیک	صلوات اللہ علیک
تم ہو محبوب الٰہی	تم پہ موزوں وصف شاہی	ماہ سے لے تا بہ ماہی	سب نے دی تمپر گواہی
یا نبی سلام علیک	یا رسول سلام علیک	یا حبیب سلام علیک	صلوات اللہ علیک
ہجر میں مشکل ہے جینا	دل ہوا چاک اور سینہ	تھامیے میرا سفینہ	یا شفیع المذنبینا
یا نبی سلام علیک	یا رسول سلام علیک	یا حبیب سلام علیک	صلوات اللہ علیک
کاش حاصل ہو حضوری	دور ہو جائے یہ دوری	دل کی یہ حسرت ہو پوری	دیکھلوں وہ شکل نوری
یا نبی سلام علیک	یا رسول سلام علیک	یا حبیب سلام علیک	صلوات اللہ علیک
کیا کرے بیدل شکایت	درد ہجران کی حکایت	رنج و غم ہے بے نہایت	کیجیے للہ عنایت
یا نبی سلام علیک	یا رسول سلام علیک	یا حبیب سلام علیک	صلوات اللہ علیک

مناجات بدرگاہ حضرت قاضی الحاجات

لا الٰہ الا اللہ	لا الٰہ الا اللہ	لا الٰہ الا اللہ	آمنا برسول اللہ
اِنّا اَسلمنا لِلہ	ربنا لا معبود سواہ	لا ندعو الا ایاہ	ہو السمیع لمن ناجاہ[۱]

۵ اس مناجات میں اپنا نام یا تخلص کچھ درج نہیں کیا بس اول شعر میں اشارہ ہو گیا کہ ہم کسیکو نہیں پکارتے نہیں عبادت کرتے سوا اسکے یعنی ہم اسیکے عبد ہیں اور وہ ہمارا معبود سمیع ہے کہ سنتا جانتا ہے مناجات کرنیوالے کی دعا اس مضمون میں اشارۃً عبد السمیع کا نام نکل آیا[۱۲]

لا الٰہ الا اللہ	لا الٰہ الا اللہ	لا الٰہ الا اللہ	آمنّا برسول اللہ
جئنا بابک یا دیّان	مرتجیًا منک الاحسان	فالطف وارحم یا رحمٰن	یا حنّان یا منّان
لا الٰہ الا اللہ	لا الٰہ الا اللہ	لا الٰہ الا اللہ	آمنّا برسول اللہ
بابک مولیٰ ماوانا	لا تطردنا خذ لانا	نحن عبیدک مولانا	فامنح وامنن احسانا
لا الٰہ الا اللہ	لا الٰہ الا اللہ	لا الٰہ الا اللہ	آمنّا برسول اللہ
لیس لنا من ینجینا	من کربات تعیینا	فضلک مولیٰ یکفینا	نرجو لطفا یشفینا
لا الٰہ الا اللہ	لا الٰہ الا اللہ	لا الٰہ الا اللہ	آمنّا برسول اللہ
ھب لی ربّی قرّۃ عین	وارزقنی خیر الدارین	زیّنّی یا ربّ الزین	وارفع عنّی کل الشین
لا الٰہ الا اللہ	لا الٰہ الا اللہ	لا الٰہ الا اللہ	آمنّا برسول اللہ
ربّ واحسن عقبی الدار	واجعل حشری فی الابرار	اسکنّا تحت الاشجار	جنّات فیہا الانہار
لا الٰہ الا اللہ	لا الٰہ الا اللہ	لا الٰہ الا اللہ	آمنّا برسول اللہ
غیرک ربّی من یؤوین	انت نصیری انت معین	انت مجیب للداعین	ربّ اغفر وارحم آمین
لا الٰہ الا اللہ	لا الٰہ الا اللہ	لا الٰہ الا اللہ	آمنّا برسول اللہ
ربّ اجر من حرّ النار	جارک ربّی خیر الجار	شفّع فینا یا غفّار	سیّدنا المولی المختار
لا الٰہ الا اللہ	لا الٰہ الا اللہ	لا الٰہ الا اللہ	آمنّا برسول اللہ
روح الصدق صفیّ اللہ	نور الحق نجیّ اللہ	خیر الخلق نبیّ اللہ	حسن الخلق ولیّ اللہ
لا الٰہ الا اللہ	لا الٰہ الا اللہ	لا الٰہ الا اللہ	آمنّا برسول اللہ
ندعوک[1] ربّ الارباب	یا بابک للداعین مآب	صلّ وسلّم غیر حساب	علی النبی مع الاصحاب
لا الٰہ الا اللہ	لا الٰہ الا اللہ	لا الٰہ الا اللہ	آمنّا برسول اللہ

کبھی یہ اشعار بھی محافل میلاد خیر الانام میں وقت قیام پڑھے جاتے ہیں

سنکے ذکر مولد خیر الانام	چاہیے آداب کرنا قیام	مرحبا ای مرحبا اے مرحبا

[1] کاف جو ندعوک میں ہے اسکو اشباع پڑھنا چاہیے یعنی جیسے کاف میں الف اسطرح (کا) ملا وین ۱۲

آپ اِس عالم مین آئی مرحبا
مرحبا اے رحمۃ للعالمین
کیجیے مقبول امت کا سلام
السّلام ای شاہ عالی بارگاہ
السلام ای بحر مواج ہمہ
السّلام ای رحمۃ للعالمین
السلام ای ناہج دین قویم
السّلام ای غمزدونکی غمگسار
بیدل بیکس پہ رحمت کی نظر
کون حامی ہو مرا بے آپکے
سر سے پاتک حسرتونمین چور ہون
کون تھامی اس دل رنجور کو
ای طبیب دل دوا کیجے مری
ہے یہ اندیشہ کہ جب موت آئیگی
دیکھیے کیا گذرے جسم و جان پر
عمر غفلت مین ہوئی آخر تمام
ایک بھی ہمنے نہ کام اچھا کیا
اب کسی صورت نہین ممکن نجات
پر غلام احمد مختار ہون
اے خدا اپنے محمد کا طفیل
جنتی کر گو سزائے نار ہون
آفت کونین سے محفوظ رکھ

مرحبا ای فخر عالم مرحبا
مرحبا سلطان ختم المرسلین
السّلام ای جلوہ نور خدا
السّلام ای خاص محبوب الٰہ
السّلام ای مظہر شان جمیل
السلام ای مہبط روح الامین
السّلام ای شافع یوم الحساب
السلام ای مرہم جان فگار
آپکی در کا ہوں مین ادنے غلام
ہوگا بیڑا پار صدقے آپکے
کسکو ہے غم اس نحیف زار کا
دے تسلی کون اس مہجور کو
سخت مضطر ہون تسلی دیجیے
صدمے کیا کیا دیکھیے دکھلائیگی
روز محشر جب جلے لیگا حساب
بن نہ آیا کوئی مجھسے نیک کام
مفت عمر بے بہا کھویا کیے
ہان مگر آتی ہے دلمین ایکبات
ہوگا جسدم سامنا اللہ کا
اپنے اس محمود احمد کا طفیل
زندگی میری ہو جبتک یا کریم
اپنی نعمت سے مجھے مختار رکھ

سید اولاد آدم مرحبا
مرحبا اے حضرت خیر الانام
السّلام ای سید و مولای ما
السّلام ای ابر ثجاج کرم
السلام ای صاحب قدر جلیل
السّلام ای کاشف سر قدیم
السلام ای مورد ام الکتاب
السّلام ای حضرت خیر البشر
کم سے بھی کمتر غلامونکا غلام
رحمت عالم بہت رنجور ہون
درد ہے کسکو دل بیمار کا
اے مسیحا دم خبر لیجے مری
ہے لبون پر جان تشفی کیجیے
جب اندھیری گور مین ہوگا گذر
سخت حیرانی ہے کیا دونگا جواب
آہ واویلا دریغا حسرتا
خواب غفلت مین پڑے سویا کیے
گرچہ مین بد وضع بدکردار ہون
واسطہ دونگا رسول اللہ کا
بخش مجھکو گرچہ بدکردار ہون
رکھ مرا مسلک صراط مستقیم
وقت ہو جانکندنی کا جب

ہو مجھے کلمۂ شہادت کا نصیب
جسگھڑی ہو ۳۳ل قیامت کا جوش
میرے آقا سے مجھے ملوائیو
[illegible] خیر الانام

قبر مین ہونے لگین جس دم سوال
دیکھکر صدمہ اوڑین عالم کے ہوش
دیکھ لون اول وہ نورانی لقا
پیچھے پیچھے یہ بھی حاضر ہو غلام
حکم طِبتُم فادخلوہا خالدین

رکھیو ثابت اوس گھڑی ای ذوالجلال
حوض کوثر پر مجھے پہونچائیو
پھر پیون کوثر کا آبِ جانفزا
آپکا صدقہ سُنے یکتین

تمت

[illegible] لاکھ احسان کہ یہ نسخہ فصاحت قران بلاغت عنوان جان معانی وبیان [illegible] زجاجۂ عرفان وایقان الموسوم بہ **نور ایمان** تصنیف لطیف جناب حضرت قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین مولانا مولوی **عبد السمیع** صاحب **بیدل** رحمۃ اللہ علیہ ساکن رامپور ضلع سہارنپور حسب الارشاد فیض بنیاد جناب صاحبزادہ مولنا حکیم میان محمد صاحب مدظلہم وسید علی حسین صاحب امیر مداح بشیر ونذیر باضافہ اوس کلام حضرت مرحوم کے جو طبع نہین ہوا تھا دوبارہ مرتب کیا اور شیخ محمد وزیر صاحب خلف منشی ولی محمد صاحب ساکن کیمپ میرٹھ کی سعی سے سال ۱۳۲۷ھ مین مطبع قاسمی میرٹھ مین مطبوع ہوا

قطعہ تاریخ نور ایمان از نتائج طبع نازک خیال شیرین مقال قرۂ باصرۂ دولت و اقبال غرۂ ناصیہ سعادت و اجلال رشد آئین میان شیخ محمد رشید الدین احمد صاحب خلف الرشید خان بہادر جناب شیخ وحید الدین صاحب رئیس اعظم شہر میرٹھ دام اقبالہ وجلالہ

چون زاحسان خدای ذو المنن
طبع شد این چشمۂ آب حیات
سال طبعش رشید الدین بگفت
نور ایمان است امید نجات ۱۳۲۷

قطعہ

نور ایمان بار دیگر طبع شد
در ہمین اندیشہ بودم ناگہان
بود فکر سال طبعش در سرم
از کلام پاک مولای زمان
از لب بلبل رشید آمد صدا
نور ایمان نور عرفان نوجان ۱۳۲۷

مطبع قاسمی میرٹھ مین جلال الدین کے اہتمام سے اہتمام پریس مین سے چھاپا۔

مقبول اے خدا یہ مرا سلسبیل ہو
جنت میں مجکو نہرِ عطا سلسبیل ہو

سلسبیل فی مولد النبی

سَلِّمْ وَصَلِّ اِلٰهَنَا - اَبَدًا عَلٰی خَیْرِ الْوَرٰی - مَنْ وَجْهُهٗ بَدْرُ الدُّجٰی - ذَاتُهٗ نُوْرُ الْهُدٰی
مَنْ کَفُّهٗ بَحْرُ الْعَطَا - کَانَتْ عَلَیْهِ مِنَ السَّمَا - صَلَوَاتُ رَبِّیْ دَائِمًا - طُوْلَ الدُّهُوْرِ وَالزَّمَنْ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ای بیدل شیرین سخن - ای طوطی شکر شکن - لے پہلے نام ذو المنن - کر نطق کو شیرین دہن
چُنکر روایاتِ حسن - مقبولۂ اہلِ سنن - لکھہ مولدِ شاہِ زمن - ہو تازہ جس سے جان و تن

اوّل میں وہ ہی ایک تھا - مولیٰ و والی ایک تھا - وہ ذی تجلّی ایک تھا - وہ سرِ معنی ایک تھا
وہ گنج ہستی ایک تھا - وہ کنزِ مخفی ایک تھا - پیدا نہ کوئی ایک تھا - جز ذاتِ ربِّ ذو المنن

کب تھی یہ پھولونکی مہک - کب تھی یہ کلیونکی چٹک - تھی کب یہ چمپا میں چمک - تھی کب جھلک
لالہ میں تھی کب یہ دمک - کانٹے سے لے گلبن تلک - معدوم تھے سب یک بیک - گل تھا نہ گلبن نے چمن

تحت الثریٰ سے عرش تک - سجّین سے علّیین تلک - گر لو یہ عالم یک بیک - جن و بشر حور و ملک
مار و حمل طیر و سمک - آبی ہوا ارض و فلک - تھا حرفِ ہستی سب سے حک - سب کا عدم میں تھا وطن

پھر عزم خلاق وری - اسبات پر محکم ہوا - جلوہ صفات و اسم کا - کبتک رہیگا یون چھپا
کبتک یہ جلباب خفا - کبتک یہ پردیمین ادا - اب جلوہ سب دیجے دکھا - سر خفی کیجے علن

خالق نے تب پیدا کیا - نور محمد مصطفےٰ - وہ نور خوب اونچا اوٹھا جیسے ستون اک نور کا
تعظیم کو پھر جھک گیا - اور جھک کے سجدہ مین گرا - حمد خدا لایا بجا - تا خوش ہو خلاق زمن

مولےٰ نے خوش ہو کر کہا - کی حمد تمنے خوب ادا - ہمنے بھی اب تمکو کیا - اپنا محمد مصطفےٰ
تحمید و توصیف و ثنا - ہوگی تمہاری جابجا - ہو آپ کا مدحت سرا - ہر نطق ہر لب ہر دہن

القصہ نور مصطفےٰ - دربار حق مین سالہا - لاتا رہا طاعت بجا - با عشق و صدق و التجا
اور دیکھتا مولیٰ رہا - محبوب کی طرز و ادا - شوق دعا ذوق رجا - طور ادب طرز سخن

پھر اندادریای کرم - اوٹھنے لگین موجین بہم - چلنے لگی لوح و قلم - بنتے لگی ہر کیف وکم
مٹنے لگا حرف عدم - ہر نقش ہستی مرتسم - ہونے لگا بیش وکم - شب جون چندا ور مار دمن

سب بن چکے لوان جب پہنچا یہ حکم آدم کو تب - تو اور تری اولاد سب - اس نور کا کیجو ادب
آدم نے باذوق و طرب - سر پر لیا فرمان رب - یون نور سلطان عرب - آدم مین لع ترا جلوہ کن

اُس نور سے اللہ نے - کیا رتبے آدم کو دیئے - چھانٹا خلافت کیلئے - تعلیم کل اسما کئے
بندھکر فرشتونکے پرے - سب جھک کے سجدہ مین گرے - تعظیم کی انکار سے - شیطان گیا ملعون بن

آدم کو جنت گھر دیا - سامان مہیا کل عیش کا - پر کوئی ہم پہلو نہ تھا - ہمجنس و ہمدرد آشنا
تب حق نے دی حوا بنا خوش پیکر و زیبا لقا - عقد نکاح انکا کیا - دولھا بنا وہ یہ دلھن

آدم نے نور مصطفےٰ۔ تحویل حوّا کو کیا۔ حوّا سے پھر آگے بڑھا۔ ارحام طاہر مین گیا
اِسنے لیا اُسنے لیا۔ یون منتقل ہوتا ہوا۔ تا بطن پاکِ آمنہ۔ آپہنچا وہ دُرِّ عدن

ساقی وہ جوہر آج دے۔ وہ لعل احمر آج دے۔ وہ بادۂ تر آج دے۔ وہ آب کوثر آج دے
وہ روح پرور آج دے۔ خم و سبو بھر آج دے۔ بھر بھر کے ساغر آج دے۔ ہی جشن سلطان زمن

ساقی مئی گلفام دے۔ جو دلمین نور تام دے۔ جو جوہر الہام دے۔ روح القدس کا کام دے
وہ یخ مین ڈوبا جام دے۔ جو روح کو آرام دے۔ سوزِ جگر کو تھام دے۔ دل کی بجھا دی سب جلن

ای ابر تو پانی چھڑک۔ گلشن کی ہو ٹھنڈی سڑک۔ خم مئی وحدت چھلک۔ مینا دکھا اپنی جھلک
ای بلبل شیدا چہک۔ ای غنچہ کھل ای گل مہک۔ چل ای صبا جلدی لپک۔ آتا ہی اک گل پیرہن

رخصت خزان ہونیکو ہی۔ وہ گل عیان ہونیکو ہی۔ گلشن جہان ہونیکو ہی۔ گل زرفشان ہونیکو ہی
حق مہربان ہونیکو ہی۔ خوشنود جان ہونیکو ہی۔ دل شادمان ہونیکو ہی۔ مٹنی کو ہین رنج و محن

عشرت کو غم سے جنگ ہے۔ غم شادیون سے تنگ ہے۔ عیش و طرب کا ڈھنگ ہے۔ ناہید خوش آہنگ ہے
ہر گل کھلا خوشرنگ ہے۔ نرگس بھی شوخ و شنگ ہے۔ آئی بہار اب رنگ ہے۔ ہی چرخ زن چرخِ کہن

گلزار ادھر سرسبز ہے۔ کہسار اُدھر سرسبز ہے۔ ہر بحر و بر سرسبز ہے۔ ہر خشک و تر سرسبز ہے
ہر رہگذر سرسبز ہے۔ تار نظر سرسبز ہے۔ دیکھو جدھر سرسبز ہے۔ لیکن چمن سے تا دمن

گلبن کہین سبزہ کہین۔ بیلا کہین لالہ کہین۔ سنبل کہین چمپا کہین۔ بیلین کہین بوٹا کہین
گل ہی کہین غنچہ کہین۔ پھل ہی کہین پتا کہین۔ ہی صحن گلشن باکہین۔ قدرت کی ہی رنگین چمن

اللہ رے اصحاب چمن - کیا خوش ہیں اسباب چمن - سبزہ ہی سنجاب چمن - نسرین ہی کمخواب چمن
غنچے ہیں اکواب چمن - گل ہیں مئی ناب چمن - پی پی کے احباب چمن - مستی میں ہیں کیا نعرہ زن

باغ جہان میں دھوم ہے - ہر بوستان میں دھوم ہے - ہر بحر و کان میں دھوم ہے - ہر لمین جان میں دھوم ہے
ہر ہر زبان میں دھوم ہے - کون و مکان میں دھوم ہے - ساری جہان میں دھوم ہے - دلشاد ہین ہر مرد و زن

کیا رحمت معبود ہی - کیا دورہ محمود ہی - ہر ہر گھڑی مسعود ہے - مطلوب دل موجود ہی
موجود ہر مقصود ہی - شیطان پہ در مسدود ہے - دیو لعین مردود ہی - ہین بند ابواب فتن

کردو خبر جلدی چلین افلاک کے قدسی چلین - لے مسے تا ماہی چلین - اشباح ارواحی چلین
جنت سے حورین بھی چلین - ہی مولد سامی چلین - رحمت جولین حقکی چلین - بحر کرم ہی موج زن

حورین بھی آئیں مہ لقا - باندھا فرشتون نے پرا - ہونے لگی یہ التجا - ظاہر ہوا ای نور خدا
ظاہر ہو ختم الانبیا - ظاہر ہوا احمد مجتبےٰ - آخر کو ظاہر ہوگیا - وہ نور ربی دفعۃً

نور خدا پیدا ہوا - شمع ہدا پیدا ہوا - وہ مصطفےٰ پیدا ہوا - وہ مجتبےٰ پیدا ہوا
وہ رہنما پیدا ہوا - وہ پیشوا پیدا ہوا - وہ خوش لقا پیدا ہوا شمشاد قد نسرین بدن

ابر کرم پیدا ہوا - بحر ہمم پیدا ہوا - کان نعم پیدا ہوا - کہف الامم پیدا ہوا
قدسی خدم پیدا ہوا - انجم حشم پیدا ہوا - جوز اعلم پیدا ہوا - لشکر شکن لی عدا فگن

خیر الوریٰ صدر العلیٰ - رہن الوفا وجہ الصفا - شمس الضحیٰ بدر الدجیٰ - نجم الہدیٰ نور الندیٰ
عین التقیٰ زین التقیٰ - کنز العطا کشف الغطا - روح البہا ستر النہیٰ - نہر المنن بحر السنن

احسان ہی حق کا بڑا۔ بھیجا جو ایسا رہنما۔ کیا شکر ہم لائین بجا۔ کیا نذر دین ہم بینوا
کیا تحفہ دی شہ کو گدا۔ کیا چیز دے مہ کو سُہا۔ کر دیجیے اُس شہ پر فدا۔ سب مال و زر اور جان و تن

مدح رسول پاک کا۔ کرتے رہو چرچا سدا۔ لیکن روایت ہو بجا۔ ہون شعر سب شستہ ادا
آداب شان مصطفےٰ۔ ہو جان و دل مین بہرا۔ ایسی مجالس با صفا۔ ہین شرع مین مستحسن

جب مجلس مولود ہو۔ اے دل تو حاضر زود ہو۔ وہان سب کی بل موجود ہو۔ راضی ترا معبود ہو
خوش احمد محمود ہو۔ طالع ترا مسعود ہو۔ دارین مین بہبود ہو۔ اور کام بگڑے جائین بن

پیدا ہوے جب مصطفیٰ۔ ایک نور تیز ایسا اوٹھا۔ ہر ہر طرف کو بڑہ گیا۔ ہر ہر مکان روشن ہوا
کہنے لگی فکر رسا۔ گر ہی ہی موج ضیا۔ اب خاک سے سبزہ کی جا۔ پھوٹیگی سورج کی کرن

میلاد حضرت جب ہوا۔ ہوتے ہی جھٹ سجدہ کیا۔ امت کے حق مین کی دعا۔ دیکھا فلک کو سر اوٹھا
کلمہ شہادت کا پڑہا۔ چوسا انگوٹھا ہاتھ کا۔ دودھ آستین جاری ہو گیا۔ تھا شیر شیرین موج زن

کیا کیا نشان ظاہر ہوئے۔ کعبہ جھکا تعظیم سے۔ ایوان کسریٰ کے گرے۔ شق ہو کے چودہ کنگرے
قلعون مین آئے زلزلے۔ سب بجھ گئے آتشکدے۔ بت سر کے بل گر گر گئے۔ پتھرا گئی چشم شمن

جس دم حلیمہ نے لیا۔ اُس شہ کو مرکب پر بٹھا۔ مرکب نے جھک سجدہ کیا۔ لایا بجا شکر خدا
جس جس منازل مین چلا۔ ہوتا گیا جنگل ہرا۔ موسم پھرا بدلی ہوا۔ حاصل ہوا عیش و سکن

اُس ابر رحمت کے سبب۔ رحمت ہوئی عالم پہ سب۔ عشرت مین ہین سب روز و شب۔ فتنے گئے عالم کے دب
سب مٹ گئے شور و شغب۔ جاتے رہے رنج و تعب۔ اب بنگیا دار الطرب۔ آگے تھا جو بیت الحزن

قد آپ کا وہ پُر اثر۔ اوڑتا نہ اوپر جانور۔ تشریف لیجاتے جدھر۔ گلیان مہکتین سر بسر
چلتے جدھر خیر البشر۔ سایہ نہ گرتا خاک پر۔ تھا جان سے شفاف تر۔ اُس جان پاکان کا بدن

تھا رنگ گورا پرنمک۔ تھی حسین سرخی کی دمک۔ رخ پر جھلکتی تھی جھلک۔ تن مین مہکتی تھی مہک
آنکھون کی اکحل مردمک۔ ابرو کمان لمبی پلک۔ دانتو نمین موتی کی چمک۔ تھے سرخ لب لعل یمن

تھے موم زیر پا حجر۔ کرتے سلام اُنکو شجر۔ بول اُٹھتی سب دیوار و در۔ مکھی نہ آتی جسم پر
دم مین کیا شق القمر۔ سورج پھر ابھر ڈوبکر۔ کرتے تھے سجدہ جانور۔ کون ایسا ہی اعجاز فن

آیا براق برق رم۔ لے برق بھی جسکے قدم ہستی سے تا ملک عدم۔ اُسکی دوش تھی ایکدم
تھا نرم پر جون موج یم۔ گرمی مین بجلی اُس سے کم۔ تھی شان رب ذو الکرم۔ اُسکی روش اُسکا چلن

توسن مین یہ جدت کہان۔ آہو مین یہ جودت کہان۔ شہباز مین رفعت کہان۔ جن مین ہی یہ طاقت کہان
یہ برق مین صولت کہان۔ صرصر مین یہ عجلت کہان۔ گھوڑون کی یہ صورت کہان۔ پریونکا منہ ریشم سا تن

لے شہ کو مرکب یون اوڑا۔ دل لیکے جیسے دلربا۔ اور جوہری جوہر اوٹھا۔ پا کر مہوس کیمیا
لیکر خضر آب بقا۔ گوہر کو لیکر شیشہ پرا۔ لیکر اوڑے جیسے صبا۔ بوی عبیر و یاسمن

صدر العلےٰ بالا چلا۔ آقا چلا مولے چلا۔ عالی سوی اعلےٰ چلا۔ ماہ جہان آرا چلا
وہ عرش کا تارا چلا۔ اللہ کا پیارا چلا۔ پیاری ادا والا چلا۔ حورین تکین جسکی پھبن

جب کب خیر الوری۔ بیت المقدس مین گیا۔ روح الامین نے یہ کہا۔ کیجے نماز اس دم ادا
حاضر ہین املاک السما۔ صف بستہ ہین کُل انبیا۔ ہو جی امام ای پیشوا۔ ہین آپ صدر انجمن

آئے مرصع نردبان - اُسپر چلے شاہ زمان - بیحد گروہ قدسیان - تھے دہنے اور بائین رواں ان
پر نور تھے کون و مکان - انجم ہوئے گوہر فشان - نثرہ عطارد کہکشان - زہرہ قمر کیوان پرن

کی خوب سیر ہر فلک - دیکھے فلک اور سب ملک - جا پہنچے آخر عرش تک - پر دے گئے اوٹھ یک بیک
پھلہ و رہی ہائی چمک - کچھ اور ہی دیکھی جھلک - اللہ کو بے شبہ و شک - اس آنکھ سے دیکھا علن

جنت مین فرمایا گذر - اک باغ دیکھا سبز و تر - پھرتی ہین حور عین ادہر - غلمان خوش منظر اُدھر
رہنے کو نورانی وہ گھر - اک خشت سیم اک خشت زر - نہرین رواں شفاف تر - خمر و عسل ماؤ لبن

دوزخ کو دیکھا پرخطر - ہیبت کی جا وحشت کا گھر - نیچے شرر اوپر شرر - جای نکل مجرم کدھر
طوق اور زنجیرین ادہر - سانپ اور بچھو ہین اُدھر - ہین نیش کژدم نیشتر - زہری غضب سانپونکے پھن

وہانکی سب اشیا دیکھکر - جنت کا جلوہ دیکھکر - عرش معلےٰ دیکھکر - دیدار مولے دیکھکر
وہ بیت اقصےٰ دیکھکر - وہ طور سینا دیکھکر - آے وہ کیا کیا دیکھکر - دم بھر مین بے رنج و محن

حضرت کی توصیف و ثنا - والنجم مین ہے قدر آ ملی - مازاغ پڑہ اور ماطغےٰ - پھر قاب قوسین اور دنےٰ
پھر حقنے ما اوحےٰ کہا - اوس وحی کو مجمل کیا - مجمل کرے جسکو خدا - وہان پہنچے کسکا وہم و ظن

اس پل سے ہو کیونکر گذر - یہان علم و دانش بیخبر - ہے فکر کو کلی خطر - کہتا ہے فہم الحذر
بیدل یہ قصہ ختم کر - پڑہ اب سلام اُس شاہ پر - سلّم علےٰ خیر البشر - سلّم سلاماً طیباً

ای نور سبحان السلام - ای روح ایمان السلام - ای چارۂ جان السلام - ای دلکے درمان السلام
ای ختم دوران السلام - ای فیض رحمان السلام - ای بحر احسان السلام - ای ابر مدرار منن

ای رب اکبر رحم کر۔ ای بندہ پرور رحم کر۔ بہر پیمبر رحم کر۔ تا زیست مجہپر رحم کر
تربت کے اندر رحم کر۔ پھر روز محشر رحم کر۔ لطف و کرم کر رحم کر۔ کر رحم ای مولای من

طالع مرا منصور کر۔ جان شاد و دل مسرور کر۔ جام طلب معمور کر۔ خم طرب بھرپور کر
ہر رنج ہر غم دور کر۔ ہر ہر خطا مغفور کر۔ پھر حشر مین محشور کر۔ با چار یار و پنجتن

چلنا ہی ایکدن بالیقین۔ اور پاس کچھ توشہ نہین۔ کوئی نہ ہمدم نے قرین۔ دل ہی بہت اندوہگین
تھرائی ہی جان حزین حیران ہون رب العالمین۔ طی ہوگی کیونکر یہ زمین۔ رستہ کڑا منزل کٹھن

جسدم ملائک آن کے۔ قابض ہون روح و جان کے۔ بگڑین حواس انسان کے۔ ڈھیلی ہون بند ابدان کے
تب بیدل حیران کے۔ بدلین نہ طور اوسان کے۔ اوٹھ جای ساتھہ ایمان کے۔ ہو کلمہ گو دل ور دہن

جب گرم ہو نار سقر۔ تھرائین ہیبت سے بشر۔ این المعاذ این المفر۔ ہو وین بشر آسیمہ سر
پکڑین دل اور تھامین جگر۔ سامی مرا اوسوقت پر۔ ہو وہی وہ شاہ نامور۔ جد الحسین و الحسن

تاریخ تصنیف این نظم منیف چکیدۂ کلک مداح حضرت نبی قرشی مولوی حکیم میان محمد صاحب متخلص بہ عرشی ساکن امرتسر صانہ اللہ عن الشرور

پیاسو چلو یہہ نام پیمبر کی ہی سبیل | یہہ سلسبیل سوز تعطش کو ہی کفیل
حور و نعیم ذکر تھا کہ یہی تاریخ اسکی کیا | عرشی سے نے کہدیا کہ طرب بخش سلسبیل ۱۳

صد ہزار شکر کہ قصیدہ سلسبیل مصنفہ جامی شرح متین رشید الملت و الدین فاضل کامل حضرت مولنا مولوی عبد السمیع صاحب بیدل رحمۃ اللہ علیہ باجازت حکیم مولوی میان محمد صاحب فرزند رشید حضرت مولانا ممدوح بسعی بلیغ شیخ وزیر محمد صاحب خلف شیخ منشی ولی محمد صاحب بار سوم در مطبع قاسمی حلیہ طبع پوشیدہ مقبول خلائق گردید

مطبع قاسمی میرٹھ مین جلال الدین کے اہتمام سے بہتمام یسین نے چھاپا۔

مثنوی جوہر لطیف
فی
میلاد الحنیف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کرکے مالک کا شکر پڑھ کے درود ۔ کرتا ہون ذکر مولدِ مسعود
مومنو یان ادب سے آؤ تم ۔ عطر خلت بسا کے لاؤ تم
ذکر خیر الوریٰ کی محفل ہے ۔ مولدِ مصطفےٰ کی محفل ہے
اوسکی محفل ہے یہ کہ جسکے لئے ۔ دونو عالم عیان خدا نے کئے
محفل اوس شاہ ذی حشم کی ہے ۔ محفل اوس شافع امم کی ہے
پھیلا آفاق مین ہے جسکا نور ۔ اوسی نورِ خدا کا ہے مذکور
ہوگی جنسے نجات عالم کی ۔ ہے خوشی اونکی خیر مقدم کی
جنکو سب انبیائے مانا ہے ۔ اونکے مولد کا شادیانہ ہے
جہان یہ ذکر خیر پاتے ہین ۔ لیکے رحمت فرشتے آتے ہین
پڑھتے کثرت سے ہین درود اسمین ۔ کیون نہ رحمت کا ہو ورود اسمین
لکھتے ہین اولیائے روشندل ۔ جو کرے صدق دل سے یہ محفل

اوسپہ نازل خدا کی رحمت ہو — سال بھر گھر مین خیر و برکت ہو
صدق نیت سے جو کرے میلاد — حقتعالیٰ سے پائے دلکی مراد
فقہا اور محدثین بہت — گذرے اسپر ہین اہل دین بہت
کل عرب اور کل عجم دیکھو — خاص اللہ کا حرم دیکھو
حکم ہے سیدِ دو عالم کا — اتباع سواد اعظم کا
نور ایمان ہے جسکے سینہ مین — دیکھہ لے مکہ اور مدینہ مین
فقہا سب وہان موافق ہین — ایک سے ایک سب مطابق ہین
حنفی اور شافعی کی ثقات — مالکی اور حنبلی کے رُوات
چارون مذہب کا ہی یہی ارشاد — مستحب ہے یہ محفل میلاد
الغرض بزم مولدِ پُر نور — مستحب ہے بمذہب جمہور
عشق ہے جنکو ذکر حضرت سے — دوڑے آتے ہین یان محبت سے
دین و ایمان اوسکا ہی کامل — جسکو ہی عشق مصطفےٰ حاصل
عشق احمد خدا نصیب کرے — اپنے محبوب سے قریب کرے
آؤ آداب سے مسلمانو — شان اپنے نبی کی پہچانو
وصف حضرت کا جان سے دل سے — سنو آکر زبان بیدل سے
پہلے کچھہ بہی نہ تھے یہ ارض و سما — جلوہ فرما تھا بس خدا ہی خدا
تہا وہی ایک لا شریک لہٗ — وحدہٗ لا الٰہ الا ہو
چاہا اوسنے کہ اب ظہور کرون — سب پہ ظاہر مین اپنا نور کرون
پہلے پیدا نبی کا نور کیا — پھر سب اوس نور سے ظہور کیا

گر نہ کرتا وہ نور جلوہ گری
ہوتے کب جن و انس حور و پری

برگ ہے یا شگوفہ یا گل ہے
جلوہ حضرت کے نور کا کل ہے

مدتون تک وہ نور فیض نشور
عالم قُدس مین رہا معمور

تہا کبھی ساق عرش پر روشن
اور کبھی لوح پر تہا نور افگن

پھر وہ نور آیا پشت آدم مین
اوتری رحمت خدا کی عالم مین

پشت آدم مین جب وہ نور اوترا
بنگیا جسم نور کا پتلا

صلبِ آدم سے پہر ہوا جو نزول
کیا ارحام طیبہ نے قبول

جس بدن مین وہ نور اوترتا تہا
جلوۂ حق ظہور کرتا تہا

پہونچا آدم سے تا بہ عبد اللہ
نقل ہوتا ہوا وہ نور اللہ

عمدہ انصاب مین ظہور کیا
پاک اصلاب مین عبور کیا

کسنے اجداد پائے ایسے حسیب
ایک سے ایک ہین اصیل و نجیب

سب کے سب آفتاب ہین گویا
خلق کے انتخاب ہین گویا

نسل حضرت کی پاک ہے ایسی
سچے موتی کی آب ہو جیسی

الغرض کر کے طے منازل دور
پہونچا تا بطن آمنہ وہ نور

پہونچا برج حمل مین ماہِ منیر
ناف غنچہ مین گل ہوا جاگیر

سچا موتی صدف مین آٹہیرا
چاند بیت الشرف مین آٹہیرا

کیا لکھون شان قدرتِ بیچون
دیکھتی تہین جو آمنہ خاتون

نیند آئی بشارتین دیکھین
آنکھ کھولی کرامتین دیکھین

دیکھے کیا کیا کرشمۂ غیبی
بطن مین تھا جو نور لاریبی

نیک راتین تھین اور دن تھے سعید رنگ ہر دم نیا بہار جدید

نو مہینے گذر چکے جو تمام آئے ماہِ ربیع کے ایام

باغ پہولے پھلے بہار آئی گل نے پہنا لباس دارائی

طوطیون کا کہین ترانہ تہا کہین بلبل کا شادیانہ تھا

شاخِ گلبن پہ گل مہکتے تھے طائرانِ چمن چہکتے تھے

ابر رحمت ادہر تھا گوہربار کان یاقوت ادھر بنا گلزار

کشت سرسبز بوستان سرسبز الغرض ہوگیا جہان سرسبز

دھوم تھی ہر طرف خوشی کی دھوم دھوم تھی مقدم نبی کی دہوم

دارِ دنیا مین آنا حضرت کا تھا نہایت جلال وعظمت کا

لکھتے راوی ہین اُس گھڑی کا حال کیا حورون نے آکے استقبال

تھے فرشتے کھڑے ادب کے ساتھ تھا ادب سیدِ عرب کے ساتھ

سامنے آمنہ کے تھے جبریل دہنی جانب کھڑے تھے میکائیل

ایک فرشتہ جمیل وخوش پیکر ہوگیا ظاہر اک قدح لیکر

آمنہ سے کہا کہ لیجے حضور ذوق سے پیجیے یہہ جام طہور

آپ نے نوش جان وہ جام کیا پھر فرشتہ نے یہ کلام کیا

ہو جئے ظاہر اے امامِ سُبل ہو جئے ظاہر اے ختامِ رُسل

جانِ اسلام وروح دینِ اظہر اظہر ای شاہ مرسلین اظہر

الغرض التجا جو حد سے بڑہی ہوئے پیدا وہ سیدِ عربی

لبِ ہاتف پہ ہر طرف تھی ندا القیام آج احمد نبی ہوئے پیدا

شاہِ دنیا و دین ہوئے پیدا
سید المرسلین ہوئے پیدا

کیون نہ عالم مین ہو خوشی پیدا
ایسے اعلےٰ ہوئے نبیؐ پیدا

وہ حبیب خدا ہوئے پیدا
زیبِ ارض و سما ہوئے پیدا

کیون فرشتے ندین مبارکباد
اشرف الانبیا کا ہے میلاد

آپکی ذات ازل مین تہی اک نور
اور حجابون مین تہ بتہ مستور

پھر جو اوترا وہ نور دنیا مین
تہا چہپا امہات و آبا مین

اب وہ نور آیا قطع کرکے حجاب
نکلے بدلی سے جسطرح مہتاب

نکلے پردون سے یون نبیؐ کریم
جیسے نکلے صدف سے دُرِ یتیم

فرض ہے شکر بہیجنا ہم کو
حق نے ایسا نبیؐ دیا ہمکو

اکرم الخلق السلام علیک
اعظم الخلق السلام علیک

اے مرے شاہ با وقار سلام
دین و دنیا کے تاجدار سلام

اے دو عالم کے شہریار سلام
خاص مقبول کردگار سلام

اے غریبونکے غمگسار سلام
بیکسون کے کفیل کار سلام

آپکے نام پر ہزار درود
زلفِ مشکین پہ بیشمار سلام

ہے یہہ کافی نجات امت کو
ہو قبول اون کا ایکبار سلام

جس قدر ہو سکے مسلمانو
بہیجو با عجز و انکسار سلام

چاندسے منہ پہ بےحساب درود
زلف مشکین پہ بیشمار سلام

آپ ہین شاہ کیون نہ عرض کرین
ہم غلامان جان نثار سلام

ہمنے محبوب ایسا پایا ہے
کیون نہ ہم بہیجین باربار سلام

جاتے ہین وان ملائکہ لیکر | جب پڑہین عاشقان زار سلام
ہوکے حاضر جناب اقدس ہین | عرض کر بیدل نزار سلام
الغرض جبکہ وہ حبیب خدا | ہوئے جاہ وجلال سے پیدا
ایسا حضرت کا دبدبہ چھایا | قصر کسرا مین زلزلہ آیا
جب قدم آئے اوس شہ دین کے | رنگ فق ہوگئے سلاطین کے
آئے جب وہ حبیب سبحانی | دبگئی سب کی شان سلطانی
ہوئے بے نور بادشہ سارے | چاند کے آگے جسطرح تارے
نور احمد کی جب تجلی ہو | کیون عجم کی نہ آگ ٹھنڈی ہو
کیون نہ بت سر کے بل اولٹجائین | ایسے جب شاہ بت شکن آئین
کیا کعبہ نے سجدہ باتکریم | جہک کے سوئے مقام ابراہیم
ایسے پیدا ہوئی لطیف و نظیف | تہی بدن پر نہ کوئی چیز کثیف
ہوئے جسدم وہ ذی شرف پیدا | نور ربی تھا ہر طرف پیدا
دور اوس نور کی چمک پہونچی | روشنی روم و شام تک پہونچی
حق نے ہمپر کیا بڑا احسان | بہیجا ایسا رسول عالی شان
حشر تک بہی نہو گا ہم سے ادا | شکر حضرت کے خیر مقدم کا
پہر حلیمہ کے گہر گئے جو حضور | اوسکا گہر نور سے ہوا معمور
جلوہ گر جب وہ نونہال ہوا | کل حلیمہ کا گھر نہال ہوا
ہے روایت فرشتے آتے تھے | مہد مین آپ کو جہلاتے تھے
تھی کرامت یہ آپ کی ظاہر | ستر ہوتا نہ تہا کبھی ظاہر

گر فرشتے بدن کہلا پاتے ‏ — آسکے جھٹ غیب سے چھپا جاتی

چوتھے سن مین ہوا جو سینہ چاک — دل ہوا کل کدورتون سے پاک

آئے جبریل اور میکائیل — نور سینہ مین کر گئے تحویل

سینہ دھو دھو کے آبِ رحمت سے — بھر دیا دل کو نورِ حکمت سے

عالمِ خاک و باد مین آکر — پڑ گئی تھی جو گرد موتی پر

اب فرشتون نے دھو کے گرد و غبار — کر دیا اوسکو مطلع الانوار

صاف پہلے سے تھا وہ دُرِ یتیم — چمکی اب اور بھی شعاعِ عظیم

چاند مین داغ کا نشان نہ رہا — شمع مین نام کو دھوان نہ رہا

حق نے اپنے حبیب کا سینہ — کر کے صیقل بنایا آئینہ

واہ کیا مصطفےٰ کا سینہ ہے — سر بسر نور کا خزینہ ہے

آتی خوشبو تھی آپکے تن سے — تھے عیان معجزے لڑکپن سے

دھوپ آتی نہ جسمِ اقدس پر — کھول دیتے ملائکہ شہپر

کبھی گرمی مین ابر کا ٹکڑا — سائبان بنکے سر پہ آجاتا

آپ جس راستہ مین کرتے خرام — بھیجتے تھے شجر حجر بھی سلام

ہوئے چالیس سال جب کامل — شانِ پیغمبری ہوئی حاصل

وحی لے آئے جبرئیل امین — نور سے بھر گئے زمان و زمین

اب اوترنے لگا خدا کا کلام — ہونے باہم لگے سلام و پیام

جبرئیل آسمان سے آنے لگے — حق کا پیغام خاص لانے لگے

ایخدا دمبدم درود و سلام — اپنے پیارے نبی پہ بھیج مدام

وہ نبی پاک ذات پاک صفات — جسکے دم سے ہوی امتون کی نجات
وہ نبی جو شفیعِ کل ٹھیرے — سید اور خاتم الرسل ٹھیرے
وہ پیغمبر وہ پیشواے سبیل — شکل و صورت کے خوبروی و جمیل
وہ حبیبِ خدا بشیر و نذیر — آبِ جنت سے جسکا ہووے خمیر
حق نے کیا کیا نہ انکو دی خوبی — ختم کی اونپہ شان محبوبی
قامت خوشنما میانہ تھا — چست اور خوشخرام و رعنا تھا
موئے سر رشکِ سنبلستان تھے — نہ بہت سیدھے اور نہ پیچان تھے
رہتے حضرتکے بال اے ذی ہوش — تا بن گوش اور کبھی تا دوش
سر مین ایک معتدل کلانی تھی — سروری کی کھلی نشانی تھی
کیا ہی پیاری تھی چوڑی پیشانی — چاند کی طرح صاف نورانی
پتلی پتلی بھوین وہ خوش منظر — ہووے قربان ہلال عید اونپر
ناک آلایشون سے پاک ایسی — شمع کی لو بلند ہو جیسی
دونون آنکھونمین سرخ ڈورے تھے — اور رخسار گورے گورے تھے
رہتین آنکھین بغیر سرمہ سیاہ — کثرتِ شرم سے زمین پہ نگاہ
گول چہرہ تھا پیاری صورت تھی — سرخی آمیز گوری رنگت تھی
خط مشکین تھا آپکا گنجان — اور کشادہ تھے آپکے دندان
لب سے گویا ٹپکتی رحمت تھی — پشت پر خاتم نبوت تھی
خوشنما ایسی صاف تھی گردن — گویا چاندی کی تھی ڈھلی گردن
سینہ چوڑا تھا آپکا ہموار — اور شکم صاف مطلع الانوار

تھا بدن صاف آپ کا ہمو
تھی پسینہ مین عطر کی خوشبو

جوڑ اعضا کے تھے بہت مضبوط
ایک سے ایک خوشنما مربوط

لمبی لمبی تھین اونگلیان زیبا
ہاتھ نرمی مین غیرت دیبا

تلوا پاؤن کا تھا بہت گہرا
رہتا چلتے مین خاک سے اونچا

ہے یہ حلیہ جناب عالی کا
امت مذنبہ کے والی کا

جسکے تابع ہین کل زمان و زمین
جسکا صدقہ ہے کل مکان و مکین

ایخدا دمبدم درود و سلام
اپنے پیارے نبی پہ بھیج مدام

یارب اپنے رسول کا صدقہ
اور آل بتول کا صدقہ

دل سے پردہ اٹھا دے غفلت کا
جلوہ دکھلا دے اپنی رحمت کا

اپنے در کا مجھے بنا بندا
مت پھرا در بدر خداوندا

مشکلون مین میری مدد کیجو
کل بلیات مجھ سے رد کیجو

جسم کو صحت و شفا دیجو
دل مین نور یقین عطا کیجو

دین و دنیا مین آبرو دیجو
دونون عالم مین سرخرو کیجو

رکھیو اپنی مجھے حمایت مین
زیست مین موت مین قیامت مین

اپنے بندون پہ کیجو فضل و کرم
دور رکھیو وبا و قحط و الم

ابر رحمت کو درفشان رکھیو
تازہ ہر کشت و بوستان رکھیو

سیدھا رستہ چلائیو ہمکو
پیچ و خم سے بچائیو ہمکو

مرتے دم غیب سے مدد کیجو
ساتھ ایمان کے اوٹھا لیجو

جب دم آخرین ہو یا اللہ
لب پہ ہو لا الہ الا اللہ

کل مریضون کو تندرستی دے	ناتوانون کے تئین چستی دے
رَبِّ حَصِّلْ مُرَادَنَا اَبَدًا	اٰتِنَا مِنْ اُمُوْرِنَا رَشَدًا

تمام شد

اشعار سلام وقت قیام محفل مولد خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم

اوٹھو وقت تعظیم احمد ہے یہ	بیانِ ظہور محمد ہے یہہ
پڑہون کیون نہ ہوکر ادب سے کھڑا	مدیح جناب شفیع الورا
کھڑے ہوکے حسان پڑہتے مدام	مدیح پیمبر علیہ السلام
یہ بیدل بھی ہے قوم انصار سے	تناسب یہ حسان سے ہے اوسے
ہوا ہے یہ طینت مین میرے خمیر	کہ ہون مدح گوے بشیر ونذیر
ولادت کی تشبیہہ دون فی المثل	اندھیرے مین چاند آیا گویا نکل
بشارت یہ ہاتف نے دی ہر طرف	کہ پیدا ہوئے سید ذی شرف
رسالت پناہا سلام علیک	امام البرایا سلام علیک
جمیل السجایا سلام علیک	جزیل العطایا سلام علیک
حبیب دوعالم سلام علیک	رسول مکرم سلام علیک
دوعالم کے سلطان سلام علیک	شہ جن وانسان سلام علیک
ملائک جو جاتے ہین لیکر سلام	یہ پہونچا دین اے کاش میرا پیام
کہ اے فخر عالم حبیب خدا	غریبون کے حامی شفیع الورا
عنایت کی ہمپر نظر کیجیے	مدینہ مین ہمکو بلا لیجیے
کٹی ہاے غفلت مین عمر عزیز	نہ کی نیک و بد مین ذرا کچھ تمیز

دکھاتا ہے شیطان ادہر اپنا رنگ
اودھر نفس امارہ کرتا ہے تنگ

بچھے ہر طرف نفس شیطانکے جال
بچا اپنی قدرت سے اے ذوالجلال

کئے فعل ہمنے بہت ناسزا
ہوئی ہمسے واقع خطا پر خطا

ہے افسوس پاس ایک خوشہ نہین
سفر ایسا دور اور توشہ نہین

نہ نالان ہو کیون بیدل خستہ تن
یہ سامان اور منزل ایسی کٹھن

مدد میری اے میرے رحمان کر
مری سخت منزل کو آسان کر

ہین دنیا مین جو مہربان اور شفیق
یہ سب جیتے دم تک ہین اپنے رفیق

پھر انجام جسدن دم آخر ہوا
ہون سب قبر مین رکھکے اک اک جدا

نہ پوچھے گا تربت پہ آکر کوئی
کہ اے خستہ تن کیا ہی حالت تری

مگر تجھہ سے اُمید ہے ایخدا
کہ ہر حال مین تو ہو مونس مرا

بچون مرتے دم مکر شیطان سے
مین دنیا سے اوٹھ جاؤن ایمان سے

مرا دین پوچھین جو سنکر نکیر
الہی تو ہی ہو جیو دستگیر

الہی جہنم سے مجھکو بچا
قیامت مین دیدار اپنا دکھا

عمل پر نہین زعم بالکل مجھے
ہے خیر الوری کا توسل مجھے

قیامت تلک بھیج یارب مدام
پیمبر پہ اپنے درود و سلام

تاریخ مثنوی جوہر لطیف فی میلاد الحنیف چکیدہ قلم معجز رقم دُرج فصاحت نیر برج بلاغت بلبل بوستان صمدیت صلصل چمنستان احدیت رشد آئین جناب شیخ محمد رشید الدین احمد صاحب خلف الرشید کریم ابن کریم عالیجناب خان بہادر

شیخ محمد وحید الدین صاحب رئیس اعظم میرٹھہ زاد اللہ درجاتہم و اقبالہم

کیا خالق نے جب نعما کو تقسیم
ملا ہر اک کو جو جسکا تھا مقسوم

حضور بیدل مرحوم پر خوب
ہوا نعت نبی کا شرف مختوم

خلوص قلب ہے اور حسن نیت
کلام اقدس بیدل کا مفہوم

نہ کچھہ شہرت اونہین مد نظر تھی
نہ تھی دل مین تعلی اون کے مزعوم

سراپا محو تھے عشق نبی مین
ریا کو جانتے تھے سخت مذموم

بنے تھے عشق احمد سے مخمر
یہی آگ اونکے عنصر مین تھی مکتوم

فصاحت اور بلاغت کی ہر اک شان
ہوئی انداز بیدل سے ہے معلوم

کہی ملہم نے خوش ہو کر یہ تاریخ
ہے صبح زندگی میلاد منظوم

خاتمۃ الطبع

نحمد اللہ الکریم الرشید السمیع ونصلی علی سیدنا محمد ان الشفیع مجمع البرکات والکرامات الرفیع منبع الحسنات الوسیع والکمالات الوقیع وعلی الہ واصحابہ واولیاء امتہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین اما بعد این مثنوی مسمی بہ جوہر لطیف فی میلاد الحنیف کہ از تالیف شریف زبدۃ الکملاء عمدۃ الفضلاء حضرت مولانا مولوی محمد عبد السمیع صاحب بیدل رحمۃ اللہ علیہ کہ ہنوز بروئے طبع آزمایان آفرینش طرازی حلیہ طبع نہ پوشیدہ و ہیچ چشم شاہد بخش پردازی آن جرعہ شہادت نہ نوشیدہ بود حالا بسعی دلنوازی بصد جانفشانی و دلگدازی شیخ وزیر محمد خلف الرشید شیخ منشی ولی محمد [illegible] جناب مولوی حکیم میان محمد صاحب زلفعہ سرفرازی [illegible] مطبع قاسمی میرٹھہ در سنہ ۱۳۲۷ھ پوشیدہ مقبول اہل [illegible]

[illegible] گردید

[illegible] خاکسار عبد الرحمن خان امروہوی

مطبع قاسمی میرٹھ مین جلال الدین کے اہتمام سے اہتمام پریس مین چھپا

لیکن رومیون کو یہہ علم عربون کی ترقی سے قبل یونانیون سے حاصل ہوچکا تھا جن سے اہل یورپ نے استفادہ اوٹھایا۔ گو اہل عرب کی ترقی اور کامیابی کا بعض کتب منطق سے بخوبی پتہ ملسکتا ہے جو ہمارے ملک مین درس و تدریس مین موجود ہین۔ اور نیز ہماری زبان مین بھی بعض کتابون کے ترجمہ اور بعض کتابین مستقل طور پر موجود ہین جن سے ہمکو ترتیب مسائل اور تشریح مقاصد اور طرز بیان اہل عرب معلوم ہوسکتا ہے۔ لیکن چونکہ اسوقت تک اس علم مین اہل یورپ کے کوئی مستند کتاب ہماری زبان مین ترجمہ نہین ہوئی ہے اسوجہہ سے ہمارے اہل ملک کو یہہ امر دریافت کرنا دشوار ہے کہ اس علم مین یورپ کے لوگون نے کسقدر ترقی کی اور کسقدر کامیابی حاصل کی اور اون کے کیا خیالات ہین اور مسائل علم کی اوہنون نے کیا ترتیب رکھی ہے کیا توضیح کی ہے اور اسوجہہ سے کہ اہل عرب سے قبل اہل یوروپ کو یہہ علم ملا تھا زمانہ دراز تک اونہین اس علم پر غور کرنے کا موقعہ ملا۔ ممکن ہے کہ کچھہ مفید باتین پیدا ہوگئی ہون یا طریقہ استعمال مین کوئی سہولت پیدا ہوئی ہو۔ ضرور سب ہی بلاد کے لوگ کتب اہل یورپ

کے مطالعہ کے مشتاق ہونگے جہان اہل یورپ کے زبانین زیادہ مروج نہین ہین - چنانچہ یہی وجہہ ہوئی کہ بزمانہ حکومت جناب محمد علی پاشا سابق خدیو مصر بارہوین صدی ہجریہ مین یہہ خیال پیدا ہوا کہ اہل یورپ کے کتب علوم سے عمدہ کتابین منتخب ہون - اور اونکا عربی مین ترجمہ کیا جاسے - اور خدیو ممدوح چونکہ بہت بڑے علم دوست تھے اور زیادہ تر جناب ممدوح کا خیال اس طرف مائل تھا کہ جہان تک ممکن ہو علوم کو سہل کیا جاسے اور ملک عرب مین علم کو ترقی دیجاسے لہذا جناب ممدوح نے اسکا خاص انتظام فرمایا اور بہت سی عمدہ عمدہ کتابین مختلف علوم کی عربی مین ترجمہ ہو کر شائع ہو گئین - جو جناب ممدوح کا عمدہ یادگار ہمیشہ رہیگا - غرض جناب ممدوح کے زمانہ مین علم القیاس مین ایک فرنچ دو مرسیہ کے مشہور اور عمدہ از حد مفید کتاب عربی مین ترجمہ کیلئے منتخب ہوئی - اور خلیفہ بن محمود عالم زبان فرنچ نے اوسکا عربی مین ترجمہ کیا جسکا نام (تنویر المشرق فی علم المنطق) رکہا گیا لیکن جو فائدہ عربی مین ترجمہ سے اہل عرب کو ہوا وہی فائدہ اردو مین ترجمہ سے اہل ہند کو ہونا ممکن تھا یعنی اس علم سے متعلق اہل یورپ کے خیالات بھی معلوم ہو سکتے تھے - اور بعض مفید اور کارآمد باتین بھی دریافت

ہوسکتی تھین - لیکن اس طرف خیال رجوع نہین ہوئی - مگر تھوڑا عرصہ ہوتا ہے کہ صیغۂ تعلیمات اپنی خوش قسمتی سے وزیر عدالت و امور عامہ سرکار عالی کے تفویض ہوا اور اوسکا انتظام جناب ممدوح کے سپرد کیا گیا جنکا نام نامی نواب سر فرازحسین خانصاحب بہادر صفدر جنگ مشیر الدولہ فخر الملک ہے اور جو یہان کے قدیم عالی خاندان نامی امرا مین سے ایک امیر اعظم ہین اور جو علاوہ آبائے تمول و اعزاز و افتخار کے اپنی ذاتی عمدہ صفات کی وجہہ سے بھی بہت ممدوح ہین اور نامور مدبر و ذی علم اور بہت لیئق اور تجربہ کار ہونے کے ایک بڑے علم دوست امیر ہین - جن کی کارگذاری اور جن کی توجہہ اتبک مشکور رہی ہے اون کی ذات سے اون اعتبارات کی بنیاد پر جو اوپر مذکور ہوئے عام طور پر یہہ امید پیدا ہوئی کہ اب یقیناً صیغہ تعلیمات بہت ترقی کریگا اور اسی قسم کے اثرات سے نے میرا خیال اسطرف رجوع کیا کہ (تنویر الشرق) کا اردو مین ترجمہ اسی زمانہ مین کیا جاے اور جناب ممدوح کے نام نامی سے معنون اور (فخر الافکار) کے نام سے موسوم ہو - چنانچہ مین نے کتاب مذکورہ کا اردو مین ترجمہ کیا اور جناب ممدوح سے

وہی استدعا کی جو اوپر مذکور ہے ۔ جناب ممدوح نے بنظر مکرمت جیسی کہ میری ابتدائی ملازمت صیغہ عدالت سے میرے حال پر مبذول رہی ہے میری درخواست منظور فرمائی جسکی نسبت مین انتہا درجہ پر بیحد شکریہ کا اظہار کرتا ہون ۔ ترجمہ مذکورہ جناب ممدوح کے نام نامی سے معنون اور (فخر الافکار) کے نام سے موسوم کیا گیا

بماند سالہا این نظم ترتیب ز ما ہر ذرہ خاک افتد بجاے
غرض نقشیت کز ما یاد ماند کہ ہستی را نمی بینم بقاے
دلی صاحب دلے روزے برحمت کند در کار این مسکین دعاے

محمد محی الدین
جج ہائیکورٹ سرکار عالی ؛

تنویر المشرق

مُقدّمہ

عالم موجودات مین خداوند عالم نے دو جوہر ایسے پیدا کئے ہین جنمین سے ایک روحانی اور دوسرا جسمانی کہلاتا ہے ۔ جوہر روحانی وہ جوہر ہے جسکو خاصیت تفکر و ادراک و نطق و احساس حاصل ہے ۔ اور اس عالم مین جوہر مذکور کے دو نوعین ہین ۔ ایک ملائکہ اور شیاطین ۔ دوسری روح بشری ۔ ملائکہ اور شیاطین کے معلومات تو ہمارے ذہن تک محدود ہے ۔ جہان تک کہ شریعت سے دریافت ہوتی ہے ۔ اور وہ اسیقدر ہے کہ ملائکہ اور شیاطین جواہر روحانی ہین ۔ ہمارے حواس اونکا ادراک نہین کرسکتے اور ہم اونکی حقیقت دریافت کرنے مین قاصر ہین ۔ یہ امر سب علما کا مقبولہ و مسلمہ ہے کہ شریعت مین بھی اسکا

بیان بہت ہی کم ہے اور عقل انسانی اسباب مین خوض نہین کرسکتی البتہ تخیلات اسباب مین بہت وسیع ہین بذریعہ تخیلات ہم بہت کچھہ خیال کرسکتے ہین چنانچہ عام مورخین نے جھوٹے قصہ ان کے جسم اور مقدار کے بابت تواریخ مین لکھے ہین - غرض مصداق نوع اول ملائکہ اور شیاطین ہین جنکی اعمال کے معرفت بلا واسطہ ہمکو کچھہ بھی حاصل نہین ہوسکتی - البتہ بواسطہ شریعت کچھہ معلوم ہوسکتی ہے اور کوئی انسان اس بارہ مین اوس سے زیادہ کچھہ نہین کہہ سکتا جتناکہ شریعت سے منقول ہے -

روح بشری - ایک ایسا جوہر ہے جو تفکر و ادراک کرسکتا ہے اور ذی ارادہ اور حساس ہے - روح بشری کی معرفت احساس باطنی ہی سے حاصل ہوسکتی ہے - اور احساس باطنی وہ ہے جس سے ہر ایک انسانکو تفکرات اور ارادات اور تخیلات پیدا ہوتے ہین - اور لذات اور آلام بھی اوسی سے محسوس ہوتے ہین - اور بجز احساسات باطنی کے روح بشری کا اور کسی طرح علم ممکن نہین ہے -

فصل اوّل

ارواح بشری اور ملائکہ اور شیاطین کے فرق کے بیانمین

ان دونون کے ارواح مین جو فرق علما نے بیان کیا ہے وہ یہہ ہے
کہ ارواح ملائکہ اور شیاطین جواہر کاملہ مستقل بالذات ہین۔ اور ارواح
بشری جواہر ناقصہ محتاج بالغیر ہین۔ یعنے جو صفات ملائکہ کے لئے
لازمی ہین وہ سب اونہین حاصل ہین علے ہذا جنہ بہی۔ لیکن ارواح
بشری کے لئے چونکہ اجسام سے تعلق اور ارتباط اور انضمام لازمی
ہے اسلئے یہہ محتاج بالغیر ہین۔ اور ارواح و اجسام بشری کا باہمی
تعلق ایسا خیال کیا جاتا ہے جیسا عاشق ومعشوق کا تعلق یا ہاتہہ پاؤن
کا جسم سے تعلق۔ غرض ملائکہ اور شیاطین کی ارواح بجاے کل بذاتہ
کے ہین اور ارواح بشری بجاے جز بغیرہ کے۔

فصل دوم

روح اور جسم کے فرق کے بیانمین

شریعت نے روح اور جسم مین یہہ فرق بتایا ہے کہ انمین سے

بیان بہت ہی کم ہے اور عقل انسانی اسباب مین خوض نہین کر سکتی البتہ تخیلات اسباب مین بہت وسیع ہین بذریعہ تخیلات ہم بہت کچھہ خیال کر سکتے ہین چنانچہ عام مورخین نے جھوٹے مقدمہ ان کے جسم اور مقدار کے بابت تواریخ مین لکھے ہین - غرض مصداق نوع اول ملائکہ اور شیاطین ہین جنکی اعمال کے معرفت بلاواسطہ ہمکو کچھہ بھی حاصل نہین ہوسکتی - البتہ بواسطہ شریعت کچھہ معلوم ہو سکتی ہے اور کوئی انسان اس بارہ مین اوس سے زیادہ کچھہ نہین کہہ سکتا جتناکہ شریعت سے منقول ہے -

روح بشری - ایک ایسا جوہر ہے جو تفکر و ادراک کر سکتا ہے اور ذی ارادہ اور حساس ہے - روح بشری کی معرفت احساس باطنی سے حاصل ہو سکتی ہے - اور احساس باطنی وہ ہے جس سے ہر ایک انسانکو تفکرات اور ارادات اور تخیلات پیدا ہوتے ہین - اور لذات اور آلام بھی اوسی سے محسوس ہوتے ہین - اور بجز احساسات باطنی کے روح بشری کا اور کسی طرح علم ممکن نہین ہے -

فصل اوّل

ارواح بشری اور ملائکہ اور شیاطین کے فرق کے بیان مین

ان دونون کے ارواح مین جو فرق علما نے بیان کیا ہے وہ یہہ ہے کہ ارواح ملائکہ اور شیاطین جواہر کاملہ مستقل بالذات ہین۔ اور ارواح بشری جواہر ناقصہ محتاج بالغیر ہین۔ یعنے جو صفات ملائکہ کے لئے لازمی ہین وہ سب اونہین حاصل ہین۔ علے ہذا اجنہ بھی۔ لیکن ارواح بشری کے لئے چونکہ اجسام سے تعلق اور ارتباط اور انضمام لازمی ہے اسلئے یہہ محتاج بالغیر ہین۔ اور ارواح و اجسام بشری کا باہمی تعلق ایسا خیال کیا جاتا ہے جیسا عاشق ومعشوق کا تعلق یا ہاتہہ پاؤن کا جسم سے تعلق۔ غرض ملائکہ اور شیاطین کی ارواح بجاے کل بذاتہ کے ہین اور ارواح بشری بجاے جز بغیرہ کے۔

فصل دوم

روح اور جسم کے فرق کے بیان مین

شریعت نے روح اور جسم مین یہہ فرق بتایا ہے کہ انہین سے

ہر ایک جوہر دوسرے سے ممتاز اور جدا ہے - لیکن ان دونون چیزون
ایسا امتیاز نہین ہے جیسا کہ جوہر اوسکے خواص ذاتی مین ہوتا ہے
بلکہ ایسا امتیاز ہے جیسا کہ ایک جوہر سے دوسرے جوہر کو ہوتا ہے
جس کی دلیل یہہ ہے کہ اگر ہم دو مخالف اشیاء کا تصور کرین تو ضرور
ایک تصور دوسرے تصور سے مغائر ہوگا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک
شئے دوسری شے کی مخالف ہے جیسا کہ آفتاب اور زمین کا تصور
جس سے اون دونون کا مخالف ہونا ثابت ہے پس نتیجہ یہہ ہوا کہ سورج
اور زمین دو مختلف جوہر ہین جسکی مزید توضیح یون ہو سکتی ہے کہ جس طرح
دائرہ کا تصور شکل مربع کے تصور سے جدا ہے اوسی طرح استداد کا
تصور جو جسم کی صفت ہے اور جسمین طول و عرض و عمق شامل ہے)
تفکر و احساس کے تصور سے مغائر ہے - جس سے یہہ نتیجہ پیدا ہوتا ہے
کہ جو چیز ممتد ہے وہ شے متفکرہ کے مغائر ہے اور نیز ہم جس شئے کو
متفکرہ خیال کرتے ہین وہ اوس شئے کے مغائر ہے جسمین استداد ہو
اس سے ثابت ہوتا ہے کہ روح انسانی کی صفت تفکر ہے نہ استداد -
اور جسم کی صفت استداد ہے نہ تفکر تب اسکا یہہ نتیجہ ہوگا کہ روح و جسم

اور ان دونون کا تصور بھی باہم مغائرت ۔

فصل سوم

روح اور جسم کے باہمی ارتباط کے بیان مین

جسم ممتد کے ساتھہ جوہر روحانی مجرد ذو تفکر کے ارتباط و انضمام کی کیفیت کا معلوم ہونا آسان نہین ہے ۔ باوجود اسکے کہ ان دونون کا باہمی ربط و انضمام اچھی طرح متحقق ہو چکا ہے ۔ اسلئے کہ انسان کا متجسم و متفکر ہونا ایک بدیہی امر ہے ۔ گو ہمین شک نہین کہ یہہ ایک راز الٰہی ہے اور بجز ذات باری کے اسکے پورے تعلقات اور حالات کوئی نہین جان سکتا تاہم انسان اسقدر سمجھتا ہے کہ اوسکے روح کا کام تفکر اور احساس ہے اور بعد حلول روح اجسام کا کام تحرک ہے جسم مین روح کے حلول سے وہ ارتباط پیدا ہوتا ہے جو روح کو جسم کے ساتھہ رہتا ہے مگر ایسا حلول صرف اونہین قوانین فطرت کے مطابق ہوتا ہے جو خلاق عالم کے معینہ اور مقررہ ہین اور جن قوانین کو قوانین اجتماع الروح والجسد کہتے ہین

فصل چہارم

خاصیت روح کے بیان مین

روح کے خواص کی شناخت بھی اوسی باطنی احساس سے حاصل ہوتی ہے جسکا اوپر ذکر ہوا ہے - انسان حساس ہے اور حواس سے خود ہی متمتع ہوتا ہے - جو اس باطنی روح کے خواص اعظم ہین اور جسم حواس باطنی سے خالی ہے اور صرف روح ہی احساس ہے - یہین سے کرتا زین کا مذہب شروع ہوتا ہے جو فلاسفہ وسقیرلہ کہلاتے ہین - انکا یہہ خیال تھا کہ حیوانات جو حرکت کر سکتے ہین صور متحرکہ ہین اور اونین مطلقاً روح نہین ہے وہ ایسے ہین جیسے وہ آلات کہ جو کسی کے حرکت دینے سے متحرک ہو سکتے ہین - ورنہ متحرک نہین ہو سکتے انہین کسی قسم کا مقصد وارادہ نہین ہوتا ہے - اون کی حرکت قسری اور جبری ہے - اس کے نسبت اونکی دلیل یہہ تھی کہ اگر انہین احساس ہوتا تو انہین روح بھی ہوتی اور جب روح ہوتی تو وہ قابل تکلیف بالخیر والشر بھی ہوتے اور اوس سے ثواب وعذاب کے بھی مستحق ہوتے - جسکا نتیجہ یہہ تھا کہ اونکے ارواح باقی اور ہمیشہ قائم رہتین - اسلئے کہ جو ثواب وعذاب کا مستحق ہوتا ہے اوسکی روح باقی اور ہمیشہ قائم رہتی ہے

جہان اس کتاب مین خواص روح پر بحث ہے وہان روح سے مراد روح بشری ہے جسے انسان اور حیوان ناطق کہتے ہین - اور حیوانات اور چارپایون کی روح پر بحث نہین ہے جسکو سواے صناع عالم کے کوئی دوسرا نہین جانتا -

خلاق عالم نے مختلف ارواح پیدا کئے ہین بعض اونمین سے باقی اور ہمیشہ قایم رہنے والے ہین اور بعض نابود اور فنا ہونے والے ہین پہلے قسم کی ارواح خیر و شر کی تمیز کرتے ہین اور دوسری قسم کے ارواح ناقابل تمیز ہین - جس طرح ملائک مین مختلف مراتب ہین یعنے بعض اعلی مراتب رکھتے ہین اور بعض ادنی اسی طرح انسان مین بھی بنظر علوم و معلومات کے مختلف درجات ہوتے ہین - ممکن ہے کہ مخبوط اور مجنون بلکہ اون اطفال مین بھی جو حد تمیز کو ابھی نہین پہنچے مفید و مضر کے پہچاننے کی قابلیت نہو - فلاسفہ و سقرط سے قبل کے متقدمین و متاخرین کا یہہ خیال تھا کہ حیوانات کے بھی حواس خمسہ ہین اور اونکو بھی لذت و الم کا شعور ہے اور اعضاے حواس بھی اونمین موجود ہین اور اسیوجہہ سے حواس انسانی اور حیوانی کے اعمال

وہ ایک خیال کرنے سے انسان کا احساس دو قسم کا ہے ایک بلاواسطہ دوسرا باواسطہ - پہلی قسم کا احساس وہ ہے جو اعضاے حواس پر اشیائے خارجیہ کی تاثیر سے حاصل ہوتا ہے - اور نیز بغیر کسی احساس سابق کے واسطہ کے - دوسری قسم کا احساس وہ ہے جو خاص محسوسات سابقہ پر غور کرنے سے حاصل ہوتا ہے احساس سابقہ کو احساس الاحساس کہتے ہین مثلاً آفتاب کا دیکھنا احساس اول ہے اسمین سوائے اوس چیز کے جو دیکھی جاتی ہے اور اوس عضو کے جس سے دیکھتے ہین کسی اور چیز کی ضرورت نہین ہے - اسی طرح آلات موسیقی سے جو محسوسات حاصل ہوتے ہین وہ بھی احساس اول کے قسم سے ہین اسمین بھی سوائے مسموعات اور آلات موسیقی کے کوئی اور چیز شامل نہین ہوتی لیکن باطنی تفکرات جو احسال اول کے بعد حاصل ہوتے ہین سب کے سب محسوسات باواسطہ ہین اسلیئے کہ تفکر باطنی احساس اول کے بغیر نہین ہوسکتا - روح کو بالذات احساس کی قوت نہین ہے - خواہ احساس باواسطہ ہو یا بلاواسطہ - روح جسم کی اعانت سے اور قوانین قدرت اور حالت فطرت کے بموجب محسوسات کا ادراک کرتی ہے حواس ظاہری پر روح کا

احساس اور حواس باطنی دماغی پر ادراک موقوف ہے ۔ یہی اسکے
احساس اور ادراک کے ذرایع ہین ۔ نفس ناطقہ کے ادراک کا طریقہ یہ ہے
کہ ہر ایک محسوس اوس سے متعلق حس کے خاص عضو سے محسوس کرتا ہے
نہ غیر متعلق دوسرے حس کے عضو سے جیسی کہ بصارت جو خاص آنکھ سے
متعلق ہے کان سے اونکا احساس ممکن نہین ہے ۔ اسی طرح سماعت کان
ہی سے ہوتی ہے آنکھ سے ہرگز ممکن نہین ۔ اس سے ظاہر ہے کہ
بصارت سماعت کے مغائر ہے ۔ بصارت خاص آنکھ کی صفت ہے
اور سماعت خاص کان کی صفت ہے حواس ظاہری حسب ذیل پانچ ہین
(۱) بصر (۲) سمع (۳) ذوق (۴) لمس (۵) شم ۔ بصر وہ آلہ ہے
جس سے رنگ و روشنی وغیرہ کا ادراک ہوتا ہے ۔ اسیطرح سمع آواز دن کے
ادراک کا آلہ ہے اور ذوق اشیا کے مزہ کے ادراک کا اور شم
اشیا کے بو کے ادراک کا ۔ اور لمس اشیا کے مختلف صفات اور
احوال کے ادراک کا آلہ ہے جسکے ذریعہ سے ہر شے کو چھوکر اوسکی
سردی گرمی سختی ۔ نرمی معلوم کرلیجاتی ہے ۔
حواس ظاہری کا انتظام نہایت عمدہ اور عجیب و غریب ہے جسکی معلومات

اہل فلاسفہ کے نزدیک نہایت درجہ کے اعتبار کے قابل ہے اور
جہان تک ممکن تھا ان لوگون نے اس کی بحث مین کوئی بات اوٹھا
نہین رکھی اس کی تصریح بوجہ طوالت کتاب اس جگہہ ضرور نہین ہے
صرف اسقدر لکھدینا کافی ہے کہ اعصاب جو تمامی احساسات و محسوسات
کے ادراک کا وسیلہ اور واسطہ ہین وہ دو حصون مین منقسم ہین اونکا
ایک حصہ ظاہری ہے اور دوسرا باطنی - ظاہری حصہ تو وہ ہے جس پر
اشیاے محسوسہ خارجیہ کے تاثیرات واقع ہوتے ہین - اور باطنی حصہ
وہ ہے جو ان محسوسات کے تاثیرات کو دماغ تک پہونچاتا ہے -
دماغ ایک جوہر رطب ہے کہ ایک چھوٹی سی بادامی شکل مین واقع ہوا
ہے اور جسمین عروق رقیقہ جوہر ہیہ بہر ہوئے ہین - گویا دماغ مواد حیات کا
حوض ہے - تمام اعصاب جنسے ادراک اور احساس ہوتا ہے وہ سب
دماغ کے متصل ہین - خصوصاً اوس جزو دماغ کے کہ جسکو جسم غائر کہتے ہین
اور نیز جسے مجلس روح بھی خیال کرتے ہین - جوہر دماغ کے اجزا رقیقہ
مین جو اختلاف ہوتا ہے -
وہی اختلاف اوس اختلاف کی بنیاد ہے جو مختلف آدمیون کے عقول

مین ہوتا ہے ۔ اور کوئی ذکی اور کوئی غبی ہوا کرتا ہے جسقدر ادراک انسان
کو ہوتا ہے ۔ اوسکا قوت حافظہ مین استحکام بموجب دماغ کے طبعی جودت
اور رطوبت کے کم وبیش ہوا کرتا ہے چنانچہ یہہ بات مسلمہ ہے کہ ایک
شے کا اثر دوسری شے مین بموجب اوس دوسری شے کی استعداد
اور قابلیت کے ہوا کرتا ہے مثلاً شعاع آفتاب کی اجزاء ارضیہ
اور موم اور دوسرے اشیا مین مختلف طور پر تاثیر ہوتی ہے اجزاء
ارضیہ جو نرم ہوتے ہین اونمین تو یہہ تاثیر ہوتی ہے کہ وہ سخت
ہوجاتے ہین ۔ اور موم کے اجزا جو سخت ہوتے ہین اونمین یہہ
تاثیر ہوتی ہے کہ وہ نرم ہوجاتے ہین ۔ جس سے یہہ ثابت ہے
کہ ہر ایک مین شعاع کی تاثیر بموجب اوس شے کی قابلیت کی ہوتی
ہے ۔ محسوسات حواس ظاہری جبکہ اعصاب کے باطنی حس کے
ذریعہ سے حواس باطنی دماغ کے ایک حس تک پہونچ جاتے ہین
تب آدمی کو اون محسوسات کا ادراک اور احساس ہوتا ہے جو ایک
مجرد اور بیواسطہ تاثیر ہے ۔ اور پہلے ہی پہل یہہ محسوسات اور ادراک
دماغ مین منقش ہوجاتے ہین ۔ اور جب قوت دماغیہ کے یہہ محسوسات

منقشہ بہت دیر پاسے یا دیر پاسے یا کم پایئدار ہی یا نہایت کم پایئداری کے ساتھ عرصہ تک یا کم عرصہ تک منقش رہتے ہین - اور خون جو مادۂ حیات انسانی ہے اوس کی حرکت سے کبھی کبھی - یہہ محسوسات منقشہ یاد آیا کرتے ہین اور اسی کا نام حافظہ ہے - یہی وجہہ ہے کہ بہت سی صورتین اور بہت سے واقعات بعد علم کے آدمی بہول جاتا ہے مگر کبھی کبھی خود بخود یا جب آدمی فکر کرتا ہے تو وہ صورتین اور وہ واقعات اوسے یاد آجاتے ہین - اور یہہ اعادۂ تصور تصور بیواسطہ کہلاتا ہے اور یہہ تصور ابتدائی تصور سے ہوتا ہے -

جن اشیا کا بذریعہ بصر ادراک کیا گیا ہو اون کی صورتونکا یاد آنا تخیل کہلاتا ہے جو منجملہ اون آثار کے ہے جو دماغ مین قایم رہا کرتے ہین پس یہہ بات ثابت ہوئی کہ کسی شے کا بیواسطہ تصور اوسوقت تک ممکن نہین کہ اوس شے کا پہلے ادراک ہوا ہو -

اس موقعہ پر تصورات کے چند اہم قاعدہ حسب ذیل بیان کئے جاتے ہین جنکے ذریعہ سے - ایسے تصورات کا عمل کیا جا سکتا ہے جو بصحت ذہن مین آسکتے ہین -

(۱) ممکن ہے کہ ہم کئی تصورون سے ایک تصور حاصل کرین مثلاً ہمنے
ایک پہاڑ کا تصور کیا۔ اور پہر سونیکا تصور کیا۔ اور پہر ان دونون
تصورون سے۔ سونے کے پہاڑ کا تصور کیا۔
(۲) ممکن ہے کہ ہم ایک معمولی قد و قامت کی شے۔ دیکہکر ویسی
ہی ایک دوسری شے غیر معمولی اوس سے بڑی قد و قامت کے
تصور کر سکین۔
مثلاً ایک معمولی قد و قامت کے آدمی کو دیکہا اور ویساہی ایک غیر معمولی
قد و قامت کا آدمی تصور کیا۔
(۳) ممکن ہے کہ ہم ایک معمولی قد و قامت کی شے دیکہکر ویسی ہی ایک
غیر معمولی دوسری شے اوس سے چہوٹی قد و قامت کی تصور کر سکین
(۴) وجہہ ملحوظ سے قطع نظر کا قاعدہ ہے جو تصورات بیواسطہ کے
افادہ کے تمام قواعد سے آسان ہے اسکو طریقۂ قطع نظر و طریقۂ تجرید
بہی کہتے ہین اور وہ یہہ ہے کہ کسی شے کی صورت دیکہنے کے بعد
ممکن ہے کہ بعض یا کل اوس قسم کی صورتون پر ہم غور کرین
جو ہمارے حواس سے گزرین۔ اور ہم اونکے محل و

موصوف۔ خاص کے تفکر سے قطع نظر کرین جس عمل کی کثرت سے حواس پر اشیا کے تصورات کے گذرتی ہے۔ تعینات اور موصوفات سے قطع نظر کرکے اشیائے جزئیہ کے حاصل کرنے کا آدمی کو ایک خاص ملکہ طبعی ہو سکتا ہے۔

مثلاً پہلے ہمنے چند اجسام مخصوصہ کو گنا اوس سے ہمکو عدد اور گنتی کا تصور حاصل ہوا۔ اسکے بعد اجسام مخصوصہ ہمارے آنکھہ سے غایب ہوگئے۔ پس اب اجسام سے قطع نظر کرکے اعداد پر غور کر سکتے ہین دو کو دو کے ساتھہ جمع کیا تو چار ہوگئے یا۔ ایک پانچ پر بڑھایا۔ تو پانچ مساوی چہہ کے ہوگئے۔ یا باہمی اعداد کے نسبت جیسی کہ دو اور چار مین نسبت ہے ویسی ہی چار اور آٹھہ مین نسبت ہے جو نسبت باعتبار دونون مجموع عددون کے دریافت کیجاسے گی قطع نظر معدود خاص کے اسطرح جبکہ دو شہرونکی مسافت کی بحث ہوگی تو صرف طول کا اعتبار کیا جاسے گا نہ عرض کا نہ اون عوارض کا جو راستہ مین پیش آتے ہین اور اسی بنیاد پر مہندسونکا یہہ قول مبنی ہے کہ مجرد خط مین عرض نہین ہوتا اور نقطہ مین امتداد اور انتساع نہین ہوتا

حالانکہ اگر غور کیا جاے تو ہر خط طبعی مین عرض موجود پایا جائے گا
اور ہر نقطہ مین امتداد و امتناع - لیکن مہندسونکی عادت ہی ہے
کہ وہ نقطہ کو مثل اوس مقام کے خیال کرتے ہین جو مبدء سفر حساب
مسافت مین ہوا در اوسکی امتداد سے قطع نظر کرکے کہتے ہین کہ نقطہ مین
امتداد اور خط مین عرض نہین ہے -
غرض یہہ یاد رہنا چاہیے کہ ہر قسم کا تفکر خواہ تذکر ہو خواہ تخیل زیادہ ہو
یا کم یا قطع نظر ہو - احساس سابقہ پر موقوف ہے جو بواسطہ حاصل ہوتا ہے
ارادہ - ایک انسان کی قوت طبعی ہے تخصیص فعل اور ترک فعل اوسیکا
کام ہے اور یہہ قوت منجملہ خواص نفس انسانی کے ہے - اہل فلاسفہ نے
جس قوت کا نام شہوۃ رکہا ہے - وہ بھی منجملہ خواص نفس انسانی کے
ہے - اوسکا کام لذات کے طرف میلان اور مضرات وآلام سے
تنفر کا ہے اور نیز حفظ بدنی اور عقلی کے منافی جو کچھ ہو اوس سے
بچانا اوسی کا کام ہے غرض اعمال عقل کی معلومات اور اوس عمل
کی شناخت جو اعمال عقلیہ مین سب سے اہم ہے بہت ضرور ہے -
جسکے لئے چار چیزین زیادہ تر التفات کے قابل ہین -

ایک تصور عام جسمین تخیل بھی شامل ہے - دوسرے - وہ تصور جسکے
ساتھہ حکم بھی ہو - جسے تصدیق کہتے ہین - تیسرے قیاس جسکو برہان
کہتے ہین - چوتھے طریقۂ منطقیہ -
اب پھر قطع نظر کے بیان کے طرف عود کیا جاتا ہے فی الواقع قطع نظر
اشیاء متفقہ اور مختلفہ مین ایک ایسا ادراک عقلی ہے جو تشابہ افراد
کا نتیجہ ہو سکتا ہے - اس سے معلوم ہوگا کہ طریقۂ قطع نظر عمل عقلی ہے
عقل بوجہہ تاثرات حسیہ کے ایک شے کا ادراک کرتی ہے اور
اوسکا نام مقرر کر دیتی ہے - اور اوسکو اشیاے حقیقۃ حسیہ مین سے
قرار دیتی ہے - مثلاً جب ہمنے چند آدمی مرتے دیکھے - تو ہم نے
اس حالت کا نام موت رکھا جسکا مدلول وہ مدرک عقلی ہے جو حیوانات
کے ختم حیات کی حالت ہے - قطع نظر کسی خاص حیوان کے جتنے
حیوان ہین سب حالت موت مین یکسان ہین پس ہم نے موت کا اعتبار
کیا قطع نظر موت کی تفاصیل مخصوصہ کے - تاآنکہ ہمنے موت کو مثل
شے جسے محققہ کے خیال کیا باوجود اسکے کہ حقایق وجودیہ
ذوات حسیہ ہوتے ہین - اور اونکا وجود فی نفسہ ہوتا ہے ہمارے

عقول سے متعلق نہین ہوتا۔

پس لفظ موت کا ادراک اور اعتبار جیسا کہ عقلی ہے ویسا ہی دوسرے الفاظ کا ادراک اور اعتبار عقلی ہے ہر ایک عام کلمہ عام معانی کے لئے موضوع ہوا ہے اور جو الفاظ کہ اشیاے حسیہ حقیقیہ پر دلالت کرتے ہین۔ اونکا استعمال مدلولات خاص پر بطور قیاس ہوتا ہے مثلاً زید کا کپڑا۔ عمر کا ہاتہہ۔ اسی پر قیاس کر کے کہا جاتا ہے۔ زید کی موت عمر کا عمل۔ جو حسیات سے ہین ویسا ہی صلاح اور عمل۔ اور فضل کا اطلاق ممکن ہے جو عقلیات سے ہین۔ اور عقلیات کا حیات پر یہہ اطلاق بطریق قیاس کے ہے۔

فصل پنجم

عقل کے چار اصلی اعمال کے باب مین

یہان عقل سے مراد وہ نور روحانی ہے جسکے ذریعہ سے انسان اشیا کا ادراک کرتا ہے اور جسے ذہن اور ادراک بھی کہتے ہین۔

کل وہ تاثر نفوس جسکو ادراک اور تخیل مین دخل ہے اوسے تصور کہتے ہین۔ تصور ایک مبہم کلمہ ہے اور وہ کل اقسام کے تفکرات عقلی پر

صادق آتا ہے اور لفظ تصور تصورات جزئیہ مین بھی استعمال کیا جاتا ہے مثلاً کوئی ایک شکل مثلث کا تصور کرے تو اوسی تصور مثلث کہین گے اور ایسی حالت مین تصور ایک اسم ہوگا - جسکا مدلول وہ ادراک نفس ہوگا جو بغیر حکم کے ہو معنی ادراک پر کوئی حکم نہو - لیکن جبکہ حکم بھی ہو تب اوسے تصور نہ کہین گے بلکہ تصدیق کہینگے اسلئے کہ حکم کے بعد تصور سے انتقال ذہن تصدیق کے طرف ہوگا مثلاً (مثلث کے تین اضلاع ہین) یہہ اوسی تصور پر حکم ہے اسوجہہ سے اُسے تصدیق کہین گے تصور نہین کہین گے - جسکا یہہ نتیجہ ہوا کہ تصور ایک مبہم کلمہ ہے یا ایک اسم ہی جو ادراک عقلی اور انتقال ذہنی پر دلالت کرتا ہے اس تشریح کے ساتھہ کہ کوئی شے موجود ہے یا معدوم ہے پس ہر تصدیق کے لئے تصور لازم ہے اسلئے کہ حکم لگانے کے لئے کسی شے کے تصور کے ساتھہ کسی شے کا تصور ضرور ہوا کرتا ہے - پس کسی شے کا تصور اصل ہے اور اوس سے کسی شے کی نسبت حکم لگانا اوسکی فرع ہے -

ہر حکم کے لئے دو تصور ضرور ہین - ایک تصور محکوم علیہ کا اور دوسرا تصور محکوم بہ کا - مگر ان دونون تصورون مین حکم لگانے کے لئے

ایک تیسری چیز کی بھی ضرورت ہوتی ہے جو انتقال ذہنی ہی- اوس کے
ذریعہ سے عقل محکوم علیہ اور محکوم منہ کو بطور ایک شے کے اعتبار
کرکے دو نون تصورون کو یکبارگی حاصل کرلیتی ہے -

سواے موضوع اور محمول کے ایک تیسرا جزو بھی ہوتا ہے
جو محمول کو موضوع سے ملا دیتا ہے اوس کو رابطہ کہتے ہین
جو سواے زبان عرب کے دوسری زبانون مین ایک کلمہ
ہوتاہے جو (ہونے) کے معنی رکھتا ہے - کبھی موضوع اور محمول
کے بیچ مین ہوتا ہے اور کبھی لفظ محذوف اور ارادہ متکلم مین
موجود ہوتا ہے - لغت عرب مین اعراب اور ضمیر کی وجہہ سے
جو محمول و موضوع کو مرتبط کر دیتی ہے اور لفظ رابطہ کی ضرورت
نہین پڑتی - جیسے (الارض مستدیرۃ) زمین مستدیر ہے -
لفظ ارض موضوع اور مستدیرۃ محمول قضیہ ہے اور چونکہ
ضمیر ارض کی طرف عائد ہوتی ہے لہذا وہ ضمیر رابطہ ہوگئی
ہے اور ماسوا اوس کے کسی اور لفظ رابطہ کی ضرورت
نہین رہی - جو تصور مستدیر ہونے کا زمین پر منسوب کیا گیا ہی

یہی حکم ہے اس لئے کہ اسی کے ذریعہ سے زمین کے گول
ہونے کا حکم لگایا گیا ہے پس اسی کا نام تصدیق ہے ۔ جو اوس
ادراک انسانی کی تعبیر ہے جو محمول اور موضوع کے ارتباط
کے تصور سے حاصل ہوتا ہے ۔

علی ہذا ۔ الشمس مضیئۃ (آفتاب روشن ہے) جسمین آفتاب
کے روشن ہونے کا حکم ہے ۔

یا ۔ شکر میٹھی ہے ۔ جس مین شکر کی نسبت شیرین ہونے کا
حکم ہے ۔ تصدیق دو قسم کی ہوتی ہے ایک ایجابی دوسری
سلبی ۔ تصدیق ایجابی موضوع کے نسبت اثبات ادراک
حقیقی ہے ۔ جیسی کہ شکر میٹھی ہے ۔ اس مین شکر کا ہونا جو
فی الحقیقت ہم نے شکر مین پایا اوس کا بالاثبات حکم
دیا ہے جیسے کہ شکر کڑوی نہین ہے ۔

اور تصدیق سلبی موضوع کی کیفیت مدرکہ کی نقیض کی نفی کا
نام ہے ۔

ایجاب اور سلب بذریعہ الفاظ و اشارات و صفات سب کے

ہوتا ہے جیسے چہرہ کی سرخی سے مراد خجالت اور چہرہ کی زردی سے مراد خوف ۔ زبان عرب مین سلب کے الفاظ جو مشہور ہین تین ہین۔ لا ۔ ما ۔ لیس جس کے امثلہ یہہ ہین ۔

لیس الشکر مراً ۔ (شکر تلخ نہین ہے)

لازید فی الدار (زید گھر مین نہین ہے)

ماعمرو فی الحجرۃ (عمر حجرہ مین نہین ہے)

یہہ بات بھی یاد رہنی چاہئے کہ ہر تصدیق سلبی متضمن تصدیق ایجابی ہوتی ہے ۔ مثلاً جب ہم نے کہا کہ (زید نے نہین مارا) تب اس کے ذریعہ سے زید کے مارنے کی نفی ہوئی ۔ اسوجہہ سے تو یہہ تصدیق سلبی ہوئی اور چونکہ ضمناً اسمین عدم ضرب زید کا تحقق اور ثبوت ہے ۔ اس وجہہ سے یہہ تصدیق ایجابی ہے ۔

فصل ششم

تصور پر بعض تنبیہات کے بیان مین

اہل فلاسفہ نے تصورات کی چند قسمین بیان کی ہین جن مین
سے ایک تصور اکتسابی ہے - جو ایک ایسا ادراک ہے
کہ بلا واسطہ خود شئے متصورہ سے حاصل ہوتا ہے - جیسے آفتاب
کا تصور یا ہر ایسی شئے کا تصور جسکا ادراک بلا واسطہ ممکن ہو
دوسرا تصور انفعالی ہے - وہ ایسے ادراک کا نام ہے جو
بالمبالغہ کیا گیا ہو خواہ بکمی یا بہ بیشی یا دیگر طور پر مثلاً ہم نے
پہاڑ کا تصور کیا اور پہر ایک کو دوسرے پر اضافہ کرکے
اوسکے مجموعہ سے سونے کا پہاڑ تصور کیا -

بعض اہل فلاسفہ کا یہہ خیال ہے کہ تیسرے تصورات خلقیہ ہین
جو ابتداء ولادت سے انسان کے ساتھہ رہتے ہین - لیکن یہہ
خیال صحیح نہین ہے اگر ذرا غور کیا جاے اون تصورات پر جو
زمانۂ طفولیت مین کئے گئے ہون تو یہہ امر تسلیم کرلینا پڑیگا
کہ وہ ادراکات منجملہ تصورات اکتسابیہ کے ہین اور بوقت
ولادت سواے عقل بالملکہ کے اور کچہہ انسان کے ساتہہ نہتا
انسان مین تصورات کی قابلیت حالت قوت و ضعف مین مختلف

طور پر بسبب عقل بالملکہ کے ہوتی ہے - مثلاً تصور وجوب
ادائی حق حقدار کا مرکوز خاطر انسان ہونا - گو صغیر سنی ہی
مین کیون نہو - ہرگز خلقی نہین ہے - یقیناً اکتسابی ہے - ادا
کرنے کا تصور - اور حق کا تصور اور حقدار کا تصور - مکتسب ہی
انسان صغر سنی ہی مین بسبب اختلاط اور اجتماع کے ان تصورات
کا اکتساب کرتا ہے بلکہ تصورات ادبیہ کا بھی ادیبون اور معلمون
سے اسی سن مین اکتساب کرتا ہے -
ان تصورات کا حاصل کرنا بمقابلہ تصورات معقولہ یعنے علم
ما فوق الطبیعہ کی اوسے آسان ہے - اس لئے کہ تصورات
معقولہ نظر سے دور ہوتے ہین اور اونکا حاصل کرنا مشکل ہے
برخلاف اداے حق کے تصور کے جسکی برہان بہت سہل ہے
اس لئے کہ بصورت خلاف اداے حق انتظام ملک مین خلل واقع
ہوتا ہے اور نقض امن پیدا ہوتا ہے جو ایک حسی دلیل ہے
لیکن تصورات علم ما فوق الطبیعت سب عقلی ہین مثلاً کہا جاے
کہ وجود مخلوق وجود خلقے کی دلیل ہے - پس کس طرح کہا جا سکتا ہی

کہ خالق کا تصور بھی خلقی ہے انسان کے ساتھہ آیا ہے جبکہ
ہم زمانۂ صغرسنی کو یاد کرین تو کیا یہہ ممکن ہے کہ یہہ کہہ سکین
کہ ہم ابتداء زمانہ صغرسنی سے خالق کا ادراک کرتے تھے -
ہرگز نہین کہہ سکتے - اور یہہ صریح غلط ہے کہ انسان ابتداء
ولادت سے خالق کا ادراک کرتا تھا اس لئے کہ خالق کا
تصور انسان ذہن کی قوت اور متانت کے حصول اور
اسباب اور مسبباب اور آثار و موثرات پر غور کامل
کرنے کے بعد حاصل کر سکتا ہے -

ایک قسم تصورات مبہمہ کی بھی ہے - جیسے تصور الوان
یہہ رنگ وہ رنگ - اور تصور موجودات یا ماسوائے
موجودات جیسے تصور وجود اور عدم اور صدق اور کذب
جن کا مبدا محض تفکر ہے اور الفاظ مذکورہ اس لئے وضع
کئے گئے ہین کہ ہمارے حواس ان الفاظ کے مصداق
اور مدلول کے طرف ایک ہی طرح رجوع ہون جیسے
سفید اشیا بصورت تشابہہ ذہن انسان مین منتقش ہون اور

وہ جاہے کہ وجود ذہنی سے اونہین وجود خارجی مین
لائے تب وہ اون کے ایسے نام رکھیگا جو اون
صورتشابہہ کو اون کے عدود ذاتی کے ساتھہ
الگ الگ بتائین قطع نظر اون کے جو اہر اور موصوفات
مخصوصہ کے - یہہ تصورات بہمہ دراصل تصورات
افتعالی مین داخل ہین -
بعض اہل فلاسفہ نے تصور کی دو قسمین کی ہین ایک بینہ
دوسری غیر بینہ تصور بینہ تو - وہ ہے کہ جسکا تصور
بمجرد دیکہنے کے سہل ہو اور کامل طور پر اوس کی
معانی کا ادراک ہوسکے - اور تصور غیر بینہ وہ ہے
جو اس کے خلاف ہو -
درحقیقت اگر ہم ذرا غور کرین تو معلوم ہوسکتاہی
کہ تصورات غیر بینہ محض نسبتی تصورات ہین مثلاً کوئی
شخص دور ہو اور بوجہہ بُعد کے اچھی طرح نہ دکھائی
دیسکے - اور ہم اوسے انسان تصور کرین تو مناسب

نہین ہے اس لئے کہ ہمین اس سے قبل کہ اچھی طرح
ہمین کچھہ معلوم ہو اور ہمارے ذہن مین کافی مادہ
حکم لگانے کے لئے جمع ہو - کوئی حکم نہین لگانا چاہئے
البتہ اگر ہم قریب سے کسی آدمی کو دیکھہ کر کامل طور
پر اوس کا تصور کرین تب اوسے تصوراً مشاہدہ کرسکتے
ہین -
تصورات غیر بینہ ناقص تصورات ہین جن کا ادراک
تجربہ اور تعقل پر موقوف ہے - اور جنہین کسی وجہہ سے
نقص پیدا ہو سکتا ہے تصورات تبعیہ کی بھی ایک قسم
ہے - یہہ وہ تصورات ہین جن کے لئے دوسرے تصورات
لازم ہین جب آدمی وقت واحد مین چند تصورات
کرکے چھوڑدے - اور پھر کبھی اون مین سے کسی ایک
تصور کو یاد کرے جس کے ساتھہ ہی باقی تصورات
بھی یاد آجاتے ہین یہی باقی تصورات تصورات
تبعیہ کہلاتے ہین - اس لئے کہ یہہ اوس

تصور کے تابع ہین جنکی یاد کے ساتھہ یہہ سب یاد آگئے تصورات مثالیہ
کی بھی ایک قسم ہے - جو ہمارے اوس ادراک سابقہ کی مثال کے مانند
ہوتے ہین جو بوقت اکتساب حقایق اشیا یا بفکر احساسات حقایق اشیا۔
معانی خارجیہ ہمارے حواس مین مرتسم ہوجاتے ہین - لیکن یہہ تصورات معتبر
نہین ہوتے اسلئے کہ جب ہم انسان کا تصور کرتے ہین تو وہ تصور موافق
اوسکے حقیقت نفس الامری کے ہوتا ہے - اور اسوقت دوسرے
امور وہمی فرضی اور معانی خارجیہ اور صفات غیر معتبرہ کا خیال ہرگز
نہین ہوتا - پس جو اہل فلاسفہ فرضی اشیا کا اعتبار کرتے ہین وہ اونہین
حقایق خارجیہ قرار دیتے ہین اور اسی وجہہ سے اون سے غلطی واقع
ہوتی ہے -

علی ہذا البعض اہل فلاسفہ کو یہہ وہم ہوا کہ نفس حقایق ذہن سے ممتاز اور
جدا ہین - حالانکہ ذہن نفس حقایق ہی کا تصور کرتا ہے - لیکن ممکن ہے
قطع نظر ذہن کے تصورات کا بنفسہ اعتبار کیا جاے - گو تصورات
ذہن ہی کے ذریعہ سے پیدا ہون - جیسے کہ سفیدی - ممکن ہے کہ
قطع نظر اوس شے کے جسمین سفیدی ہو صرف سفیدی کا اعتبار کیا جاے -

یا جیسی صورت ۔ ممکن ہے کہ قطع نظر جسم کے جو صورت کے ساتھہ شکیف ہے ۔ صرف صورت کا اعتبار کیا جاے ۔

فصل ہفتم

حجت کے بیان مین جسے برہان کہتے ہین

جسطرح کہ ہر تصدیق کے لئے چند تصورات کی ضرورت ہوتی ہے اوسیطرح ہر برہان کے لئے بھی چند احکام کی ضرورت ہوتی ہے ۔ جنہین تصدیقات کہتے ہین ۔ برہان وہ چیز ہے جسمین دوسرے احکام معلومہ سے حکم مطلوب کی استنتاج کی بحث ہو ۔ اور یون بھی کہنا ممکن ہے کہ حکم مطلوب دوسرے احکام مسلمہ مین چھپا ہوتا ہے اور اوسکا اظہار مقصود ہوتا ہے ۔ یا حکم مطلوب دیگر احکام معلومہ کے ساتھہ متحد ہوتا ہے اور اونمین مخفی ہوتا ہے اور فی المعنی اون احکام کا عین ہوتا ہے پس جس عمل کے ذریعہ سے دوسرے احکام مسلمہ سے حکم مطلوب کا استنتاج ہوتا ہے اوس عمل کو برہان کہتے ہین ۔

مثلاً کہا جاے کہ تمہارا طالب علمی کا ارادہ ہے ۔ اور جو طالب علمی کا ارادہ کرے اوسے ضرور ہے کہ غور سے سنے ۔ ان سب احکام

کو حجت اور برہان کہتے ہین اور احکام مذکورہ کا نتیجہ یہہ ہوتا ہے کہ ذہین
ضرور ہے کہ غور سے سنو۔

تمامی جزئیات موجود فی الخارج ہمارے لئے باعث اثبات تصورات
مثالیہ ہین۔ یعنے جزئیات موجود فی الخارج کے مشاہدہ سے اون کی
صور مثالیہ ہمارے ذہن مین منتقش ہوجاتی ہین۔ مثلاً دائرہ قمر یا کسی
دائرہ سے بالتخصیص صورۃ دائرہ کا ہمکو ادراک ہوتا ہے اور بالعموم
شکل دائرہ کا جسمین تمامی دوائر شامل ہین۔ بالتخصیص جو تصور حاصل
ہوتا ہے مثلاً قمر کے مشاہدہ سے وہ تصور مثالیہ ہے۔ اور عام طور پر
جو تصور دائرہ ہمکو حاصل ہوا اوسمین شمس اور دیگر کواکب سب شامل
ہوسکتے ہین۔ مگر جب ہمنے دائرہ کو بہم تصور کیا قطع نظر افراد مختلف
کے تب ہمنے اوس ما فی التصور کا نام دائرہ رکہا جسکا مفہوم ہمارے ایک
ایسی صورت ہے۔ جسکے خطوط مرسومہ مرکز سے لیکر محیط تک برابر ہون
پس جو صورت اسکے مشابہہ یا مماثل ہوگی دائرہ کہلائے گی اس سے
یہہ ثابت ہے کہ جو شئے تصور کراتی ہے وہی شئے اوس تصور کی
عین ہے۔ مثلاً جسکے دیکہنے سے ہمکو گولائی کا ادراک ہو وہی عین گولائی ہے

جب ہم اس بات پر برہان قائم کرنے کا قصد کرین کہ زید حیوان ہے
تب پہلے ہمکو زید اور حیوان کی معنی سمجھنے ہونگے۔ اور ان دونون لفظون
کی معنی تصور کرنے سے ظاہر ہو جاسے گا کہ زید منجملہ اون حیوانات سے
ایک حیوان ہے۔ جسکا تصور ہمارا مقصود ہے۔ اور برہان
یہہ ہوگی۔
زید حساس اور متحرک ہے۔ اور کل حساس اور متحرک حیوان ہین جسکا
نتیجہ یہہ ہوگا کہ۔

(زید حیوان ہے)

یہہ برہان اس قضیہ مسلمہ پر مبنی ہے کہ ہر شے موجود موجود ہوتی ہے
یہہ ممکن نہین ہے کہ وقت واحد مین ایک شے موجود بھی ہو معدوم بھی ہو
علی ہذا دائرہ مستدیرہ۔ جبتک وہ صنعت استدارت سے متصف ہے
مستدیر ہے اور مربع نہین ہو سکتا۔ خواص استدارہ ہی اوسکے
لئے ثابت رہین گے۔
برہان کا اصلی قاعدہ جسپر برہان مبنی ہے یہ ہے کہ نتیجہ کا موضوع تصور
عمومی کے معانی مین موجود رہتا ہے جنہین استنتاج نتیجہ مین دخل ہے

جو مقدمات ہین۔

فصل ہشتم

قیاس کے بیان مین

قیاس ہمیشہ تین قضایا یا مقدمات سے مرکب ہوتا ہے مقدمہ اول صغرا
کہلاتا ہے مقدمہ ثانی کبریٰ۔ اور جو قضیہ ان قضایا سے منتج ہوتا ہے
اوسے نتیجہ کہتے ہین۔

صغریٰ سے مقصود اس امر کا انکشاف ہے کہ موضوع صغریٰ جو محکوم علیہ
ہے۔ وہ اوس عام تصور کی ایک فرد ہے جو موضوع کبریٰ ہے۔

کبریٰ سے مقصود موضوع کبریٰ کے ساتھ اوس کے محمول کا اثبات ہے
نتیجہ سے مقصود موضوع کے نسبت خاصیت محمول کبریٰ کا اثبات ہی
مثلاً۔ کہا جاے کہ۔ آفتاب گرم ہے۔ اور ہر حرارت سے اجزاے
ہوا متفرق ہوجاتے ہین۔ تب نتیجہ اس قیاس کا یہہ ہوگا کہ۔ آفتاب سے
اجزاے ہوا متفرق ہوجاتے ہین۔

اور اسمین شک نہین کہ شے واحد وقت واحد مین موجود اور معدوم
ہونا ممکن نہین اور چونکہ آفتاب گرم ہے۔ لہذا وہ بھی لفظ ہر حرارت

مین اوسوقت تک داخل ہے جبتک کہ اوسمین حرارت کی صفت موجود ہے
اور حرارت باعث تفریق اجزاے ہوا ہے - لہذا نتیجہ مذکور درست ہے
قیاس مین وہ قضایا جو نتیجہ سے پہلے مذکور ہوتے ہین اونہین مقدمات
کہتے ہین اسلئے کہ وہ مقدم ہوتے ہین اور نتیجہ اونہین سے پیدا ہوتا ہے
جب مقدمات قیاس صادقہ ہوتے ہین تو نتیجہ بھی صادقہ ہوتا ہے
اور جب مقدمات یا کوئی مقدمہ کاذبہ ہوتا ہے تو نتیجہ بھی کاذبہ ہوتا ہے
کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک مقدمہ من وجہہ صادقہ اور من وجہہ کاذبہ
ہوتا ہے - ایسی صورت مین نتیجہ بھی من وجہہ صادقہ اور
من وجہہ کاذبہ ہوتا ہے -

ایسی صورت مین مقدمہ کی تخفیص لازم ہوتی ہے نیتجہ کی تخفیص تسلیم
نہین کیجاتی ہے -

مثلاً دن ہوا اور وقت معلوم ہوا اور کوئی شخص اس امر پر برہان قائم
کرے کہ بصورت مذکورہ - مزولہ سے وقت دریافت ہوسکتا ہے
تب برہان یہہ ہوگی - آفتاب اُفق پر موجود ہے - اور جب ایسا ہوتا
ہے - تو مزولہ سے وقت دریافت ہوسکتا ہے - جس کا نتیجہ یہہ ہوگا -

کہ مزولہ سے وقت دریافت ہو سکتا ہے۔ اور یہہ قیاس صحیح ہے۔ مگر صغری مین اسقدر ترمیم ضرور ہے کہ۔ ابر باعث حجاب شعاع کا نہونا بھی اوسمین داخل کردیا جاے۔ تب یہہ قیاس بالکل صحیح ہوگا۔ اور نتیجہ صادقہ قرار پائیگا لیکن بجاے قضایاے مذکورہ یہہ قضایا اگر استعمال کئے جائین کہ جب آفتاب اُفق پر ہو اور ابر حاجب شعاع بھی ہو۔ اور جب ایسا ہے تب بھی ممکن ہے کہ مزولہ سے وقت دریافت ہو۔ تب نتیجہ یہہ ہوگا کہ مزولہ سے ابر کی حالت مین بھی وقت دریافت ہو سکتا ہے جو خلاف واقع ہے جیسا مقدمہ ثانی غلط تھا ویسا ہی نتیجہ بھی غلط نکلا۔

فصل ہشتم

اصل قیاس پر چند تنبیہات کے بیان مین

یہہ بات یاد رہے کہ فی الخارج سواے جواہر مخصوصہ کے کچھہ بھی موجود نہین ہے۔ اور جواہر مخصوصہ جیسے۔ زید۔ عمر۔ بکر۔ علی ہذا یہہ الماس یہہ یاقوت۔ یہہ روپیہ۔ یہی اشیا جواہر مخصوصہ ہین اور اسی طرح تمامی موجودات عالم۔

اہل فلاسفہ ان تمامی جواہرات مخصوصہ کو افراد کہتے ہین اور افراد کے کہنے کی

وجہہ یہہ ہے کہ یہہ تقسیم سے بمقابلہ حالت سابقہ ناقص ہوجاتے ہین۔ مثلاً
الماس کو اگر تقسیم کیا جاے تو وزن اور قیمت اور قدر اوسکی بمقابلہ
سابق سکے کم ہوجاے گی۔ اور حالت سابقہ باقی نہین رہے گی۔
افراد موجودہ عالم پر عقل کے غور کرنے کو تفکرات ذہنیہ کہتے ہین
جن کا رتبہ ما فوق الطبیعت ہے اور جو درحقیقت حقایق ذہنیہ یہہ ہین
بعد غور جو مفہوم افراد ہوتا ہے۔ وہ بذریعہ الفاظ تعبیر کیا جاتا ہے
مثلاً ہمنے روپیہ دیکہا تب ہم غور کرینگے اوسکی ذات پر اوسکی جنس پر
اوسکے وزن وغیرہ پر جسکے بعد ہم روپیہ کا بالوزن و بالخاصہ تصور کرسکین گے
اور کثرۃ استعمال سے یہہ سمجہین گے کہ دنیا مین اسکی جنس بہت ہے
اور جو روپیہ ہمارے نظر پڑے گا۔ اوسے ہم اوسی روپیہ پر قیاس
کرینگے جو ہمنے دیکہا تھا۔ اور سب روپیون کی مشابہت باہمی کا تصور
ہم کرسکین گے۔ علی ہذا اشرفی کے دیکہنے سے اور اوسکے تصور سے
ہر قسم کی اشرفیون کی مشابہت کا تصور کرسکین گے اور نیز اسکا بہی تصور
کرسکین گے کہ اشرفی کا خاصہ اور ہے روپیہ کا خاصہ اور ہے۔ اور ان
دو وزن مین مشابہت بہی ہے اور مغائرت بہی ہے اہل فلاسفہ نے

اسی وجہہ سے جنس اور فصل کا تصور رکہا ہے روپیہ - اور - اشرفی - عام نقود مین داخل ہین - جس طرح کہ لفظ نقود - کا روپیہ پر اطلاق ہو سکتا ہے اوسی طرح اشرفی پر اطلاق ہوسکتا ہے - پس روپیہ اور اشرفی نقود کے دو نوعین ہین اور ان دونون کے جنس نقود ہین - گو روپیہ اور اشرفی مین تبائن کلی ہے لیکن لفظ تصور روپیہ اور اشرفی دونون پر صادق آتا ہے لہذا ان دونون کے وہ جنس قرار دیے گئے -

اسی طرح تمامی ایسے اشیا جو کسی ایک صفت مین مشترک ہین اونکی اوس صفت مشترکہ کو جنس قرار دیا جاتا ہے قطع نظر افراد کے -

اس صورت مین تمامی انواع مختلفہ کے لئے نقود جنس ہے خواہ وہ روپیہ ہو یا اشرفی یا سونا ہو - یا چاندی - یا تانبا ہو یا اور کچہہ کم ہو یا زیادہ ہو سب انواع نقود مین منقوم ہوتا ہے - لفظ نوع اور فصل مبہم ہے - جنس سے جو اختلاف انواع دریافت ہوتا ہے اور جنین اختلاف کا تصور کیا جاتا ہے - وہ جنس ہی سے منقوم ہوتا ہے لفظ نوع اور فصل مبہم ہے ہمکو جب یہہ دریافت ہوا کہ جو ذات زندہ حس وحرکت کرنیوالی ہے اوسکے سب افراد پر حیوان کا اطلاق کیا جاتا ہے - اور یہہ صفات بہت سے

ذوات مین موجود ہین تب ہمکو معنی حیوان کے تصور کی ضرورت ہوئی
جو مبہم ہے ۔
اور بعد غور ہمکو دریافت ہوا کہ حیوانات مین بعض خاص صفات بہی ہین
جو باہم باعث امتیاز ہین مثلاً بعض پرند ہین اور بعض چارپائے ہین ۔
اور بعض کے دو پائیون ہین ۔ اور بعض پیٹ کے بل چلتے ہین ۔ جس سے
معلوم ہوا کہ بعض کے حالات بعض سے متباین ہین ۔ اور ایسے صفات جو
سبب تباین و مغائرت ہین انہین سے ہمکو تصور انواع حیوانات پیدا
ہوتا ہے ۔ اور تصورات حاصلہ سے تجربہ اور استعمال کیساتھہ جو عقل
ادراک کرتی ہے وہ یہہ ہے کہ سب صفات تمامی افراد حیوانات مین
مشترک ہین اور یہی تصور جنس ہے ۔
اور بعض بعض افراد حیوانات کے صفات مخصوصہ کا ادراک عقلی
تصور نوع ہے ۔ جس سے ثابت ہے کہ ہر جنس کے انواع اور انواع
کے جنس کا وجود لازمی ہے ۔
یہہ بھی معلوم رہے کہ جو ادراک بہ نسبت بعض انواع کے تصور جنس
ہے وہی ادراک بہ نسبت بعض دیگر انواع کے تصور نوع بھی ہوتا ہے

مثلاً جب ہم منجملہ موجودات عالم صرف وجود کا تصور کرین - تو یہہ تصور مبہم طور پر
صرف صفت وجود کا ہوگا قطع نظر افراد موجودات سکے - اور اس صورت
مین ادراک مبہم وجود کا تصور جنس ہوگا اور تغائر صفات افراد موجودات
کا تصور تصور انواع موجودات کا ہوگا - اور ایسی حالت مین حیوان کا
تصور جو جنس حیوانات کا تصور ہے - موجود کے تصور کے مقابلہ مین ایک
نوع کا تصور ہوگا -
جس سے یہہ امر ثابت ہے کہ حیوان اون انواع کی جنس ہے جو اوسکے
ماتحت ہین - جیسے حیوان ناطق - حیوان ناہق - حیوان صاہل - اور
اپنے سے مافوق موجود کے نوع ہے -
جو کچھہ بیان کیا گیا اوس سے ثابت ہے کہ ذوات موجود فی الخارج
مسببات ہین اور اسباب اونکے مختلف تصورات عقلی ہین جو منجملہ
موجودات ذہنی کے ہین - اور کلیات پانچ ہین - جنس - نوع - فصل
خاصہ - عرض عام -

فصل دوم

ماده قیاس کے بیان مین ؛

قیاس مین تین تصورات ہوتے ہین - اور یہہ تینون تصور کبھی بسیط ہوتے ہین اور کبھی مرکب - اور نتیجہ مین ہمیشہ دو تصور ہوتے ہین - جنمین سے ایک موضوع اور دوسرا محمول ہوتا ہے - موضوع کو حد اصغر اور محمول کو حد اکبر کہتے ہین - اور حد اکبر اسوجہہ سے کہتے ہین کہ وہ موضوع پر محمول ہوتا ہے اور موضوع کے افراد کثیرہ پر صادق آتا ہے - اور حد اصغر اور حد اکبر کسوا ایک تیسری حد بھی ہوتی ہے جسے حد اوسط کہتے ہین اور اسوجہہ سے حد اوسط کہتے ہین کہ اوسکے ذریعہ سے دریافت ہوتا ہے کہ نتیجہ کا محمول موضوع پر محمول ہونے کے لائق ہے یا نہین - مثلاً قیاس کیا جاے کہ:-

اللہ تعالی کل اشیا پر قادر ہے - اور ہر قادر مستحق عبادت ہے - تب نتیجہ یہہ ہوگا کہ اللہ تعالی مستحق عبادت ہے - اور اسمین لفظ اللہ تعالی - حد اصغر - اور مستحق عبادت حد اکبر اور قادر حد اوسط ہے یا یہہ قیاس کیا جاے -

یہہ انسان ہے - کوئی انسان معصوم نہین ہے تب نتیجہ یہہ ہوگا کہ یہہ انسان بھی معصوم نہین ہے - جسمین (یہہ) موضوع نتیجہ ہے

اور نیز حد اصغر اور معصوم نہین محمول اور حد اکبر اور انسان حد اوسط ہے

فصل یازدہم

اساس قیاس کے بیان مین

اشیاء حسیہ مین سے کسی جسم سے اوس مادہ کے سوا کسی شئے کا استخراج ممکن نہین جو مادہ جسم مین موجود ہو اسی طرح اشیاء عقلیہ مین سے کسی قیاس سے وہ نتیجہ نکالا جانا ممکن نہین جسکا مادہ قیاس مین موجود نہو صرف وہی نتیجہ نکالا جا سکیگا جسکا مادہ قیاس مین موجود ہوگا۔ پس

کبرے

جو قضیہ کلیہ ہے نتیجہ پر حاوی ہوتا ہے۔ اور صغری صرف یہہ بتاتا ہے کہ نتیجہ کبری مین داخل ہے لہذا اتحاد قضایا اور تلازم ہی قیاس کی حقیقی بنیاد ہے۔

کبری مین جو حکم لگایا جاتا ہے وہی حکم نتیجہ ہوتا ہے۔ فرق صرف اتنا ہوتا ہے کہ کبری نتیجہ سے عام اور وسیع تر ہوتا ہے۔ مثلاً اللہ تعالی کل اشیاء پر قادر ہے۔ صغری ہے اور ہر قادر مستحق عبادت ہے

کبری ہے - جسکا نتیجہ یہہ ہے کہ اللہ تعالی مستحق عبادت ہے - اور یہہ
نتیجہ کبری مین داخل ہے اسلیئے کہ ہر قادر مین اللہ داخل ہے - جبکہ
اللہ کے سوا کوئی قادر و معبود ہے نہین ہے - اور صغری کا کام اس
امر کا اظہار ہے کہ نتیجہ کبری مین داخل ہے مثلاً مثال مذکورہ مین -
اللہ تعالی کل اشیا پر قادر ہے صغری ہے جو اس امر کا اظہار کرتا ہے
کہ جو حکم قادر کے نسبت ہوگا وہی حکم بعینہ اللہ کے نسبت ہوگا - یا مثلاً
انسان معین کی غیر معصومیت کا قیاس - اوسمین بھی کبری نتیجہ پر حاوی
ہے اسلیئے کہ لفظ انسان تمامی افراد انسانی پر حاوی ہے اور جب
سب افراد انسانی غیر معصوم قرار پائے تب انسان معین بھی غیر معصوم
قرار پائیگا - اس لیئے کہ انسان معین تو ایک جزئی موجود فی الخارج
ہے جسکی صورت مثالی ہمارے ذہن مین ہے اور کل کا حکم اوس پر
بھی صادق آئے گا -

فصل دوازدہم

قواعد قیاس کے بیانمین

کلمات پر غور کرنے سے دریافت ہوتا ہے کہ وہ مختلف معانی کا اظہار

کرتے ہین - اور اکثر اوقات اس بات پر غور کرنا ضرور ہے کہ کون کلمہ
کس سلئے رکہا گیا ہے اور دریافت کرنا چاہئے کہ کلمہ کا مدلول کیا ہے -
بعض اوقات کلمات مختلف ہوتے ہین اور اونکے مرادی معنی متحد ہوتے
ہین - مثلاً - ذی قدرت ذات - سے مراد خدا یتعالی ہے جب غور کیا
جاسے تو معلوم ہو جاتا ہے - کہ قیاس مین دو مقدمہ ہوستے ہین اور
نتیجہ کبری مین ہوتا ہے - جیساکہ اللہ کے مستحق عبادت ہونیکے قیاس
مین بتایا جا چکا ہے - اوسی قاعدہ سے بطور نتیجہ یہہ چند قواعد معلوم
ہوتے ہین جو ذیل مین درج ہین -

قاعدۂ اول

حداوسط سے یعنے وہ کلمہ جو حداوسط ہوتا ہے - عام معنی کا اظہار کرتا ہو -

تشریح

حداوسط وہ تصور ہے جو موضوع پر بھی مشتمل ہوتا ہے - اور اوسکا موضوع
پر مشتمل ہونا بغیر اسکے ممکن نہین کہ وہ عام تر ہو مثلاً (بعض امرا عالم ہین)
اسکو نتیجہ فرض کرکے اس نتیجہ کے استخراج کے لئے اس طرح قیاس کیا
جاسے کہ -

بعض آدمی عالم ہین - اور بعض آدمی امیر ہین تب اس قیاس سے نتیجہ مذکورہ نہین حاصل ہو سکتا ہے - اسلئے کہ آدمی کا لفظ دونون مقدمات مین جزئی ہے اوسمین عمومیت نہین ہے - وہ صرف بعض آدمیون کا اظہار کرتا ہے - نہ کل آدمیون کا پس اس صورت مین ممکن نہین کہ قیاس مذکورہ کا کبری موضوع نتیجہ پر حاوی ہو اسلئے کہ شے جزئی شے جزئی پر حاوی نہین ہو سکتی -

قاعدۂ دویم

مدلول کلمات مقدمات قیاس سے مدلول کلمات نتیجہ کا زیادہ تر عام ہونا ممکن نہین -

تشریح

کبری کا موضوع نتیجہ پر شامل ہونا لازمی ہے - اور جزئیہ کا کلیہ پر حاوی ہونا ممکن نہین - پس جب نتیجہ کے کلمات عام اور کلی ہون اور مقدمات قیاس کے الفاظ جزئی - تب قیاس غلط ہوگا - اور یہہ ایسا ہی ہوگا جیسے کہ ہم ایک حبشی کا تصور کرین اور یہہ نتیجہ نکالین کہ کل انسان حبشی ہین -

قاعدۂ سوم

دو قضایاے سالبہ سے استنتاج ممکن نہین۔

تشریح

قضایاے سالبہ حکم سلب پر مشتمل ہوتے ہین اور ایسی صورت مین استنتاج سلب آخر ممکن نہین۔ مثلاً اگر کہا جاے کہ زید کے پاس مال نہین ہے تو اس سے یہہ نتیجہ نہ نکلے گا کہ زید بیوقوف ہے۔

علی ہذا موجبہ کا استنتاج قضایاے سالبہ سے ممکن نہین مثلاً اگر کہا جاے کہ۔ زید امیر نہین ہے۔ تب یہہ نتیجہ نہ پیدا ہوگا کہ زید عالم ہے۔ قضایاے سلبی کے عدم استنتاج کی مثال یہہ ہے۔ کہ کہا جاے۔

اوندلسی ترک نہین ہین۔ ترک نصاری نہین ہین۔ پس اس سے یہہ نتیجہ نہین پیدا ہوسکتا کہ اندلسی نصاری نہین ہین۔

جس سے معلوم ہوتا ہے کہ نتیجہ ظاہری کبری مین داخل نہین ہے

قاعدۂ چہارم

دو قضایاے موجبہ سے نتیجہ سالبہ نہین نکل سکتا

تشریح

قضیہ سالبہ مین موضوع اور محمول مین اتحاد نہین ہوتا بلکہ مخالفت
ہوتی ہے اور قضیہ موجبہ مین اسقدر اتحاد ہوتا ہے کہ موضوع ومحمول
شے واحد معلوم ہوتے ہین - پس جبتک نتیجہ سالبہ رہے گا ممکن نہین
کہ وہ عین قضیہ یا قضایاے موجبہ ہوسکے -

قاعدۂ پنجم

جب دو مقدمون مین سے ایک مقدمہ جزئیہ ہوگا تو نتیجہ قیاس بھی
جزئیہ ہوگا اور اگر سالبہ ہو تو نتیجہ بھی سالبہ ہوگا - یہی مقصود ہے اس
مشہور مسئلہ کا کہ نتیجہ تابع اخس اور ارزل کے ہوا کرتا ہے -

تشریح

پہلے ثابت ہوچکا ہے کہ نتیجہ مقدمات مین موجود ہوتا ہے اور یہہ بھی ثابت
ہوچکا ہے کہ نتیجہ مقدمات سے عام تر نہین ہوتا پس اگر دو مقدمون مین
سے ایک مقدمہ جزئیہ فرض کیا جاے اور ایسے مقدمات کا نتیجہ کلیہ
فرض کیا جاے تو ممکن ہے کہ نتیجہ مقدمات سے عام تر خیال کیا جاسکے
لیکن یہہ صحیح نہین ہے -

اور یہہ بھی ممکن نہین کہ جب دو مقدمون مین سے ایک سالبہ ہو تب

نتیجہ موجبہ ہو ۔

اس سے ظاہر ہے کہ جس قضیہ سے نتیجہ کلی پیدا ہو سکتا ہے اوس سے
نتیجہ جزئی بھی پیدا ہو سکتا ہے ۔ مثلاً یہہ ثابت ہوا کہ ۔ کل انسان ذیروح
ہین ۔ تب یہہ بھی ثابت ہو گیا کہ زید بھی ذی روح ہے ۔ اس لیے کہ
زید افراد انسانی مین سے ہے ۔

لیکن یہہ ممکن نہین کہ جس قضیے سے نتیجہ جزئی پیدا ہو سکتا ہے اوس
سے نتیجہ کلی بھی پیدا ہو ۔ اس لیے کہ جزئی عین کلی نہین ہو سکتا مثلاً
یہہ ثابت ہو کہ بعض انسان کالے ہوتے ہین ۔ تب یہہ نہین ثابت ہوگا
کہ کل انسان کالے ہین اس لیے کہ جزئی سے کلی کا استنتاج نہین ہوا کرتا
بلکہ استنتاج بالعکس ہوتا ہے ۔

قاعدہ ششم

دو قضایاے جزئیہ سے تیسرا قضیہ منتج نہین ہو سکتا مثلاً زید کی نسبت
یہہ حکم لگایا کہ وہ عالم ہے اور بکر کی نسبت یہہ حکم لگایا کہ وہ عاقل ہے
تب ان دو قضیون سے یہہ نتیجہ نہین نکل سکتا کہ خالد عالم ہے یا خالد
عاقل ہے ۔

تشریح

قضایاے جزئیہ کے مدلول اشیاء جزئیہ ہوا کرتے ہین پس ممکن نہین ہے کہ اونکے سوا دوسرے اشیا پر دلالت ہو۔ کبرے جو قضیہ جزئیہ ہوگا وہ بجز اشیا ءجزئیہ مخصوصہ کے دیگر اشیا پر دلالت نہین کر سکتا پس ممکن نہین کہ کبرے کسی نتیجہ مغایرہ پر شامل ہو۔

فصل سیزدہم

سفسطہ کے انواع کے بیان مین

جو قیاس اون قواعد کے خلاف ہوتا ہے جو قواعد تصحیح قیاس کے ہین ایسا قیاس غیر صحیح ہوتا ہے۔ ضرور ہے کہ قواعد تصحیح قیاس خوب اچھی طرح سمجھہ لئے جائین تاکہ صحت وغلطی بخوبی سمجھہ مین آسکے۔ اور ضرور ہے کہ برہان کے قواعد بھی بخوبی سمجھہ لئے جائین تاکہ برہان صحیح اور غیر صحیح مین امتیاز کیا جاسکے جسکے لئے دو امر نہایت اہم ہین جن کو خوب سمجھہ لینا چاہئے۔

(۱) یہہ کہ ہر حکم اسباب ظاہری خارجی ہی پر مبنی ہوتا ہے پس ضرور ہے

کہ اون اسباب خارجی ظاہری کو اوس حکم کے ساتھہ مناسبت ہو۔
اور ہر حکم کی کوئی علت ہوتی ہے۔ لیکن اس موقعہ پر ایسی مورخین
کے کلام پر وثوق مناسب نہین ہے جنہون نے اپنے زمانہ سے
قبل کے قرنون کے حالات لکہے ہون بغیر اسکے کہ اوس زمانہ کی
کتابون سے نقل کیا ہو۔
البتہ ایسے مورخین کا بیان لایق اعتبار ہوگا جنہون نے اہل تاریخ
سے واقعات وحادثات قرون ماضیہ کو بہ نقل صحیح بہ تحقیق تمام لکہا ہو
لیکن تاہم ایسے بیانات بہی محتاج تحقیق ہین اور ضرور امتحان اور
تحقیق کے بعد پورا اعتبار کرنا چاہئے۔
(۲) یہہ کہ برہان ایک عقلی اور ذہنی امر ہے جو برہان قائم کرنے والا
اون تصورات کی بنیاد پر برہان قائم کرتا ہے جو اوس کے ذہن مین
موجود ہوتے ہین نہ غیر کے تصورات کی بنیاد پر۔
پس ضرور ہے کہ برہان کے ساتھہ تصورات پر بہی غور کیا جاے اسلئے
کہ جو برہان ایک تصور پر صادق آسکتی ہے ممکن نہین کہ وہی برہان
دوسرے تصور پر صادق آسکے جو اوس سے متبائن ہو۔

اگر کسی شخص سے مباحثہ کا ارادہ ہو اور وہ مثل تمہارے ذی فہم ہو اور اوس کے تصورات بعینہ تمہارے تصورات کے مانند ہون تو احتیاط کرنا چاہیے ۔

اور نیز مباحثہ مین ایسے خاص کلمات کے استعمال مین احتیاط کرنی چاہیے جنکے معانی مطابقی بھی خاص ہون اس لئے کہ جو معانی تم نے قرار دیے ہین اون کے سوا دوسرے معانی مین جو معانی اول کے خلاف ہون بوقت ضرورت استعمال صحیح نہوگا ۔ اسیوجہ سے بعض اوقات مین کلمات کی حد اور تعریف لازم قرار پائی ہے اور نیز معانی مرادی کلمات پر اتفاق واضح رہے کہ خواہشات نفسانی اور اغراض انسانی ایسے تلون آئینہ کے مانند ہین جس سے اشیا بر خلاف رنگ حقیقی دوسرے رنگ مین ہین دکہائی دیتی ہین ۔ پس ایسے وقت مین آدمی کو اپنی خواہش پر وثوق نہین کرنا چاہیے ۔ جبکہ صحیح احکام کے استخراج کا ارادہ ہو ۔

اور نیز اون صورتون اور احکام سے بھی محترز رہنا چاہیے جو زمانہ صغیرسنی اور زمانہ جہالت مین حاصل ہوئے ہون اسلئے کہ وہ تصورات اور احکام اکثر آدمی کو غلطی مین مبتلا کرتے ہین ۔

یہہ تمام امور قابل لحاظ جنکا ذکر کیا گیا ہے سفسطون کی باریکیون کے امتیاز کے لئے بہت مفید اور معین ہین ۔ لہذا امور مذکورہ کا یاد رکہنا بنظر سہولت بہت ہی مناسب ہے ۔

سفسطہ ۔ اون براہنون کو کہتے ہین جو بہایت قلیل الانتظام بظاہر آراستہ اور بہ باطن خراب ہوتے ہین اور اونکے صحت کی تمیز مشکل ہوتی ہے ۔ اسلئے کہ اگر سبب فساد دریافت کیا جاتا ہے تو جواب مین توقف ہوجاتاہی

سفسطہ اول

اشتباہ اور التباس کلمات کے بیان مین جو مغالطہ کہلاتا ہے

جو سفسطہ بسبب اشتباہ اور اشتراک کلمات کے ہوتا ہے اوسکا نام فلاسفہ کے نزدیک مغالطہ ہے ۔ جسکی مثال یہہ ہے کہ ۔ (فی السماء کوکب الاسد والاسد یہدر) یعنے آسمان مین ایک ستارہ ہی جسکا نام اسد ہے ۔ اور اسد کو خون مباح ہے ۔ قیاس مذکور کا نتیجہ یہہ ہوا کہ آسمان مین ایک ستارہ ہے جسے خون مباح ہے ۔ پس اس قیاس کی غلطی لفظ اسد پر مبنی ہے ۔ اس لئے کہ قضیہ اول مین اسد کا

مدلول ستارہ آسمانی ہے - اور قضیہ دویم مین اوسکا مدلول ایک حیوان
درندہ ہے - اور اس قیاس مین چار لفظ مستقل ہین - پہلا لفظ کوکب
آسمانی - دوسرا وہ لفظ اسد ہے جو کوکب آسمانی کے لئے موضوع ہے
تیسرا وہ لفظ اسد ہے جو حیوان درندہ کے لئے موضوع ہے -
چوتھا لفظ (پھدر) ہے - حالانکہ یہہ قیاس مخالف قیاس عادی ہے - قیاس
مذکور تین حدود پر شامل ہے - یہہ قیاس بھی قیاس مذکورہ کے مانند
ہے (الفار کلمۃ ثلاثیۃ) وکل فار یخاف الہرۃ - یعنے لفظ فار کلمہ سہ حرفی
ہے اور ہر فار (یعنے چوہا) بلی سے ڈرتا ہے - جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ
(کلمہ سہ حرفی بلی سے ڈرتا ہے - اس قیاس کی غلطی لفظ فار پر مبنی ہے
لفظ فار کا صغری مین باعتبار لفظ کے اعتبار کیا گیا ہے کہ وہ کلمہ سہ حرفی
ہے - اور کبرے مین باعتبار معنی کے اعتبار کیا گیا ہے - فار حیوان
ہے - بلی سے ڈرنے کا موضوع صغری پر حکم غلط ہے -
تیسری مثال اس قسم کے مغالطہ کی یہہ ہے کہ (المال احسن من لاشی
صغری ہے - ولاشے احسن من العلم کبرے ہے - المال احسن من العلم
نتیجہ قیاس مذکور کا ہے علی ہذا یہہ کہنا بھی اسی قسم کا مغالطہ ہے کہ

الجنس والفصل مرکبان الانسان - یہہ صغری ہے یعنے جنس اور فصل انسان کو مرکب کردیتی ہے - جس سے مراد یہہ ہے کہ حقیقت انسانی جنس اور فصل سے مرکب ہوتی ہے جو حیوان ناطق ہے - و (کل انسان ناطق) یہہ کبریٰ ہے - فالجنس والفصل ناطقان یہہ قیاس مذکورہ کا نتیجہ ہے - اس قیاس کی غلطی ایسے انتقال ذہن پر مبنی ہے - جو امور حسیہ سے امور معنویہ پر ہوا اور دونوں کو مخلوط کردے اسلئے کہ انسان امور حسیہ مین سے ہے اور متفکر منجملہ امور عقلیہ کے ہے - اگرچہ انسان کے ذاتیات ہین اور منجملہ ذاتیات انسانی کے جنس بہی ہے لیکن اوسکے ذاتیات کے ممیزات بہی ہین جو اوسکو غیر سے ممتاز کردیتے ہین - جیسے فصل اور یہہ دونون یعنے جنس اور فصل شخص متفکر نہین ہین اس لئے کہ یہہ دونون اوصاف ذاتیہ ہین - اور شخص ذات موجود خارجی ہے - اور اس مثال مین عدم صحت کی وجہہ سے نتیجہ تحت کبری داخل نہین ہے - علی ہذا یہہ قیاس (زید عندک) جو صغری ہے وعندک ظرف من الظرف) کبریٰ ہے - زید ظرف من الظروف نتیجہ ہے اس قیاسکی غلطی لفظ عندک پر مبنی ہے کہ لفظ عندک صغری

ہین باعتبار معنی استقرار فی المکان اور کبھی ہین باعتبار ظرف اصطلاحی اہل نحو مستعمل ہوا ہے لہذا یہہ قیاس سفسطہ ہے۔

سفسطہ دویم

مغالطہ مشاغبہ کے بیان مین

سائل کو خلاف مسئول عنہ جواب دینا یا ایسا جواب دینا جو مطلوب سے اجنبی ہو۔ اسے مشاغبہ کہتے ہین۔ اس سفسطہ کے استعمال محاورات اور مخاطبات مین بہت ہین۔ جو امور آدمی بطور حیلہ حوالہ اور ٹالا ٹولی کے اکثر اوقات معاملات مین کیا کرتا ہے۔ یا اصل مسئلہ کے مغائر امور سے استدلال کرتا ہے یہہ سب مشاغبہ ہے۔ اور جو عجیب و غریب اعمال تماشائیون کے محظوظ کرنیکے لئے ارباب لہو و لعب اور بازیگر عمل مین لاتے ہین یا اختراع کرتے ہین سب اسی سفسطہ کے قسم مین سے ہین اسباب مین ایسے مثال کی حکایت کیجاتی ہے جو مولیر شاعر کا اختراع ہے۔ اور وہ یہہ ہے کہ ایک مرد ہار بجون نامی نے والیر نامی شخص پر اس طرح تہمت لگائی کہ والیر نے ایسی بدتر زیادتی کی جسکا کبھی کسی نے ارتکاب نہین کیا۔ والیر نے یہہ سنکر جواب دیا کہ جب تک ہاربجون

میرے حال سے واقف ہوگیا ہے اور میرا حال جان چکا ہے تب مین بھی انکار نہین کرتا وہ اشارہ کرتا ہے کہ وہ سمجھہ گیا ہے کہ والیر نے سماۃ بابلیزہ ہاریجون کے بیٹے پر عاشقانہ گرویدگی کے ساتھہ حملہ کیا۔ حالانکہ ہاریجون کا والیر پر زر مسروقہ کے بابت نالش کرنے کا قصد ہے اور والیر نے برخلاف مقصود ہاریجون کو جواب دیا۔ جو کچھہ راسین نامی ادیب نے کتاب الدعادی مین لکھا ہے وہ بھی اسی کے مانند ہے جو یہہ ہے کہ شاہ زادی بنیشہ کو یہہ گمان ہوا کہ لوگون کا قصد یہہ ہے کہ اوسے مجنون قرار دیکر قید کردین۔ حالانکہ اونہون نے اوسکو یہہ مشورہ دیا تھا کہ وہ حاکم کے لشکر مین چلی جائے۔ سوا اس کے اونہون نے کسی طرح کا تعرض نہین کیا تھا۔ سفسطہ مذکور کے دو علاج ہین۔ پہلا یہہ کہ شخص سائل اپنے سوال کو محدود اور معین کردے اور التباس لفظی اور معنوی سے پرہیز کرے۔ دوسرا علاج یہہ ہی کہ جب فریق مخالف سوال محدود و معین و ظاہر سے مونہہ پھیرنے لگے تب اوسی یاد دلادے اور دوبارہ کہے۔

سفسطۂ سویم

مصادرہ کے بیان مین

سفسطۂ مذکورہ مین غلطی یہہ تھی کہ اوسمین جواب خلاف مسئول عنہ تھا
اسمین جواب تو موافق سوال کے ہوتا ہے - لیکن مختلف المعانی الفاظ
مین ہوتا ہے - اور وہ الفاظ معنی سوال پر بھی متضمن ہوتے ہین اور اوسکی
تعریف مین بھی داخل ہوتے ہین - مثلاً حسن کا سوال کیا جاے اور
کہا جاے کہ ما الحسن (یعنے حسن کیا شے ہے -) اور جواب دیا جاوے
کہ وہ ایک ایسی شے ہے جو متعجب کرتی ہے پس یہہ قول کہ جو متعجب کرتی ہو
متضمن معنی حسن ہے اور یہی مصادرہ ہے - مولیر نے اپنی کتاب
مریض المتخیل مین ایک سوال لکھا ہے - وہ یہہ ہے کہ افیون کیون
نیند آور ہے - مجیب نے جواب دیا ہو کہ اسمین خاصیت نیند لانیکی ہو
جو جواب ایسے الفاظ مین ہے کہ وہ معنی اور مقصود سوال پر متضمن
ہین - اس جواب سے سائل نیند کا سبب سمجھہ لیتا ہے - کہ اسمین خاصیت
نیند لانے کی ہے - لیکن خلاف مقصود سائل ہے اسلئے کہ اوسکا
مقصود یہہ ہے کہ افیون مین نیند کی خاصیت کیون ہے - اور اگر
یہہ سوال ہو کہ افیون کیون نیند لانے والی ہے - یا یہہ کہ افیون

ین خاصیت نیند لانے کی کیون ہے تو مقصود دونون سوالون کا
ایک ہی ہوگا - پہراگر وہی جواب دیا جاے جو پہلے مجیب نے جواب
دیا تہا تو وہ جواب عین سوال ہے سائل کو اوس سے کچہہ فائدہ
نہوگا - علے ہذا جب سوال کیا جاے کہ خمر کیون سکر ہے - یا یہہ
کہ خمر مین خاصیت سکر کیون ہے - چونکہ سوال اول عین سوال ثانی
ہے لہذا سائل سے کہا جا سکتا ہے کہ باوجود اتحاد مقصود کے
کیون سوال علیحدہ علیحدہ عبارت مین کیا گیا اکثر بجویون نے اپنے
استدلالات مین مصادرہ اور دور کو جو ایک قسم کا مصادرہ ہے
استعمال کیا ہے - حالانکہ یہہ قیاس معیوب ہے - اونہون نے پہلے
ذکر مطلوب کرکے دعوی کے ساتہہ برہان قائم کی اور یہہ خیال کیا
کہ اسیقدر کافی ہے - یہی حال تکلمین کا اون استدلالات مین ہے
جو اونہون نے وجود مخلوق سے وجود خالق پر کئے ہین - اور وجود مخلوقات
وما فیہا باثر خالق پر اور وہ استدلال بہی جو اونہون نے بعضے
اجسام کے وجود مین بدلائل شرعیہ کیا ہے -

سفسطہ چہارم

غیر صحیح کے صحت فرض کر لینے کے بیان میں

اکثر اوقات ایسا ہوتا ہی کہ ہم غیر شخص کے بیان کو باور کرتے ہین اور معتبر جانکر اوسکے کلام کو صادق اعتبار کرتے ہین اور اوس سے پرہیز نہین کرتے تا آنکہ اونکا غلطی مین مبتلا ہونا ثابت ہو گو ہم سے پہلے لوگ غلطی مین مبتلا ہوی ہون اور شخص غیر کا قول صحیح باور کرتے ہین اور قصور ہمت کی وجہہ سے اوسکی تحقیقات نہین کرتے۔ بلکہ جو کچہہ غیر کہا اور جو کچہہ اوس سے سنا اوسکو سچ فرض کر کے کہتے ہین کہ اوس نے ہمکو بحث کی تکلیف سے بچا دیا۔ یہی وجہہ ہے جو متقدمین نے اپنی کتابونمین خرافات تواریخ اور غلط حکایات بہر دی ہین۔

غالباً ایسا بھی اتفاق ہوا ہے کہ بعضے اشخاص نے باوجود جہالت اور بےعلمی کے بے اصل چیزون سے بے اصل اشیا کا استدلال کیا ہی جیسے سونے کے دانت کی حکایت ہی جو بالکل بے اصل اور اختراع محض ہے اوسکی وجہہ یہ ہی کہ میلاد کے سترہوین قرن مین ایک شخص نے دہہ دستی طبیب بنکر ایک شہر سے دوسرے شہر مین ایک جوان کے ساتھہ سفر کیا۔ اور اوس جوان کا ایک دانت تھا جو طلا ہوا سونے کا دکھائی دیتا تھا۔ تماشبین اوس کو دیکھکر متعجب ہوتے تھے۔ اوسونت کے

فلسفیون نے ایسے دانت کے حدوث کے امکان پر برہان قائم کی اور کہا کہ جس طرح سونے کا حدوث معدن مین ممکن ہے اسیطرح انسان کے موہنہ مین اوسکا پیدا ہونا ممکن ہے لیکن بعد مین حکما جراحم مین سے جو صاحب فطانت اور بزرگ تھے بعض نے برہان قائم کی کہ یہہ امر بعاوت ممکن ہے سونے کا ورق لگا کر سوئے سے مسوڑے مین اندر کر دینے سے ایسا دانت بن سکتا ہے - یہہ حالات ایسے ہین کہ جو آدمی کو اسباب پر مجبور کرتے ہین کہ بلا تحقیقات کوئی امر قرار نہ دے اور کسی شے کی علت اوسوقت تک ذکر نہ کرے جبتک اوسکا وجود نہ ثابت کردے -

سفسطۂ پنجم

غیر سبب کو سبب قرار دینے کے بیان مین

شک اور جہالت مین عمر بسر کرنے سے زیادہ کوئی سخت تر مصیبت انسان کے واسطے نہین ہے اکثر انسان ایسے ہی ہین کہ جب کسی شے کی حقیقت سے واقف ہوتے ہین تو کہتے ہین اسکا سبب ہم نہین جانتے - جس سے نتیجہ یہہ مرتب ہوتا ہے کہ جب کوئی حادثہ عظیم واقع ہوتا ہے اور اوسکا

سبب نامعلوم ہوتا ہے تو بجاے اس کے کہ وہ اپنی جہالت کے
مقر ہون کوئی ایسا واقعہ اوسکا سبب بیان کردیتے ہین جو اوس کے
وقوع سے قبل واقع ہوا ہو اور جسکو اوس حادثہ سے کچھہ مناسبت نہین ہوتی
یا ایسا سبب بیان کردیتے ہین جو حادثہ مذکورہ سے مقارن ہوتا ہو
گو اوسے ربط طبعی نہو کبھی دُم دار ستارہ کے آسمان پر ظہور کے بعد
اس عالم مین کوئی منحوس حادثہ ہوتا ہے جیسے مرض طاعون یا قحط یا کسی
امیر کی موت عوام الناس ان حوادث کو دُم دار ستارہ کی طرف
منسوب کرتے ہین دراصل حوادث مذکورہ کو اوس سے ہرگز کوئی تعلق
نہین ہوتا۔ اور عوام کے نزدیک یہہ امور جاریہ کثیرالاعتقاد ہین
اور نیز جب نئے چاند کے ظہور کے بعد بارش ہوتی ہے تو نئے چاند
کو لوگ بارش کا سبب جانتے ہین۔ حالانکہ بارہا کے تجربہ سے ثابت
ہے کہ دراصل قمر کو سبب قرار دینا کسی حادثہ کا حوادث طبعیہ مین
سے جو کرۂ ارضیہ پر ظہور پذیر ہو ممکن نہین اور علی ہذا اہل زراعت
کا تربیع قمر کا انتظار زراعت کے لئے ہے۔ باوجود اس کے کہ وہ اس
انتظار مین کامیاب بھی نہین ہوتے جیسا کہ وہ انتظار تبدیل موسم مین

ناکامیاب ہوتے ہین۔ اس کے بطلان پر کتب زراعت مین براہان
قائم ہو چکی ہے۔ قدماء رومانیین کے از روے تفاول یہہ عادت
تھی کہ وہ ہر معاملہ مین بذریعہ پرندون کے اپنے معبودون سے
مشورہ لیتے تھے۔ کہ آیا وہ بعد شروع کرنیکے معاملہ مین کامیاب
اور منصور ہونگے یا ناکامیاب اور محروم۔ حالانکہ پرندون کے
اوڑنے اور حیوانات کے افعال کو حوادث کائنہ سے نہ کوئی
تعلق ہے نہ ربط اور نہ کسی طرح یہہ افعال نافع ہو سکتے ہین
پھر ممکن نہین کہ امور مذکور حوادث زمانہ کے اسباب بنسکین
یا حوادث زمانہ کی علامات ہو سکین پس قدماء رومانیین کا
پرندون کے اُڑنے پر اعتقاد اور بعد اوس کے حادثہ کی سعادت
و نحوست کا انتظار محض غلط ہے ایک نقل کیجاتی ہے کہ قنصل
رومانیین سے مسمی قلودیوس پوبلشیراتہہ رئیس عساکر بحریہ کو
جب اہل قرطاجیہ کے غارت کرنیکے لئے بھیجا تب پہلے تفاول کرنیکا
قصد کیا بشاورہ دجاج مقدس۔ لیکن دجاج (یعنی مرغ)
نے دانہ نہ کہایا پہر حکم ہوا کہ اس مرغ کو دریا پر لیجائین تاکہ

پانی پیئے اور مرغ دریا مین ڈالدیا گیا اسکے بعد اسیر مذکور
قرطاجین کے طرف روانہ ہوا اور شکست پاکر ناکامیاب واپس آیا
اسپر اوسکو گمان ہوا کہ شکست اور ناکامیابی مرغ مقدس کے
بدفالی کا ثمرہ ہے ۔ حالانکہ یہہ گمان اونکا محض لغو بے اصل تھا
اگر اعتقاد امور مذکور پر کیا جاوے تو لامحالہ یہہ سفسطہ واقع
ہوگا یعنے غیر سبب کو سبب خیال کرنا یہی مغالطہ ہے مورخین
نے رومانیین کی شکست کا سبب یہہ لکہا ہے کہ قرطاجین کے
جہاز رومانیین کے جہازون سے زیادہ مستحکم تھے ۔ اور
اون کے ملاح ان کے ملاحون سے زیادہ چالاک تھے
اور قرطاجین کا ایک ایسا قلعہ بلند اور مضبوط تھا جو دشمنون کے
احاطہ اور فساد سے محفوظ تھا ۔ اور رومانیین کے جہاز سخت گران
اور ملاح اونکے فن جہازرانی اچھی طرح نہین جانتے تھے
اور جو اثر اون پر اونکی سلطنت مین فتنہ اور فساد کے پہیلنے سے
تھا اور نیز اون کے دین کی حقارت کی وجہہ سے اسوجہ سے
مطمئن نہ تھے انہین وجوہ سے اونکی ہمت اور قوت اور شجاعت

ٹوٹگئی تھی - یہہ سب اسباب دراصل اونکی خرابی اور اون کی
شکست کے سبب تھے - ہر آدمی کو اسباب حقیقی سے واقعات کو منسوب
کرنا چاہیئے اگر اسباب حقیقی معلوم ہون اور اگر نہ معلوم ہون
تو اوسے اسمین لاعلمی اور عاجزی اور قصور کا اعتراف کرنا چاہیئے
صفات بعیبہ خارج العادت سے وقوع اشیاء طبعیہ کا منسوب
کرنا بھی اسی سفسطہ کے قبیل سے ہے جیسے مصروع یا مریض کا بوس
کی نسبت یہ قرار دینا کہ اوسے شیطان نے پکڑ لیا ہر انسان کو اپنی
جہالت کا اقرار کرنا بہتر ہے غیر اصلی اسباب کے اختراع سے علیٰ ہٰذا
سحر کے مدعیون کا قول اور اوس کے غلط تشکلات ہین اور اوس کے
اسباب جنکی کچھہ بھی اصل نہین ہے انسان کو سحر کا اعتبار نکرنا چاہیئے
اور نہ اوسکا اعتقاد اور اوسپر وثوق - اسلئے کہ سحر اسباب طبعیہ حقیقیہ
مین سے نہین اعتبار کیا جاسکتا اسلئے کہ صرف زبانی کہا جاتا ہے کہ وہ
ہوا سے منفعل ہے پس اوسکا نتیجہ طبعی طور پر آواز کے سوا کچھہ بھی نہین
ہوسکتا خاص سحر کا وجود دو چیزون پر موقوف ہے -
اس لئے کہ جب ہم اسبابت کو تسلیم کرتے ہین کہ افعال و اعمال شیاطین

بغیر حکم الہی ظہور پذیر نہین ہو سکتے - جنکا علم ہمکو نہین ہے - اور ان دونون کا اثبات سوء ادب حقتعالی کا مقتضی ہے تب سحر کا قائل ہونا اس امر کا مستلزم ہوگا کہ اللہ تعالی اور شیاطین مین اتفاق ہے اور گویا اسبابت کا اللہ تعالی ضامن ہے کہ جو کوئی انسان جنین اور جنان پڑہے یا کرے تو اللہ تعالی شیاطین کو جنین اور جنان افعال کے کرنے کا حکم دیدیگا - اگر قول سحر صحیح ہے تو ساحرون کو اس کا تفصیلی الہام لازم ہوگا - کہ اللہ تعالی اور شیاطین مین اتفاق اور معاہدہ مذکور ہے - پس یہہ دونو امر موجب سوء ادب حق تعالی کے ہین - علی ہذا جب کوئی عورت روپیہ پیدا کرنیکے واسطے لوگون کی محفل مین کوئی کہیل کہیلے اور اوس محفل مین کوئی سخی سردار ہو - اور وہ عورت بہت روپیہ پیدا کرے اور از روے اعتقاد یہہ کہے کہ یہہ مرد سردار بڑا صاحب بخت اور صاحب سعادت ہے جس ادسے سعادت حاصل ہوئی - یہہ اعتقاد بہی از قبیل اسی سفسطہ کے ہے - اس لئے کہ سعادت کوئی شے مجسم نہین ہے جو اوسکا حصول ممکن ہو - علی ہذا بعض لوگ بد فالی خیال کرتے ہین جب ایک دسترخوان پر

تیرہ آدمی کہانا کہانے والے بیٹھکر کہانا کہاتے ہین اور کوئی ایک اونمین سے
اوسی سال مین فوت ہو جاوے - علی ہذا اگر تیئیس آدمی ہون - اور
ایک اون مین سے فوت ہو جاوے تو بہی بد فال جانتے ہین - حالانکہ
موت کا سبب تیرہ یا تیئیس کا عدد نہین ہے - بلکہ وہ ایک امر الٰہی ہے
علی ہذا تعبیر خواب اور ہاتہہ کے خطوط اور رمل اور عمل عراقہ کا اعتقاد
ہے - یا اوس بچہ کی سعادت کا اعتقاد جو سر ڈہکا پیدا ہو - ایسے اعتقاد
کرنے والون کے دلائل اسی سفسطہ کے قبیل سے ہین - ان سب امور کا
سبب یا جہالت یعنی جہالت ہے اور لاعلمی کا تسلیم کرنا یا انسان کا
میل اوہام غلط ہے اور بیکار بدشگونی کی رغبت ہے -

سفسطہ ششم

استقرا ناقص کے بیان مین

زمانہ سابق مین بعض فلسفی وجود متقاطرین کے قائل تھے جو ارباب
سمت قدم خیال کئے جاتے تھے یعنے اون لوگون کے سر نیچے اور
پاؤن اونچے رہتے ہین پہر قائلان متقاطرین سے لوگ ٹہٹہ کرنے لگے
اور بعضون نے کہا کہ ذرا بہی تمیز دار اس خیال کو صحیح نہین ماننے کا

ایسا کون شخص ہے جو ایسے آدمیون کی وجود کی تصدیق کرے گا جن کے
سر اسفل مین اور پانو ن اعلے کے طرف ہون - لیکن یہہ تجربہ اور
ممارست کی کثرت سے ظاہر ہوا اور اسپر برہان قائم ہوئی کہ یہہ
صحیح ہے جو شخص اسے محال خیال کرے اوسکے خیال اور کلام
پر التفات نکرنا چاہیے اسی غلطی کی بنیاد استقرا ناقص ہے جو اس
امر کے سبب حقیقی کے نہ دریافت ہونے کی وجہہ سے ہے کہ آدمی
زمین پر جو چلتے ہین - زمین کی قوت جاذبہ اشخاص کو اپنی طرف
جذب کرتی ہے کہین ہوا نکوئی شے اونہین آسمان کی طرف جذب
نہین کرتی ہے جب ایک آدمی ایک یا کئی طریق سے عل کسی شے
کا جانتا ہو اور وہ خیال کرے کہ سوا ان طریقون کے دوسرا
کوئی طریقہ شے مذکور کے عل کا نہین ہے - حالانکہ دوسرے طریقے
شے مذکور کے عل کے موجود ہون لیکن وہ شخص اون سے واقف
نہو تب اوس شخص کو اس مغالطہ اور سفسطہ مین مبتلا سمجہنا چاہیے -
بہرحال آدمی کو ضرور ہے کہ کسی شے پر قطعی حکم اس طرح نہ لگائے کہ
اپنے معلومات کے سوا دوسرا کوئی سبب حقیقی وجود شے مذکور کا

موجود نہین ہے - ایسا حکم کرنا اوسوقت مناسب ہوگا جب انسان تمام طریق
عمل سے کسی شے کی تحقیق کرلے جو دراصل اوس شے کے حقیقی اسباب ہون
ورنہ بیشک سفسطہ مذکور مین مبتلا ہوگا - غرض کسی شے کی نسبت کسی شے
سے بالاثبات یا بالسلب حکم لگانے سے قبل ضرور ہے کہ تمامی اسباب
حقیقی سے واقفیت حاصل ہو بغیر تمامی اسباب حقیقی پر احاطہ کے ایسے احکام
شے لگانا ممکن نہین - ممکن ہے کہ سبب ثبوت شے یا سبب نفی
دوسری شے سے دراصل کوئی دوسرا ہووے جو حکم کرنیوالے کو
معلوم نہو تو اوس وقت ثبوت یا نفی شے کی ایسی ہوگی جیسے نابینا
آفتاب کی روشنی کی نسبت نفی کا حکم لگاتا ہے سفسطہ مذکورہ کی مثال مین بیان
کیا گیا ہے کہ تین آدمیون کو دولت فرانس مین خزانہ بادشاہی سے
معاش مقرر تھی - ہر ایک آدمی معاش مقررہ علیحدہ علیحدہ خزانہ سے
لیا کرتا تھا - اتفاقاً تینون آدمی ایک تماشاگاہ مین جمع ہوے - ایک
نے خزانہ بادشاہی کا مقام موافق اپنے علم کے بیان کیا - دوسرے نے
انکار کرکے بیان کیا کہ خزانہ بادشاہی فلان مقام مین ہے - تیسرے نے
دونون کو جھٹلا کر بیان کیا کہ خزانہ فلان مقام مین ہے - غرض نوبت

منازعت کی پہونچی جسکا سبب اصلی یہہ تھا کہ تمامی فروع خزانہ بادشاہی انکو معلوم نہ تھے - ہر ایک کو من وجہ معلوم تھا اور من وجہ معلوم نہ تھا یہی سبب منازعت باہمی کا ہوا -

سفسطہ ہفتم

استقرار معیوب کے بیان مین

استقرار کے معنی لغت مین جستجو کے ہین اور منطقیون کی اصطلاح مین چند جزئیات سے امر کلی کے استخراج کا نام ہے - اس سفسطہ کو چھٹے سفسطہ سے کامل طور پر تعلق ہے اور دونون مین فرق یہہ ہے کہ سفسطہ ماقبل مین باوجود اسکے کہ یہہ قرار دیا جاتا ہے کہ کوئی دوسرا طریقہ یا سبب شے موجودہ کے حدوث کا نہین ہے لیکن کافی اعتبار حدوث شے کے جمیع طریق اور اسباب کا نہین ہوتا - حالانکہ اکثر دوسرا طریقہ بھی موجود ہوتا ہے - مگر اوسوقت اعتبار کرنیوالون کے ذہن مین نہین آتا - اور اس سفسطہ یعنے ساتوین سفسطہ مین اولاً جزئیات کا اعتبار کرکے اوس سے عام نتیجہ نکالا جاتا ہے - مثلاً پہلے انسان نے چند دریاؤن کا مشاہدہ کرکے پانی کا امتحان کیا - اونکا

پانی کہاری اور شور معلوم ہوا تب اوس نے بطور کلی اور عام یہہ حکم لگایا کہ
تمام دریاؤنکا پانی کہاری ہوتا ہے۔
علی ہذا القیاس چند نہرونکا پانی دیکہنے سے معلوم ہوا کہ پانی انکا میٹھا ہی
اسپر یہہ حکم کلی لگایا کہ تمام نہرونکا پانی میٹھا ہوتا ہے۔ یا مثلاً آدمی نے
تمام بلاد مین مشاہدہ کیا کہ ہر اہل بلدہ کی لغات علحدہ ہوتی ہین۔ ہر
شہر کے لوگ اپنے اظہار مقاصد مین الفاظ اپنی لغت کے استعمال
کرتے ہین۔ اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ تمام آدمیون کے کلام مخصوص ہوتے ہین
پس یہہ تمام نتایج عامہ صادق ہوا کرتے ہین مگر محض بہ نسبت اون اشیا
اشیا کے جنکا امتحان ہو چکا ہے۔ اور جو اشیا مشاہدہ اور امتحان
مین ابتک نہین آئین بہ نسبت اون کے یہہ نتایج صادق نہین ہوتے
مثلاً فرانس کے آدمی اور انگلستان کے آدمی اور اٹالے کے آدمی
سفید رنگ کے ہوتے ہین۔ ان ممالک کے باشندون کے مشاہدہ کے
بعد جب ہم تمامی ممالک کے آدمیون پر یہی حکم بطور کلی صادر کرین تو
بیشک نتیجہ غلط ہوگا۔ نتیجہ مذکور کے غلط ہونے کی بنیاد استقراء مذکور کی
غلطی ہے اس لئے کہ ملک حبش کے آدمی سیاہ رنگ کے ہوتے ہین

قرن اخیر مین تجربہ سے ہوا کا ثقل دریافت ہوا ہے۔ مگر لوگون کو گمان ہوا کہ مکپاس طولمبہ حقنہ کا ہوا کو جذب کرنا محال ہے جبکہ اوس مکپاس مین سوراخ ہو۔ یعنے بغیر سوراخ کے مکپاس کے ہوا بوجہ ثقالت کے ہوا کو جذب نہین کرسکتا اسی طرح پانی کی بلندی پر بذریعۂ پمپ کے جذب کئے جانیکی نسبت خیال ہوا جو غیر کافی تجربات پر مبنی ہے لیکن اس کے بعد بعد بد تجربون سے مکپاس کا ہوا کو جذب کرنا ثابت ہوگیا۔ باوجود اس کے کہ سوراخ خوب بند ہو۔ لیکن شرط یہ ہے کہ آلۂ مذکورہ ثقل عمود ہوائی کی اعلی قوت کے ساتھہ استعمال کیا جاسے۔ اور یہہ بھی ثابت ہوگیا کہ پانی کے جذب کرنے والے آلات پانی کو تیس بتیس قدم سے زیادہ بلند نہین اوٹھا سکتے۔

پس اس واضح فرق پر غور کرنا چاہئے جو اس استقرا اور تصور عمومی مین موجود ہے۔ تصور عمومی کو قیاس التمثیل اور تصورات مثالی بھی کہتے ہین جو یہہ ہے کہ استقرا ان صفات عارضہ مین واقع ہوتا ہے۔ جنکے ذریعہ سے اشیا پر حکم لگایا جاتا ہے۔ بخلاف تصور مثالی کے اس لئے کہ تصور مثالی حقیقت شے مین ہوتا ہے اس سے بجز بے فرق

ظاہر ہے۔ اس صورت مین جو حکم نہرون کے پانی کے میٹھے ہونیکا
لگایا گیا ہے۔ وہ تو چند نہرون کے پانی کی کیفیت معلوم ہونے کی
بنیاد پر تھا۔ برخلاف مثلث کے اس حکم کے کہ ہر مثلث کے تین اضلاع
ہوتے ہین۔ اس لئے کہ یہہ حکم مثلث کی نسبت چند مثلثات کے
دیکھنے کے بعد نہین ہوا ہے بلکہ پہلے پہل ہم نے ایک مثلث کو دیکھا اور
اوس مین غور کیا جب صورت مثالی اُس کے ذہن مین متحقق ہوگئی
تب ہر مثلث کا یہی نام رکھہ لیا اور یہہ تجویز کردیا کہ جو اس کے
خلاف ہے وہ مثلث نہین ہے۔

سفسطہ ہشتم

جو شے من بعض الوجوہ صادق ہے اوسکا
ایسی شے کے طرف انتقال ذہن کے
بیان مین جو بے قید صادق ہو۔

رومانیہ کے بعض مورخین نے اپنی تواریخ مین بعض حوادث کا ذکر کیا ہے
جو محض خرافات ہین لیکن اسوجہ سے یہہ مناسب نہین ہے کہ ہم کل حوادث
کو جسقدر اونہون نے بیان کئے ہین خرافات سمجھین اسلئے کہ بعض حوادث

کے خرافات ہونے سے کل حوادث کا خرافات ہونا لازم نہین ہے۔

ابیقوریہ کے فلاسفہ نے چونکہ انسان کو تمامی حیوانات سے زیادہ خوبصورت

دیکھا اونہون نے یہ نتیجہ نکالا کہ اللہ کی انسان ہی کی سی صورت ہی

صورت قیاس یہہ ہے کہ (صورة الانسان احسن صورة) یہہ صغری ہے

یعنے انسان کی صورت اچھی ہے (وکل احسن الصورة مستحق بالالٰہیة

یہہ کبری ہے یعنے ہر خوب تر صورت معبود ہونیکے مستحق ہے جسکا نتیجہ

یہہ ہوا کہ (صورت الانسان مستحقة بالالٰہیة) یعنے صورت انسان کے

مستحق معبود ہونیکی ہے۔ لیکن انسان کی خوب تر صورت ہونے سے

یہہ لازم نہین آتا کہ صورت انسان سے کوئی شے زیادہ تر خوبصورت

دنیا مین نہو وے۔

سفسطہ نہم

کسی شے پر ایسے صفات کا حکم لگانیکے بیان مین جو کبھی عارض ہوجاتے

ہون کسی شے سے متعلق جب کبھی اتفاقاً کسی صفت کا ظہور ہوا اوس سے

بالاطلاق بلاشرط و بلاقید کوئی شخص نتیجہ نکالے جو عموماً صادق نہین ہے

بجز اتفاقات خاص کے۔ اس طرح وہ شخص نتایج استخراج کرتا ہے

جو علوم و فنون کو مذموم جانتا ہے ۔ جیسے کہ لوگ علوم و فنون کی حد سے تجاوز کر جاتے ہین ۔ مثلاً جب لوگ نمک کے استعمال کو برا جانکر ترک کردین اور کہا جاوے کہ (الملح مقی) یعنے نمک قی لانیوالہ ہے ۔ تو اس سے نتایج اور اعمال ردی ظاہر ہونگے ۔ ایسی صورت مین اگر نتیجہ نکالا جاوے تو یہی نتیجہ حاصل ہوگا کہ انسان کو نمک کا استعمال مناسب نہین ہے ۔
پس بیشک یہہ نتیجہ غلط ہوگا اور اگر اسی طرح بعض حکماسے حکمت مین غلطی ہوئی ۔ تو یہہ مناسب نہوگا کہ حکمت اس سفسطہ سے غلط قرار پاوے بلکہ صرف وہ حکیم قابل سرزنش ہوگا جس نے غلطی کی اور جو حکمت نہین جانتا

سفسطہ دہم

معنی مجرد سے معنی مرکب پر اور معنی مرکب سے معنی مجرد پر انتقال ذہن کے بیان مین
پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ برہان مین کلمات کا امتیاز ضرور ہے اور تمامی اجزاے برہان مین وہی الفاظ استعمال کئے جائین جو اپنے معنی مین ہمیشہ مستعمل ہوتے رہے ہین ۔
بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت یحیی علیہ السلام نے اپنے دو تابعین کو حضرت عیسی علیہ السلام کی خدمت مین بدین مراد بھیجا کہ وہ پوچھین کہ آپ وہی ہین

جو اس زمانہ مین تشریف لانیوالے تھے - حضرت عیسی علیہ السلام نے
یہہ جواب ارشاد فرمایا کہ اندہے کے دیکھنے کا - اور لنگڑے کے دونون
پانون سے چلنے کا - اور بہرے کے سننیکا وقت آگیا - باوجودیکہ
اندہا نابینا ہوتا ہے - اور لنگڑا معذور اور بہرا نہین سنسکتا
لیکن آپ کا یہہ کلام موجہہ تھا اس طور پر کہ آپ کا مقصود
اندہے سے وہ اندہا ہے جو پہلے اندہا تھا - اور جو پہلے
بہرا تھا اور معترض کا یہہ قول کہ اندہا نابینا ہوتا ہے نظاہر اندہے
کے معنی یہہ ہین کہ جبتک اندہا نابینا کہلاتا ہے - ایسے معانی کو معنی ترکیب
کہتے ہین ہر شے بمعنی مرکب اوسوقت تک رہتی ہے جبتک اپنی غیر کے
ساتھہ نظر آئے - اور جب غیر سے خالی تنہا نظر آئے تب وہ بمعنی مجرد
سمجہی جاتی ہے - مثلاً اگر کہا جاوے (ان اللہ تعالی یطہر المشرکین
من الشرک -) یعنے اللہ تعالی مشرکین کو شرک سے پاک کرتا ہے تو مشرکین
کا لفظ کلام مذکور مین بمعنی مجرد اعتبار کیا جاتا ہے یعنے اللہ تعالی نے
اون کو پاک کیا اسطرح پر کہ اونکو شرک سے خارج فرمایا - پاک ہونیکے
بعد اون کو مشرک کہنا باعتبار معنی تجریدی کے ہے -

بخلاف اس قول کے کہ (الشہ کون لا یدخلون الجنتہ) یہان شرکا
لفظ بمعنی مرکب ماخوذ ہے - اسی وجہسے مارے بولس نے کہا ہو
کہ غیبت کرنیوالے اور بخیل جنت مین داخل نہین ہونگے یعنے یہہ لوگ
جبتک انہین صفت غیبت گوئی اور بخیلی کی صفت ہے جنت مین داخل
نہین ہونگے - جو شخص ایک برہان کے اجزا مین ان معانی مین سے
کسی ایک معنی کے طرف ذہن منتقل کریگا وہ ضرور اس سفسطہ مین
مبتلا ہوگا بعض اشخاص کے طرز عمل پر باعتبار معنی تجریدی اسی قبیل کا
غلط حکم لگانا ممکن ہے یعنے بلحاظ بعض بد صفات یا نیک صفات حکم لگایا
جاے اور باقی صفات سے قطع نظر کیجاے - اسکی مثال ایسی ہی ہے
جیسی کہ اینیبال نامی ایک سپہہ سالار تھا جسے بعد اوس واقعہ کے جسکو
واقعہ کینہ کہتے ہین مناسب سمجھا گیا کہ شہر کا پو پہنچکر شہر بند کر فتح کر لیا
جاے اسپر غور کیا جاے تو معلوم ہوگا کہ یہہ سلوک معنی مرکب کی بنیاد
پر تھا - جسکی وجہ سے وہ کچہہ ہوا جس سے رومانیین کو ضرور رہا کہ وہ
اس کے ہٹانیکے لئے مستعد ہون
یہہ اینیبال جبتک حاکم عاقل صالح تھا اور صفات حمیدہ اوسمین موجود تھے

ممکن نہ تھا کہ اوس سے ایسا فعل صادر ہوتا یہہ فعل مقتضاے معنی مرکب ہی
پس جب اوس سو تدی خواہشات پیدا ہوئین جنکے ضروری اثرات یہہ ہین کہ
ہمیشہ وہ خواہشات زبردستی اوسے اس فعل کے طرف کہینچتی ہین جسے
معنی مجرد کہتے ہین وہ یہی ہے جو آدمی کو عدم حکم کے جانب لیجاتا ہے۔
ایک ہی طرف خواہ بنظر صفات خارجیہ خواہ بنظر اغراض و منفعت اصلی
پس بنظر معنی مجرد انسان کو کسی شے پر بنظر اس کے صفات خارجیہ یا بنظر
اوس کے اغراض اور منافع اصلیہ کے حکم نہ لگانا چاہئے اور سکو بنظر
اعتدال وغیرہ حکم لگانا چاہئے ماسوا اس کے جو کچھ ہوتا ہے۔ وہ معنی
مرکب مین سے ہے کلمہ کو اوس کے اصل اور اوس کے مدلولات پر باقی
رکہنا معنی مرکب مین واجب ہی۔ اور یہہ معنی کل جملہ کی ترکیب مین داخل
رہتے ہین۔ بخلاف معنی تجریدی کے اس لئے کہ اوسمین کلمہ کو ایک
معنی مخصوص محصور پر باقی رکہنا ضرور ہے مثلا جب کہا جاوے کہ (الاعمی
یبصر) یعنے اندہا دیکہتا ہے۔ اس سے مراد یہہ ہے کہ جو شخص پہلے اندہا
تہا اوس کی نابینائی جاتی رہی ہے وہ شخص دیکہتا ہے۔

سفسطہ یازدہم

(معنی کلی سے معنی جزئی کے طرف انتقال ذہن کے بیان مین ؛ ؛)

یہہ سفسطہ ہے کہ انسان کا ذہن معنی کلی سے معنی جزئی کے طرف منتقل ہو یا معنی جزئی سے
معنی کلی کے طرف منتقل ہو۔ مثلاً (الانسان مرکب من جسم و روح) ایہہ
قیاس کا صغری ہے (و کل انسان متفکر) یہہ کبرے ہے۔ پس نتیجہ قیاس
مذکور کا یہہ ہے کہ (الجسم والروح متفکران) یعنے جسم اور روح متفکر ہیں
یہان کل انسان کا تفکر باعتبار معنی جزئی ہے۔ یعنے انسان باعتبار ایک
جز کے متفکر ہے اور وہ ایک جزو اوسکی روح ہے نہ جسم قیاس مذکور
کے کبرے مین کل انسان کے تفکر کے صادق ہونیکے لئے ایک جز کا اعتبار
کافی ہے اس لئے کہ کل اجزا کے لئے تفکر نہین ہے بعض کے لئے ہے

سفسطہ دوازدہم

اشیاء طبعیہ سے اشیاء عقلیہ کے طرف یا اشیاء طبعیہ سے اشیاء صناعیہ کے طرف انتقال ذہن کے بیان مین

پہلے ہم اوس انتقال ذہنی کا بیان کرتے ہین جو ما فوق الطبیعہ سے طبعیہ کے
طرف ہوا کرتا ہے مثلاً ہم نے۔ پہاڑ یا شہر یا نفی یا اثبات یا موت یا حیات کا
تصور کیا اور کہا (لی تصور جبل او فی تصور مدینۃ وغیر ذلک) یعنے ہمین

پہاڑ کا تصور یا شہر کا تصور ہے - یہان استعمال لام جو موضوع بمعنی ملک ہے مجازاً ہے نہ حقیقتہً - مجاز کی وجہہ یہہ ہو کہ لام بمعنی ملک اشیاء محسوسہ مین مستعمل ہوتا ہے - پہاڑ اور شہر کا تصور اشیاء حسیہ مین سے نہین ہے بلکہ اشیا معنویہ فکریہ مین سے ہے جو غیر محسوس ہوتے ہین - گویا یہان اشیا معنویہ فکریہ کا مثل اشیاے حسیہ کے ہمنے اعتبار کیا ہے - اور جس شخص نے ایسا کیا اوس نے مرتبہ معقولہ غیر طبعیہ سے مرتبہ محسوسہ طبعیہ کے طرف ذہن منتقل کیا جمیع مراد کا تصور اسی قسم مین سے ہے اس لئے کہ تمام ذوات مخصوصہ حقیقیہ جو ہمپر محیط ہین مختلف تاثیرات سے ہم پر اثر کرتے ہین اور اُن تاثیرات سے ہمارے حواس مین اون کے صور تونکا ارتسام ہو جاتا ہے بعد ازان جب ہم تمام تاثیرات جزئیہ اور تمام الوان اور صلابت اور نرمی وغیرہ انواع احساسات اجسام مخصوصہ سے قطع نظر کرتے ہین تو براعات قاعدہ حسیہ ہم اون تاثیرات کو جو ہمارے ذہن مین مرتسم اور منقش ہوئین ایک مبہم امر کلی تصور جو جامع جمیع خواص حسیہ ہو - پس اس جامع مبہم کا محض تصور ہیولی اور مادہ اولی کہلاتا ہے اسکو خواص حسیہ کے لئے اساس اعتبار کیا گیا ہے - اسوقت یہہ ہیولی طول

اور بیاض اور الوان وغیرہ کے مانند ایک امر کلی مبہم ہے - جسکی وجہہ یہ ہے
کہ ہیولی اسوقت ذرات مخصوصہ اور اون کے خواص اور اغراض سے
مجرد ہوتا ہے عالم حس مین ذرات جزئیات موجود ہوتے ہین - اور ہیولی
من حیث ہو اور کلی مبہم موجود ہے ہوتا ہے - پس اسوقت ہمین مناسب
ہے کہ ہم ہیولی کو بجاے اس کے کہ اوسے اصل خیالی اور مادہ ومحل سائر
اجسام اعتبار کرتے تھے علامت تاثیر عقل اور احساسات عقل فرض کرین -
علامت تاثیر عقل اور احساسات عقل سے مراد یہہ ہے کہ گویا وہ مادہ قطع نظر
صفات کے ایک شی مبہم پر دال ہے نہ امر محسوس پر - اگر بطور فرضی مادہ
کو ہم ایسی ذات حقیقیہ کے مانند اعتبار کرین جو جمیع انواع صور کے قابل
ہوتی ہے اور اجسام مرئیہ کو خیال کرین کہ وہ موجود نہین ہین جس طرح
اس مادہ ادعائیہ فرضیہ غیر محسوسہ غیر مرکبہ کے تنظیم کے واسطے سے وہ موجود
ہوتے ہین - تب گویا ہم نے معقولات کے مرتبہ سے محسوسات کے مرتبہ مین
ذہن کو منتقل کیا - اسی طریقہ پر حکماے سوفسطائیہ نے بعض ارباب
کو جو اپنی فہم پر نازان ہین اس وہم مین ڈال دیا ہے کہ سونا بعض معدنون
کی تنظیم اور ترتیب سے متکون ہوتا ہے اور اوسکا وجود بصفت معینہ ہے

اور بصفت مذکورہ سونے کا بنانا ممکن ہو بعض معدنون سے اوسکا بنانا ممکن ہے
جیسی کہ معدن جدیدہ۔ لیکن تمامی اجسام جزئیہ مرتبہ طبعیہ مین کی حد ذاتہا
اور بنظر محض اپنی وجود کے اون قوانین طبعیہ کے بموجب جو متحدہ
اور لازمہ ہین اور جنکے آلات طبعیہ کے معرفت تک ہمارے ذہن
مین نہین پہونچ سکے ایک حد معین تک قابل استحالہ نہین ہین۔ جیسے
گیہون کا حصول بغیر اون کے بونیکے ممکن نہین ہے۔ اور نیز حیوانات
کا حصول بجز اوس فطرتی اور طبعی طریقہ کے جو معین ہے ناممکن ہے اور
وہ طریقہ توالد و تناسل ہے۔ اور نیز اون اشیاسے غذا اور قوام جسم
ممکن نہین جنمین مائیت اور جریان ہو اور نیز انسان کا معدہ سمیات کو
ہضم نہین کرسکتا۔ اور مثریدات نبطش بادشاہ کے نسبت جو کہا گیا ہو
کہ اوس نے سمیات کا استعمال کیا تھا تاکہ سمیات کی ہضم کی عادت
ہوجاے۔ یہہ صحیح نہین ہے محض غلط خرافات ہے۔ علی ہذا وہ حکایت
بطریس اکبر ہے۔ کہ اوس نے اپنے ملاح کی اولاد کو دریا کے پانی پینیکا
عادی بنایا تھا پہر وہ دریا کے پانی پینے سے مرگئی۔ پس مناسب یہی ہو
کہ اوس مادہ کو جسے اس نے قبل ہمنے ہیولی سے تعبیر کیا تھا محض ایک معنی

مبہم اور مجمل تو ہم صفات احساسیہ ہے اعتبار کرین نہ اوس سے زیادہ نہ کم ارباب علوم ریاضی نے خطوط کی عرض سے قطع نظر کی اونہین محض طول ہے فرض کیا ہے۔ پس جب ہم بغیر عرض کے طول ہے کا اعتبار کرتے ہین تب بعض اجسام کے نقش کے وقت جو ہم طول کا حکم لگاتے ہین تو ہم مرتبہ عقلی سے مرتبہ طبعی کے طرف انتقال ذہن کرتے ہین۔

اب ہم اوس انتقال ذہنی کا تذکرہ کرتے ہین جو ایک جنس سے دوسرے جنس کے طرف ہوا کرتا ہے۔ مثلاً ہم نے احکام اور امور ذہنیہ مین جو منجملہ الہیات کے ہین اون براہین کے ذریعے ذہن کو منتقل کیا جو طبعیات مین جلد قائم ہوا کرتے ہین۔ پس ایسے ہی براہین مین سے ایک وہ برہان ہے جو عنقا کے ساتھہ بعض متقدمین نے اثبات احیاء اموات پر قائم کی ہے اور اس مثال کے بیان کرنے کی وجہہ سے یہہ سفسطہ واقع ہوا ہے اس لئے کہ عنقا کا فرض کرنا غلط ہے عنقا در اصل پایا ہی نہین جاتا پس وہ اپنی خاک سے انسان کی طرح میعاد مین کیونکر پیدا ہو جائیگا۔ اور میعاد مین انسان کے جی اوٹھنے پر کیونکر دلیل ہو سکتا ہے۔ جب آدمی امور شرعی مین بحث کرے عقل سے قطع نظر کرے صرف وحی آسمانی پر اکتفا

کرے یعنی اُن اشیا مین اکتفا کرے جن اشیا کو اللہ تعالی نے اصحاب
مراتب الہیہ یعنی انبیا پر منکشف فرمایا ہے اور ہرگز دین اور عقل کے جمع
کرنیکے درپے نہو۔ مثلاً جب معلوم ہو ماخذ اس مادہ کا شرع ہو تو پھر اوسمین
عقلی بحث کرنے اور اوسپر برہان قایم کرنی مناسب نہین ہے۔ صرف
شرع ہے اوسکے برہان ہے اور وہی کافی ہے اور بیشک وہ مادہ
صادقہ اور واجب الاذعان ہے۔ نہ کوئی اور دلیل درکار ہے اور
نہ کوئی قیاس نہ تمثیل اور نہ اختراع الفاظ مبہمہ برخلاف مادہ طبیعیہ اسلئے
کہ اوسکا اعتقاد انسان صرف علوم طبیعیہ مکتسبہ اور تجربہ اور تفکرات عقلیہ
سے کیا کرتا ہے جسکی دلیل یہہ ہے کہ خداوند تعالی نے جو خالق طبیعت ہو
اوسی نے طبیعت کو پیدا کیا ہے اور اوسی نے عقل کو بنایا ہے اور
طبیعت کو جو لانگاہ عقل قرار دیا ہے پس طبیعت معمول عقل ہے پس ان
حالات مین جو شخص زمانہ جاہلیت کے عجائبات کا ارادہ کرے اور اعتذار
مثلاً جو کچھہ معبود باطل سے متعلق تھا اوسکی بنیاد پر عجائبات دمی و شرع
کو قیاس کرے تو وہ اس سقطہ مین مبتلا ہوگا۔

ہر آدمی کو مناسب ہو کہ وہ نیک قوانین کا اتباع اختیار کرے تاکہ اوسکے

ذریعہ سے اچہا رستہ اور اچہے اخلاق حاصل ہون -

امور عجیبہ جو تواریخ مین درج ہین - اون سے مجتنب رہے مثلاً قدیم زمانہ مین خداوند تعالی نے یہ مناسب سمجہا تہا کہ مخلوقات کو اپنی مراد بذریعہ الہام اور رویا کے معلوم کرائے - پس یہہ مناسب نہین ہے کہ کوئی شخص اون خوابون پر اعتبار کرے جو خرافات تواریخ مین مذکور ہین - اور اون کو امور دینیہ پر قیاس کرے - بیشک امنا دین صواب پر ہین جو اضغاث الاحلام پر عمل کرنے اور یقین کرنے کو منع کرتے ہین اسلئے کہ شریعت دین کا ستون ہے اور علم یقین اور امورات الہیہ کا مضبوط برج ہے اور وحی آسمانی کا ترجمہ ہے -

جو کچہہ مرتبہ طبعیہ مین موجود ہے اوسمین اتحاد اور انتظام اسطور پر ضرور ہے کہ ناموس اور قانون طبیعت منقطع نہو اس صورت مین جولان عقل کے لئے اشیاء طبعیہ مین بالتخصیص اتحاد و اتفاق ضرور ہے - پس جو شے مرتبہ طبعیہ مین صحیح ہوگئے جبتک وہ شے اپنے حالات اصلی پر ہے صحیح سمجہے جائے گی اس صورت مین مناسب ہو کہ جب آدمی اسباب کو بحال خود پائے تو اون کے ذاتی اسباب کے ساتہہ اون پر حکم لگائے نہ یہ دیگر اسباب اور ضروری

کہ ہم انبیا کی فضیلت تسلیم کرین اس لئے کہ خداوند تعالی نے اپنے مقصود کو
اون کی زبانی بذریعہ وحی ظاہر فرمایا ہے۔
اون کے فضیلت کے اعتقاد کی وجہہ سے ہماری ترقی عوام الناس کے
درجے سے ارباب فضل اور معارف کے درجہ مین ہوگی۔ جو طریقہ مرتبہ
آلہیہ مین اللہ تعالی نے قرار دیا ہے وہ طریقہ طبعیہ کے اتحاد اور انتظام
کے مانند یا لوگون کے طریقہ مجاریہ پر مبنی نہین ہے بلکہ وہ ان طریقون کے
مخالف ہے اور اعمال مرتبۂ الہیہ بلا اجازت مخصوص اور بلا ارادہ الہیہ
حاصل نہین ہوسکتے اس صورت مین جو کچھہ ہم مرتبہ الہیہ مین سے بذریعہ
شرع شریف جانتے ہین۔ اوسپر دوسرے احکام اور اعمال کو بوجہ
مشابہت کے ہم قیاس نہین کرسکتے۔ اور نہ اُن احکام اور اعمال
اور بحث اور خوض کرسکتے ہین جو کچھہ بطریق الہام اور وحی آسمانی
ہمین حاصل ہے محض اوسی پر ہمکو اکتفا کرنا ضرور ہے۔ مثلاً بعض کتب
مقدسہ مین مذکور ہے کہ اللہ تعالی نے بخت نصر کو اوس گناہ کے سبب سے
جو اوس نے حق الوہیت کے جانب کیا تھا۔ بچھڑے کی صورت مین مسخ
کردیا تھا پس اگر اس عجیب سے نقل اور شکل اور تناسخ پر ہم استدلال کرین

جو اوبدنے بیان کیا ہے اور اس امر سے اوس کے قول کی تائید کرین - تو گویا ہم نے مرتبہ طبعیہ سے مرتبہ الہیہ کیطرف ذہن کو منتقل کیا پس اگر بعضے بدعتی یہہ دعوی کرین کہ وہ ایک حالت سے دوسری حالت پر متغیر اور متشکل ہو جاتے ہین مثلاً بچھڑے کی شکل سے گہوڑے یا بہیڑیے کی شکل پر تو حکما اسکو ہرگز تسلیم نکرین بلکہ اون کو سودائی قرار دین اور یقینی سمجہین کہ یہہ محض بے اصل شعبدہ ہین - اور یہہ اختلال عقل ہلورہے ہورنیوس نے اپنے اون عبارات مین جنمین اوس نے اپنے بعض سفرون کے وقایع کا ذکر کیا ہے بیان کیا ہے کہ مین شہر غناسیا مین پہونچا اور اہل شہر کے پاس مین نے ایک مضحکہ دیکہا جو یہہ تہا کہ وہ لوگ اپنے کنیسون کی چوکٹ پر بخور رکہدیتی تہی اور وہ بخور خود بخود بے آگ سلگ جاتا تہا - اسکی تائید مین مولفہ داسیرہ نے لکہا ہے کہ یہہ واقعہ کتب مقدسہ کے احکام کے موافق ہے یعنے اوس معجزہ کے مانند ہے جو الیاس علیہ السلام سے ظاہر ہوا تہا کہ اونکے ذبیحہ پر آسمان سے آگ اوتری تہی - یہہ انتقال ایکمرتبہ سے دوسرے مرتبہ کے طرف ہے غرض تمامی تصورات اور احکام کے واسطے سبب مناسب کا ہونا ضرور ہے جسپر نتیجہ تصورات مبنی ہون -

پس تمامی اشیاء الہیہ جو کتب مقدسہ مین مذکور ہین بلا امتحان و بلا غور
اونکو تسلیم کرنا اور اون پر اعتقاد واجب ہے - اس لئے کہ وہ خداوند تعالے
کے پاس سے نازل ہوے ہین برخلاف مورخین کے بیانات کے
جو خلاف نوامیس عادۃ اور خلاف قوانین طبعیہ ہین اسلئے کہ یہ ممکن ہو
کہ نتیجہ اور منشاء اوسکا اونکی غفلت یا کم علمی یا استحسان یا اونکے امورات
عجیبہ مین رغبت یا غفلت ہو یا اون کے افکار کا انتظام اسکا باعث ہوا ہو
یا قصداً اونہون نے کسی مصلحت سے ایسی غلطی کی ہو - یا کسی منفعت کے لئے
جب کوئی عجیب بات خلاف عادت نظر آے اور خداوند تعالی کے
پاس سے نازل نہوئی ہو تب عقلاً ضرور ہے کہ اوسپر اعتبار نہ کیا جاے
اور اوس کی تکذیب کیجاے ممکن ہے خود اوس کے بیان کرنیوالے
غلطی مین مبتلا ہون یا کسی نے اون کو بہکا دیا ہو - ایسے اشخاص کی
تصدیق حکایات کافی نہین ہے اس لئے کہ اون کے عقول خود ضعیف
ہین طبیعت اور عادت ایسے امور کو جھٹلاتی ہے اور خداوند تعالی
نے اونہین نفسانی خواہشات سے معصوم نہین پیدا کیا ہے -
اور یہہ امر بہت دشوار ہے کہ آدمی اپنی جہالت کا اعتراف کرے اور

نا فہمی قبول کرے اور غیر معاود ساموریسے بازرہنا اور یہہ کہنا کہ مین نہین جانتا
مشکل ہے گو عقل اوس کے فاتر الہمت اور قلیل الرغبت کیون نہو اور
مسببات اور اسباب سے بحث کرنا کسی کی ہمت سے ناممکن ہو لیکن
جب وہ ایسی شے دیکھتا ہے جس کے اسباب مین اوسے تامل ہو یا
ابتداءً اوس کے اسباب سے واقفیت نہین حاصل ہو سکتی۔ تب وہ
اوس کے دوسرے اسباب گہڑتا ہے۔ اور جب کسی شے کے اسباب
طبعی کے تصور کا قصد کرتا ہے۔ اور اوسکا تصور نہین کر سکتا تب اسباب
الہیہ سے اوس کے باب مین استعانت چاہتا ہے۔ اور اسباب سے
اوس کے اہتمام سے ناممکن ہے ولیکن وہ جب دیکہتا ہے کسی شے کو
ٹہرجاتا ہو اوس کے اسباب سے اور پہلی ہی سے اوس کو واقفیت اختراع
شے کے نہین ہوتی۔ اور جب ارادہ کرتا ہے کسی شے کے تصور کرنیکا
اور ارباب لہو ولعب سے جو اعمال عجیبہ صادر ہوتے ہین اور جو عادت
اور طبیعت سے خارج ہوتے ہین اور لوگ اون کے تفکر اور اوتنی
بحث کرتے پر قادر نہین ہوتے۔ جیسے آگ کا کہانا اور ریشم منہہ سے نکالنا
اور رسی پر چلنا ان سب امور کو عوام الناس عجیب فرض کرتے ہین اسلیے

کہ یہہ لوگ اون امور کو سمجھہ تو نہین سکتے اور اون امور کے حریص ہوتے
ہین اور جس طرح مشہور ہوتا ہے یا جو اون کے مدنظر ہوتا ہے
وہ حکم لگاتے ہین - ان کم عقلون اور مجنونون اور جادوگرون کے
واسطے وہی مفید ہے جو حکما نے ان کے واسطے تجویز کیا ہے یعنے
ان کو ہسپتالون مین رکہنا تاکہ دوسرے لوگ ان تخیلات اور اوہام فاسدہ
سے بچین - ان لوگون کے حق مین عوام الناس کا ہمیشہ سے یہی اعتقاد ہے
کہ ان لوگون سے اور جنون سے تعلق ہے -
پس آدمی کو ضرور ہے کہ جو فوائد ہم آگے ذکر کرتے ہین اون پر پورا غور
کرے اس لئے کہ فوائد مذکورہ سے آدمی ایسے غلطیون سے محفوظ رہتا ہے -

پہلا فائدہ

علم طبعی سے ناواقفیت کی حالتمین اشیاء عجیبہ کے دریافت کی حرص اور
اس طرف ہمیشہ میلان طبع کہ ہر مسبب کا سبب دریافت ہو - جو اوس کے
وجود کا بدل ہوا اور اس مسبب کے سبب مناسب طبعی سے بحث کیجا سکے -
اور حالت عدم تیقن سبب پر توقف یہہ سب امور امورات الہیہ مین موجب وقوع
اور امورات الہیہ مین دخل کے باعث ہین - یہی امور بتون کی پرستش کا

باعث ہین جو اس وقت ممالک شمالی مین ہو رہا ہے اور نیز جزائر ہند مین اور
وہ سب لوگ جو علم طبعی سے ناواقف ہین اسی مین مبتلا ہین ۔ اور یہی جہالت
علم طبعی بعض علما اور حکما پر سختی کے باعث ہوے جنہون نے مشرق و مغرب
آفتاب کے مختلف جوانب غور کر کے کہا تھا کہ آفتاب کا غروب جو ہمارے
ملک مین سب سے ممکن ہے یہی دیگر ممالک مین طلوع آفتاب ہو ۔ جسکی بنیاد پر
اون پر کفر کا حکم لگایا گیا اور اہل شرع سے ایسے علما اور حکما خارج
کر دیئے گئے حالانکہ اون کے برہان کثرت ممارست اور تجربہ پر مبنی تھے
اور جو کچھہ اونہون نے کہا تھا صحیح تھا ۔ بر بناے حکایت مذکورہ اس قسم
کے واقعات مین صدور حکم عقوبات سے قبل نہایت ضروری ہے ۔
کہ آدمی اپنا تحفظ کرے ۔ اور بہی بہت امور اور امثال واقعہ مذکورہ
کے مشابہ ہین جنکا ذکر ضرور نہین ہے یہان صرف اتنا ذکر کافی ہے
کہ جب انسان کا ذہن علوم اور معارف طبعیہ سے بہر جاتا ہے اور اخلاق
اور تاریخی واقعات اور اشخاص کے آراز یادہ حاصل ہو جاتے ہین تب
اوس سے غلطی کم ہوتی ہے اور اوہام عوام کا اثر اوسپر کم ہوتا ہے ۔

دوسرا فائدہ

تمام علماء کلام اور فلاسفہ کا اسپر اتفاق ہے کہ تنہا علوم اور معارف طبیعیہ انکے
اور شیاطین کے بارہ مین ہرگز مفید نہین ہین - اس صورت مین بجز ہمین
کوئی شئے دلیل شرعی سے نہین بیان کرسکتی - جو دلیل شرعی اور عقلی
ہو اور جو ہماری باعث نجات ہے اور جسپر دلالت عقلی مبنی ہے تب ایسی شئے
بسبب مجہول سے استعانت ہمارا اون اوہام مین مبتلا ہوتا ہے جن کی
بنیاد کسی قاعدہ معقول پر ہرگز نہین ہے - مثلاً جب شرع سے ظاہر ہوا
کہ شیاطین بلا حکم اور بلا ارادہ الہی ممکن نہین کہ ایک رائی کے دانہ
برابر بھی کچھ کرسکین تو اُن لوگون پر دو سخت اشکال وارد ہونگے جو یہہ
اعتقاد مشرکانہ رکھتے ہین کہ بعضے آدمیون اور شیاطین مین معاہدہ ہے
اور معاہدہ مذکورہ پر وہ بعضے افعال خارق عادت کرگذرتے ہین اور
وہ لوگ نہین جانتے کہ مذہباً یہہ شرک ہے -

پہلا اشکال یہہ ہے کہ اعتقاد مذکور اسکا مستلزم ہے کہ جو اعمال اور افعال
ساحرین چاہین اور بعضے کلمات کو تلاوت کرین تو اللہ تعالی ابلیس کو اُن
اعمال کے کرنے کی اجازت دیدیگا - دوسرا اشکال یہہ ہے کہ ساحرین کو
اتفاق مذکور کا الہام اُن کلمات یا برکات کا علم بھی ہے جن کلمات کے

پہر نسبت باحرکات کرنے سے اجازت آلہی حاصل ہوتی ہے - ان اشکالوں
کا جواب ہرگز ممکن نہین - اور نہ کوئی برہان اتفاق مذکور کے ثبوت کی
قطع نظر اس سے یہہ شرک باللہ اور سوء ادبی جناب باری کے ہے -
اور جب اس اتفاق اور معاہدہ کے کوئی برہان نہین ہے اور نہ الہام
مذکورہ کے کوئی دلیل ہے تو پہر کیونکر معلوم ہوسکتا ہے کہ فلان کلام یا
فلان فعل اجراے مقصود اور نیل مرام کے فلان کلام اور فلان فعل
سے زیادہ مناسب ہے -

تیسرا فائدہ

اجسام مین ایک معینہ حالت طبعی ہے جو غیر متغیر ہے - اور اوسکا ظہور
اون عقول حادثہ مخلوقہ سے نہین ہے جن کو جسم سے تعلق نہین ہوتا اسلئے
کہ جواہر روحانی اگر اجسام کے حرکات مین تغیر کرسکین تو طبیعت امور محققہ ثانیہ سے
مجرد ہوجاے گی - اور اس وقت وہ تمام اشیا جنکی نسبت عوام کا
یہہ دعوی ہے کہ یہہ اشیاے طبعیہ سے خارج ہین اور نہ اونمین سے
ہین جو شرع مین مذکور ہین - منجملہ اون اشیا کے ہوجائینگے جن کے
اسباب طبعی ہین - اور جب ان کو اسباب غیر عادی سے منسوب

کیا جائیگا تو اوس کے نتائج فاسد اور غلط پیدا ہون گے - جسکا منشا غلط محض ہوگا -

چوتھا فائدہ

نتائج طبعی جیسے سنگ مقناطیس مین رگڑنے سے جذب پیدا ہونا اور نباتات کا اوگنا اور حیوانات کا توالد تناسل - اور ان دونون کانمو کو تعجب انگیز ہین لیکن نہ اوسقدر جسقدر کہ اشیاء الہیہ عجیب ہین - تاکہ ہمین اس کی ضرورت ہو کہ ہم اون کے نسبت اسباب خارجیہ پر غور کرین جو حد طبعی سے خارج ہین -

ان کے عجیب نہونے کی علت انکا کائنات مین موجود ہونا نہین ہے - اسلیے کہ ان کا وجود غیر عجیب ہونے کی علت کے نہین ہے - بلکہ اون کے عجیب نہونے کی علت ہر وقت اونکا حصول اور ہمارا اون کے ساتھہ عادی ہونا اور ہماری پیدایش کے اونکا دنیا مین پایا جاتا ہے پس بقدر امکان نتایج طبعی کا عجیب ہونا اور اونکی حد طبعی سے خارج ہونے اور اشیاء الہیہ مین اونکے داخل ہونے کا موجب نہین ہے - جو واقعات نہایت عجیب ہین کیا اونہین حد طبعی سے خارج قرار دیا جائیگا اسلیے کہ وہ نہایت نادر الحصول ہین اور

اون کے اسباب طبعی ہمکو معلوم نہین ہین -

یا ایسے واقعات کو اسباب الہیہ کے طرف منسوب کیا جائیگا - کیا دمدار ستارہ

چاند و سورج کے مانند طبعی طور پر متواتر نہین نظر آتا - صرف اتنا فرق ہے

کہ چاند اور سورج ہمیشہ متواتر دکہائی دیتے ہین اور ستارہ مذکورہ کبھی کبھی

مثلاً اگر رات کے وقت غفلت کی حالت مین یکایک غل شو ہو تو کیا اوس کو

شیطان یا جن کے طرف منسوب کر کے اسباب طبعی سے خارج کرینگے

اور یہہ کہین گے کہ یہہ غیر طبعی اسباب مین سے ہے کیا عقلاً یہہ بہتر ہوگا

کہ ہم اس کو اسباب طبعی کے طرف منسوب کر کے نا واقفیت اپنی اوس کے

طبعی اسباب سے ظاہر کرین -

پانچوان فائدہ

ہر زمانہ مین بعض بدعتی لوگ ہوتے ہین - وہ لوگ اپنی بدعتون کو نہین سمجہتے

ایسے لوگ بوجہہ جہالت اور ضعف عقل اور اوہام فاسدہ مذاہب گذشتہ اونکی

اپنے مذاہب اور شرائع کو ترتیب دیتے ہین - چونکہ شرائع اور مذاہب

دمدار ستارہ کے مانند ہوتے ہین جو زیادہ عرصہ تک نہین ٹہرتے

بلکہ زائل ہو جاتے ہین میلاد سے تقریباً ایک ہزار سال پہلے ایشیائے شرقی

مین بھی فوہ بہت کے پرستش کا ظہور ہوا تھا جو ابتک موجود ہے - اور چین
مین جسے پوجتے ہین اوس کے اتباع سے دین اوسے فوہ کہتے ہین تاریخ
عقول بشری کا مصنف لکھتا ہے کہ وہی اتباع اوس بت سے آخرت اور
بقاے ارواح اور ثواب و عذاب کو منسوب کرتے ہین - اور اس مذاہب
کے لوگ اکثر کفارہ گناہ کے لئے ایسے افعال کرتے ہین جن سے طبیعت کو
نفرت ہوتی ہے بعضے لوگون کی عمر برہنگی مین بسر ہوئی وہ اپنی جانون کو
زنجیر اور طوق سے عذاب کرتے رہے - اور بعض نے لوہے کا طوق
اوٹھایا جس سے قد اونکا ٹیڑھا ہوگیا اور پیشانی اونکی ہمیشہ زمین پر جھکی رہی
ممکن ہے انکی شان مین وہ کہا جاسے جو ہم سے پہلے قولیان نے کہا ہے
جو یہہ ہے کہ عذاب کفارہ گناہون کا باعث نہین ہے بلکہ موجب گناہ ہے
وہ اقدام عذاب اور رنج اوٹھانے کا سبب ہی - ان قسیسون نے مخلوقات
کو فتنہ مین مبتلا کر رکھا ہے اور خود بھی بسبب غیرت کے آفت مین مبتلا ہین
جسکی وجہہ یہہ ہے کہ اونہون نے لوگون سے اشیاے عجیبہ کا ذکر کیا جو
حد طبعی سے خارج ہین - اگر یہہ عابد معتاد لوگ عام رعایا اور مخلوقات مین
زندگی بسر کرتے ہین وہ کام کرتے جنمین لذات ہین اور مخلوقات اون کا

اقتدار کرتے تو اون کے حق مین بہتر ہوتا اور کوئی شے اون کے دیانت اور
افعال مین حد طبعی سے خارج ہوتے برخلاف ان کے اوس عجیب زندگانی
کے جو عادت اور طبیعت سے خارج ہے جسکا نتیجہ یہہ ہے کہ یہہ لوگ مرتبہ
طبعیہ محدود سے مرتبہ غیر طبعیہ نامحدود کے طرف انتقال کرتے ہین یہہ لوگ
اوس قسم کی زندگی کے حریص ہین جس سے تعجب ہوتا ہے اور انسان کو
جس سے آفت مین مبتلا ہوتا ہے جو لفظ ہمیشہ معنی مجازی مین مستعمل ہوتا ہے
اوس کا معنی حقیقی مین استعمال بہی بعینہ ایسا ہے ہوا اس لئے کہ
اسمین بھی ایک مرتبہ سے دوسرے مرتبہ کے طرف انتقال ہے جس کی
مثال یہہ ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا (المحل الذی
یکون فیہ کنزنا یکون قلب نا فیہ) یعنے جہان ہمارا خزانہ ہوتا ہے وہین
ہمارا دل ہوتا ہے پس لفظ قلب سے یہان مراد معنی حقیقی یعنے جزء
مخصوص بدن انسان نہین ہے - بلکہ یہان اوس سے مراد تاثیر روح
اور ادراک روح ہے جیسے یہہ قول ہے (اجعل قلبک للہ تعالے)
یعنے دل اللہ کے لئے رکہہ جس سے مراد یہہ ہے کہ محبت خدا سے مخصوص رکہو
گو قلب کا لفظ اکثر معنی مجازی مین مستعمل ہوتا ہے جیسے کسی کا یہہ قول کہ (اعطی

قلبہ واخذہ) یعنے اوس نے اپنا دل دیا اور لیا لیکن بعضے واعظون نے سولوین قرن مین یہہ بیان کیا کہ ایک شخص امرا مین سے فوت ہوا خوشبو بہر نیکے واسطے اوسکا جسم کہولا گیا۔ اوسمین قلب اوسکا نہ تھا۔ اہل جراحت کو اس سے کمال تعجب ہوا۔ ایک شخص عاقل عالم متبحر علوم اوسوقت وہان حاضر تھا اوس نے اہل میت اور اہل جراحت سے کہا جاؤ میت کے مال کے صندوق مین اوسکے دل کو دہونڈو شاید اسکا قلب وہان موجود ہو جیسا کہ عیسی علیہ السلام نے فرمایا ہے اون لوگون نے جاکر مال کا صندوق کہولا دیکہتے کیا ہین کہ دل میت بخیل مال کے صندوق مین موجود ہے۔ پس حکمت کی یہہ مثال لقمان کے حکمتون سے بہے زیادہ تر مقبول ہے اس سلئے کہ تعلیم عقل بشری کے سلئے نافع ہو

سفسطہ سیزدہم

جہالت علم کے طرف انتقال ذہن کے بیان مین

قیاس اصلی کا قاعدہ کلیہ یہہ ہے کہ انسان معلوم سے مجہول کے طرف انتقال ذہنی کیا کرتا ہے۔ لیکن بعضے لوگ اس کے برعکس مجہول سے معلوم کے طرف ذہن انتقال کیا کرتے ہین۔

سفسطۂ چہاردہم

قوت سے فعل مین اخراج کے بیان مین جسے دور معیوب کہتے ہین - جب
ہم کسی شئے پر برہان قایم کرنا چاہتے ہین پہر ہم اوس دوسری شئے کو استعمال
کرتے ہین جو شئے مطلوب سے متعلق ہے اس صورت مین بھی سفسطہ واقع
ہوتا ہے - اور نتیجہ اونہین قضایا مین داخل ہوتا ہے جن سے نتیجہ نکالا جاتا ہے

فصل چہاردہم

تعقل اور برہان قائم کرنے کے مختلف طریقون کے بیان مین

اس سے قبل بیان کیا جا چکا ہے کہ قیاس تین قضایا سے مرکب ہوتا ہے
ایک صغری دوسرا کبری تیسرا نتیجہ - اب ہم یہہ بیان کرتے ہین کہ مخاطبات
خطابیہ اور محاورات مشہورہ مین ہرگز بصراحت قیاس استعمال نہین
کیا جاتا اور نہ خوشنما معلوم ہوتا ہے بلکہ صراحت قیاس مین کلام کے
بدنمائی شمار کیجاتی ہے یہان ہم یہہ کہتے ہین کہ قیاس بطریق صراحت
مخاطبات خطابیہ اور قیاس ہمیشہ محض زبان کے ضمن مین رہتا ہے -
خطیب کو ضرور ہے کہ قبل از حصول نتیجہ ہر قضیہ کو اوس کے خصوصیات کے
ساتھہ اعتبار کرے اور اوسمین اور تصرف کرے اور وسعت دے مثلاً منطقی ہر

کہ (ہارون رشید بادشاہ ہے) یہہ صغری ہے اور ہر بادشاہ کا احترام اس کو مناسب ہے یہہ کبری ہے پس قیاس مذکور کا نتیجہ یہہ ہے کہ ہارون رشید کا احترام سب کو مناسب ہے ہر ایک قضیہ کو قضایا مذکورہ مین خطیب اوسکے خصوصیات کے مانند وسیع کرے قضیہ اولی مین توسیع اسطور پر ہوگی کہ ہارون رشید کے شوکت اور عدل اور حسن معاملہ اور کمال تحمل کا تذکرہ کیا جاے اور قضیہ ثانیہ مین اس طرح ہوگی کہ یہہ بیان کیا جاے کہ نوامیس بشری اس امر کے مقتضی ہین کہ تمام رعایا بادشاہ کی تعظیم کرے اور قضیہ ثالثہ مین مثلا یہہ ذکر کیا جاے کہ بادشاہ کا احترام مثل باب کے رعایا پر واجب ہے۔ اور اطاعت مثل سردار کے کرنا اور بزرگی اوس کی اس لئے تسلیم کرنا ضرور ہے کہ وہ زمین مین ظل اللہ ہے اور اور خلیفہ الٰہی ہے جو خطبہ سیسرون نے میلون کی حمایت کے لئے پڑہا تہا وہ خطبہ کے صورت مین صرف قیاس تہا اوسکا کلام قواعد منطقیہ پر مبنی تہا کلودیوس نے میلون کے پہانسنے کے لئے پہندا بنایا تہا۔ تاکہ اوسمین اوسے مبتلا کرے اور جو کوئی ایسا کرے ہمین اوسکا قتل جائز ہے۔ جس قیاس کا نتیجہ یہہ ہے کہ میلون کو کلودیوس کا قتل جائز ہے پس سیسرون نے قضیۂ نخستین

کو وسعت دے اور حقوق طبعیہ اور بشریہ اور ملکیہ اور اشیاء واقعی سے
یہاں قایم کی ہیں اوس نے تہنیہ اولی مین چند کلودیس کے لڑائیون اور اوس کے
انجام کا ذکر کیا اور اوسمین اوس کے تمام حالات بھی بیان کر دے۔
اور یہہ بھی ذکر کر دیا کہ کلودیوس میلون کے ذبح کرنے کا ارادہ رکھتا ہے
اور اس سے یہہ نتیجہ نکالا ارادہ مدافعت اور مخالفت میلون شرعاً
ہرگز گناہ گار نہوگا اوسے اختیار ہے جو فعل چاہے اسباب مین کرے
جس علم القیاس سے تمامی خطابیات تشابیہ منسوب ہوتے ہین دوسری
چیزین بھی ہین جن کا حاصل کرنا انسان کو ضرور ہے اور وہ قیاس مختصر
اور قیاس مقسم اور قیاس مرکب۔ اور قیاس استقراء ہے ۔

فصل یازدہم

قیاس مختصر کے بیان مین

قیاس مختصر عبارت مین ناقص ہوتا ہے اس لئے کہ تینون قضایا سے
قیاس مین سے بغرض اوس کے ظہور و وضاحت اور اوس کے مزید علم
کے بعض محذوف ہو جاتے ہین تاکہ مخاطب خود ہے اوس کو ادراک
کر سکے مثلاً جب کہا جاے کہ ‌‌ ‌کل ماکان یرتخی التقلب فہو خطر یعنے ہر شے جو

قلب کے منضعف ہو وہ خطرناک ہو - جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ لعب کمودیہ خطرناک

ہے اور صغری قیاس مختصر مین محذوف ہو - اسکی اصل یہہ ہے کہ

(لعب الکمودیۃ یرخی القلب) یہہ صغری ہے (وکل ما کان کذلک خطر

یعنے لعب کمودیہ مضعف قلب ہو اور جو شی ایسی ہو وہ خطرناک ہے

جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ لعب کمودیہ خطرناک ہو - اس قیاس مین تین قضیے ہین

اور قیاس اول الذکر مین دو قضیے تھے - اسی وجہہ سے اوسی قیاس

مختصر کہتے ہین - اہل منطق عادۃً اس کی تمثیل اس طرح دیا کرتے ہین

بقول سینک بزبان سبدیہ (قد امکننی ان اخلصک من الہلاک فہلاکک ان

یمکننی ان اہلکک) یعنے تجھے ہلاکت سے بچا دینا بھی میرے امکان مین

ہے اور ہلاک کرنا بھی میرے امکان مین ہے جسکی اصل یہہ ہے کہ

(تیرا ہلاک کرنا بچانے سے آسان ہے یہہ صغری ہے (اور مین ہلاکت

سے بچاتا ہون (اور ہر شخص جو انسان کو بچا سکے ممکن ہے کہ اوس کو

ہلاک بھی کر سکے) جسکا نتیجہ یہہ ہے کہ (یہہ ممکن ہے کہ مین تجھکو ہلاک کر سکون

اسی قبیل کا یہہ قول ہے (اے فانی تو کینہ مت رکھہ) جسکی اصل یہہ ہے

کہ (تو فانی ہے) اور جو شخص ایسا ہو اوسکو نہ چاہیئے کہ کینہ رکھے)

جسکا نتیجہ یہہ ہے کہ تجھے کینہ رکہنا مناسب نہین ہے -

فصل شانزدہم

قیاس مقسم کے بیان مین

یہہ قیاس ایک برہان مرکب ہے اس قیاس کے نام اجزا پر کل کو تقسیم کرتے ہین اور جو نتیجہ ہر ہر جزسے نکالتے ہین وہ اس سے نکالتے ہین اسوجہ سے اسکا نام قیاس مقسم ہے اور نیز قیاس ضارب طرفین اور قیاس مقلوق بھی اسے کہتے ہین اس مثال پر غور کرو جس سے اہل فلاسفہ خیالیہ کے تردید ہوتی ہے تشکیک اور عدم یقین بالشئے کے قایل ہین - اور وہ یہہ ہے - کہ اون سے کہا جاے کہ تم جو کچھہ اپنی زبان سے کہتے ہو اوسکو پہچانتے ہو - یا نہین - اگر تم اپنے قول کو پہچانتے ہو - تو بعض اشیا کی معرفت ممکن کیا بلکہ ثابت ہے - اور اگر نہین پہچانتے ہو تمہارا یہہ حکم لگانا غلط ہے کہ کسی شے کی معرفت ممکن نہین اس لئے کہ انسان اوس شے کے نسبت حکم لگانا مناسب نہین ہے جسے وہ نہ پہچانتا ہو -

اس قیاس کا اصلی قاعدہ یہہ ہے کہ کلی اوس کے اقسام پر عمدہ طور پر تقسیم ہو جسکی وجہہ یہہ ہے کہ جب تقسیم کلی ناقص ہوگی تو نتیجہ کاذبہ اور غیر صحیح ہوگا -

مثلاً بعض فلاسفہ نے اس امر پر برہان قائم کی ہے کہ ازدواج لازم نہین ہے جسکی تشریح یہہ ہے کہ عورت یا خوبصورت ہوگی یا بدصورت - پس اگر وہ خوبصورت ہوئی تو اوسکے شوہر کو غیرت ہوگی - اور جو بدصورت ہوئی تو نفس کو الفت نہوگی لیکن تقسیم اس قیاس مین صحیح نہین ہے - اور نتیجہ جزئیہ ہر قسم کا اسمین لازم نہین ہے - اولاً اس لئے کہ ممکن ہے کہ ایسے اعلے درجہ کی خوبصورت عورتین نہ ملسکین جو غیرت کا سبب ہون اور نہ ایسے بدصورت ہون جن سے نفرت ہو اور الفت نہو - دوسری یہہ کہ نہایت درجہ کی خوبصورت عورتین ہوتی ہین لیکن ایسے صاحب عفت اور پاکدامن ہوتی ہین کہ شوہر کی غیرت وجہہ نہین ہوتی اور عورتین اعلی درجہ کی بدصورت بھی ہوتی ہین لیکن وہ آدمی کے دل کو فریفتہ کرلیتی ہین پس نفرت ممکن نہین اس قیاس مین اور دوسرے قیاسات مین انسان کو معارضہ سے بچنا چاہیئے مثلاً بعضے قدماء کا خیال ہے کہ انسان مصالح جمہوریہ کا متحمل نہین ہوسکتا اسپر اونہون نے اسے قیاس تقسیم سے برہان قائم کی ہے جو یہہ ہے کہ انسان یا احسن سلوک کریگا یا نہین - اگر وہ احسن سلوک کریگا تو دشمن اوسکے بہت لوگ ہوجائینگے - اور جو اوسنے بدتر سلوک کیا تو خدا کا نافرمان بندہ ہوجائیگا

برہان مذکور اس طرح صحیح نہین ہے کہ جب انسان لینت اور نرمی اور مراعاة کا استعمال کریگا تو اوس کے دوست بہت ہوجائین گے - اور جو اوس نے حکومت کے ساتھہ عدل کیا تو خدا کا بھی فرمان بردار رہے گا -

فصل مقدمہ

قیاس مرکب کے بیان مین ؛

یہہ برہان دوسرے قسم کی ہے جو چند مسلسل قضایاسے مرکب ہوتی ہے - اور بعض قضایا بعض قضایاسے متصل ہوتے ہین اس طرح کہ قضیہ ثانی محمول قضیہ اول کا مبین ہوتا ہے اور توضیح کرتا ہے - اور قضیہ سوم محمول ان قضیہ ثانی کا مبین ہوتا ہے علی ہذا تا آنکہ نتیجہ مقصود تک پہونچی - مثلاً اگر یہہ برہان قائم کیجاے کہ بخیل مسکین ہوتا ہے تو کہا جائیگا کہ بخیل خواہشون اور حرص سے بہرا ہوا ہوتا ہے اور ہر ایسا شخص بہت اشیا کا معدوم کنندہ ہوتا ہے - اور جو کوئی بہت اشیا کا معدوم کنندہ ہوتا ہے وہ مسکین ہوتا ہے - جسکا نتیجہ یہہ ہے کہ بخیل مسکین ہوتا ہے - اس قیاس مین صحت اور صدق نتیجہ کے لئے مسلسل قضایا کا باہم ارتباط کامل طور پر نہایت ضرور ہے - ہر قضیہ اسمین دوسرے قضیہ کا مبین ہوا کرتا ہے اور قضایاے قیاس کا محض بنفسہا مستقل ہونا نتیجہ نہین دیتا

جیسے بعض اشخاص کا یہہ قول کہ یورپ اقسام دنیا سے زیادہ جمیل ہے اور فرانس حالانکہ یورپ سے زیادہ جمیل ہے۔ اور پارس مداین فرانس سے زیادہ جمیل ہے اور مدرسہ لوئی پارس کے مدارس سے زیادہ جمیل ہے اور ہمارا کمرہ اس مدرسہ کے کمرون سے زیادہ جمیل ہے اور مین اس کمرہ کے رہنے والون سے زیادہ جمیل ہون پس مین سب اہل دنیا سے زیادہ جمیل ہون پس یہہ برہان درحقیقت درست نہین ہے اس لئے کہ یہہ غیر مرتبط قضایا سے مرکب ہے انکا ہر قضیہ بنفسہ مستقل ہے۔ ایک کو دوسرے سے کوئی ربط نہین اور نہ ایک دوسرے کا مقدمہ ہے اور نتیجہ بھی باطل ہے۔

فصل ہجدہم

استقرا کے بیان مین

استقرا بھی ایک قسم کی برہان ہے۔ جسمین چند امور جزئیہ سے امر کلی کی معرفت کے طرف انتقال ذہنی ہوا کرتا ہے۔ مثلاً ہم نے آدمیون مین استقرا کیا تو معلوم ہوا کہ سب آدمی لذات سے الفت اور آلام سے نفرت رکھتے ہین پس ان امور جزئیہ کے استقرا سے یہہ نتیجہ نکلا کہ سب آدمی بہتری کے دوست ہین۔ اور ایک بھی ایسا نہین ہے جو برائی کو پسند کرے جبتک کہ صفات موجودہ پر باقی ہے۔

فصل نوزدہم

جو کچھہ اس سے قبل بیان کیا جا چکا ہے اوس سے یہہ نتیجہ نکلتا ہی کہ تقویم قیاس میں اعمال عقلی پر مبنی ہے۔

پہلا عمل تو تصور معنی مثالی شے کا انسان کا یاد کرنا ہے۔ یعنے حقیقت شے کا تصور۔ یہہ تصور تو عادت اور تفکر سے انسان حاصل کرتا ہے اس کے بعد انسان کو اوس تصور کا ادراک ہوتا ہے جو نتیجہ کے موضوع مطلوب کے ساتھہ نسبت کے توضیح کر دیتا ہے۔ دوسرا عمل اس امر کی تحقیق ہے کہ تصور مطلوب کے موافق ہے اور اوس کی صلاحیت رکھتا ہے یا نہین۔

تیسرا عمل اوس ادراک سے نتیجہ کے موافقت یا مخالفت کی تعبیر ہے۔ مثلاً کہا جاتا کہ یہہ شکل مدور ہے۔ تو ہم دائرہ کی صورت مثالی کا تصور کرینگے یعنے دائرہ کے معانی حقیقی کا تصور کرینگے جس پر قیاس کرکے دوسرا دائرہ بنایا جا سکے اور وہ دوسرا دائرہ اس کے مقابل ہو اس کے بعد جو ادراک اس مقابلہ سے ہوگا اوسکو نتیجہ کے ساتھہ تعبیر کرینگے۔

فصل بستم

طریقہ منطقی کے بیان مین

تصورات اور تصدیقات کو عمدہ انتظام اور اچھے ترتیب کے ساتھہ بیان
کرنا طریقہ منطقی ہے اس طرح کہ خود ہی انسان تصورات اور تصدیقات
مزید انتظام کے ساتھہ سمجھے اور اس طرح بیان کرے کہ مخاطب نہایت آسانی
اور سہولت کے ساتھہ اوسکو سمجھہ سکے - اس موقع پر منطقیون کی عادت کے
بموجب یہہ کہنا ممکن ہے کہ طریقہ منطقی دو قسم کا ہے ایک طریقہ تحلیل اور
دوسرا طریقۂ ترکیب -
تحلیل تواشیا کی اون تفصیلات کا نام ہے جن کے ذریعہ سے مقصود تک
پہونچین اور یہہ استقرا کی ایک نوع ہے - ترکیب سے مراد یہہ ہے کہ عام
تر سے شروع کرین تاکہ ذہن کمتر از عام کے طرف منتقل ہو سکے - مثلاً پہلے
بغیر کسی جنس کے - انواع و افراد کے ملاحظہ سے اوس جنس کی شناخت
اس طریقہ کو طریقہ مذہبیہ بھی کہتے ہین اسواسطے کہ اولاً قواعد اور اصول عام
کی تعلیم کرتا ہے پہر اصول غیر عامہ کے یہہ دونون طریقہ تعلیم مین اہم ہین
خاصکر طریقہ تحلیل بہت نافع ہے اس لئے کہ اسمین پے درپے عام تصورات
خاص تصورات حاصل ہین - اب اسکی طریقہ اور چند اصول بیان کئے جاتے ہین -
(۱) یہہ کہ انسان کو معلومات سے مجہولات کے طرف ذہن کو منتقل کرنا چاہئے

(۲) یہہ کہ مقصود سوال کو نہایت احتیاط اور تمیز کے ساتھہ سمجھنا چاہیئے ـ
نہین تو کرا ورآقا کی مثل صادق آسکتی ہے۔ کہ آقا نے نوکر کو حکم کیا کہ جا میرے
دوست کو بلا اوس نے دوست مطلوب کو تو دریافت کیا نہین اور بلاسٹ
چلا گیا ـ جو کوئی سوال کو سمجھنے سے قبل جواب دیگا وہ اسی حالت مین مبتلا ہوگا
کسی شے کی نسبت بغیر مقصود اور ادراک کے حکم لگانا عیب ہے ـ
(۳) یہہ کہ جو چیزین سوال سے خارج اور فضول ہون ـ ایسے بیفائدہ چیزون
سے پرہیز کرنا ضرور ہے ـ
(۴) یہہ کہ کسی شے کی صحت کو تسلیم نکرنا چاہیئے تاآنکہ پہلے صحت متحقق ہوچکی
(۵) یہہ کہ جو کچھہ جلدی سے ذہن مین آجاے اور ذہن اوس کے طرف
جلد سبقت کرے فوراً اوسے زبان پہ لاسے بے احتیاطی کرے ـ
(۶) یہہ کہ احکام کے بیان کرنے مین وہ الفاظ استعمال کرنی چاہیئین جو سریع الفہم ہون
(۷) یہہ کہ بحث مین کسی شے کے ایسے سبب خارجی کو بنیاد قرار دے جو سبب
یقیناً مستلزم شے مذکور ہو ـ
(۸) یہہ کہ ہر شے پر وہ حکم لگائے جو اوس کے مناسب ہو ـ مثلاً جب کسی شے کی
صحت ثابت ہولے تو اوس کی نسبت صحت کا حکم لگا ہے اور جس شے کے جانبین

مساوی ہون اوسپر شک کا حکم لگائے - اور جب ایک جانب راجح اور

اور دوسرے مرجوح ہو اوسپر ظنی حکم لگائے -

(۹) یہہ کہ مطلوب کو اوس مقدار پر جو ضروری اور لازمی ہو تقسیم کرے

اور اوس کی توضیح کرے اور ابہام کو رفع کردے -

(۱۰) یہہ کہ ہر شے کے کامل اجزا کو لے اس طرح کہ اسکا یقین ہوجائے

کہ کسی جز کی فرو گذاشت نہین ہوتی -

فصل بست و یکم

طریقہ ہندسیہ کے بیان مین

(۱) یہہ کہ مہندسین کی عادت ہے کہ ابتدا مین حدود شئے اور اوس کے

تعریفات بیان کرتے ہین - تاکہ کسی طرح کا شبہہ اور التباس معانی کلمات

مین باقی نرہے - اور حدود اور تعریف مین بھی ایسے کلمات استعمال

کرتے ہین جو ظاہر الدلالت اور معروف المعانی ہوتے ہین -

(۲) یہہ کہ حدود تعریفات کے بعد صاف قواعد اور بدیہی اصول کا نذکرہ

کرتے ہین جیسے کل بڑا ہوتا ہے اپنی ہر ہر جزسے - ایسے خصوصیات

سے ماخوذ ہوتا ہے -

(۳) یہہ کہ جن قضایا مین خفا اور صعوبت ہوتی ہے اون کے حدود اور تعریفات کے ساتہہ برہان قائم کرتے ہین۔

یا اون علوم مفارقہ کے ساتہہ برہان قائم کرتے ہین جنکا ذکر ابتدا مین ہوتا ہے

یا اون قضایا کے ساتہہ برہان قائم کرتے ہین جن پر پہلے برہان قایم ہوتی ہے یعنے جن پر پہلے برہان قائم کرلیتے ہین۔

اس صورت مین اون قضایا کی صعوبت اور خفا زایل ہوجاتی ہے۔

تمت بعونہ تعالیٰ

قیمت

سیرۃ محمدیہ یعنے حضرت محمد عربی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سوانح عمری اور تعلیمات۔ نبی اکرم صلعم کے زمانۂ پیدائش سے وفات تک کے مفصل اور مورخانہ سچے حالات۔ اسلامی دنیا کے ہر طبقہ کے علماء کا مختصر حال وغیرہ وغیرہ۔ بڑے بڑے مسیحی مورخوں کی دھوان دھار نکتہ چینیوں کا کافی وشافی جواب مصنفہ مولانا میرزا حیرت دہلوی

الفاروق حضرت امیرالمومنین فاروق اعظم عمر رضی اللہ عنہ کی سوانح عمری — عمر

پیر نابالغ۔ اول ودوم حصہ جوانوں کی رندانہ طبیعت تو سب نے دیکھی ہوگی لیکن اس پیر نابالغ کی رنگین طبیعت نے آجتک جتنے رند اس دنیا میں پیدا ہوئے اور ہونگے سبکی رنگینی کا ٹھیکہ لیلیا ہے ممکن ہے کہ کوئی بجھی ہوئی طبیعت والا پڑھے اور رقص نہ کرنے لگے۔ مصنفہ مولانا میرزا حیرت دہلوی۔ — فی حصہ ۸/

الف لیلہ شہرزاد بطرز ناول **المعروف بہ بستان حیرت** — ۱/
یہ اُس الف لیلہ عربی کا چیدہ اور بامحاورہ ترجمہ ہے جو خاص خلیفہ ہارون رشید کے عہد میں تیار کی گئی تھی ستر قصے جو اور مترجموں کو نہیں ملے تھے وہ اس الف لیلہ میں بطور ضمیمہ لگائے گئے ہیں تاکہ ناظرین کو الگ معلوم ہوویں تصویریں نفیس۔ خط پاکیزہ چھاپہ صاف۔ کاغذ دبیز۔

قیمت

الف لیلہ دنیازاد بطرز ناول **معروف بہ نشاط بغداد** — ۶/
شائقین قصص جو الف لیلہ کی سیر کر چکے ہیں شہرزاد و دنیازاد سے ضرور واقف ہو گئے ہونگے۔ ہاں اسقدر ہمیں فخر سے کہنا چاہئے کہ جو قصہ دنیازاد نے بیان کئے تھے وہ اتبک کسیکو دریافت نہیں ہوئے تھے۔ اس میں جسقدر قصص ہیں وہ بلا کے پُر مذاق۔ پُر درد پُر معنے اور پُر نتائج ہیں سچ تو یہ ہے کہ خلیفہ ہارون رشید کی پُر شوکت سلطنت کا اصلی فوٹو اور حقیقی اقبالمندی کے بیمثال انصاف کا بیان اور دیگر شاہان عالی ہمم کے پُر تاثیر اور پیڑ کا دینے والا لطف اسکے مطالعہ سے حاصل ہوتا ہے۔

سوانح عمری عمرو عیار المعروف بہ **فسانۂ حیرت** — ۲/
تمام دنیا کے دلچسپ فسانوں کا عطر کے لینے والا انتخاب اور برگزیدہ واقعات کا مجموعہ ہے نگت میں دکھانیوالا ایک

قیمت

نوجوان ترک اور نوعمر یونانی خاتون کے عشق بلاانگیز کا دردناک حال یونان کی گذشتہ دولت وعظمت وجنگ کا مفصل تذکرہ۔ پدمنی اور عمرو عیار کی پاک صاف محبت کی حسرت خیز رام کہانی۔ محبت کا آتار چڑہاؤ۔ غرض جہانتک کہ مذاق۔ مدوجزر۔ ناکامی کی نوعیت اور فطرت ہے وہ سب اس ناول میں موجود ہے۔

قصہ ٹھگ۔ یہ امیر علی ٹھگ کے واقعات کا فوٹو ہے۔ اگر نیرنگی۔ عیاری۔ اُتار چڑہاؤ۔ فریب ملاحظہ کرنا ہو تو اسے ملاحظہ فرمائیے — اول ۱۲/ دوم ۱۲/ سوم ۱۲/

تاج کامیابی یہ بڑا دلچسپ ناول ہے۔ ناول کا ناول نصیحت کی نصیحت طلبہ وشائقین علم کیواسطے نہایت ہی مفید ہے۔ ایک عورت کا اپنے بچوں کو مسٹر علم کی نگرانی میں چھوڑ جانا۔ مسٹر علم کا انکو ایک ایک مکان آراستہ کرنے کے لئے دینا۔ آخرکار ایک مستقل مزاج محنت کش علم دولت فرمانبردار بچہ کا تاج کامیابی انعام میں حاصل کرنا۔ نہایت ہی دلچسپ ناول نصیحت آمیز ہے۔ — ۷/

ناول مسعود۔ مصنفہ پنڈت برج نرائن ناتھ صاحب دہلوی قابل دید مضمون پُر مذاق۔ — ۱/۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ علی نعمائہ والصلوٰۃ علی خاتم انبیاءہ وعلی آلہ واصحابہ الفائزین بالحق بفنائہ والباقین ببقائہ اما بعد ملتمس ہے احقر العباد خاکپائے درویشان احمد اختر فریدی خلف اکبر حضرت میران شاہ محمد دارا بخت ولیعہد حضرت ابو ظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ بادشاہ طیب اللہ مرقدہما وبرد اللہ مضجعہما کہ جب یہ ناکارۂ خاندان آوارہ تحریر رسالہ ساز ہوسما چار اور تذکرۃ الفقرا فریدی اور معالجات مجربہ بالاسمار الٰہیہ اور رسالہ کلید حکمت وقرابادین ویدک وقرابادین سلطانی وجند المعالجات سے فارغ ہوا تو مطالبات واصطلاحات صوفیہ اور ترکیب اذکار واشغال برائے ہدایت وتعلیم برخورداران میرزا محمد شاہ ومیرزا مسعود شاہ ومیرزا محمود شاہ زاد اللہ علمہم وعمرہم بزبان مروجہ تحریر مین لاکر نام اس مختصر کا **مطالبات اصفیہ** رکھکر چار فصلون پر تقسیم کیا **فصل اول** مین مطالبات اصفیہ **فصل دوسری** مین اصطلاحات صوفیہ کا بیان ہے **فصل تیسری** مین وہ ادعیات ہین کہ جنکو حضرات صوفیہ کے کسی ایک فریق نے واسطے برکت ہر ایک کار کے ابتدا مین پڑہنی مقرر فرمائی ہین۔ اور خاتمہ مین چند رباعیات حضرت شاہزادہ دارا شکوہ قادری قدس اللہ سرہ العزیز کی لکھی گئی ہین۔ **فصل اول مطالبات صفیہ** مین۔ اس فصل مین مطالب بحروف تہجی بسوال وجواب تحریر ہین لیں س سے اشارہ سوال اور ج سے اشارہ جواب کا ہے۔ **حرف الالف** س ادب کیا ہے ج وہ تمیز کرنا مرتبہ حق اور بندہ کا ہے س انانیت کیا ہے ج وہ عالی ملکیت ہے اوپر جوارح اور لطائف کے وہ اگر انتہا سے سیر الی اللہ ہے یہی ہے حق ورنہ عبد اور نزدیک بعض کے وہ رجوع بہدایت اور اخلاص ہے باوجود تعین کے س ایمان کی کیا تعریف ہے ج عالم کو معدوم بالذات جاننا س اسلام کیا ہے ج وہ پانا عینیت حق کو عین غیریت مین س انسان کامل کسے کہتے ہین ج انسان کامل وہ ہے کہ جسنے عروج ونزول اتمام کو پہنچایا ہو س امانت کیا ہے ج وہ اسرار الٰہی ہے س الوہیت کیا ہے ج وہ تقاضائے فنائے عالم ہے مین بقا اسکی ہین اور بقا اوسکی عین فنا اسکی مین س ارادت کیا ہے ج وہ تجلی موجود ہے س اعیان ثابتہ کسے کہتے ہین ج مراد اس سے صورت اسمائے الٰہی ہے س احسان کیا ہے ج وہ تحقیق عبودیت تماشائے ربوبیت ہے

پس اسم کیا ہے ج وہ لفظ ہے ایک کہ دلالت اوسکی اوپر ذات کے ہے باعتبار صفات چنانچہ حی القیوم
پس اسماء ذاتی کہ صفات بیان کرو ج اسماء ذاتی وہ ہین کہ غیر مین نہ پائے جاوین پس اسماء صفاتی کیا ہین
ج وہ وہ ہین کہ غیر مین پایا جانا اونکا ممکن ہو پس اسماء افعالی کیا ہین ج وہ وہ ہین کہ پایا جانا اونکا
اوپر وجود غیر کے موقوف ہو پس اسم اعظم کیا ہے ج وہ وہ ہے کہ جمیع صفات کمال کا جامع ہو پس
ایمة الاسماء کیا ہے ج وہ منتہائے مقام قلب ہے پس افق اعلے کیا ہے ج وہ منتہائے مقام روح ہو
پس احوال کیا ہے ج وہ واردات ہے حق کی طرف سے بندہ پر کہ بخشش محض سے [illegible] اعمال
صالحہ سے یا پاکی نفس سے پس احدیت کیا ہے ج وہ اعتبار ذات کا ہے ساتھ اسقاط صفات کے پس
احدیت الجمع کیا ہے ج وہ اعتبار ذات ہے ملاحظہ اسقاط اور اثبات کے ہے پس ایجاد کیا ہے ج وہ ظہور
وجود موجود ہے اعیان ممکنات مین پس الہام کسے کہتے ہین ج وہ خطرات ربانی ہین کہ دل مومن پر
نزول ہوتے ہین اور کلام حق ہے بے واسطے پس القا کیا ہے ج وہ ظہور عالم غیب ہے دل مومن پر پس
انجلا کسے کہتے ہین ج وہ ظہور ذات ہے ممکنات مین پس اوتاد کیا ہے ج وہ چہار ولی ہین چار جہات
عالم مین عبد القادر جنوب مین۔ عبد المرید شمال مین۔ عبد العلیم مغرب مین۔ عبد الحی مشرق مین کہ محافظ
ہفت اقلیم ہین پس افراد کیا ہے ج وہ اولیاء ہین مانند اقطاب کے نہ وہ زیر دائرے قطب ہین۔ نہ
قطب اونپر متصرف ہے پس اعتقاد کیا ہے ج وہ ایک صورت علمی باطنی ہے دل مین بوجود مغیبات
کے اور مبدا و حال اسکا سننا اخبارات صوفیہ کبار کا یا صحبت کامل وقت کی پس جبکہ اعتقاد درست
ہوجاتا ہے تو دل محبت دنیا و دون سے خالی ہوجاتا ہے اور دیدہ بصر نور یقین سے روشن اور منور
ہوکر حق منکشف ہوجاتا ہے پس ادب حضرت ربوبیت بیان کرو ج جان لو کہ ادب ہی ثمرۂ محبت
اور تخم محبت چاہئے کہ جسقدر سالک کمال کو پہنچے محبت حضرت محبوب ہی زیادہ ہو۔ جیسا کہ حضرت
عثمان حیری نے فرمایا ہے اذا صحت المحبت ما کدت علی المحب ملازمت الادب پس
جس بندہ کے دل مین محبت الٰہی راسخ ہوتی ہے اسکو اہتمام مراعات ادب بحضرت عزت زیادہ ہوتا ہے
پس ادب حضرت رسالت کیا ہے ج نزدیک اہل تحقیق اور عیان صدیق کے تحقیق ہے کہ دوست
دوست کا دوست ہوا کرتا ہے اور جو کہ دوست کے دوست کو دوست نہ رکھے تحقیق وہ دوست
اپنے نفس کا ہے نہ محبوب کا کسواسطے کہ جو محب صادق علت ہوا اور مراد نفس سے صاف ہوگئے ہین

اپنے کو دوست پر فدا کرتے ہین اور مراد دوست کو اپنی مراد پر مقدم رکھتے ہین بلکہ آپ کچھہ مراد
نہین رکھتے الا مراد محبوب پس نزدیک اہل ایمان کے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محبوب الٰہ
ہین محبت خدا کی متقاضی ہے او محبت رسول مقبول کے جس جگہہ محبت ہے رعایت ادب حضرت
محبوب لازم ہوگی کیا عموماً اہل ایمان اور ارباب کشف پر پس آداب مرید پیر کے ساتھہ کیونکر ہین جو
رعایت ادب صحبت شیخ تمام جہان سے زیادہ لازم تر ہے سوائے آداب حضرت حق و حضرت رسالت
بقول صاحب عوارف رحمۃ اللہ علیہ آداب پیر مرید پر واجب ہے جو مرید صحبت شیخ مین مؤدب رہتا ہے
شیخ کے دل مین اُسکی محبت ہوتی ہے اور وہ منظور نظر رحمت الٰہی ہوتا ہے اور اللہ تعالے مرید مؤدب
کو رحمت اور عنایت اپنی سے اپنے بندون کے دل مین عزیز کر دیتا ہے۔ ادب کی پندرہ قسمین ہین۔
اول اعتقاد تفرد شیخ بتربیت اور ارشاد و تادیب و تہذیب مین پیر کو دوسرے پر ترجیح دے جو شخص کہ
اس رستہ سے خلاف ہو جاتا ہے احوال شیخ کی اوسمین تاثیر اور سرایت نہین ہوتی طالب کو چاہیئے کہ قبلہ اپنا
ملازمت اور خدمت شیخ مین جانے۔ **دوسری** یہہ کہ خدمت پیر مین جہان تک عزیز نکرے خدا چاہے
تو مقصود کو پہونچے لگ مشائخ کبار مرید کا امتحان بھی کرتے ہین جیسا کہ ابو عثمان حیری اور خواجہ ابو حفص کا
معاملہ گزرا ہے پس مرید کو آداب پیر مین ہرگز خطرات کو دخل دینا نہ چاہیئے۔ **تیسری** یہ کہ حکم عدولی
مرشد کی نکرے ہمیشہ مستسلم اور راضی رہے کیونکہ جوہر ارادت اور محبت سوائے اس طریق کے روشن
نہین ہوتی اور اعتبار صدق سوائے اس معیار کے معلوم نہین ہوتا جیسا کہ کلام اللہ مین حق سبحانہ
تعالے شانہ نے فرمایا ہے **فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا
يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا** ۔ **چوتھی**۔ ترک اعتراض ہے چاہئے
کہ کسی طرح ظاہر و باطن مجال اعتراض کی اوپر تصرفات شیخ کے نہ دے۔ **پانچوین**۔ یہ کہ کوئی کار دینی یا دنیوی
جزوی یا کلی بے ارشاد مرشد کے کبھی شروع نکرے۔ **چھٹی**۔ یہ کہ پیر کے اخلاق اور علم اور عادات کو
حقیر نہ جانے اور جس کام سے شیخ کراہت کرے مرید اوسپر اقدام نکرے۔ **ساتوین**۔ یہ کہ رجوع کرنا
ہے اگر اسکو کشف خواب یا بیداری مین ہو علم شیخ سے رجوع کرے۔ **آٹھوین** یہ کہ ہر وقت منتظر
کلام شیخ کا رہے کہ کیا فرماتا ہے اور زبان شیخ کو واسطہ کلام حق جانے اور یقین کرے جو شخص یہ اپنی
عادت کر لیتا ہے وہ عوائد اور فوائد کلام شیخ سے محروم نہین رہتا ہے۔ **نوین** یہ کہ صحبت پیر مین آواز بلند

نہ بولے کہ نہایت بے ادبی ہے۔ **دسوین**۔ منع کرنا نفس کا ہے تبسط سے یعنے شیخ کے آگے ہنسی مذاق نکرے کہ یہہ بہی خلاف ادب ہے اور باب فیض مسدود ہوجاتا ہے۔ **گیارہوین**۔ جبتک شیخ کسی معاملہ مین اپنی طرف متوجہ نہو عرض ومعروض نکرے اور پیش از مکالمت مرشد کلام کرنا بہی داخل بے ادبی ہے **بارہوین**۔ یہ کہ محافظت حد مرتبہ نگاہ رکہنا اور جو حال کہ پیر پر پوشیدہ ہوا وسکو انکشاف نکرے اور ضرورت سے زیادہ بات نکہے کہ اس مین فائدہ نہین بلکہ ضرر متصور ہے اور احوال اپنا ضرورت سے زیادہ نہ پوچہے جیساکہ فرمایا ہے لَا تَسْئَلُوْا عَنْ اَشْيَاءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ۔ **تیرہوین**۔ پوشیدہ رکہنا اسرار مرشد کا ہے چاہئے کہ ہر حال اپنا شیخ کہ مرید سے پوشیدہ رکہتا ہو اگر مرید از راہِ کرامات و واقعات وغیرہ سے اطلاع پاوے اوسے افشا نکرے کیونکہ اخفا بنظر مصلحت دینی یا دنیوی ہو اُسکے اظہار سے فساد پیدا ہو۔ **چودہوین**۔ یہ کہ اسرار اپنا شیخ سے نہ چہپاوے اور جو کرامت موہبت کہ حق سبحانہ تعالے ارزانی فرماوے بہ تصریح تمام عرض کردے ورنہ فتوح اور استمداد شیخ مسدود ہوجاتی ہے اظہار کرنے سے فورًا عقدہ کشائی ہوجاتی ہے۔ **پندرہوین** یہ کہ جوکچہ شیخ سے نقل کرے موافق فہم مستمع کے چاہئے اور وہ بات کہ جس مین دقّت اور باریکی ہو کہ مستمع اُسکی حقیقت کو نہ پہونچ سکے نہ کہے۔ **مس** آداب مرید کہ شیخ کے ذمہ ہین بیان کردج بعد درجہ نبوت کے نیابت کے درجہ سے بہتر کوئی درجہ نہین دعوت خلق با حق بطریق متابعت رسول علیہ السلام ہے اور مراد شیخ سے بہی نیابت ہے شیخ کو چاہئے کہ زنگ شرک وبدعت مرید کے دل سے پہلے دور کرے کہ انوار جمال احدیت اُسکے دل مین منعکس ہون اور محبت الٰہی پیدا ہو آداب مرید جو شیخ کے ذمہ ہین وہ بہی پندرہ ہین **اول** تخلیص نیت **دوسرا** معرفت استعداد یعنی اُسے اللہ کی طرف رغبت دلاوے اور تعلیم کرے۔ **تیسرا**۔ یہ کہ مرید کے مال کی طمع نکرے اگر مرید مال اور املاک سے یکبارگی متنفر ہوکر شیخ کے سپرد کرے اور اُسے کسی طرح کا ہوش نرہے اسوقت شیخ کو اجازت ہے مگر وہ مال کل اپنے ہی صرف مین نہ لاوے بلکہ محتاج اور یتیمون کو گوشہ نشینون کو بہی دیوے۔ سبحان اللہ ہمارے شیخ بالکل مال مریدونکو جائز نہین رکہتے بلکہ خود مریدون کی امداد فرماتے ہین۔ **چوتہا**۔ یہ کہ شیخ قطع خطوط اور قطع تعلقات ظاہری کرے کہ صدق مرید زیادہ ہو اور جو کچہہ کہ فتوحات ہو قدر ضرورت سے زیادہ مساکین کو دے۔ **پانچوان**۔ یہ کہ قول وفعل شیخ کا یکسان ہو اور غنا پر فقر کو ترجیح دے یا دونون کو برابر جانے۔ **چھٹا**۔ یہ کہ اگر مرید کے کار فقر مین کچہہ خلل واقع ہو

سوم

چہارم

تو تنفر نہو بلکہ بار دگر تعلیم فرماوے۔ **ساتوان**۔ یہ کہ تصفیہ کلام کرے اور شوائب ہوا سے پاک رہے تاکہ مرید مین اثر منفعت ظاہر ہو۔ **آٹھوان**۔ یہ کہ جب مرید سے بات کہے دل اپنا خدا سے مشغول کرے۔ **نوان**۔ یہ کہ اگر مرید سے کوئی بات مکروہ دیکھے تو اُسپر سختی نکرے بلکہ اشارۃً سمجھاوے۔ **دسوان**۔ یہ کہ اسرار اور معاملات اور مکاشفات مرید کے معلوم کرے اونکی محافظت مین رہے۔ **گیارہوان**۔ یہ کہ اگر مرید سے قصور ہو جاوے تو اُسے معاف کر دے۔ **بارہوان** یہ کہ تقضار حقوق مرید سے نہ کرے۔ **تیرہوان**۔ یہ کہ خلوت اور جلوت توزیع اوقات مین کوشش کرے۔ **چودہوان**۔ یہ کہ خود نفل زیادہ پڑہا کرے اور مرید سے پڑہواوے۔ **پندرہوان** یہ کہ حاضر و غائب مرید کی بدخواہی نکرے نہ اُسے بد دعا دے اور نزول رحمت کا امیدوار رہے۔

س اعمال کیا ہے ج مراد عمل سے اس جگہہ مبانی اسلام ہے وہ ادائے کلمۂ شہادت اور صلوٰۃ اور روزہ اور حج اور زکوۃ ہے اور معنی اس کلام کے قید کرنا نفس کا ہے اور قبول کرنا احکام الٰہی کا۔ **حرف الباء**۔ س بصیرت کیا ہے ج وہ روشنی دل کی ہے نور پاک سے کہ اوسکی قوت سے حقایق اشیاء یعنی کثرت عین وحدت مین دیکھتے ہین س برزخ کیا ہے ج وہ پردہ ہے درمیان دو چیز کے جیسا کہ مثال یہان ارواح اور اجسام کے ہے س برزخ جامع کیا ہے ج وہ تعین اول ہے۔ س برق کیا ہے۔ ج وہ ایک چمکارۂ نور ہے کہ جبتک سالک کے دل پر چمکتا ہے طرف سیر الی اللہ کے کہینچتا ہے س بقا باللہ کیا ہے۔ ج وہ شہود ہے اس طرح پر کہ غیر نظر مین نرہے۔ س بقا بعد فنا سے کیا مراد ہے ج وہ حصول مکارم اخلاق ہے ساتھہ اُن اوصاف کے کہ اپنے تئین حق کے ساتھہ مسلم جانے اور ذلت اور عجز نظر مین رکہے اور کثرت کو وحدت پر پاوے س بقا کیا ہے ج وہ دیکہنا عالم کو معدوم اور دیکہنا حق کو موجود اور عالم برویت حق و برویت اشیاء کہ حجاب نہو س باطل کیا ہے ج باطل سے مراد عدم ہے۔ س بسط کیا ہے ج وہ شہود حق ہے بہمہ اشیاء س بعد کیا ہے ج وہ جہل اور غفلت ہے۔ **حرف التاء** س توحید کیا ہے ج سمجہنا احدیت ذات کا بفرق اور جمع کے کہ خودی درمیان سے اُٹھہ جاوے س تلوین کیا ہے ج نہ پکڑنا سالک کا ہر صفت کہ ظہور پکڑے اور ہونا اُسکا تابع حال کے س تمکین کیا ہے ج وہ قرار سالک ہے باتصاف اسماء و صفات

بیچ شہود اور ذات کے اور صاحب اختیار ہونا۔ س توحید علمی کیا ہے ج شہود وید حق مین اور فہم
مین عالم جانے۔ س تعین کیا ہے ج اول ذات حق کہ اُس مین اپنے تئین اور علم کو اجمالاً
پاوے اوسکو حب ذاتی اور ظہور اول اور حقیقت محمدی بھی کہتے ہین۔ س تعین ثانی کیا ہے
ج وہ ذات کہ اوس مین اپنے تئین اور عالم کو بہ تفصیل پاوے اوسکو حقیقت انسانی کہتے ہین۔
س تصوف کیا ہے ج وہ حاصل کرنا اخلاق نیک کا ہے موافق اخلاق خدا کے جیسا کہ فرمایا ہے۔
تَخَلَّقُوا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ۔ س تحقیق کیا ہے ج مراد اس سے ظہور حق ہے بصور اسماء تجلی ظہور
نفس رحمانی کہ ظہور وجود باسم نور بیچ صور اسماء کے ہے۔ س تجلی کیا ہے۔ ج وہ ظہور ہے کہ
کہ اوپر دل سالک کے نازل ہو اُسے انوار غیبی بھی کہتے ہین۔ س تجلی صور کیا ہے ج مراد اس سے
یہ وہ خودی اور دوئی سے باہر آنا ہے۔ س تفرید کیا ہے۔ ج یعنی غیر حق نظر سے ڈال دینا
اور حق کو بحق دیکھنا۔ س تصفیہ کیا ہے۔ ج یعنے غیر حق کو دل مین جگہ نہ دینا۔ س تزکیہ
کیا ہے ج وہ پاک کرنا نفس کا ہے اُس کے عیبون سے۔ س تعین کیا ہے۔ ج وہ نسبت
عقلی عدمی کہ محل ظہور وجود ہے حضرت عالم مین بمقابلہ اسم کے ثابت ہوتا ہے۔ س تشبیہ کیا ہے
ج وہ اسم ظاہر ہے باعتبار تمثیل اور تجلی کے صور اعیان مین حسب تقاضائے صفات کے س
تنزیہ کیا ہے ج وہ لطافت اسم باطن کہ مجرد ظہور سے ہے باعتبار کنہ ذات کے۔ س تفرقہ
کیا ہے ج وہ دیکھنا کثرت کا ہے اور نہ دیکھنا حق کا۔ س توجہ کیا ہے ج وہ اپنے کو عدم اور
حق کو موجود جاننا۔ س تنزل کیا ہے ج وہ مراد مراتب ظہور نفس رحمانی سے ہے۔ س
تسلیم کیا ہے ج وہ سپرد کرنا نفس کا ہے اپنے خدا کو۔ س تفکر کیا ہے۔ ج وہ توجہ بصیرت ہے
صورت معنی سے۔ س توبہ کیا ہے۔ ج وہ پھیرنا منہ کا ہے ہستی خودی اپنی سے۔ س توکل
کیا ہے ج وہ نہ رکہنا نظر کا ہے اوپر غیر حق کے۔ س تمیز کیا ہے ج وہ تمیز کرنا ہے عینیت
اور غیریت مین۔ س تجرید کیا ہے ج مراد اس سے ترک اغراض دنیوی ہے یعنے مجرد حقیقی وہ
ہے کہ تجرد دنیا سے طالب عوض نہو بلکہ اُسکے باعث تقرب الٰہی حاصل ہو اور تفرید لازم تجرید
ہے یعنے وجود اپنے کو غرق منت دیکھے س تکوین اور تلوین کیا ہے ج تکوین عبارت ہے دوام کشف حقیقت سے
بسبب استقرار قلب کے محل قرب مین اور تلوین اشارہ ہے بتقلب قلب میان کشف اور احتجاب کے۔

حرف الجیم - س. جمع کیا ہے - ج یعنے دیکھنا حق کا کثرت مین یعنے ان ... کو یکسان دیکھے - س. جمع مع الفقر کیا ہے - ج یعنے دیکھنا حق کا کثرت خلق مین اور کثرت خلق کو وحدت مین - س. جمع الجمع کیا ہے ج وہ حق کو حق مین اور خلق کو خلق مین دیکھنا ہے یعنی جمع شہود کیا ہے ج یعنے دیکھنا حق کا ہے بے دید خلق کے س جنت الاعمال کیا ہے ج وہ جنت ظاہری ہے کہ حور و قصور اور لذات اور نعمات سے معمور ہے اور واسطے پرہیزگارون اور عاشقان صادق کے ہے س جنت الوبہ کسے کہتے ہین ج وہ جنت نفس ہے کہ اخلاق نیک سے پر ہے س جنت الصفات کیا ہے ج وہ جنت منوی ہے یعنے دل کہ تجلیات اسمار صفات سے معمور ہے س جنت الذات کیا ہے - ج وہ جنت روحی ہے کہ مشاہدۂ جمال ذات ہے - س جمال کیا ہے ج وہ تجلی حق ہے یعنی حق کو بمشاہدہ رایت ربی دیکھنا - س جلال کیا ہے ج وہ تجلی قہاریت جمال ہے بے مشاہدہ کے س جمعیت کسے کہتے ہین - ج وہ جمع لاناہت کا ہے بتوجہ الی احد کے س جلال ظہور کیا ہے ج وہ ظہور ہے خاص ذات مقدس کا س جبروت کیا ہے ج وہ مرتبۂ واحدیت ہے مقام کثرت اسمار اور صفات مین - س جسم کیا ہے - ج وہ ظہور حق ہے بے روح یعنے جسم محض کہ مرکب ہے ہیولار اور صورت سے - **حرف الجیم فارسی** - س چشت سے کیا مراد ہے ج چشت نام قصبہ سے ہے ولایت خراسان مین کہ اولیا اللہ مثل حضرت خواجہ ابو احمد ابدل چشتی اور خواجہ ابو محمد چشتی اور خواجہ ابو یوسف چشتی خواجہ مودود چشتی قدس اللہ اسرارہم اس قصبہ مین ہوئے ہین - مرید اس خاندان کے چشتیہ کہلاتے ہین - **حرف الحار حطی** - س - حال کیا ہے ج وہ ایک بھید ہے کہ بواسطے عمل کے در وو پا دے عنایات حق سے س حقیقت محمدی کیا ہے ج وہ وحدیت صورت مین مغلوبیت ذات اور شہادت صورت مین موجودیت ذات - س حقیقت حق کیا ہے ج وہ ہستی ہے کہ عین ذات مطلق ہے س حقیقت عبد کیا ہے ج وہ نیستی ہے کہ اسم با مسمے ہے س حقایق کیا ہے ج وہ جمع ہے حقیقتون کی س حقایق الٰہی کیا ہے ج وہ اسمار و افعال ہے س حقایق کیانی کیا ہے ج وہ اسمار انفعالی ہین واسطے سمجھنے حقایق اشیا باوصف و خواص اور احکام اور نظام موجودات اور ارتباط اسباب با مسببات کے اور تفصیل موافق

ابکے س حقیقۃ الحقایق سے کیا مراد ہے ج وہ ذات حق ہے س حجۃ الحقایق کیا ہے۔
ج مراد اس سے انسان کامل ہے س حروف عالیہ کیا ہے ج وہ اعیان ثابتہ ہے س
حُب اصلی کیا ہے ج محبوب خود محب ہو جاوے س جبروت ودوام کیا ہے ج وہ ثبات
ہے علین جمع احدیت مین یعنی وہ حالت کہ بہیئت ورود تجلی کبریائی اوپر سالک کے واقع
ہوتی ہے س حقیقت کیا ہے ج وہ وہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام مشاہدہ فرماتے ہین اور
اونکے قلب پر وارد ہوتی ہے س حق کیا ہے ج حق موجود کو کہتے ہین س حق الیقین کیا
ہے ج وہ وہ ہے کہ عین الیقین سے ملتا ہے اور ظاہر ہوتا ہے س حواس مظاہر کیا ہے
ج وہ جائے ظہور دل ہے جزئیات عالم مین وحقایق ایزاد وہ کچھہ کہ آپس مین ترکیب پایا
اور کیفیت اوسکی۔ حرف الخاء خطرہ کیا ہے ج وہ وہ خطرہ ہے کہ دل مین گذرے
اور دل کو ایک طرف سے دوسری طرف مایل کرے س خلق کیا ہے ج وہ جدید فیض
وجود ہے کہ ہر دم باعیان پہونچتا ہے اگر منقطع ہو اعیان معدوم اور لاشئے ہوتے ہین
س خدمت شیخ سے کیا مراد ہے ج شیخ سے مراد ہے س خلا کیا ہے ج وہ تحقیق عبد بصفات
حق ہے خاتم النبوت کیا ہے ج وہ وہ ہے کہ عالم مین ایک ہو اور نہ مرتبہ عروج اوپر ذات
کے کرے جیسے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم۔ س خاتم الولایت کیا ہے ج وہ وہ
ہے کہ خوبی دین اور دنیا کی اوپر اُسکی ذات کے موقوف ہو اور انتظام اُسکی موت سے
ابتر ہو جائے اور قیامت بر پا ہو وہ صاحب زمان ہے س خودشناسی کسے کہتے ہین۔ ج
یعنے معلوم کرنا اپنے کو معدوم بالذات اور آئینہ ظہور اور نسبت عکس بہ تشخیص خارجی دنیا کے
س خلوت کسے کہتے ہین۔ ج وہ مراد گوشہ نشینی او صبر اور قناعت اور شکر اور عدل اور
تواضع سے ہے۔ س خلیفہ کسے کہتے ہین ج قطب وقت کو کہتے ہین کہ نام اُسکا عبداللہ
ہے اور امامان دو وزیر اُسکے ہین وزیر یمین عبدالرب کہ ناظر ملکوت ہے اور وزیر دوم
جانب یسار عبدالملک ہے کہ ناظر عالم انسان ہے اور خلیفہ اُسے بھی کہتے ہین کہ جو اپنے پیر کی
طرف سے اجازت یافتہ ہو اور پیر اُسے اپنا نائب گردان لے۔ س خرقہ کی تعریف بیان
کرو ج خرقہ جملہ رسوم موضوعہ صوفیہ کبار سے ہے وہ ایک لباس معہود کہ مشایخ ہدایت

تصرف اور احوال مریدون مین اسے مستحسن جانتے ہین۔ اور یہہ بہی مشہور ہے کہ خرقۂ فقر درگاہ
رب العزت سے جناب رسالت مآب خاتم المرسلین کو عنایت ہوا اور حضرت نے وہ خرقہ حضرت
امیر المومنین علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کو دیا بہر صورت اس مین بہت سے فوائد ہین اور یہہ مزاحم
سنت بہی نہین ہے دوسرے یہہ کہ جیسے کہانے پینے اور مکان مین لذت ہے ایسے ہی ملبوسات
مین بہی لذت ہے جسوقت ملبوسات مین تغیر عادات ہوتے ہین تو گویا دوسری عادات کے بہی بدلنے
کی امید ہو جاتی ہے اور خرقہ صورت ظل ولایت شیخ ہے مرید کے بدن پر اور شیطان سایۂ اہل
ولایت سے بہاگتا ہے جیسا کہ حدیث مین آیا ہے ان الشیطان لیفر من ظل عمر۔ اور خرقہ
مرید مین اظہار تصرف شیخ کا بہی فائدہ ہے اور خرقہ کی دو قسم ہین۔ خرقہ تبرک۔ اور خرقہ ارادت
خرقۂ ارادت وہ ہے کہ شیخ بنفوذ نور بصیرت اور حسن فراست احوال مرید اور آثار حسن سابقہ
اور صدق ارادت طلب حق مین جب دیکہہ لیتا ہے خرقہ عنایت کرتا ہے۔ اور خرقہ تبرک وہ ہے
کہ بسبیل حسن ظن اور نیت اوسکی درست دیکہہ لیتے ہین خرقہ عنایت کرکے واسطے اتباع شریعت
اور محافظت اہل طریقت کے وصیت کر دیتے ہین۔ خرقہ تبرک سے یہہ بہی مراد ہے کہ جیسے بنیاد اس
سنت نبوی سمجہکر بیعت کر لیتے ہین اور پوشاک پیر کی سی اختیار کرتے ہین۔ اور خرقہ ارادت وہ
کہ جو تارک ہو کر فقر و فاقہ اختیار کرے مگر خرقہ ارادت طالب صادق کو دینا چاہئے اور بعضے
مشائخ خرقہ ولایت بہی کہتے ہین وہ وہ ہے کہ جب شیخ مرید کو عاشق صادق اور محب واثق اور
صاحب راز و نیاز دیکہہ لیتا ہے اور سمجہہ لیتا ہے کہ اس نے تکمیل علم الٰہی کی کی اور آثار ولایت
ظاہر ہو گئے تب خرقہ عنایت کرکے اپنی نیابت مین قبول فرما کر کسی طرف واسطے ہدایت خلق
کے بہیجتا ہے۔ بس خانقاہ اور اُسکے فائدے بیان کرو ج خانقاہ ایک محل ہوتا ہے واسطے
سکونت صوفیون کے کہ وہ مشابہ ہے بمقام صفہ کے کہ زمانہ رسولؐ خدا مین صفہ نام ایک مقام
تہا مدینہ شریف مین کہ اُس مین محتاج اور مسافر بے یار و دیار اُترا کرتے تہے چنانچہ اصل خانقاہ
اوپر وضع صفہ کے ہے اور اس سے بہی زینت اسلام ہے اور اسکی بنا مین کئی فائدے ہین ایک
یہ کہ محل نزول اُن فقرا کا ہے جو مسکن نہین رکہتے۔ دوسرے یہہ کہ بسبب سکونت کے خانقاہ
مین صوفیون کے بایکدیگر اجتماع اور صحبت بیشتر رہتی ہے ایک کا پرتو ایک پر پڑتا ہے اور عبادت

اچھی طرح ہوتی ہے اور بہ سبب برکت انفاس اُنکے بلا ہائے ارضی وسماوی اُس آبادی کی کہ جس مین خانقاہ ہے اور خدمت فقرا کی ہوتی ہے دفع ہوتی ہین - تیسرے یہہ کہ ایک ایک کا نگران حال رہتا ہے اور تہذیب اخلاق اور اعمال مین اور اقوال وافعال کی درستگی مین کوشش کرتے ہین - پس خصائص اور رسوم اہل خانقاہ بیان کروج - اہل خانقاہ سے دو فرقہ ہین ایک مساقران دوسرے مقیمان مگر رسم صوفیون کی یہہ ہے کہ سفر مین جب ارادہ نزول خانقاہ کا کرتے ہین تو قبل از عصر منزل پر پہونچتے ہین اور اگر وقت تنگ ہوجاتا ہے کسی مسجد یا سرائے مین نزول کرتے ہین دوسرے روز بعد نماز صبح قصد خانقاہ کرتے ہین پس چاہئیے کہ جب خانقاہ مین پہونچے دو رکعت نفل تحیت المکان گذارے بعدہ اہل خانقاہ سے سلام اور مصافحہ کرے اور خدا توفیق دے تو واسطے مقیمان کے کہانے کی کچھہ چیز لیجاوے اور بات کرنے مین سبقت نکرے بے پوچھے کچھہ نہ کہے اور تین روز تک خانقاہ سے باہر نہ نکلے سوائے حوائج ضروری کے بلکہ کہین زیارت کو بھی نہ جاوے تا صفائیات باطن اور تغیرات عوارض سفر سے یکسو ہوجاوے اور اہل خانقاہ سے دوستی ہوجاوے جب تین روز گذر جاوین سب باجازت اہل خانقاہ باہر جاوے اور اونکی مرضی کے موافق رہے اگر ارادہ قیام کا ہو تو کوئی خدمت اپنے واسطے مقرر کرالے اگر اوقات اوسکی مشغولی بعبادت ہو تو ہر کار سے بہتر ہے اور سیاحی مین دیکھا ہے کہ اہل خانقاہ مسافرون کی عزت اور دلجوئی کرتے ہین اور اُسے حقارت سے نہین دیکھتے اور خانقاہ سے اُسے نہین نکالتے اگر اُنکو مسافر سے ضرر بھی پہونچتا ہے تو وہ مدارا کرتے ہین اور عیب پوشی کو کام فرماتے ہین - زمانہ رسول خدا مین ایک اعرابی نے مسجد مین پیشاب کیا چند صحابہ نے اُسے نکالنا چاہا حضرتؐ نے فرمایا کہ جگہہ دہو ڈالو اور اعرابی سے نہایت مہربانی سے پیش آئے پس جو اُنکے تابعین ہین وہ بھی ایسا ہی کرتے ہین اگر مسافر سے حرکت ناشائستہ وقوع مین آئے اور بے حرمتی خانقاہ کی ہو پس پہلے اُسے کہانا کہلاوین پھر نہایت نرمی اور دلبری سے اُسے باہر نکالین اور مقیمان اہل خانقاہ تین طائفہ مین - اوّل اہل خدمت - دوم اہل صحبت - سوم اہل خلوت - اہل خدمت وہ ہوتے ہین کہ جو مسافرون کی خدمت کرتے ہین اور فائدہ دارین اُٹھاتے ہین - اہل صحبت وہ ہوتے

خصائص اور رسوم اہل خانقاہ

ہین کہ جنکے افعال واقوال سے لوگون کو فائدہ ہوتا ہے اور جو اہل خلوت ہوتے ہین وہ سب سے
بہتر ہین۔ اور بعضے اہل خانقاہ سے توکل اختیار کرتے ہین بعضے کچھہ کسب کرتے ہین اور بعضے
دریوزہ گری کرتے ہین واسطے انفراغ عبادت اور خدمت مسافرون کے نہ واسطے کار وبار
دنیا کے اور بقول صاحب عوارف تا تحقیق اہل خانقاہ بایکدیگر ظاہر و باطن مین موافقت رکہتے
ہین اور مخاصمت کو راہ نہین دیتے اور صوفی حقیقی وہی ہوتے ہین کہ ہمیشہ تصفیۂ قلب مین کوشان
رہتے ہین اور حسد اور بغض و عداوت اور غرور اور طمع اور خیانت کو اپنے دل مین راہ نہین
دیتے بلکہ دیانت و امانت داری اور ساتھہ اقتدائے شریعت اور پابندی طریقت اور رضامندی
مرشد اور عبادت حق کی عمر عزیز کو بسر کرتے ہین۔ پس خرقہ کیا ہے جو وہ لباس فقر ہے پس
خرقۂ ملونہ کیون اختیار کیا ہے جو خرقۂ ملون بجہت صلاح قبول اور امداد ضعاف اور تفریح خاطر
اہل معاملات اور مراقبات کے واسطے محافظت جامۂ سفید اور استعمال الغسل اسکے تمام مستحسنات
مشایخ کی ہے کس واسطے کہ حضرات ہمیشہ استغراق اور طاعات مین رہتے ہین انسے محافظت
جامۂ سفید اچھی طرح غیر ممکن ہے کیونکہ جسقدر وقت اسکی صفائی مین صرف ہوا اسی قدر اوقات
مین فرق پڑتا ہے اسواسطے جامۂ رنگین اختیار کیا ہے اور یہہ رسم بہی قدیمی ہے اور نہ کوئی کبھی
معترض ہوا۔ اور بعض کے نزدیک صوفیہ اس رنگ کا لباس پہنتے ہین جو مناسب حال انکے
ہوتا ہے رنگ سیاہ وہ اختیار کرتے ہین کہ جو درپے دور کرنے ظلمات صفات نفس کے رہتے ہین
اور ہمیشہ طلب حق مین اوقات گذارتے ہین اور بعضے وہ ہین کہ جو ظلمت وجود سے پاک ہو چکے
ہین اور جنھون نے ظلمت نفس سے کلی خلاصی نہین پائی انہین جامۂ سیاہ مناسب نہین ہے
اور جامۂ سفید بہی انکے مناسب حال نہین بلکہ انکے لایق رنگ ازرق ہے کیونکہ وہ رنگ
مرکب ہے نور اور ظلمت اور صفا اور کدورت سے اور جامۂ سفید انکے لایق ہے کہ جو کدورت
نفس سے خلاصی پا چکے ہین حضرات صوفیہ مین تین فرقہ ہین اول مبتدی انکا حال ترک اختیار
کرنا ہے شیخ کے ساتھہ پس انکو کوئی چیز ملبوسات اور اکل و شرب سے بے اجازت شیخ کے جائز
نہین مقصد میرا یہہ نہین ہے کہ نہ کچھہ کہاوے نہ پہنے بلکہ مقصود یہہ ہے جیسے بعضے قلندر جو
ترکہ والفہ اور بعضے گدڑی یا کمل یا کوئی رنگ اپنے واسطے اختیار کر لیتے ہین یا کل چیزین

یعنے کہانے کی چیزین سب چہوڑکر کوئی فقط دودہ پینے لگتا ہے کوئی پہل پتے جنگل کے کھانے
لگتاہے بے حکم شیخ کے نکرے۔ اور فریق دوسرا متوسط حال انکا اختیار کرنا ترک با حق ہے
انکو خصوصیت ایک لباس یا ایک رنگ کی نہین ہے جیسا مقتضائے وقت ہو عمل مین لاوے
فریق تیسرا منتہیان ہے یہہ باختیار حق مختار ہین جو کچھ یہہ اختیار کرین مختار حق ہو سرید
کو چاہئے کہ زمام اپنے اختیار کی شیخ کامل صاحب بصیرت کے ہاتھ مین سپرد کرے جو وہ مناسب
وقت اور مناسب حال تجویز کرے کیونکہ مشائخ مثل اطبا کے ہین کہ امراض طبائع مریدان
مختلفہ سے جیسا کہ معلوم کرتے ہین اُسکے موافق تصرفات باصواب سے اصلاح فرماتے ہین۔
س معرفت کیا ہے ج علم بشریت سے علم ذات حاصل کرنا ہے۔ **حرف الدال مہملہ**۔
س دل کیا چیز ہے ج وہ ایک لطیفہ جامع اسرار ملک اور ملکوت ظل روح انسانی کا کہ
درمیان اس روح اور نفس کے مقام اُسکا ہے س دوزخ کیا ہے ج دوزخ نفس امارہ
کو کہتے ہین کہ لطف الٰہی سے پیدا ہوا اور پہر جائے ظہور اُسکے قہر کا ہوا س دلق کیا ہے
ج وہ لباس فقر ہے۔ دلق پوش فقرا کو کہتے ہین۔ **حرف الذال**۔ س ذوق کیا
ہے ج وہ شہود حق ہے با حق عین جمع مین س ذات کیا ہے ج ذات منسوب الیہ اسماء
اور صفات کو کہتے ہین س ذات واجب کیا ہے ج وہ وجود مطلق کہ ہستی محض ہے۔ س
ذات عبد کیا ہے ج وہ عدم امکانی ہے س ذوالعین کیا ہے ج حق کو عین ظاہر اور خلق
کو باطل جاننا۔ **حرف الراء** س ربوبیت کیا ہے ج وہ طلب بقائے عالم ہے واسطے
ظہور اسماء حق کے س رجا کیا ہے ج وہ مراد طلب احدیت حق سے ہے س ریاضت
کیا ہے ج وہ مطابعت کرنا شرع شریف کا اور صفا اور شہود حق حاصل کرنا۔ س
رب الارباب کیا ہے ج وہ اسم اعظم ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم مظہر اُسکے ہین۔ س
روح انسانی کیا ہے ج روح انسانی روح قدس کو کہتے ہین کہ وہ نور محمدی اور جوہر
اول اور تجلی ذاتی اور بیچون وبے چگون ہے کہ ہر دو عالم سایہ اُسکا ہے س روح حیوانی
کیا ہے ج وہ جوہر نورانی ہے مجرد یعنے وہ ایک جسم ہے لطیف درمیان روح انسانی اور
نفس کے بصورت بدن تمام بدن مین موجود اور ظہور روح انسانی اور روح طبعی اور روح

حرف الدال
حرف الذال
حرف الراء

نباتی اور نفسانی پر تو اسکا ہے۔ **حرف الزاء معجمہ**۔ س زاہد کسے کہتے ہین۔ ج۔۔۔
زاہد سے وہ شخص مراد ہے کہ جسنے اپنے نفس کو کبر و کینہ او ربغض اور ضد اور غیبت سے پاک
کیا ہے س زہد کیا ہے ج وہ تعلقات دوئی کا دور کرنا ہے س زکوٰۃ کیا ہے ج وہ طہارت
نفس ہے۔ **حرف السین مہملہ**۔ فنائے عبد کیا ہے ج وہ فنائے عبد ہے شہود حق مین
س سر ربوبیت کیا ہے ج وہ ظہور رب ہے اعیان مین س سالک کیا ہے ج وہ توجہ دلی ہے
حق کیطرف اور تنزل سے ترقی کی طرف رجوع کرنا جیساکہ اسم ظاہر سے باسم باطن ترقی کرے
س سالک مجذوب کیا ہے ج سالک مجذوب اُس شخص کو کہتے ہین کہ جو تمام موجودات کو ہستی
اور افعال وصفات حق دیکھے س سالک فانی کیا ہے ج وہ وہ ہے کہ ذات اُسکی جیسے کہ تھی
فانی اور معدوم ہو س سماع کیا ہے اور کیسا ہے ج سماع کو حضرات صوفیہ احسن سمجھتے ہین
کیونکہ انسان کے اندر ایک لطیفہ ہے وہ ترقی پکڑتا ہے بوجہ خوش الحانی اور مذاق کے جو
مذاق کہ طالب مدت کی ریاضت مین پیدا کرتا ہے وہ آناً فاناً حاصل ہوتا ہے اسی واسطے
تعریف سماع مین کہا ہے کہ اس سے لطیفہ قوۃ پکڑتا ہے اور خیالی قوۃ بڑہتی ہے اگر صاحب
ذوق ہے مستی اور شوق بڑہتا ہے اور اگر اہل دنیا سے ہے تو قوۃ بہیمیہ یعنے قوت باہیہ بڑہتی
ہے مگر اس مین بہت مفاد ہین جسکو شوق ہو وہ تصنیف امام حجۃ الاسلام دیکھے۔ اور بعض انکار
کرتے ہین کہ یہہ رسم متاخرین ہے متقدمین نہین ہے مگر یہہ فقیر کاتب الحروف اُنکی خدمت مین
عرض کرتا ہے کہ اس مین کئی فائدے ہین ایک یہہ کہ صاحب ریاضت اور مجاہدت کو کثرت
معاملات کے سبب سے ایسا ہوتا ہے کہ ملال قلب پیدا ہو جاتا ہے اور قبض اور یاس بہی
ہو جاتی ہے اُس سے قصور احوال اور فتور اعمال ہونے لگتا ہے پس مشائخ کبار نے واسطے
دفع اس عارضہ کے کہ یہہ ایک ترکیب روحانی ہے سماع اصوات طیبہ سے کہ وہ عارضہ
جلد دور و بعجلت لاتا ہے **فائدہ** دوسرا یہہ کہ سالکون کو اثنار سیر اور سلوک مین بسبب ظہور اور
استیلاء صفات نفوس مین واقعات اور حجابات بہت بڑہتے ہین اس سبب سے مزید احوال
اُنپر مسدود ہو جاتے ہین اور بسبب طول فراق کے اشتیاق مین اور حدت شوق مین کیقدر
کمی ہو جاتی ہے تو الحان طیبہ اور اشعار توحیدیہ اور شوقیہ اور نعتیہ اور عشقیہ سے تحریص

فرماتے ہین **فائدہ** تیسرا یہہ کہ اہل سلوک کو کہ حال انکا سیر سلوک ا... جذبہ محبت محبوب مین
ہنوز انجام کو نہ پہونچا ہو اثنار سماع مین ممکن ہو کہ روح مفتوح ہو اور لذت خطاب ازل اور
عہد اول پانے اور طائر روح ایک لفقہ کے ساتھہ ہستی ندامت حدوث اپنے سے دستبردار
ہو اسی طرح سے سماع کے بہت فائدے ہین اس مختصر مین تحریر کی گنجایش کہان ہے س سماع
کے آداب کیا ہین ج اول خلوص نیت دوسرے یہہ کہ سبب اگر مطلوب نفسانی ہو اس سے احتراز
واجب ہے اگر داعیہ صدق اور ارادت اور واسطے مزید حال اور شمول برکت جمع کی ہو
اور جمع مین بہی شیخ یا مقتدے ہو تو حضور اسکا غنیمت ہے یا اہل سماع اخوان موافق طبیعت
صافی عاشق واثق اور طالبان صادق ہون تو ایسی صحبت کو غنیمت سمجہنا چاہئے اگر ایسا نہو
تو پرہیز کرنا واجب اور اگر دل داعیہ صدق اور طلب مزید حال ہو بعد مین شائبہ نفسانی آجاوے
تو خیال نیت اول پر کرنا چاہئے مگر شائبہ نفسانی دور کرنے کی کوشش کرین اور اس سماع مین
تصور شیخ بہت مفید ہوتا ہے اور حاضرین کو چاہئے کہ باادب بیٹہین اور آپس مین مکالمت نکرین
اگر کسیکو حالت ہو اور وہ کہڑا ہو جاوے تو تعظیماً سب کہڑے ہو جاوین بلکہ بدن کو زیادہ حرکت
ندین مگر علمار جو زیادہ تر مجلس سماع مین جانے سے روکتے ہین وہ اسواسطے ہے کہ ہر جگہہ شرائط
سماع کا پورا ہونا اور اخوان سمع کا موافق طبع ہونا اور شیخ کامل کا موجود ہونا اور شائبہ نفسانی
کا نہ آجانا غیر ممکن ہے۔ س سیر کیا ہے ج وہ دل کی توجہ ہے حق کی طرف س سیر
الی اللہ کیا ہے ج وہ منازل نفس سے بنہایت مقام دل کے پہنچنا کہ مبدا تجلیات ہے س
سیر فی اللہ کیا ہے ج وہ صفت کیا گیا ہونا ہے ساتھہ صفات حق کے کہ مقام روح ہے س
سیر باللہ کیا ہے ج وہ ترقی ہے بجمع احدیت کہ یہی مقام ولایت ہے۔ س سیر مین اللہ کیا ہے
ج فنا سے گذر کر مقام بقا کو پہونچنا ہے س سر قدر کیا ہے ج وہ اختلاف اعیان ہے ازل
مین س سیر وطیر کیا ہے ج وہ نقل کرنا ہے ایک حالت سے دوسرے مقام پر س سر ظہور کیا
ہے ج وہ کیفیت اسمی ہے۔ **حرف الشین معجمہ**۔ س شاہد الوجود کیا ہے ج وہ ایک جسم
ہے کہ چونی اور چگونگی سے منزہ ہے یا واجب اور غیر ممکن اور ممتنع مین۔ س شواہد الاسمار کیا ہے
ج وہ اشیاء عالم باختلاف احوال و افعال و اوصاف ہے جیسا کہ مرزوق شاہد رزق ہے

س شواہد التوجہ کیا ہے ج وہ تعینات اشیا رہے س شواہد الحق کیا ہے ج مراد اس
سے مشاہدہ کرنا دقائق عالم کو باحق یعنی حق کے ساتھ س شیخ کسے کہتے ہین ج جو شخص
شریعت اور حقیقت مین مرد کامل ہو اوسے شیخ کہتے ہین س شریعت کیا ہے ج وہ طریقہ
اقوالی یا افعالی ہے واسطے وصول الے اللہ کے معرفت ہی وقت کے س شاہد کیا ہے ج
وہ حضوری دل کی ہے اثر مشاہدہ یا علم لدنی سے س شرک کیا ہے ج وہ نقطہ وحدت کے
ٹکڑے کرنا اور ایک نہ جاننا ہے س شجرۂ زیتونیہ کیا ہے ج وہ جسم نورانی ہے کہ سوائے
نام اوہیت کے حد ونہایت نرکھے س شوق کیا ہے ج وہ شہود حق بتجلیات ہے اور اپنے
کو نابود اور حق کو موجود جاننا س شجرہ پیر کیا ہے ج اسکی تفصیل اس طرح پر ہے کہ اسرار
اشیار تاثیر سے خالی نہین ہین پس شجرۂ پیر گویا ایک آلہ ہے طالب صادق کے واسطے اُسکے
پڑھنے اور سُننے اور پاس رکھنے سے نزول رحمت آلہی کا ہوتا ہے اور مشاہدہ سے تجلیات نورانی
فائز ہوتے ہین اور ظاہراً ایک کاغذ ہوتا ہے کہ اس مین شیخ اپنا نام اور اپنے پیرون کا نام
لکھکر مریدون کو دیتا ہے ۔ **حرف الصاد مہملہ** س صورت کیا ہے ج وہ ایک جوہر ہے
کہ ہیولہ مین دکھائی دیتا ہے یعنے تجلی رحمانی کہ صورت بالقوہ کو فعل مین لاکر اپنے تئین اُس
حال مین دیکھے س صوفی کسے کہتے ہین ج صوفی وہ ہوتا ہے کہ جو حفاظت دل کی کرے خیالات
ماسوی اللہ سے س صوفی ابن الوقت کسے کہتے ہین ج صوفی ابن الوقت وہ ہوتا ہے کہ
تفکرات ماضی اور مستقبل سے پاک ہوکر حاضر وقت ہو س صوفی ابو الوقت کیا ہے ج وہ
تعینات مین بھی تصرف کرتا ہے س صوفی الوقت کسے کہتے ہین ج وہ وہ ہوتا ہے کہ جو مشاہدہ
حق کرے بغیر حق کے یعنے مشاہدہ سوائے اللہ نکرے س صبر کیا ہے ج وہ ثابت رہنا ہے
محبت اور طلب آلہی مین س صدق کیا ہے ج مراد صدق سے ایک فضیلت ہے سچی
نفس آدمی مین یعنے محبت خدا اور رسول اور اہل اللہ کا دل مین راسخ ہونا اور ظاہر وباطن
مکارم اخلاق سے پُر ہونا پس جسمین یہ صفات ہونگے اُسے صادق کہین گے ۔

حرف الطار مہملہ ۔ س طمانیت کیا ہے ج وہ نفس کا قرار پکڑنا ہے ساتھ پروردگار
اپنے کے اور مجاہدہ اور ریاضت کی انتہا بھی یہی ہے کہ انبیار بھی اُسکی خواہش کرتے ہین پس

حرف الصاد

حرف الطاء

حتی تطمئن قلبی کو دیکھو اور یہہ بھی ارشاد ہے یا ایتہا النفس المطمئنۃ ارجعی
الی ربک راضیۃ مرضیۃ **حرف الظاء**۔ س ظل اللہ کیا ہے ج انسان کامل
کو کہتے ہین۔ س ظلی کیا ہے ج وہ وجود اضافی ہے کہ صور اعیان سے ظاہر ہے س ظل
کیا ہے ج وہ نور ہے نہ ملا ہوا ظلمت سے اور نسبت اوسکی ممکنات مثل نسبت آئینہ کہ مقابل
اشیاء کے ہے س ظلمت کیا ہے ج وہ وہ ہے کہ نہ خود مدرک ہے اور نہ کسی کے ادراک
مین آوے س ظالم النفس کیا ہے ج وہ وہ ہے کہ بار گران کو بے سمجھے بوجھے اپنی جان پر لے
اور نزدیک بعض کبار کے وہ وہ ہے کہ جو خواہشون نفس کو پورا نکرے بلکہ اوسکے فنا ہونے
مین کوشش کرے س ظل سبحانی کیا ہے ج مراد اس سے ظل اللہ ہے۔ **حرف العین**
مہملہ س عارف کسے کہتے ہین ج عارف صاحب نظر ہوتا ہے اور حق تعالے اوسے بذات و
صفات و اسماء و افعال و جوہر حکمت عطا کرتا ہے س عارف الوجود کیا ہے ج وہ وہ ہے
کہ جو چونی اور چگونگی سے منزہ ہو اور واجب اور ممکن اور ممتنع کو بہ تفصیل پہونچا کہ اوسے نور
اور روح النفس اور نفس مطلق اور روح انسانی بھی کہتے ہین س عارف رند کیا ہے ج وہ وہ
ہوتے ہین کہ جو باطن مین واصل حق ہون اور صاحب ولایت اور قطب وقت اور ظاہر
مین طریق ملامتیہ رکھتے ہون جیسے حضرت شاہ حسین دور شاہ لاہوری اور حضرت شاہ سرمد
دہلوی اور کبیر صاحب وغیرہ س عبادت کیا ہے ج وہ ذلیل کرنا نفس کا بدرجۂ غایت
اور تعظیم کرنا اپنے رب کی اور فنا کرنا آپکو اثبات حق مین س عدم کیا ہے ج وہ اصناف
وجود علمی ہے ساتھہ امر کن کے س عکس کیا ہے ج وہ تجلی حق ہے حسب لیاقت ہر شئے
کے اور ظہور اشیاء کا موافق صور انتہا کے س علم لدنی کیا ہے ج وہ علم حقایق باطنیہ ہے
بصحت نسبت عبدی اپنے رب کے ثابتہ جیسا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
رب زدنی کی دعا کیا کرتے تھے س عروج کیا ہے ج وہ اجسام ہے بمثال اور اوس سے
بارواح اور اس سے باسماء پہونچنا اور واحدیت مین فانی ہونا۔ س عین اللہ و عین عالم
کیا ہے ج مراد اس سے مرد انسان کامل ہے س عینیت کیا ہے ج وہ اعتبار ہستی ہے
س علم الیقین کیا ہے ج وہ قرار دل ہے علم ذوقی سے کہ زوال پذیر نہو۔ س

عشق کیا ہے ج وہ ایک امر ہے معنوی پر دون صورین کہ اُسے خزینہ محبوب کہتے ہین۔
س عناد کیا ہے ج وہ مظاہر ارباب تجلیات اسمار الٰہی ہین س علم کیا ہے۔ ج اختیار
کرنا ترکیب کا اور چھوڑ دینا تدابیر کا ہے **حرف الغین معجمہ** س غیب کیا ہے ج غیب
سے مراد تجلی ہے س غیب مطلق کیا ہے ج ہویت ذات اور کنہ ذات اور سر ذات کو کہتے
ہین س غوث کسے کہتے ہین ج قطب وقت اور قطب المدار اور قطب الاقطاب کو کہتے
ہین س غیریت کیا ہے ج وہ تعین ہے از روے نسبت عدمی کے س غرق کیا ہے۔ ج
وہ استغراق سالک ہے بہ مشاہدہ ذات کے **حرف الفارس** فصل الوصل کیا ہے ج
وہ عروج سالک ہے تنزل مین س فیض اقدس کیا ہے ج وہ تجلی ذاتی ہے کہ اعیان
کو مشہود سے حضرت علم مین قرار بخشے س فقر کیا ہے ج وہ ترک فضولات دنیوی ہے اور
ملنا خدا کا ہے س فقیر کی کیا تعریف ہے ج فقیر کے چار حرف ہین ف سے فنا کرنا اپنے نفس
کا ق سے قناعت قبول کرنا تھوڑے اور بہت کی سے یاد الٰہی مین مصروف رہنا ر
سے ریاضت کرنا اور ریا سے پرہیز کرنا ہی ہے۔ **حرف القاف** س قناعت کیا ہے
ج وہ عبارت دقوف نفس سے اور قانع رہنا تھوڑے اور بہت پر۔ **حرف الکاف**
س کلام الٰہی کسے کہتے ہین ج کلام الٰہی اُسے کہتے کہ نبیون اور پیغمبرون پر بذریعۂ جبرئیل
علیہ السلام آیا کرتا تھا کہ جسکو وحی کہتے ہین پچھلے نبیون پر یہہ کلام اُترا تھا کہ نام اُن کتب کا
یہہ ہے انجیل۔ توریت۔ زبور۔ اور بہت سے صحائف اور نبیون پر اُترے تھے اور ہمارے
پیغمبر آخر الزمان خاتم المرسلین محبوب رب العالمین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
پر قرآن شریف نازل ہوا تھا۔ اور اُسکو کہتے ہین کہ جو کسی کے کلام مین نذل سکے اور کوئی مثل
اوسکے نہ بنا سکے چنانچہ خود قرآن شریف پکار رہا ہے۔ قولہ تعالےٰ۔ فَلْيَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن
مِّثْلِهِ اور اس قول کو دیکھو کہ جیسا قرآن شریف مین ارشاد فرمایا ہے قولہ تعالےٰ۔ قُل لَّئِنِ
اجْتَمَعَتِ الْإِنسُ وَالْجِنُّ عَلَىٰ أَن يَأْتُوا بِمِثْلِ هَٰذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ
بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا۔ یعنے حضرت صلعم کی طرف مخاطب ہو کر حق تعالےٰ فرماتا ہے کہ کہدے
اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ تم سب اگر کل انسان اور جنات بھی جمع ہو جاؤ تو بھی اُس

حرف اللام و حرف المیم

قرآن شریف کے مثل ایک آیت بھی نہ لا سکوگے - حرف اللام میں لقا کیا ہے ج دیدار الٰہی
ہے فرمایا اللہ صاحب نے مَنْ کَانَ یَرْجُوْا لِقَاءَ اللّٰہِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰہِ لَاٰتٍ - حرف المیم
میں معرفت کیا ہے ج مراد اس سے پہچاننا ذات اور صفات الٰہی کا بیچ صورت کے جیسا کہ
ارشاد ہے مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ - مگر معرفت بے علم کے محال اور علم بے
معرفت کے وبال میں معرفت نفس کیا ہے ج نفس لفظ دو معنی پر ہے کبھی ایسا کہتے ہین کہ
اس سے ذات اور حقیقت اس چیز کی مراد ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ فلان چیز بہ نفس خود
قایم ہے اور کبھی اوپر نفس ناطقہ کے اطلاق کرتے ہین کہ وہ مجموعۂ خلاصہ لطائف اجزا ترکیب
بدن ہے کہ اسے روح حیوانی اور روح طبعی کہتے ہین اور وہ نور کہ ان پر فائز ہو روح
انسانی ہے پس اس نور کے ساتھ ورود الہام ہوتا ہے جیسا کہ کلام اللہ مین وارد ہے
وَنَفْسٍ وَّسَوّٰىهَا فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا - س معرفت نفس کی صفات کیا ہے
ج - نفس معدن صفات ذمیمہ ہے اور مکر و فریب سے پر اور خواہش کرنے والا طرف لذات
اور نفاق کے یہہ صفت اسکی بغیر زہد اور محبت الٰہی کے دور نہین ہو سکتین س معرفت الٰہی
بہ معرفت نفس کیونکر ہے ج بعد از معرفت الٰہی کے شریف تر اور نافع معرفت نفس انسانی
سے اور نہین ہے س معرفت روح کیونکر ہے ج کلام الٰہی سے اسکی تعریف ثابت ہے
جیسا کہ ارشاد فرمایا وَیَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ - س
معرفت دل کیا ہے ج وہ معارج جمال ازلی ہے اوصاف اوسکے حد تحریر سے زیادہ ہین
کہ یہہ غواصی کرنے والا ہے بحر معرفت کا س معرفت سر و عقل کیا ہے ج اس مین اختلاف
ہے - بعض حضرات صوفیہ کے نزدیک سر لطیفہ ہے لطائف روحانی سے محل مشاہدت کا
جیسا کہ روح لطیفہ ہے محل محبت کا اور دل لطیفہ ہے محل معرفت کا اور نزدیک بعض
کبار کے سر نہ جملہ اعیان سے ہے بلکہ جملہ معانی سے ہے اور مراد اس سے ایک حال ہے
چھپا ہوا درمیان بندہ کے اور خدا کے کہ غیر کو اسپر اطلاع نہین ہوتی اور سر ایک بھید
ہے کہ اسے سر السر اور خفی بھی کہتے ہین اور عقل ترجمان روح کی ہے - س
معرفت خاطر کیا ہے ج وہ تمیز اور تفصیل خواص علوم سے ہے اور دریافت کرنا فواید اور

عوایداور تزائد اور دقایق واسطے تحصیل معرفت کے اور ترقی ہمت اور معرفت اور مرتبہ کے بڑہانے کے۔ **حرف النون** س نفی کیا ہے ج نہ دیکھنا اپنا اور اثبات دیکھنا خداوند کریم کا کیونکہ ہرگز خود بین خدا بین نہین ہوتا بلکہ چاہئے کہ نفی کنندہ خود نفی ہو جاوے۔ **حرف الواو معد ولہ** س وجد اور وجود سے مراد کیا ہے ج وجد سے مراد ایک دیدہ ہے کہ جو اللہ تعالے کی طرف سے وارد ہوتا ہے چنانچہ حضرت جنید بغدادی رح نے فرمایا ہے۔ اَلْوَجْدُ اِنْقِطَاعُ الْاَوْصَافِ عِنْدَ سِمَتِهِ الذَّاتِ بِالسُّرُوْرِ۔ یعنے وجد وہ جملہ اوصاف وجد منقطع ہون ایک حالت مین کہ ذات اسکے بسرور مرسوم ہو اور حضرت ابو عباس عطار فرماتے ہین۔ اَلْوَجْدُ اِنْقِطَاعُ الْاَوْصَافِ عِنْدَ سِمَتِهِ الذَّاتِ بِالْحُزْنِ۔ اور وجود سے مراد ہے کہ وجود واجد غلبہ نور شہود موجود مین غائب اور ناچیز ہو جاوے س واقعات اہل خلوت بیان کرو ج اہل خلوت کو کبہی کبہی اثناء ذکر و استغراق مین ایسا اتفاق پڑتا ہے کہ محسوسات سے غائب ہوتے ہین جیسا کہ سونے والے کو حالت نیند مین ہوتا ہے کہ کچہہ خبر نہین رہتی پس صوفی اسے واقعہ کہتے ہین اور کبہی ایسا ہوتا ہے کہ حالت حضوری مین بہی ایسا معاملہ پیش آتا ہے کہ اُسے مکاشفہ کہتے ہین س ولایت کی کے قسمین ہین ج تین قسمین ہین ایک یہہ کہ شخص ولی ہو نہ وہ اپنے سے خبردار ہو نہ خلقت اُسے جانتی ہو۔ دوسرے اوسکے وہ کہ خلق تو اُسے ولی جانتی ہو اور وہ اپنے کو ولی نہ جانتا ہو۔ تیسرا وہ کہ خلقت بہی اوسے جانتی ہو اور وہ بہی اپنے کو جانتا ہو ایسا ولی خدا تعالے کو ہمیشہ اپنا متولی سمجہتا ہے اور اوسکی یاد مین بسر کرتا ہے اور ہر وقت ڈرتا ہے کہ کہین یہہ مکر نہ ہو اس خیال مین ہمیشہ بدرگاہ جناب باری گریہ وزاری اور عجز وانکساری مین رہتا ہے اور بہت خائف رہتا ہے فقط ایسے ہی لوگون کی شان مین حق تعالے فرماتا ہے۔ اَلَا اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔

فصل دوسری اصطلاحات نظم مین یعنے مشایخ متقدمین نے اپنے دیوانون مین لکہا ہے۔ **حرف الالف** س آزادی کیا ہے ج نزدیک حضرت خواجہ یادگار کے آزادی مقام محو ذات عاشق ہے تقلید ذات مین س ایمان کیا ہے ج نزدیک حضرت خواجہ محمد پارسا کے ایمان مقدار دانش کو

کہتے ہین اور نزدیک خواجہ محمد یادگار کے مراد اس سے جاری کرنا اپنے ارادہ کا ہے سالک
س آب کیا ہے ج مراد اس سے وہ فیض ہے کہ جو عارفان فانی سے پہونچتا ہے س
ابرو کیا ہے ج مراد اس سے اشارۂ حجاب الوہیت اور عبودیت ہے اور اشارہ بقاب
قوسین بہی ہے س آشنائی کیا ہے ج مراد اس سے تعلقہ رقیقہ ربوبیت ہے کہ مخلوقات
مین ملا ہوا ہے مثل تعلق خالقیت کے ساتہہ مخلوقیت کے۔ حرف الباء س بیداری کیا ہے
ج مراد اس سے عالم محو ہے واسطے عبودیت کے س بوسہ کیا ہے ج بوسہ سے مراد تلذذ روحانی
ہے جسم کے ساتہہ کہ جسم مرکب روح کا ہے س بلبل سے کیا مراد ہے ج بلبل مراد عارفان
ربانی سے ہے کہ جو ہمیشہ ذکر حق مین شاغل اور نفس امارہ کی خواہشون سے غافل ہین۔
س بہار کیا ہے ج بہار سے مراد سالکون کا ذوق وشوق روحانی ہے س بتخانہ کسے
کہتے ہین ج بتخانہ اور میکدہ اور شراب خانہ ان سے مراد عارف کامل ہے اور نزدیک
بعض حضرات کے مراد ان سے مرشد کا گہر اور خانقاہ بہی ہے۔ اور نزدیک بعض کاملین
کے بتخانہ سے مراد عالم لاہوت ہے س بیگانگی سے کیا مراد ہے ج مراد اس سے استقرار
عالم الوہیت ہے کہ نہ کسی کی مثل نہ کسی سے قاصر ہے س بیہوشی کیا ہے ج مراد اس سے
مقام طمث ہے اور صفات ذات حق مین محو ہونا س بناگوش سے کیا مراد ہے۔ ج
وقیقہ محبوب مراد ہے س بو کیا ہے ج مراد اس سے علاقۂ دل ہے بعالم حقیقت س
بت کسے کہتے ہین ج بت سے مراد مظہر ہستی مطلق ہے کہ وہ حق ہے اور نزدیک حضرت
فخرالدین عراقی اور شیخ فریدالدین عطار کی اور حضرت شاہ شرف بوعلی قلندر کے
اور مغربی کے اور حضرت مولانا روم کی بت سے مراد تجلی غیبی ہے۔ س بت ترسا بچہ
کیا ہے ج مراد اس سے حقیقت محمدی ہے س بیابان سے اس جگہہ مراد ایثار ہے۔
حرف الباء فارسی۔ س پژمردہ کیا ہے ج پژمردہ اس موانع کو کہتے ہین کہ جو
عاشق ومعشوق مین ہو لوازم آشنائی سے۔ حرف التاء۔ س تجلی شہودی کیا ہے
ج مراد اس سے ظہور وجود ہے کہ مسمیٰ باسم نور ہے اور وہ ظہور حق ہے بصور اسماء اکوان
اور اکوان اسماء اللہ تعالےٰ ہین اور وہ ظہور نفس الرحمان ہے س ترک کیا ہے۔ ج

حرف الباء

حرف الباء فارسی حرف التاء

مراد اس سے سیر مراتب عالیہ ہے کہ اہل دل اُسے پوشیدہ رکھتے ہین س توانائی کیا
ہے ج مراد اس سے صفت فاعلی مختاری ہے س تونگری کیا ہے ج مراد اس سے
کمال بجمیع صفات ہے باوجود قدرت ہونے اوپر ہر صفت کے س تاختن کسے کہتے ہین
ج مراد اس سے امر الٰہی ہے س ترک تمام کیا ہے ج وہ جذبہ الٰہی ہے یعنی اگرچہ سالک
شاغلہ اور مجاہدہ بسیار کرتا ہے مگر کشود کار نہین ہوتا اور جذبہ الٰہی یکایک پہنچتا ہے تو
اُسے بمقصود پہنچا دیتا ہے س تاراج کیا ہے ج مراد اس سے سلب کرنا اختیار سالک
کا ہے جمیع احوال ظاہری اور اعمال باطنی ہین س ترک کسے کہتے ہین ج قاطع الطریق
کو کہتے ہین۔ **حرف الجیم** س جلال کیا ہے ج وہ احتجاب حق ہے بصیرتون سے اور
جلال سے مراد بعض حضرات استغنائے معشوق سے بھی لیتے ہین س جور کیا ہے۔ ج
مراد اس سے سالک کے دل کا پھرنا ہے عین عروج مین س جنگ کیا ہے ج وہ امتحان
الٰہی ہے س جام کیا ہے۔ ج مراد اس سے احوال ہے س جرعہ کیا ہے ج مراد اس سے
مقامات اسرار الٰہی ہین س جلیبا کیا ہے ج عالم طبعی کو کہتے ہین س جانفزا کیا ہے۔ ج
مراد اس سے صفت بقا ہے س جانان کیا ہے اور کسے کہتے ہین ج صفت قیومی کو کہتے
ہین کہ قیام جملہ موجودات کا اس سے ہے س جام کیا ہے ج مراد اس سے دل عارف
ہے کہ مشاہدۂ حق مین ظاہر ہو۔ اور احوال کو بھی کہتے ہین س جابلقا کیا ہے ج مراد اس
سے مقید ہے۔ **حرف الجیم فارسی**۔ س چشم سے کیا اشارہ ہے ج مراد اُس سے اشارہ
بہ شہود حق ہے س چشم ترک کیا ہے ج وہ سیر مراتب عالیہ ہے س چہرۂ گلگون سے
کیا مراد ہے ج مراد اس سے وہ تجلی ہے کہ جو خواب مین یا حالت بیخودی مین فائز ہوا
س چشم مست سے کیا مراد ہے ج مراد اُس سے سر الٰہی ہے۔ س چشم پرخمار سے کیا مراد
ہے ج مراد اُس سے پردہ سالک ہے بخلاف اہل کمال کے۔ **حرف الحا** س حضور کیا
ہے ج حضوری مقام وحدت ہے س حجاب کیا ہے ج مراد اس سے صفات ذمیمہ ہے
س حسن کیا ہے ج مراد اُس سے جمعیت کمالات ہے اور نزدیک بعض حضرات کے مراد
اُس سے وہ موانع ہے کہ جو عاشق کو معشوق سے باز رکھے نوع معاملہ عشق سے۔ س

حلاوت کیا ہے ج مراد اُس سے وہ ظہور انوار ہے کہ از راہ مشاہدہ کے حاصل ہو بجز بادہ
سے۔ حرف الخا۔ س غزان کیا ہے ج مراد اس سے بوئے معرفت ہے کہ عارفان بتدریج
کو پہنچتی ہے۔ س خال کیا ہے ج مراد اس سے صفات اور لطف رب الودود ہے اور
نزدیک حضرت فخرالدین عراقی اور حضرت حافظ شیرازی اور حضرت بوعلی قلندر پانی
پتی قدس اللہ سرہم کے خال سے اشارہ لفظ وحدت ہے س خط سے کیا مراد ہے۔ ج
اس سے مراد برزخ کبرا ہے کہ صفات مین واقع ہوئی ہو اور بعض حضرات کے نزدیک
اشارہ حقیقت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے س خرابات سے کیا مراد ہے۔
ج مراد اُس سے مظہر خدا ہے اور عزلت خانہ مرشد کو بھی کہتے ہین اور عارف کمال عالم
معانی کو بھی کہتے ہین اور نیز مراد خرابی علم شریعت سے بھی ہے س خمار کیا ہے ج یہہ
مقام تکوین خاطر سالک ہے اور ظاہر ہونا پردہ دن کثرت کا اوپر وحدت کے۔ س
خمار اور بادہ فروش کیا ہے ج مراد اس سے مرشد کامل ہے س خم کیا ہے ج مراد اس
سے موقف ہے س خال سیاہ کیا ہے ج مراد اس سے عالم ہستی ہے اور مراد عالم غیب
سے بھی ہے س خط سبز کیا ہے ج مراد اُس سے عالم برزخ ہے س خواب کیا ہے ج
خواب سے مراد اختیار کرنا فنا کا ہے افعال بشریت مین۔ حرف الدال س۔ دیوانگی
کیا ہے ج مراد اس سے مغلوبی عاشق ہے س دست کیا ہے ج مراد اس سے صفت
قدرت ہے س دہان کوچک کیا ہے ج یہہ صفت متکلمی ہے س دف کیا ہے۔ ج
مراد اُس سے طلب معشوق ہے س دین کیا ہے ج مراد اُس سے اعتقاد ہے س
دیر کیا ہے ج مراد اُس سے عالم انسانی ہے س دیدہ کیا ہے ج اشارہ طرف اطلاع
الٰہی کے ہے تمام حالات سالک پر س دلدار کیا ہے ج مراد اس سے صفت باسطی ہے
س دل کشائی کیا ہے ج مراد اس سے صفت فتاحی ہے س دم کیا ہے ج مراد اس
سے ذوق وشوق دلی سالک کا ہے س دہان سے کیا مراد ہے ج مراد اس سے اسرار
الٰہی ہے اور نزدیک بعض کے مراد ستر خفی سے ہے۔ حرف الذال۔ س ذوق
کیا ہے ج مراد اس سے مستی شراب عشق ہے کہ عاشق اُسکے نشے مین بالکل اپنے کو محو کر دیتے مین

حرف الراء مہملہ س رُخ کیاہے ج مراد اُس سے وہ تجلی ہے کہ مادہ مین ہو۔ س
روئی کیاہے ج مراد اس سے تجلیات ہے س روز کیاہے ج مراد اس سے تابع انوار
ہے اور بعض کبار کے نزدیک مراد اس سے کشف انوار ایمان اور عرفان حجاب جمالی ہے۔
س رز کیاہے ج مراد اس سے محبت دائی اور معرفت حق ہے س رقیب کیاہے۔ ج
مراد اس سے نفس امّارہ اور حواس خمسۂ ظاہری اور باطنی ہے س رُخسارہ کیاہے۔ ج
مراد اس سے وحدانیت ہے س رند کیاہے ج وہ وہ ہوتاہے کہ شراب ہستی فروش
ہو اور نقد ہستی سالک کی لیتا ہو۔ حرف الزاء معجمہ س زندگی کیاہے ج مراد اس
سے قبول کرنا اقبال محبوبی کاہے س زر کیاہے ج مراد اس سے ریاضت اور مجاہدہ ہے
س زنار کیاہے ج مراد اس سے طاعت محبوب حقیقی کی ہے اور زلف سے بھی یہی مراد
ہے اور نزدیک بعض کبار کے زنار سے مراد یکرنگی ہے دین ویقین مین س زاہد خشک کیا
ہے ج مراد اس سے جاہل اور بے معنے کے ہین س زلف کیاہے ج مراد اس سے تجلی
جلالی ہے اور نزدیک بعض کے غیب ہویت ہے کہ کسیکو اُسپر راہ نہین۔ حرف
السین مہملہ۔ س ساقی کیاہے ج مراد اس سے مرشد اور محبوب حقیقی ہے۔ س۔
سالک کیاہے ج اُسے کہتے ہین کہ جو ممکن سے نکلکر واجب کی طرف ہو۔ س ساغر و بط
خانہ کیاہے ج اُس چیز کو کہتے ہین کہ جس مین مشاہدہ انوار غیبی کرے اور ادراک معانی
ہو۔ س ساقی مطرب کیاہے ج مراد اس سے ترغیب دینے والا اور فیض پہنچانے
والا ہے س سماع کیاہے ج مراد اس سے جگہہ مجلس سے ہے س سخن کیاہے۔
ج مراد اس سے آشنائی بعالم غیب سے اور اشارہ ہے انبیاء سے بواسطہ وحی
اور اولیاء کے سے بواسطۂ الہام کے س سبب زنخ کیاہے ج مراد اس سے مشاہدہ
ہے س ساعد کیاہے ج مراد اس سے صفت قوت ہے س سلام کیاہے۔
ج یہہ اظہار کسر نفسی کاہے س سعادت کیاہے ج مراد اس سے خواندن ازلی
ہے س سردی نفس کیاہے ج مراد اس سے فارغ ہوناہے س سیم کیاہے۔
ج مراد اس سے تصفیہ ظاہر و باطن ہے۔ حرف الشین معجمہ س شقاوت

حرف الراء

حرف الزاء

حرف السین

حرف الشین

کیاہے ج مراد اس سے رندان ازلی ہے س شب قدر کیاہے ج مراد اس سے عالم جبروت اور عالم مین بوجود کے ہے س شب کیا ہے ج مراد اس سے عالم جبروت اور عالم غمی اور یہہ عالم خفی ہے ممتد عالم حق اور عالم ربوبیت مین س شب یلدی کیا ہے ج مراد اس سے انوار ہین کہ یہی سواد اعظم ہے س شراب عیش کیا ہے ج مراد اس سے عیش ممتزج ہے کہ قریب عبودیت کے ہو س شراب پختہ کیا ہے ج مراد اس سے عیش عبودیت مجرد اعتبار عبودیت کا ہے س شراب خانہ کیاہے ج مراد اس سے عالم ملکوت ہے س شیوہ کیا ہے ج - وہ ہے بعض احوال مین کہ کبھی ہو اور کبھی نہو س شمائل کیاہے ج وہ اہتزاز ہے جمالیت اور جلالت سے س شکلی کیاہے ج مراد اس سے لوامع اور طوالع ہے س شوخی کیاہے ج مراد اس سے کثرت التفات ہے مادہ مین س شکل کیاہے ج مراد اس سے وجود ہستی حق ہے س شراب عشق کیاہے ج مراد اس سے جذبہ محبت سالک ہے- س شمع کیاہے ج مراد اس سے پرتو انوار الٰہی ہے دل سالک پر س شاہد کیاہے ج مراد اس سے حق ہے باعتبار ظہور کے اسواسطے کہ حق بصورت اشیا ظاہر ہے س شبنم کیاہے ج مراد اس سے فیضان ہے کہ بتدریج سالک کے دل پر مترشح ہوتا ہے س شمع اور کرشمہ کیاہے ج وہ وہ پرتوۂ کرشمۂ انوار ہے کہ جو سالک کے دل پر ظہور دکہائے س شراب کیاہے ج مراد اُس سے لذت معرفت ہے- **حرف الصاد مہملہ**- س صبح کیاہے ج مراد اُس سے قبول اعمال اور عبادت ہے س صبا کیاہے ج مراد اُس سے وہ مژدہ ہے کہ جو عاشق و معشوق کے درمیان مین ہوا اور نیز مراد حضرت جبرئیل علیہ السلام سے ہے اور صوفی کی تعریف فصل اول مین ہو چکی ہے- **حرف الطائے مہملہ**- س طالب کیاہے ج مراد اس سے وہ شخص ہے کہ طلب مو ہیئت مین فانی ہو- نہ امید بہشت مین- س طلب کیاہے ج مراد اس سے ڈہونڈہنا حق کا ہے ازراہ عبدیت کے س طامات کیاہے ج اُس معارف کو کہتے ہین کہ عین سلوک مین زبان سالک

حرف الصاد

حرف الطاء

حرف العین

برگزیدہ ہے۔ **حرف العین مہملہ** میں عارف کیا ہے ج مراد اس سے سرایت ربی بعین
ربی ہے اور نزدیک بعض کبار کے وہ شخص ہے کہ جو ذات اور صفات اور اسماء الٰہی کو مشاہدہ
کرتا ہو س عشق کیا ہے ج مراد اس سے ذات حق اور عالم جبروت ہے س عالم کیا
ہے ج عالم اسے کہتے ہیں کہ جو ذات اور صفات اسماء الٰہی سے آگاہی رکھتا ہو س
عاشق کیا ہے ج مراد اس سے شیفتہ جمال و جلال الٰہی ہے بعد از طلب و جد کے۔
س علف کیا ہے ج مراد اس سے شہود ذات از روئے نفس ہے س عشرت کیا ہے
ج مراد اس سے وہ لذت ہے کہ سالک بالعشور اللہ کے ساتھہ ہے س عید کیا
ہے ج مراد اس سے مقام جمع ہے۔

حرف الغین

حرف الغین معجمہ۔ س غمزہ کیا ہے۔ ج
مراد اس سے خوف و رجا ہے س غمزہ ابد بوسہ کیا ہے ج مراد اس سے جذبہ
اور فیض باطن ہے کہ سالک کی نسبت واقع ہو س غارت کیا ہے ج مراد اوس
سے جذبۂ الٰہی ہے کہ بے واسطہ دل پر پہنچے س غمکدہ کیا ہے ج مراد اس سے مقام
مستور ہے س غمگسار کیا ہے ج مراد اس سے صفت رحمانی ہے کہ عموم اور شمول
وار و نسبت ہمہ موجودات ہے۔

حرف الفا

حرف الفا س فراق کیا ہے۔ ج
مراد اس سے مقام وحدت اور غیبت ہے اور نزدیک بعض کے مراد اس سے
معرفت حق ہے دل عارف میں س فقیر کیا ہے ج تعریف اسکی اس عبارت
سے ظاہر ہے اَلْفَقِیْرُ مَالَا یَحْتَاجُ اِلٰی کُلِّ شَیْئٍ۔

حرف القاف

حرف القاف۔ س
قدس کیا ہے ج مراد اس سے امتداد حضرت الہیت ہے اور نزدیک حضرت
خواجہ محمد پارسا کے قدس استیلاء استواری الٰہی ہے س قلاّنس کیا ہے۔ ج
مراد اس سے قاطع الانس ہے اور کرشمہ اور شمع سے بھی یہی مراد ہے اور وہ پرتو
انوار ہے کہ سالک میں ظہور دکھاوے س قامت کیا ہے ج مراد اس سے
جمعیت وجود عارف فانی ہے اور مراد اس سے سزائے پرستش بھی ہے کہ
وہ سوائے خدا کے دوسرے کو سزاوار نہیں س قبض و بسط کیا ہے ج مراد
اوس سے نوازش فرمانا ہے عاشق پر۔ س قلندر کیا ہے ج مراد اس سے وہ

وہ شخص ہے کہ جسے تفرید اور تجرید مین کمال ہو اور تخریب سے مراد عبادت مین کوشش کرنے والے سے ہے س توت کیا ہے ج مراد اس سے غذائے عاشق ہے وریافت کرنے جمال یقین سے کہ ہر کوئی اُسپر محیط نہین ہو سکتا س قدح کیا ہے ج مراد اوس سے وقت ہے س قیری کیا ہے ج مراد اُس سے عدم اختیاری ہے۔ حرف الکاف۔ س کلبۂ احزان کیا ہے ج مراد اس سے ہجر محبوب ہے س کباب کیا ہے ج مراد اس سے پرورش دل ہے بتجلیات صوری مین س کثرت کیا ہے ج مراد اُس سے التفات ہے باظہار صور افعال کے س کعبہ اور محراب کیا ہے ج مراد اوس سے وہ مقصد ہے کہ دل اُسکی طرف متوجہ ہو س کنار کیا ہے ج مراد اوس سے ہمیشہ مراقبہ اور دریافت کرنا اسرار توحید کا ہے س کبر اور کفر کیا ہے ج مراد اس سے عالم لاہوت اور ملکوت ہے س کلیسا اور کنشت کیا ہے ج مراد اس سے عالم تعین اور شہود معرفت ہے س کوہ قاف کیا ہے ج مراد اُس سے حقیقت انسانی ہے۔ س کعبہ کیا ہے ج مراد اس سے صفات قہری ہے س کلیسا کیا ہے ج مراد اُس سے عالم جوانی سے ہے س کافر کیا ہے ج مراد اس سے وہ شخص ہے کہ اسمار و افعال اور صفات سے نہ گذرا ہو اور حق کو تعینات اور کثرت مین چھپاتا ہو۔ س کافر بچہ کیا ہے ج مراد اس سے یکرنگی ہے عالم وحدت مین س علم اور تفرقہ کیا ہے۔ ج مراد عالم تفرقہ سے ہے۔ حرف الکاف فارسی س۔ گل کیا ہے ج مراد اُس سے لذت معرفت ہے کہ عارف بندی کو پہنچتا ہے س گرمی کیا ہے ج وہ محبت ہے س گوہر کیا ہے ج مراد اُس سے معانی صفات اور اسمار الٰہی ہے س گیسو کیا ہے ج وہ طلب بعالم لاہوت ہے۔ حرف اللام۔ س لب کیا ہے ج مراد اوس سے کلام معشوق ہے س لب لعل کیا ہے ج کلام معشوق ہے س لب شکرین کیا ہے ج وہ کلام منزل ہے کہ ابنیا کو بواسطہ فرشتہ اور اولیا کو تصفیۂ باطن سے حاصل ہوتا ہے س لب شیرین کیا ہے ج مراد اس سے کلام بے واسطہ ہے اور نزدیک بعض حضرات کے مثل حضرت خواجہ حافظ اور مولانا روم اور عراقی کے اشارہ ہے قبض او بسط

حرف الکاف

حرف الکاف فارسی

حرف اللام

اور نوازش فرمانے عاشق سے س لب کیا ہے ج مراد اُس سے عقل منور ہے
نور قدس سے س لطف کیا ہے ج مراد اُس سے تربیت معشوق و عاشق کو
نرمی اور آہستگی کے ساتھ ۔ حرف المیم ۔ س میخانہ کیا ہے ج میخانہ اور بتخانہ سے
مراد باطن عارف کامل ہے اور عالم جبروت بھی ہے اور خانقاہ مرشد بھی مراد ہے
س محبت کیا ہے ج مراد اس سے اقتدائے شریعت ہے س مظہر کیا ہے ج
مراد اس سے سالک روحانی سے ہے کہ جو ترانہ توحید گاتا ہو س مست اور شیدا
کیا ہے ج مراد اس سے ترک دنیا اور جذبہ ہے س معشوق کیا ہے ج مراد اُس سے
ذات الٰہی ہے اور صفات حق سے بھی مراد ہے س میان کیا ہے ج مراد اُس سے
برزخ صغرا ہے س مژدہ کیا ہے ج مراد اس سے حجاب سالک ہے س مہر کیا ہے
ج مراد اس سے محبت ہے کہ اپنی اصل کے ساتھ ہو یعنی مقصد اور محبت جو ہو وہ حق
کے ساتھ ہو س میل کیا ہے ج مراد اس سے رجوع کرنا اپنی اصل کی طرف شعور اور
آگاہی سے مثل جمادات اور نباتات کے کہ رجوع طبعی انکی اپنی اصل کی طرف ہے
س ملامتی کسے کہتے ہین ج ملامتی اُسے کہتے ہین کہ جو کتم عبادت مین محفوظ ہین ۔ س ۔
مجذوب کیا ہے ج اُسے کہتے ہین کہ جو بمقام سکر پہنچکر بمقام فنا پہونچا س مسجد کیا ہے
ج وہ پاک تجلی جمالی ہے اور آستانہ پیر کو بھی کہتے ہین س مستی کیا ہے ج مراد اس سے
مقام حیرت اور مشاہدہ جمال معشوق ہے س مطلوب کیا ہے ج مراد پیر کامل سے ہے
س مے کیا ہے ج مراد اُس سے وہ ذوق کہ سالک کے دل پر آوے اور خوشوقت
کرے س محبوب اور صنم کیا ہے ج مراد اس سے حقیقت روحیہ ہے ظہور تجلی صور
صفاتی ہے س معشوق کیا ہے ج مراد اس سے حق سبحانہ تعالیٰ ہے س ملاحت کیا
ہے ج مراد اس سے نہایت کمال الٰہی ہے س مرور کیا ہے ج اپنی معشوقہ سے ہے
خاص عاشق کو کبھی بطریق لطف اور کبھی بطریق قہر س مہربانی کیا ہے ج وہ صفت
ربوبیت ہے مولیٰ طاہر ہوئیت کو کہتے ہین س میکدہ کیا ہے ج مراد اس سے قدم
مباحات ہے س ماہرو کیا ہے ج مراد اس سے تجلیات صوری ہے س میدان کیا ہے

حرف النون

ج وہ مقام شہود ہے۔ **حرف النون** - س نزدیکی کیا ہے ج وہ شعور معارف
ذات وصفات و افعال ہے س نالہ کیا ہے ج وہ مناجات عاشق ہے بہ معشوق۔
س زنار کیا ہے ج مراد اس سے وصف مثبت ہے اور بری چیز کو جو شخص چھوڑ دے
اور عالی چیز کی طرف رغبت کرے اُس سے بھی مُراد ہے س نسیم باد آور کیا ہے ج
مراد اس سے عنایت ربی ہے س ناموس کیا ہے ج مراد اُس سے باد گرد مقام تفرقہ
ہے س ناقوس کیا ہے ج مراد اس سے جذبات الٰہی ہین کہ طرف توبہ اور انابت
کے بلاتا ہے س نقل کیا ہے ج مراد اس سے کشف معانی ہے س نور وز کیا ہے
ج مراد اس سے واصلان حق ہین کہ جو خودی سے خالی ہوئے ہین اور بعض کبار
کے نزدیک نے سے مراد درویش صاحب حال سے ہے اور حضرت شاہ فتح قلندر
قدس سرہ کے نزدیک نے سے ذات حضرت سرور انبیا علیہ السلام ہے جیسا کہ در حقیقت
آواز نے ہے ایسے ہی افعال واقوال وحرکات وسکنات اُس سرور انبیا کے تھے نہ
از خود جیسا کہ آواز نے نے نواز سے ہے جیسا کہ مولانا جامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہین سے
بشنو از نے چون حکایت میکند ۔ اور حضرت خواجہ حسین نے بھی خوب بیان کیا ہے
اور ان اصطلاحات کو صاحب مقصود الطالبین اس طرح پر تحریر فرماتے ہین۔ وہ
ساقی کی دو قسمین فرماتے ہین۔ ایکؐ بے واسطہ وہ ذات حق ہے۔ دوسری قسم
بواسطہ اس سے مراد اولیاء اور انبیاء اور ملائکہ وغیرہ سے ہے اور ساقی بواسطہ
سے مراد شیخ ابدال سے بھی ہے کہ فیضان ملکوت اور جبروت اور لاہوت اُسکے مریدن
کے وسیلہ واسطے اسکے پہنچے جیسے حضرت فریدثانی **فصل تیسری** اون ادعیات مین کہ حضرات فقرا
نے واسطے ہر کار فقیر کے بہ نیت عبادت اور برکت اُس کار کے مقرر کی ہین یعنے مطلب
یہ ہے کہ فقیر کسی وقت اور کسی کار مین عبادت اور فیضان سے خالی نہ رہے بعض کا
مقولہ ہے کہ جامع ان دعاؤن کے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہین واللہ
اعلم بالصواب۔ **جاننا چاہیئے** کہ طریق تاج ترکی کا حضرت سید السادات سید
عبد الرزاق قدس سرہ سے جاری ہوا ہے فقیر کو چاہیئے کہ جب تاج سر پر رکھے یہ

فصل تیسری

دعا پڑھ لیا کرے۔ اللھم انت الملک الحق الذی لا الٰہ الا انت تاجاً مجیداً اذا رایت مجیبن انصوتا او نصر ورا۔ پس فقیر رزاق شاہی تاج ترکی رکھتے ہیں۔ اور طریق کلاہ نمدی حضرت سلطان ابراہیم بن ادہم بلخی قدس سرہ سے جاری ہوا ہے فقیر جب کلاہ پہنے واسطے برکت کے یہہ دعا پڑھے۔ وتوکل علی اللہ وکفیٰ باللہ وکیلاً خرقہ درویشی جناب سرور انبیاء پر اُترا ہے فقیر جب پہنے یہہ دعا پڑھے اِنَّمَا اَمْرُہٗ اِذَا اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ چہار تاکہ طریق کا خواجہ حسن بصری سے ہے یہہ بھی لباس درویشی ہے اسکے واسطے یہہ دعا پڑھے۔ تَبَارَکَ اللّٰہُ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ۔ طریق رنگ دینے کا حضرت آدم صفی اللہ سے ہے اور نزدیک بعض کے حضرت شاہ بدیع الدین قطب المدار قدس سرہ سے ہے اُسکے واسطے یہہ آیت ہے یعنے فقیر جب کپڑا رنگے واسطے برکت کے یہہ آیت پڑھے۔ صِبْغَۃَ اللّٰہِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰہِ صِبْغَۃً وَّنَحْنُ لَہٗ عٰبِدُوْنَ۔ طریق گدڑی کا حضرت ابراہیم بن ادہم بلخی سے ہے اوسکے واسطے یہہ دعا پڑھے۔ یُحِبُّوْنَھُمْ کَحُبِّ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ۔ رومال کے واسطے یہہ دعا پڑھے یعنے جب فقیر رومال اُٹھائے یہہ آیت پڑھے۔ اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّۃِ الْمَتِیْنُ ۵ دریوزہ گری کے واسطے یہہ دعا پڑھے۔ نَصْرٌ مِّنَ اللّٰہِ وَفَتْحٌ قَرِیْبٌ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ ۵ فَاللّٰہُ خَیْرٌ حٰفِظًا وَّھُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ۵ اور بعضے یہہ پڑھتے ہیں یٰٓاٰدَمُ اسْکُنْ اَنْتَ وَزَوْجُکَ الْجَنَّۃَ وَکُلَا مِنْھَا رَغَدًا حَیْثُ شِئْتُمَا ۵

رباعیات

حضرت جد امجد شاہزادہ دارا شکوہ المتخلص قادری خلف شاہجہان بادشاہ

اے دور نظر است رو بہر چیز کنی		کو رہی تو چرا بخواہش تجویز کنی
حق گفت چو اے منا تو تو با تو		باید کہ نظر بسوئے خود نیز کنی
عارف دل و جان تو مزین سازد	دیگر	خاریکہ کند بجانش گلشن سازد
کامل ہمہ را ز نقص بیرون آرد		یک شمع ہزار شمع روشن سازد

بیرون درون کوزہ پر بود ہوا کوزہ بشکست و گشت آواز آواز	دیگر	پیچید درون کوزہ آواز و صدا بشکست حباب گشت عین دریا
توحید شناخت ہر کرا حالی نیست خوش آنکہ میان خویش حق راشناخت		در راہ طلب ہمت او عالی نیست او در ہمہ جاہست و ہیچ جا خالی نیست
زابلیس بہ بوالبشر چہ انکار رسید از شومی و شر نفس تکا پافت		حق گفت حسین بر سر دار رسید با ہر نبی و ولی کہ آزار رسید
گر نیک خودی تو نیک دانی ہمہ را جز صورت تو نیست غیرے باید		در خود تو بدی یقین برانی ہمہ را مرآت وجود خویش دانی ہمہ را
غافل ز وجود خویش ہشیار کجاست بیمار شدن چو لازم مہجور یست ؛		ہشیار چو گشت دل در آزار کجاست آنکس کہ بحق رسید بیمار کجاست
ہر کار کہ مشکل است درویش کند چون لوت شود بصد شش افزاید		مرہم بدنے نہد کہ او ریش کند شمشیر برہنہ کار را بیش کند
فانی شدہ را خدا بقاے بخشد از کشتن و مردنت مپرس اے سالک		بیمار طریق را دواے بخشد ؛ سیماب چو کشتہ شد شفاے بخشد
با اصل رسیدیم و بے فرع نیم در مذہب ما خدا دانی شرع		محصول گرفتیم و بے زرع نیم بے شرع نیم و لبتہ شرع نیم
مطلق چو مقید چو رخ خود گردید چون تقاضائے دگر نام نمود		در آئینہ عشق رخ خود را دید عکس رخ خویش را محمد گردید
در خواب مرا بہ بر گرفتہ دلدار گفتا کہ اگر تو این چنین مے خواہی		گفتم کہ تو بے واسطہ بنما دیدار تعلیم کنم بگیر خود را در کنار
عارف بہ خدا یگانہ میباشد و بس آزردہ کجا شود ز طعن منکر		با یاد ترا در بہانہ میباشد و بس بوجہل بہر زمانہ میباشد و بس
از اصل حقیقت چو خبر داد شدی		از یار بدان ہمہ کہ ہشیار شدی

چون فاعل خیر و شر خدا را دیدی — دیدی گنہ از خویش و گنہ گار شدی

غزلیات جناب دارا شکوہ المتخلص قادری خلف شاہجہان بادشاہ طیب اللہ مرقدہٗ

ہمہ موجود در وجودِ ما ئہ — گنج مخفی است در نمودِ ما
گرچہ در پردہ داشتیم آواز — شد زنے ظاہر این سرودِ ما
ما نہ دیدیم ہیچ غیر از خود — غیر نہ نمود در شہودِ ما
وہم فانی شود نہ فانی ئہ — ہست باقی ہمیشہ بودِ ما
سر ما خم کہ گشت جانب ما — از پے خویش شد سجودِ ما
خویشتن را گرفتہ بہ نشینم — اے خوشا این چنین قعودِ ما
فرق در قادری و قادر نیست — عین اطلاق شد قیودِ ما

گر ترا ہست عزم کشورِ ما — ور ترا ہست میل بسترِ ما
دل بدہ تا تو یار ما یا بے — بار دل میدہ صنو برِ ما
ہستی خویش دور کن از سر — گر تو دانی ز جان و دل ہر ما
در بدر گشتن از ہمہ بگذار — بنشین بے مراد بر درِ ما
قادری باش بے غم و اندوہ — مے وحدت بیار ساغرِ ما

کے شناسی قدر تو دل ریش را — چون نمودی پیشوا بد کیش را
راہ حق ملا چہ داند اے عزیز — پرس این رہ عارفِ دل ریش را
جاہلان را پیشوایان گفتہ اند — کردہ اند افسانہ حرفِ بیش را
حاضر و ظاہر خدائے عارفانست — کردہ غائب از خدائے خویش را

قادری کرد اقتدا با عارفے
زان زند ملا بہ طعنہ نیش را

اے تو اندر ہر جمالِ رو نما ئہ — وے تو اندر ہر لباسِ آشنا
اے بہر جا حسن خوبت جلوہ گر — اے فتادہ نورِ حسنت جا بجا

اے کہ ہر کس دیدہ سوئے روئے تو
چشم خود پوشیدہ او از ماسوا
ہر قدر لب بستہ از گفتگو
ہست اقرار تو اندر ہر صدا

قادری جز تو نداند ہیچ چیز
اول و آخر ہمین داند ترا

عید ما با دیدن دلدار ماست
بت پرستی بہترین کار ماست
خوردن مے کار ما باشد مدام
ترک از جام محبت عار ماست
ہوشیاری یار ما از ما نخواست
درمیان جملہ مستان یار ماست
مست شو چندانکہ لا یعقل شوی
آفت بسیار در ہشیار ماست
تابع دل شو کہ گردد کام تو
مدعی چون نفس اندر کار ماست

قادری شاہد بگیر و مے بخور
شاہد ہر دو جہان چون یار ماست

حضرت میران خداوند جہان
غوث جن و انس شاہ عارفان
محی الدین شیخ عبد القادر ست
آنکہ او را عرض باشد آسمان
سید سادات فخر اولیار
شیر دین شہباز روح لامکان
قابل قول قدم محبوب رب
از تواضع کردہ خم سرہا سران
رہنمائے شاہ راہ احمدی
دستگیر جملہ درماندگان
ہر کجا پائے نہادے بر زمین
فخر کردے آن زمین بر آسمان

کے توانم گفت من خود را مرید
قادری باشد سگ این آستان

فقر نامہ حفیظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

واضح ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالےٰ بندون سے دو علم چاہتا ہے ایک علم عبودیت دوسرے علم ربوبیت اس کے ماورا حظ نفس ہے عارف وہ شخص ہے جو ان تین چیز سے دل کو خالی رکھے ایک علم۔ دوسرے عمل۔ تیسرے خلقت سے جب تک ان تینون سے ایک چیز بھی دل مین ہوگی علم توکل ثابت نہو گا در اصل خوراک عارف کی بیمارون کی سی ہو اور نیند مثل سانپ ڈسے کے ہو اور عیش مانند غریق کے ہو مگر طالبان حق کو اُنکی بات جان و دل سے سُننی چاہئے اُن کے کہنے کے برخلاف نہ کرے خواہ ریاضت کرے خواہ مجاہدہ اور مشائخ کی پیروی عین ایمان ہے مشائخ ۱۴ مقام فرماتے ہین والا پندرہ مقام یاد رکھے ورنہ آٹھ مقام سے باخبر رہے کہ دستور العمل ہین اور مدار کشائش کار اور قرب منازل انہین آٹھ مقام پر ہے۔ اول مقام تائبان کہ اشارہ مقام آدم علیہ السلام سے ہے۔ دوسرا مقام عابدان کہ وہ ادریس علیہ السلام سے متعلق ہے۔ تیسرا مقام زاہدان کہ وہ مقام عیسےٰ علیہ السلام سے متعلق ہے۔ چوتھے مقام صابران کہ ایوب علیہ السلام ملحق ہے پانچوین مقام راضیان کہ وہ مقام اسمعیل علیہ السلام کا ہے چھٹے مقام شاکران کہ یہہ مقام نوح علیہ السلام کا ہے ساتوین مقام محبان کہ یہہ مقام ابراہیم علیہ السلام کا ہے۔ آٹھوین مقام عارفان کہ یہہ مقام افضل الانبیاء اکمل الاتقیا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے۔ سالک کو زیبا ہے کہ یہہ دس مقام شریعت بعمل معمول کرنے وہ یہہ ہین۔ اول ایمان قولہ تعالےٰ۔ اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ فَاسْتَقِمْ یعنے کہہ اسے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین خدا پر ایمان لایا اور اسپر مستقیم ہوا۔ دوسرا مقام عہد۔ قولہ تعالےٰ۔ اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ یعنے دین پسندیدہ خدا کے نزدیک اسلام ہے تیسرا مقام زبان کو کلام بد سے بچانا قولہ تعالےٰ

وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰی۔ یعنے جسوقت تم کلام کرو عدل کا اگرچہ
حکام کے پاس ہو۔ چوتھا مقام طلب علم کا قولہ تعالے۔ فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ
لَا تَعْلَمُوْنَ۔ تم اہل ذکر اصحاب علم سے سوال کرو جو نہیں جانتے ہو قال النبی صلعم طلب العلم
فریضة علی کل مسلم و مسلمة امر بالسفر فی طلب هذه العلم فقال اطلبوا
العلم ولو کان بالصین۔ یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا طلب کرنا علم
کا فرض ہے ہر مسلمان مرد اور عورت پر مسافرت کے ساتھہ اور فرمایا رسول خدا صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم نے تم علم کو اگرچہ چین میں ہو طلب کرو۔ پانچین مقام نکاح ہے قولہ تعالے
فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنٰی وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ یعنے اللہ تعالے نے فرمایا ہے جو تمکو
عورتین پسند آوین ایک اور دو اور تین اور چار اپنے نکاح کرو۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم
النکاح من سنتی فمن رغب عن سنتی فلیس منی رسول اللہ صلعم نے فرمایا میری سنت
نکاح ہے کہ جس نے رغبت میری سنت کی نہین کی وہ مجھسے نہین ہے۔ چھٹا مقام طلب
قوت حلال ہے قولہ تعالے۔ یَا اَیُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِی الْاَرْضِ حَلٰلًا طَیِّبًا وَّلَا
تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ ۃ یعنے اے انسان تم جنس زمین سے جو حلال ہے کہاؤ
تو تمکو خطرات شیطانی نہ ستاوین اور تم تابعدار شیطان کے نہ ہو جاؤ۔ ساتوان موافق
طریقہ اہل سنت اور جماعت کے ہونا قولہ تعالے وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا
فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِیْلِهٖ ۃ یعنے یہہ میری راہ ہے
تم اسکی متابعت کرو اور پراگندہ راہون کے متابعت مت کرو کہ تمکو وہ راہ حق سے
جدا کرویگا قال علیہ السلام لا یجتمع امتی علی الضلالة علیکم بالسواد الاعظم
یعنے میری امت گمراہی پر اکہٹی نہ ہوگی۔ آٹھوان مقام شفقت اور مہربانی کا ہے
قولہ تعالے اِنَّكَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ ۃ نوان مقام لباس حلال پہنا اور اسپر قائم رہنا
قولہ تعالے خُذُوْا زِیْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ تم اپنی زینت مسجد کے قریب کرو۔
دسوان مقام امر معروف اور نہی منکر کا ہے۔ قولہ تعالے اِنَّ نَاصِرَ الدِّیْنِ مَنْ مِثْلُ الْمَعْرُوْفِ
یعنے یہہ کار امر معروف بزرگ کا ہے اور اسی طور اہل طریقت کی دس شرائط ہین۔

اوّل طلب حق۔ دوم طلب مرشد کامل۔ سوم ادب۔ چہارم رضا۔ پنجم صحبت۔ ترک فضول۔ ششم تقویٰ۔ ہفتم استقامت شریعت ہشتم کم خوردن و کم گفتن نہم عزلت از خلق۔ دہم صلوٰۃ و صوم۔ اور اسی طرح اہل حقیقت کو بھی دس چیز لازم ہیں۔ پہلے معرفت الٰہی میں کامل ہو اور حق عزوجل تک پہونچا ہو۔ دوسرے بدی کسی کے حق میں نہ سوچے اور نہ کسی کو ستاوے ؛

مباش در پے آزار ہرچہ خواہی کن	کہ در طریقت ما جز ازین گناہے نیست

اور آپ کسی سے آزردہ نہ ہو۔

وفا کنیم و جفا ہا کشیم و خوش باشیم	کہ در طریقت ما کافریست رنجیدن

تیسرے خلق خدا کو راہ دکھاوے اور ایسا کلمہ کہے کہ فائدہ دنیا اور آخرت کا اس میں ہو۔ چوتھے تواضع۔ پانچویں عزلت۔ چھٹے پیش آئندہ کی حسرت رکھے اور اپنے تئیں سب سے حقیر اور کمتر شمار کرے۔ ساتویں رضا اور تسلیم اختیار کرے۔ آٹھویں صبر اور تحمل ہر درد اور دکھ اور رنج میں روا رکھے۔ نویں سوز و گداز اور عجز و نیاز کا پیشہ کرے۔ دسویں قناعت اور توکل کا اپنا زیور رکھے اور بنا طریقت کی چھہ چیز ہیں۔ توبہ۔ تسلیم۔ زہد۔ تقویٰ۔ قناعت۔ عزلت۔ اور احکام طریقت کی بھی چھہ چیز ہیں۔ علم و حلم و صبر و شکر و رضا و اخلاق۔ اور واجبات طریقت بھی چھہ چیز ہیں احسان و ذکر و ترک دنیا و ترک ہوا و خوف و شوق۔ اور خرقہ کی فرضیت ہمت ہے اور سنت حیا ہے اور خرقہ کی پاکی نماز ہے خرقہ کا ایمان حق شناسی ہے اور خرقہ کا قبلہ پیر ہے یعنی ترک دنیا اصل خرقہ ہے اور خرقہ کی کلید راستی ہے قول سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء بداؤنی قدس سرہ ہے کہ اعتبار خرقہ کا پہلے واسطے پیر ہے اور جو سجادہ نشین ہو اس میں یہہ باتیں ضرور ہوں بھید چھپاتا ہو اور جلال عظمت خدا کی جانتا ہو اور اللہ اللہ ہر زبان منہ سے جاری رکھتا ہو اور دنیا کو تین طلاق دیچکا ہو۔ اور جو کوئی ملے طلب ہدایت اسکی خدا سے چاہتا ہو اور فقیر میں یہہ تین صفات فرض ہیں ایک شفقت مثل آفتاب دوسرے سخاوت مانند دریا تیسرے تواضع چون زمین۔

اور یہہ ہی تین چیز نفس مردہ دل زندہ زبان ذاکر بحق اور نا دیدنی اور ناشنیدنی اور ناگفتنی اور ناکردنی اور ناگرفتنی اور نارفتنی مین پڑا ہوا ور اِن تین چیز پر عمل رکہتا ہو فی الحقیقۃ پورا ہو اول فتوح رد نکرتا ہو دوسرے جو آتا ہو اُسکو جمع نکرتا ہو تیسرے طامع نہو راحت القلوب مین خوب باسلوب لکہا ہے کہ زکوۃ تین قسم کی ہے شریعت اور طریقت اور حقیقت زکوۃ شریعت سال تمام مین دوسو درم پر پانچ درم ہین کہ خدا کی راہ مین دے اور زکوۃ طریقت یہہ ہے کہ دوسو درم مین سال تمام کے بعد پانچ درم رکہے باقی للہ دے ڈالے اور زکوۃ حقیقت یہہ کہ بعد پورا ہونے سال کے سب دوسو درم خدا کے نام دیدے کیونکہ درویشی خود فروشی مشہور ہے کہ علی کرم اللہ وجہ خدا کی راہ مین چند مرتبہ فروخت ہوئے کسی نے پوچہا کہ آپ فرماتے ہین کہ مین نے نیکی بدی کسی کے ساتہہ نہین کی حالانکہ آپ ساتہہ مرتبہ بک چکے ہین فرمایا جو کچہہ مجہے کیا اپنے واسطے کیا۔ اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ درویشی کی چار علامت ہین۔ اول عمل مین ساعی ہو دوسرے کم خوری تیسرے غصہ نوشی۔ چوتہے خاموشی اور یہہ چار عمل ہین ایک تونگر کہائی دے دوسرا ہو کا پیٹ بہرا ہو تیسرے اندوہگین ہو خوش رہے۔ چوتہے دشمن کے ساتہہ دوست معلوم ہو کیمیاء سعادت مین ذکر و شکر و خلوت و طاعت و ایثار و قناعت و توحید و توکل و تسلیم و تحمل لباس رکہا سید الطائفہ جنید بغدادی قدس سرہ کے پانچ اصول صائم النہار قائم اللیل خلوص العمل وتسرف الاعمال وتوکل بہر حالت اور شیخ سہیل تستری قدس سرہ سات اصول فرماتے ہین التمسک بکتاب اللہ واقتداء بسنت رسول اللہ صلعم واکل حلال وصدق مقال واجتناب از اثام وتوبہ تام واداء حقوق خاص وعام۔ اور حضرت فرید الدین گنجشکر قدس سرہ فرماتے ہین جبتک درویش فکر خانہ اور دانہ مین مصروف ہے ہرگز اپنی مراد کو نہ پہونچے ہان جوقت خوف قوت لایموت سے فارغ ہو جمعیت یاد حق ہوتی ہے فقیر کو چار چیزین چاہئین دو شکستہ یعنے دل و پائے۔ اور دو درست دین و یقین۔ عارف لوگ کہتے ہین کہ اپنے تئین خلق کی آنکہہ سے گرانا آسان ہے مگر مرد وہ ہے کہ اپنی آنکہہ سے اپنے تئین گراوے

اور واضح کہ آدمی مین پانچ جوہر ہین اور اوسکے اسی قدر رہزن اور چور اور دشمن ہین۔
ایک جوہر ایمان کہ جسکا دشمن جھوٹھہ ہے۔ دوسرا جوہر علم جسکا دشمن غرور۔ تیسرا جوہر
عقل کہ جسکا دشمن غصہ ہے۔ چوتھا جوہر سخاوت اُسکا دشمن فکر ہے۔ پانچوان جوہر صبر
حرص جسکا دشمن ہے۔ اور آدمی کے وجود مین کئی بادشاہ اور کئی وزیر ہین۔ اول بادشاہ
روح وزیر جسکا عقل ہے۔ دوسرا بادشاہ نفس اُسکا وزیر نفس تیسرا بادشاہ دل وزیر اُسکا
زبان وزیر عقل اپنے بادشاہ روح سے عرض کرتا ہے اے بادشاہ بھلائی کر برائی مت کر کیکی
کی جہت سے دیدار حق تعالے ملیگا اور عذاب سخت دوزخ سے نجات ملیگی اور شیطان وزیر
اپنے بادشاہ سے کہتا ہے کہ زنا کر شراب پی۔ اور مال حرام اور شبہہ کا خوب کہا پھر جو ہونا ہوگا
ہو جائیگا اپنے بادشاہ دل سے وزیر زبان کا کہتا ہے اے بادشاہ تو جدہر کو غالب ہوگا مین
بھی اُسی طرف مائل ہون۔ **نقل** کسینے معروف کرخی قدس سرہ سے پوچھا کہ دل کے دُکھہ
درد ہونے کی کیا دوا ہے فرمایا خلقت سے جُدا ہونا قال النبی علیہ السلام من انس باللہ
استوحش عن خلقہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جو کوئی خدا سے اُنسیت پکڑے خلق سے
وحشت پکڑے اور انہون نے فرمایا ہے کہ مین ایسی ایک راہ خدا کی جانتا ہون کہ وہ خدا
کے قریب ہے اپنے پاس کچھہ نہو تو کسی سے کچھہ نہ مانگے بلکہ دولت کو بچشم فضیحت دیکھے
نہ از روئے حسد اور تونگر کو بنظر تواضع نہ بچشم تکبر اور عورتون کو آنکھہ شفقت سے ملاحظہ
کرے نہ از راہ شہوت وہ شخص مرد ہے جو بازار مین بحالت خرید فروخت یک لحظہ یاد حق
سے غافل نرہے اور کتب متبرکہ مین درج ہے کہ حق تعالے فرماتا ہے جو میرا بندہ میرا ذکر
بہت کریگا اُسپر ذکر غلبہ پکڑیگا مین اُسپر عاشق ہونگا اولیاء اللہ اسرار اسم اعظم جو فرقان
حمید مین مخفی ہے باز بان سریانی شابہہ اسم مادر موسے علیہ السلام ہے کامل متواصل جانتے
ہین اور وہ ایک لفظ ہے بلکہ ایک حرف جو لوح دل پر منقش اور مرتسم ہے متوجہ مرشد
کامل وتصرف رہبر واصل سے خبر ملتی ہے عالم باللہ اُس سے آگاہ ہین نہ علماء ظاہری اور امیر
امرا قاضی مفتی قانون گوئی مقدم کی خبرداری معتبر ہوا الشئی حجاب الاکبر سے ظاہر ہے اور
کاملان واصلان رہبران مرشدان بہ بشارت اشارت بعد طے سلوک اور آزمایش

اعتقاد خلفاء و مخلصا اولیاء و انبیاء علیہ السلام اور عامل شرع محمد مصطفےٰ صلعم با کمالیت ایمان جناکر خبر اسم اعظم کی دیتے ہین اور اُسکے اوصاف سے موصوف ہوتے ہین استقامت اور استدامت کا عہد و پیمان لیتے ہین وہ شیخ وقت کہلاتا ہے اُسکی زیارت و حرمت اور اُسکا مصافحہ اور معانقہ و صحبت مثل رسول اللہ صلعم کی اور جس نے زیارت اور مصافحہ اور معانقہ رسول اللہ صلعم سے کیا اُس نے خدائے تعالےٰ سے کیا قال النبی صلعم والذی من سالک طریقی یعنے میری وہ اولاد ہے جو میری راہ پر چلے سب احوال حال اور کمال مین شرط ادب ہے جیساکہ مولوی معنوی فرماتے ہین۔

از خدا خواہیم توفیق ادب	بے ادب محروم گشت از لطف رب

الادب فوق العبادت۔ قول علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ طلب الادب اولیٰ من طلب الذھب یعنے ادب کی طلب سونے سے بہتر ہے یعنے بہر حالت یہہ لوگ واجب الاحترام ہین ان سے مؤدب رہے جان سے استہزا اور مزاح مثل اور لوگون کے کرے زمرۂ بے ادبونمین محصور ہو اور بے ادب کبھی خدا تک نہ پہونچے اور نہ کبھی اُسکا تصوف پورا ہو یعنے کوئی بے تصوف خدا تک پہنچا ہے کیونکہ تصوف ہی سراپا ادب ہے۔ التصوف کلہ ادب۔

عمل در جنت الماوے رساند	ادب در حضرت مولا رساند

حضرت غوث الثقلین محبوب سبحانی قطب ربانی غوث الصمدانی سید محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی فرماتے ہین اے غلام ہر روز مست آہفتہ ہین یا مہینے مین یا برس یا ساری عمر مین ایک بار بخلوص ادب حاضر ہو مذکور ہے کہ حضرت موصوف بعالم جوانی خدمت شیخ حماد مین مودب جا بیٹھے تمام حاضرین مجلس شیفتہ جمال با کمال اور حسن ادب آپکے ہوئے شیخ موصوف نے آپکی جانب دیکھا اور اپنے اصحاب سے متوجہ ہوکر فرمایا سبحان اللہ اس جوان عجمی کا قدم اولیاء اللہ کی گردن پر ہو بلکہ جیساکہ فرمایا قدمی ھذا علی رقبۃ کل ولی اللہ ہوگا جو ادب شیخ کا اس درجہ ادا کرے تو ایسے درجہ کو کہ وہ ہی مشہور ہوا پہونچے اور ادب مقتضی اسباب کا ہے کہ کسی وجہ مخالفت ارباب مشیخت وقت کسے زد اثر کہے اور اونکے ارشادات کا بقدر طاعت و استطاعت پاس رکھے اور عہو

بات قوت مدرکہ سے خلاف شرع پاوے اسکا انکار اور اعتراض کرے قصہ موسے علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام یاد لاوے رسول خدا صلعم فرماتے ہین کہ اللہ تعالے میرے بہائی موسےٰ پر رحمت کرے اگر وے صبر کرتے اور انکار صحبت سے نکرتے تو لطائف عجایب وغرائب دیکہتے کہ خضرؑ نے کشتی توڑی اور ایک طفل بیگناہ مارا اور دیوار باوجود اذیت شب سائے اگرچہ علم موسےٰ مین سب باتین تہین لیکن اس علم کا عمل خضرؑ مین راست تہا اسی طور جو مرید خلاف شیخ کرے نقصان اٹہاوے۔ کشف المحجوب مین ہے قال النبی صلعم الشیخ فی قومہ کالنبی فی امتہ۔ جیسے امت کو متابعت نبی کی واجب ہے اسی طرح متابعت شیخ کی مرید پر واجب ہے اور مرید شیخ کے آگے ایسا ہے جیسے المرید صف المیت والشیخ بصفۃ الغسال والمیت فی ید الغسال۔ کتب فقہ مین لکہا ہے جو مردہ کا بال بہی حرکت کرتا ہو تو غسل دینے والا اوسکے غسل مین تامل کرے جو مرید کوئی بات خلاف رضا شیخ کرے یا کسی ناقص کی ترغیب سے بجالاوے معتوب ہووے اگر کہنے سالک کامل سے مرید کرے مضائقہ نہین کیونکہ کامل برخلاف شریعت ہرگز کم نفرمائیگا اگرچہ خلاف شرع مرے مگر فی الحقیقت خلاف شرع نہوگی۔

بمے سجادہ رنگین کن گرت پیر مغان گوید	کہ سالک بیخبر نبود زراہ و رسم منزلہا

اس شعر پر ایک نقل مولانا فخر الدین دہلوی قدس سرہ کی یاد آئی ہے کہ ایک طالب علم نے اسکے معنے مین مقصد حاصل کیا بسبب طالت اسکا انا موقوف رہا اور اس راہ مین بے مجاہدہ کے مشاہدہ اور معائنہ میسر نہین آتا ہے قولہ تعالے جاہدوا فینا لنہدینہم۔ خواجہ اویس قرنی بعضی رات ہذا اللیلہ الرکوع و ہذا اللیلہ السجود کہتے تہے اور خواجہ سری سقطی قدس سرہ نے ساٹہہ برس پاؤن نہ پہیلائے اور جنید بغدادی قدس سرہ اسقدر روئے کہ نابینا ہوئے اور اسقدر نماز مین کہڑے رہے کہ تیس سال عشا کے وضو سے فجر کی نماز پڑہی اور حضرت غوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ نے چالیس سال عشا کے وضو سے فجر کی نماز پڑہی اور پندرہ برس عشا کی نماز کے بعد ایک پاؤن سے کہڑے ہوکر ختم قرآن کرتے اور شیخ فرید الدین گنجشکر قدس سرہ زہد کے سبب درجۂ اعلیٰ کو پہونچے چشتم حق۔

حق کو دیکھا خواجہ ابراہیم ادہم فرماتے ہین کوئی شخص بہی بدون قطع چہہ چیز کے درجہ مردونکا نہ پاوے پہلے آسانی کا دروازہ اپنے پر بند کرے دشواری اور شدت کا کہولے دوسرے عزت کا در بند کر ذلت کا دروازہ کہولے تیسرے آرام کا دروازہ بند کرے اور دکھہ کا کہولے چوتہے خواب کا دربند کرے بیداری اور ہوشیاری کا کہولے۔ پانچوین تونگری کا دربند کرے اور فقر کا کہولے۔ چھٹے دروازہ امید حیات کا بند کرے اور استعداد موت کا کہولے قال النبی صلعم ان اللہ یجرب المومن بالبلاء کما یجرب احدکم بالنار اور سنت الٰہی اسی پر موکد ہے کہ مومن کو بلا مین پہنچا کر امتحان کیا جاوے کہ صادق ہے یا کاذب جیسا کہ سونا آگ مین تپایا جاتا ہے ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ صلعم انی احب اللہ فرمایا استور للبلاء دوسرے نے عرض کیا انی احبک فرمایا۔ استعد الفقر ابلا اخلاق مولا سے ہے اور فقر اوصاف محمد صلعم سے ہے ایک دن کا مذکور ہے کہ شبلی علیہ الرحمۃ نے بوقت حضوری جناب باری مین عرض کیا کہ اپنے دوستون کو کب تک مارے جائیگا فرمایا تا حصول دیت عرض کیا الٰہی انکی دیت کیا ہے حکم ہوا کہ ہماری بقا اور جمال ہے من قتلہ فانا دیتہ

بیجرم وگناہ عاشقان را مے کشند	پس بر سر گورشان زیارت میکن

اور مظہر جان جاناں صاحب فرماتے ہین۔

بر تربتم نہ شمع فرستادہ سنے نگلے	مردیم و سینہ صاف نشد بدگمان ما

بندہ کی بلائین کہینچنا دوستی حق کی دلیل ہے کیونکہ محب کو بدون اپنے محبوب کے قرار اور آرام حرام ہے جیسا کہ یہہ قول ہے لیس بصادق فی حبہ من لم یصبر علی صبرہ اسکے جواب مین احطات یا فقیر بل لیس بصادق فی حبہ من لم یتاذب بہ جبکہ رسول مقبول صلعم نے فقر کو اختیار کیا بلا خانہ بہوکے پیاسے ننگے سور ہنے کا نہ خیال بمضمون ع ما بر دریم دشمن و ما بر کشیم دوست ﴿ لیلی نے مجنون کا کاسہ توڑا مجنون بہت خوش ہوا اور کہا اسمین سر ہے سوا عاشق و معشوق کے اسکو کون جانے کراما کاتبین بہی اس سے واقف نہین درگاہ خداوند ذو العلا مین محمد مصطفےٰ صلعم کے برابر کوئی عزیز تر اور شریف حبیب تر نہین ہے اور انکے فرزندان جگر گوشہ حسنینؓ کے برابر کسیکی قدر نہین ہے اور شیطان بہی آنکو دسوسہ

نہ سکتا تہا فرماتے ہین من اصابتہ مصیبۃ فلیذ کر مصیبتی یعنے جو مصیبت مین
مبتلا ہو میری مصیبت کو یاد کرے اشارہ اسی پر ہے مگر مومن کا اسباب اچہا اقتدار پایا جاتا ہے
اور فقیر خدمت سے مراد رکہی یا یافت یا مافت کیا کار بلکہ طلبیدہ اختیاری کے بہی شوم ہے ۔
مرد آنست کہ در راہ خدا دم نہ زند —— این نگویدکہ بہ مقصود رسم یا نہ رسم
جیساکہ بہ ظاہر شریعت نماز و روزہ فرض ہے شریعت باطن مین محبت اور عشق فرض ہے
اور مایہ درد و اندوہ ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا ہے متوصل الحزن و دائم الفکر عشق بندہ
کو خدا تک پہنچاتا ہے العشق ھو الطریق والودین ھو الجنت والفراق ھو النار
والعذاب شیخ ابو سعیدؒ فرماتے ہین کہ غرور اور تکبر حجاب بندہ اور مومن مین ہے نہ عرش و
کرسی اور آسمان و زمین جب یہہ دونون دور ہون خدا تک پہونچے راہ حق مین درویشی کا
رتبہ بہت ہی بڑا ہے محققون نے درویش کو پانچ خواص سے یاد کیا ہے ایک صاحب درد دوسرے
ریا کو شرک اور برائی جانے تیسرے غیر مولا سے رخصت ہو چوتھے عشق مین یکرنگ رہے پانچوین
ہر وقت شکر کرے شکایت کسیکی نکرے اور زاہد کے یہہ چار خواص بیان کئے ہین اول ترک
زینت دنیا کرے دوسرے آخرت کا منتظر رہے پس تیسرے ہوا و نفس دور کرے چوتھے دنیا کو مثل
ابو سعید بن عامر صحابی درویش اور زاہد کے طلاق دے انکو ایکبار للہ ہزار دینار بیت المال سے
دیئے حضرت عمرؓ کو کہا کہ مین نے رسول اللہ صلعم سے سنا ہے کہ فقرا یعنے درویش میری امت کے
دولتمندون سے پانسو برس پہلے بہشت مین داخل ہونگے اور جو دولتمندون سے ایک شخص بہی
چاہیگا کہ مین درویشونکے ساتہہ جاؤن حکم ہوگا کہ صبر کرو کہ ابہی تمہارے جانیکا حکم نہین پہر
پانسو برس گرمی آفتاب مین حساب ہوگا پہر بہشت مین جائینگے خدا کی قسم اگر مجہکو درویشی کے
عوض مین تمام عالم کا مال حلال دین ہرگز نہ لون ۔

عابد از فقر نہ رنجد ز غنا خوش نہ شود		زانکہ در ہمت او سنگ و گہر ہر دو یکیست

غور کا مقام ہے کہ اس زمانہ کے درویش کیسے عالی ہمت ہوتے اور اسوقت مین یہ زینت
صورت ظاہری درویشی مین بیکار ہے مگر معنی باعتبار ہے ۔ **نقل** ہے کیشیخ شہاب الدین
سہروردی سے پوچہا کہ دنیا مین کیا چیز بہتر ہے فرمایا پہلے صحبت فقرا دوسرے حرمت اولیا تیسرے

ترک دُنیا پیش از مرگ اور دُنیا کی چیزین سات ہین خدا تعالےٰ اپنے کلام پاک مین فرماتا ہے ایک
عورت دوسرے فرزند تیسرے زر چوتھے نقرہ پانچوین گھوڑی چھٹے مویشی ساتوین کھیتی یہ
متاع زندگی ہین زہد مین سب چھوڑتے ہین مگر بقدر حاجت بشرط حلال رسول اللہ صلعم نے فرمایا
ہے کہ چار چیزین دُنیا کی ہین مگر یہ دُنیا مین داخل نہین ایک روٹی پانی دور کرنیوالی بھوک پیاس
کی دوسرے ستر عورت بقدر فرض تیسرے گھر دافع گرمی و سردی چوتھے عورت صالحہ مطمئن
قلب الدنیا کنیف الدنیا ساعۃ لیس فیہ راحۃ شیخ فضیل بن عیاضؒ فرماتے ہین کہ دُنیا
مین آنا آسان ہے مگر خلاصی اس سے دشوار بیان ہے قال رسول اللہ صلعم المجنون العامری
حجۃ علی المشتاقین یعنے مجنون عامری حجت قیامت کو اللہ تعالےٰ مشتاقون سے فرمائیگا کہ مجنون
نے عشق مجازی مین کیسی پایدار محبت دیکھی کبھی اپنے معشوق سے مونہہ نہ موڑا اور تمنے دعویٰ ہماری
محبت کا کیا بغیر ہمارے اہل و عیال اور کار و بار دنیا مین مشغول ہوئے اسوقت مشتاق شرمندہ
ہوکر سر فرو کرینگے۔ سوال اگر کوئی پوچھے کہ تو خدا کو دوست رکھتا ہے جواب خاموش رہے
اگر انکار کرے تو بیشے جو اقبال موافق اعمال دوستون کے نہو ماتم کرے کہ ہم کہان اور محبت حق کہان
کسینے شبلیؒ سے سوال کیا کہ تصوف کیا شے ہے آپنے فرمایا کہ سوائے حق کے دونون جہان مین آرام
نہ پکڑے تصوف یہ ہے اور باطل بین کو کبھی وسواس شیطانی سے نجات نہ ملے ؎

ملک دنیا تن پرستان را حلال	ما غلام ملک عشق بے زوال

شرف الدین یحییٰ منیری قدس سرہ فرماتے ہین کہ دنیا بقدار ضرورت اختیار کیجاتی ہے کہ
اوسکی جستجو بقدار ضرورت عفو ہے اور زیادہ از حاجت خالی از خطرات نہین ہے۔

مقام فقر بس عالی مقام است بجز صادق نیاید رہ بدان سوئے	منی و ما بران منزل حرام است بجز عاشق نگنجد کس دران کوئے

درویشی بہت غنیمت ہے قدر اسکی جو جانے سو جانے عالی ہمتی انکی اس وجہ کو ہے کہ دونون
جہان کے لئے سر نہین جھکاتے اپنے مقصود سے سروکار رکھتے ہین جو مرغ زمین سے اڑا اگرچہ
آسمان تک نہ پہنچا لا ریب دام صیاد سے امن پائے ایسے ہی درویش کہ مرتبہ کمال فائز نہو پھر بھی
زمرۂ خلایق اور ارباب بازار سے بہتر ہوکر و فریب دُنیا سے نجات پاوے اور شبکسار ہو

ریاض الناصحین مین بروایت سعد بن ابی وقاصؓ سفیان ثوریؒ سے لکھا ہے کہ سلمان
فارسی بیمار ہوئے مین اونکی عیادت کو گیا مجھے دیکھکر بہت روئے مینے کہا کیون روتے ہو تم سے
رسول اللہ صلعم خوش تھے فرمایا اے سعد مین مرنے سے نہین ڈرتا اسلئے روتا ہون کہ رسول اللہ صلعم
نے فرمایا ہے کہ دنیا مین تصرف مت کرو سوائے زادراہ کے میرے پاس سرمایہ بہت ہے جو مین نے
اونکی گھر مین غور کر کر دیکھا سوائے ایک کونڈہ اور ایک پیالہ اور مطہرہ کے بروایتے ایک پالان
شتر پرانا بھی تھا اب اسوقت مین حالات لوگون کے دیکھنے چاہئین کہ اپنے تئین درویش بیان
کرین اور دنیا کو اکھٹا کر کر رکھین اور اپنی شیخی جتائین تا اعتقاد معتقدین سست نہونے دین نعوذ
باللہ عن الخیال جو لوگ بعد طے سلوک شیخ وقت بدین صفات موصوف ہوتے ہین خدمت حق مین
جانباز ضیافت لقاء حق مین انباز آنکھہ دل کہ لگا خیال دلکا دیکھتے ہین یاد حق مین دن رات
مصروف رہتے ہین کیسکی صحبت مین دل نہین جاتے خود پرستی کی اپنے طائر روح کو سیر سے باز
نہین رکھتے سب کچھہ چھوڑین اللہ سے غافل نرہین دمبدم ادائے فرض عین سے سعادت ازلی
حاصل کرتے ہین یافت حق انکا کار بیحد مستی محبت روزگار فعل خیر عبادت خیر بجالاتے ہین جو انکو
سیر فرض ہے ملک دل مین کرتے ہین ترک غیر کا پیشہ رکھتے ہین سوا فقرا اور سلوک کے انکو
اندیشہ نہین ہوتا اس عالم مین رہکر دار دنیا سے شرمندہ نہین ہوتے طلب یار مین ترک اغیار
کرتے ہین اور دل خفتہ کو جگاتے ہین اور خلق کی صحبت سے بیزار رہتے ہین اپنی منزل نزدیک
غار اور نفس کو سالہا خوار رکھتے ہین آنکا سب انجام سرانجام پاتا ہے عزلت اختیار رکھتے ہین
اونکی عیادت یعنی بیمار پرسی حق تعالے کرتا ہے وہی بیمار ہوکر اپنے نفس ابوجہل کو نکال پھینکتے
ہین چار دیوار حق مین نشست رکھتے ہین آنکھین بندکر یا کھلی آنکھہ چار چشم ہوتے مین شب و
روز ذکر جلی و خفی کی مواظبت رکھتے ہین زبان کام سکون سے معقل رکھتے ہین بستان ریاضت
اور خیابان مجاہدت مین سرگرم معطر دماغ ہوتے ہین اس حالت مین سیر کرتے ہین دنیا کو ہیچ اور
پوچ جانکر خلق مین بے مقدار خاکسار رہتے ہین غفلت کو علامت کافری بتاتے ہین اور سلمان
زنار دار سے قطع زنار کراتے ہین اور مثل حریصان بد اطوار در بدر خاک بسر نہین پھرتے ہین
بلکہ اور لوگونکو اس سے توبہ کراتے ہین انکی محبت کا نشان ذکر حق ہوتا ہے اور اظہار محبت

یُحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ مین طلب بیشمار کہاتے ہین اور طاعت عبادت خالصاً لله سکہاتے ہین دنیا مین نابکار کو نفس مردار سے توبہ دلاتے ہین اور توشہ سفر کا تیار کراتے ہین۔ حلالہا حساب حرامہا عتاب سے دلو نکو خبردار کرتے ہین۔ یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ شوق پروردگار دل سلیم اور بیر ذوق کراتے ہین قُلْ مَتَاعُ الدُّنْیَا قَلِیْلٌ کا اہتمام چہوڑتے ہین اسباب دنیا اور عزت اور غرور کو قلیل جتاتے ہین صحبت اہل دنیا دار سے کہ آگ سے بدتر ہے بچاتے ہین وَقِنَا رَبَّنَا عَذَابَ النَّارِ خاص حق کی بندگی کراتے ہین اور بندہ کی بندگی سے عار دلاتے ہین اور تقوی کے باغ کا پہل کہاتے ہین حق والے اس جمال چمن پر جان نثار کرتے ہین طلب دیدار بمنزد دلی بیار دوست بکار رکہتے ہین من له المولی فله الکل ومن فاته المولی فاته الکل۔

گر در دل تو گل گذرد گل باشی
در بلبل بے قرار بلبل باشی
تو جزوی حق کل است روزے چند
اندیشه کل پیش کنی کل باشی

جو لوگ بے اجازت بیعت اور ارادت اور بے سلوک اور مجاز ماذون مطلق کے مرید کرتے ہین وے سب کفران طریقت پر قدم جما کر سب حقایق حق کے منکر ہوتے ہین بلکہ بموقع خود مرتد ہو جاتے ہین ایسے ہی پیر مرید مضل اور ضال کہلاتے ہین نعوذ بالله منہا بالکلیہ ایسے لوگ بیحال ہین روز حشر کے انکا حال ظاہر ہو جاویگا اور واضح ہو کہ حقیقت آفتاب سے زیادہ روشن ہے جمال آئینۂ وحدت سے بکثرت جلوہ گر ہے جبکہ آنکہہ ہمت سے دیکہے بصورت حقیقت پہنچے دوئی موہوم دور ہو آفتاب وحدت طلوع فرما وے سب اہل وحدت ایک وحدت باطن کثرت ہے اور کثرت ظاہرت وحدت ہے اور حقیقت مین دونون ایک ہین کیونکہ موجود ایک ہے کثرت مین جو وحدت دکہائی دیتا ہے اور وحدت بکثرت آیا ہے جو اس خیال مین رہے واحد ہوا کلمات اولیاء اسپر دال ہین کہ ہر فرقہ یعنی نفی و اثبات وحدت کے قایل ہین اور سب ایک زبان ہین کہ غیر موجود نہین ہے پابندی شریعت واجب ہے مراد چند فعل ادا امر کرنے اور چند فعل نواہی چہوڑنے سے ہے اور طریقت تہذیب اخلاق سے عبارت مہذب ہوتا ہے یعنے بدلنا اوصاف ذمیمہ کا اوصاف حمیدہ کے ساتہہ ہے مشایخ جو آداب اور شرائط وضع کرتے ہین وے سب اہل طریقت مین سب کی خاصیت موصل بوحدت ہے بلکہ یہہ اشارہ وحدت سے ہے

نماز و روزہ و حج اور زکوۃ وغیرہ موصل بوحدت ہین ادائیگی بشرط خالصاً للہ موجب ایصال
ثواب ہے اور فی الحقیقت یافت عبادت وحدت عین اللہ ہے اللہ بس باقی ہوس فقط
مکتوب احمد بن یحیی منیری قدس سرہ مین لکھا ہے کہ مرید شیخ پرست خدا تک پہونچتا ہے مَنْ
يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ؕ اور شوق اقرا مین لکہا ہے کہ ذوالنون مصری کا ایک مرید تہا
اُس نے چالیس برس عبادت کی اُسکو عالم غیب سے مکشوف نہوا لاچاری مرشد سے شکایت
کی اور علاج اپنی بیماری کا چاہا آپ نے خورش لہسن اور بے پڑہے سونیکی اجازت دی حسب الحکم
تعمیل کی مراد پائی مرشد طبیب حاذق ہین جیسے بیماری مریض کی دیکہتے ہین ویسا علاج بتاتے
ہین کیونکہ حال طبائع مختلف ہوتے ہین امام ربانی اپنے مکتوب اٹہاون مین یہہ لکہتے ہین جسقدر
آدم گذرے ہوئے کہتے ہین وہ عالم مثال مین گذرے ہین نہ عالم شہادت مین زمین خلافت پائے
اور سجود ملائک ہوئے اور بصفت جامعیت مخلوق ہوئے فی الحقیقت لطائف اور اوصاف
بہت رکہتے ہین اور جو بعالم مثال صورت آدم پر موجود ہوئے اور توالد تناسل بہی ہوئے
اور شایان عذاب ثواب اُس عالم کے ہوئے بلکہ اُنکے حق مین قیامت قایم ہوئی بہشتی بہشت
اور دوزخی دوزخ مین گئے شدہ شدہ وہ نسخہ جامع عالم شہادت بوجود آئے بفضل خداوندی
معزز ہوئے کہتے ہین سو ہزار آدم ہوئے خلاصہ الفقہ سے شمس اللہ مین منقول ہے کہ بنائے عالم
کو زمانہ حضرت رسالت صلعم سینتالیس کروڑ چالیس لاکہہ ساون ہزار ترلیٹہ سال گذرے ہین
واللہ اعلم ھکذا فی نافع المسلمین اور آخر اساس المصلی مین لکہا ہے کہ قرن تیسرے
مین ملتان کو سیا سپوری کہتے تہے اول قرن مین چالیس آدم کی آبادی تہی بعضے انشے آدم
کہتے ہین اور بعضے ایک ہزار پانسو آدم بتاتے ہین اور بعضے دو ہزار اور اُنکے توالد تناسل
نہ تہا بارہ لاکہہ پچپن ہزار سال تک ایسا ہی رہا ہے قرن چوتہے مین ملتان کا نام ملتان ہوا
اُس قرن مین آبادی گہوڑ منکی تہی اور بعضی آبادی پریون کی ظاہر کرتے ہین ایک قرن
مین گہوڑے تہے وہ آٹہہ لاکہہ سات ہزار سال کا تہا اُسوقت حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا
کیا آٹہہ ہزار سال ہوئے اور مفاتیح شرح مصابح کے باب العلم مین لکہا ہے لم یکن آدم الکش
من واحد حتی یکون ھو من اولادھم وقد بلغنا ان بعض الجھال یقولون انہ

قیل کمان قبل آدم هذا اسبعة او آدم هذا القول کمز بل لم یکن احد غیر آدم الذی هو ابو البشر۔ اور خواجہ حافظ شیرازی قدس سرہ فرماتے ہین۔

گر تو سرگشتہ شوی دائرۂ دور انرا ❊ نہ شوی واقف از اسرار وجود

اور کتاب خیالات عشاق مین لکہا ہے کہ موت عام لوگون کی اور ہے اور موت خاص لوگونکی اور ہے یعنے عام کی موت جو ہے ہے اور خاص کی موت بقائے حق ہے پس موت اُسکے واسطے جو حق سے دور ہے اور جو شخص حق سے نزدیک ہے اوسکی مثل پل پر چڑہنے اُترنے کی ہے پہر دوست سے ملنے کی۔ اور مکتوب شرف الدین یحیٰی منیری قدس سرہ مین لکہا ہے مرنے کے بعد ایک بزرگ ہنستے تہے کسی نے پوچہا یہہ ہنسنا کیا ہے جواب تعجب کی بات ہے کہ دوستونکو لوگ مردہ کہتے ہین سب دوست خدا زندہ ہین اور بحر الرایق مین لکہا ہے جو شخص اپنے دل کی سیر کرتا ہے اوسکو کچہہ حاجت سیر اور تماشے کی نہین ہے اور جسکو علم باطن ہو اوسکو علم ظاہر کچہہ دنیا کچہہ حاجت نہین اور عشق نور ہے وہ عالم علوی سے نزول کرتا ہے اور آسمان زمین مین معلق مثل ابریق سفید بشکل ہر سال ایکمرتبہ کرہ طور پر چکر کر کہتا ہے الٰہی کسکے واسطے جو بندے ہین مجہکو انکے نام معلوم ہون پہر مین انکے سر پر بیٹہون اور اُنکے دلونکو تیری طرف کہینچون حق تعالے اُسکو نوّے ہزار عاشقون کے نام بتاتا ہے وہ اونکو ڈہونڈہتا ہے اور سرون پر بیٹہکر حق کی طرف دلون کو کہینچتا ہے وے یاد حق مین جذب ہوتے ہین سبب پیدایش خلقت ظہور عشق ہے اور عشق سے مراد اہل معرفت ہے یعنے انبیاء و اولیاء زاد المحبین مین یہ تفسیر آیہ کُلَّ یَوۡمٍ هُوَ فِیۡ شَاۡنٍ لکہا ہے رات دن کی چوبیس ساعت ہین ہر ساعت مین حق تعالے نوّے ہزار آدمی پیدا کرتا ہے اور خواجہ خضر علی نبینا و علیہ السلام سے روایت ہے کہ نوّے ہزار عاشق اللہ ہر سال مین پیدا ہوتے ہین کہ دنیا اُنکی ذات سے قائم ہے باقی حقیقت مین عام لوگ ہین اور تفسیر کبیر مین خلاصۃ المعارج اور فتاوی برہنہ سے لکہا ہے کہ آدمی جنون کا دسوان حصہ ہین اور یہہ دونون دسوان حصہ حیوانات پر اور بحری اور بہری برابر ملائکہ کرسی کے اور وے دسوان حصہ پر دونون چہہ ہزار کے ہین اور تمام فرشتے نور سے ہین اور جن آتش سے ہین اور انتیس نیل چالیس کہرب اور چہہ لاکہہ چہیاسٹہ

ہزار چارسو اسی عدد امت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہین اور چودہ نیل سات
کھرب اور تئیس لاکھ تینتیس ہزار دوسو چالیس نفر سوار امت محمد مصطفےٰ صلعم کے ہین۔
واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والماب تحقیقات خواجہ محمد پارسا قدس سرہ مین لکہا ہے
حق تعالےٰ نے موسےٰ علیہ السلام سے فرمایا اے موسےٰ ہم بیمار ہوئے تونے ہماری عیادت نہین کی
عرض کیا خداوندا تو سب آفتون اور بیماریون سے پاک ہے ایسا کب ہوسکتا ہے فرمایا ہمارا
فلانا بندہ بیمار تہا اگر تو اُسکو پوچہتا مجہکو پوچہتا اور اسمین ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ
ایک گروہ میری امت کے قیامت مین پر ہون گے وے پرواز کرکے بہشت مین داخل ہونگے
اُنسے فرشتے پوچہینگے حساب دے آئے میزان دیکہ آئے صراط پہ گذرے وے کہین گے
کہ ہمنے کچہ بہی نہین دیکہا اُسوقت کہین گے تم کون لوگ ہو وے کہین گے ہم امت محمد
مصطفےٰ صلعم کے ہین فرشتے عمل پوچہین گے وے جواب دینگے کہ ہم دو خصلت رکہتے تھے
ایک تنہائی مین خدا سے شرم رکہتے تہے گناہ نکرتے تہے دوسرے تہوڑے رزق پر راضی تہے
تب فرشتے کہین گے کہ بیشک مستحق ایسے درجہ کے ہو — تمام شد فقرنامہ حفیظ

چمن — بسم اللہ الرحمن الرحیم — ہدایت

نقل ہے کہ عبد اللہ بن مالک رحمۃ اللہ علیہ سے کہ وہ اپنے زمانہ مین ابدال طرطوسی تہے
فرماتے ہین کہ مین نے محمد بن احمد عابد سے کہ وہ ائمۂ کرام سے ہین سنا ہے کہ مین روز جمعہ نماز
عصر کے بعد بیت المقدس مین باب سلیمان پہ بیٹہا تہا کہ اچانک دو شخص آئے ایک مشابہ
آدمی وہ پاس آبیٹہا دوسرا بتفاوت وہ فرق سے بیٹہا مین نے ڈرتے ڈرتے بلا ہاری پوچہا
کہ تم کون ہو اور کہان سے آئے ہو قریب والے نے جواب دیا کہ مین خضر ہون اور دوسرا
الیاس ہے تم کچہہ خطرہ نکرو ایک دعا مفید تر بتا دون کہ جمعہ کے دن عصر کے بعد رو بقبلہ
یَا اَللّٰهُ یَا رَحْمٰنُ یَا رَحِیْمُ مغرب تک پڑہا کرو مراد دلی پاؤگے مین اس بات سے بہت
خوش ہوا اور سب خوف ڈر اور رعب دور ہوا پہر مین نے عرض کیا کہ آپکو اولیاء اللہ کا
حال تو بخوبی روشن ہوگا تب اونہون نے کہا کہ ہان حقیقت حال ... آفتاب

عالم تاب رسالت مآب صلعم کا دنیا سے غروب ہوا تمام جہان اور جہانیان کا حال تنگ وتاریک مرعوب ہوا تب زمین نے بگریہ وزاری جناب باری مین عرض کیا کہ خداوندا تو نے اپنے حبیب کا نور اُٹھا لیا گویا جی جان کو نکال لیا اور مجھکو طوفان غم مین ڈبویا اور بے رونق کر دیا اب قیامت تک کوئی بہی نہو گا کہ جس کے سہارے سے مجھکو تسلی ہو تو اس بگڑے جی کو بہلاؤن اور بسلاؤن اُسوقت یہہ حکم حاکم حقیقی ہوا کہ اے زمین تو مت گہبرا اور واویلا مت مچا تجھکو روشنی اولیاء اللہ سے کہ وے اُمت میرے حبیب سے ہین آفتاب سا چمکاؤنگا اور آسمان سے زیادہ پُر رونق کر دون گا انکے دل انبیاء کے روشندلون سے زیادہ روشن ہونگے تیرے سب کارخانہ اُن کے ذریعہ سے بدستور جاری اور ساری رہین گے۔ چنانچہ جناب باری نے ویساہی کیا کہ ہر زمانہ مین تین سو اولیاء کے ذریعہ سے یہہ سب کارخانہ دُنیا اور آخرت کا جاری فرمایا اور اونکو اہل خدمت مقرر کیا وہ سب اولیاء اللہ کہلاتے ہین تین سو نقبا اور ستر نجبا اور چالیس ابدال اور آٹھہ اخیار اور پانچ عمدا اور تین اوتاد اور دو قطب اور ایک غوث کہلاتے ہین اور بعضے بہتر نجبا چالیس ابدال تین اوتاد مشہور کرتے ہین اور دس نقبا اور سات عرفا اور تین مختارون بیان کرتے ہین کہ سب کے سردار ہین اُنہین غوث کہتے ہین جب غوث وفات پاتا ہے ایک صاحب اُن تین سو کا علی الترتیب قائم ہوتا چلا جاتا ہے یہانتک کہ ایک اولیاؤن مین سے مقرر ہوتا ہے اسی طور یہہ سلسلہ درجہ بدرجہ قیامت تک جاری رہیگا اور بعضے اُن سے مثل غوث کے روشندلی مین بحکم محکم فخر نبی آدم علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل ہم پہلو انبیاء علیہم السلام الوالعزم کے ہین فی الحقیقت سب انبیاء ایک راہ حق پر ہین مگر بظاہر بعض احکام مین تفاوت ہوتا ہے تو ہر ایک کے دین ومذہب مین فرق پیدا ہو جاتا ہے تب دوسرے نبی کے آنیکی حاجت ہو جاتی ہے اور ان مراتب مذکورہ اولیاء اللہ سے ایک دوسرے کو اصلا حقیقت سے کما حقہ آگاہی نہین ہے ورنہ جو اعلی درجے والا ادنے درجے والے کو پاتا یہہ کہتا یہہ فرق خدا کی خدائی سے خبردار نہین ہے بلکہ قابل سزا ہے علی ہذا القیاس ہر فرقہ کو اپنے قیاس پر

قیاس کرلو یہہ بات سنکر مجھکو تعجب آیا فرمایا کیا تمنے سورہ کہف مین موسے کا قصہ نہین پڑہا
جو اسقدر تعجب کرتے ہو پہر مین نے کہا آپ کا مقام کہان رہتا ہے فرمایا کچہہ مقرر نہین ہر دم اپنی
خدمت مقررہ مین ہمدم اور سرگرم رہتا ہون مجھکو جنگل کی خدمت ہے بہولے چوکے کو راہ بتاتا ہون
اور آفت زدونکو نجات دیتا ہون اور عورت کو جننے کے درد کہ سے چہوڑاتا ہون اور ایسا ہی
کو دریا کی خدمت ہے کشتی آدمی مانند ڈوبتے کو بچاتا ہون مین نے کہا پہر بہی ملاقات ہوگی انہون
نے کہا ہان ہم دونون وقت حج اور رحلت اولیاء اللہ کے شامل ہوتے ہین ایک کاغذ جیب سے
نکال کر دکہایا پہر دونون صاحب چلے مین نے کہا مین بہی آپ کے ساتہہ چلون فرمایا تم ہمارے ساتہہ
نہ چل سکوگے پہر حضرت خضر نے فرمایا کہ مین صبح کی نماز مکہ مین رکن شامی پر پڑہکر اپنی خدمت پر جاتا
ہون پہر نماز ظہر مدینہ مین پڑہتا ہون بعد ادائے اوراد اور درود کے پہر خدمت مقررہ پر
جاتا ہون اور نماز عصر بیت المقدس مین پڑہتا ہون پہر خدمت مقررہ پر مستعد ہوتا ہون پہر نماز
مغرب طور سینا پر ہمراہ اولیاء اللہ کے ادا کرتا ہون پہر خدمت پر جاتا ہون اور نماز عشا سد
یاجوج پر پڑہتا ہون پہر صبح کی نماز مکہ مین پڑہتا ہون اسی طرح تا قیام قیامت حاکم حقیقی کے
حکم مین سرگرم رہونگا رسالہ وحدت الوجود مین من تصنیف غوث الاقطاب حضرت میر
سید محمد ساکن کالپی مین لکہا ہے بدین خلاصہ تجلیات حق سبحانہ تعالےٰ کے بحسب اسماء عظام
دو قسم پر ہے ایک جلالی۔ دوسرا جمالی۔ جلالی سے احتراز اور جمالی اقبال واجب ہے اور
ہر تجلی لطافت اور کثافت سے خالی نہین ہے لطیف مثل شہد و نفع مثل نماز و روزہ وغیرہ
اور کثیف زہر و نقصان متعلق دنیا ہے حس اور تجربہ سے ثابت ہوتے ہین تجلیات لطیف بدن
اخروی فائدہ نماز و روزہ کا بیان کرے اور تجلیات کثیف اسم ضار سرقہ و زنا مانند اسکے
کو منع کرے یہان پر حاجت پیغمبرون کی ہوئی اپنے سے باہر آنیکی ترکیب بتائی اور منزل کنگرہ
وحدت پر پہونچنے کی حقیقت قرار دی حق اور بندہ حجاب جہل اور غفلت اور وہم ہے موجودات
محسوسات ہے جسے عالم ملکوت کہتے ہین اور موجودات معقولات کو جبروت بولتے ہین اور
ماوراء انکے جو کچہہ ہے لاہوت ہے جو چشم حق بین ہو حق کو دیکہے کتب سلوک مین لکہا ہے کہ
جو شخص تربیت و تلقین سے سلوک مجاز ماذون کے بعد خلافت نامہ مطلق پاکر بامراد شیخ وقت

قابل ادب وتعظیم ہو جاتا ہے اور درجہ ولایت بہی پالیتا ہے اُسکی شان مین الشیخ فی القوم
کان النبی فی الامۃ صادق آتا ہے لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ راست آتا
ہے جیسا کہ سفینۃ الاولیا رمین لکھا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے بعد افضل المخلوقات ارباب اہل کرامات
بابرکات اولیاء اللہ ہین اُنکی دوستی اور ادب اور تعظیم اور ملنا اعتقاد کرنا اور اخلاص اور
خدمت سے دیکہنا اور پاس جانا اور دینا دلانا اور خدمت وغیرہ جان اور مال کی سب خدا کے ساتہ
شمار ہوتی ہے کیونکہ وے جوان مرد ہین جنسے اونکو راضی رکہا خدا کو راضی رکہا وے صاحب عالم
اور حلم اور کرم نیک گفتار نیک کردار پابند شریعت وطریقت وحقیقت ہوتے ہین اُن کا ستانا
سبب غضب الٰہی ہے اور اُنکا دُکہہ دینا موجب ویرانی وپریشانی وحیرانی کا ہے اور کوئی
اونکی حقیقت کار سے مطلع نہین اور دیدار مشائخ سے گناہ دور ہوتے ہین بلکہ سعادت دارین میسر
آتی ہے اور اُنکی صحبت مین رہنا افعال اور اقوال کا معمول کرنا باعث اقتدار ہے اور اون کے
قبور کی زیارت مثمر فی الدارین ہے بعضے کہتے ہین کہ دنیا مین دو چیز اچھی ہین ایک صحبت فقرا
دوسرے دوستی دوستان خدا ابو العباس کہتے ہین دوستان خدا کا ہاتھ پکڑ کہ وے شفیع ہین
اور جو کوئی دوستی دوستون اللہ سے منکر ہوا اُسکی سزا ہے کہ اپنے دوستون مین شمار نکرے نیکو نکی
صحبت نیکی سے زیادہ موثر ہے اسی طرح بد کی صحبت بدتر ہے اولیاء اللہ امین حق ہین اُن کی
برکت سے مینہہ برستا ہے اور اُنکے قدم کے صدقے سے روئیدگی اُگتی ہے جو کوئی اونکی خدمت باخلاص
تمام روز کرے سات سو برس کی عبادت کا ثواب پاوے اور جو اپنے شیخ طریقت اور حقیقت
اور صحبت کی خدمت کرے ثواب بہتر ہزار سال کا پاوے اور اُنکی روش پر چلنا آنہین مین شمار
ہوا اور اُنسے مصافحہ سنت ہے اور اُنکے ہاتہہ کو بوسہ دینا موجب آمرزش گناہان ومغفرت آخرت
وبرکت دین ودنیا ہے اور جو شخص اُنکی زیارت کے لئے جتنے قدم چلے اُسی قدر ثواب حج اور
عمرہ کا پاوے اور جو وہ فرماوے بجالاوے اور اُنکا ہاتہہ رسول اللہ صلعم کا ہے اور اسیطرح اُنکی
دوستی اور اُنکے ساتہہ سلوک کرنا خدا کے ساتہہ ہے اگر ابلیس سبکو جنبش دیسکتا ہے مگر مشائخ
اور علماء باطنی فریب مین نہین آسکتے ہین - اگر وے چاہین ایک نگاہ مین کوہ عصیان کو اُکہاڑ
پہینکین کیونکہ وے مقبول حق ہین اور جو باوجود قرب اُنکا مقبول نہو دونون جہان مین مطرود ہو

اُسکے برابر کوئی بدنصیب نہین اگر یہہ نہوتے تو ہر روز آسمان سے ہزار بلا نازل ہوا کرتی حضرت غوث الاعظم قدس سرہ فرماتے ہین کہ اولیاء اللہ بادشاہ دنیا و آخرت کے ہین اور جو ولی جسجگہ کے لئے مامور ہے وہ وہان کا رئیس اور حاکم ہے اور عبداللہ مغربی کہتے ہین کہ درویشون کے قدم کی برکت سے خلقت کی بلا دور ہوتی ہے اور ابوالحسن غزنوی فرماتے ہین کہ اولیاء اللہ والیان عالم ہین اُنکے قدم کی برکت سے مینہہ برستا ہے اور زمین سے نباتات اُگتی ہے اور کتب مشایخ سے ثابت ہوتا ہے کہ چار ہزار اولیاء اللہ ہین وہ مکتومان کہلاتے ہین مگر وے آپس مین ایکدوسرے سے واقف نہین بلکہ اپنے جمال حال کو نہین پہچانتے تین تن سرہنگان درگاہ حق ہین وہ اخیار کہلاتے ہین اور چالیس تن کا نام زحیون لیتے ہین اور ابدال اور سات تن کو ابرار اور چار تن کو اوتاد اور تین کو نقبا اور دو تن کو امان اور یہہ دونون قطب کے دائین بائین رہتے ہین ایک قطب دوسرے کو غوث کہتے ہین یہہ سب ایک دوسرے کو پہچانتے ہین اور باہم محتاج ہوتے ہین اور ایک جماعت مفردان کی ہے کہ وے سب سے ممتاز اور بے نیاز ہوتے ہین اور عدد اُنکے طاق ہین اور اونکا مرتبہ مابین نبوت اور صدیقیت کے ہے واللہ اعلم اور مشایخ چراغ امت ہین اُنکا دشمن بے ادب دوزخی ہے اور اُنکا دوست حق شناس بہشتی ہے اُنکے ذکر کے وقت رحمت ہوتی ہے کیونکہ وہ جماعت ازبس عالی مرتبہ ہے اور اُنہین کی شان مین اولیاء تحت قبائی لا یعرفھم غیری وارد ہے اور محقق ہے کہ اُنکی وفات کے دن ساتون آسمان اور زمین و مافیہا روتے ہین مومنون کو بہت رنج ہوتا ہے مگر منافق کہ اُسپر لعنت خدا کی ہے خوش ہوتا ہے اور جو لوگ اولیاء اللہ کو ستاتے ہین اپنے کردار کی بہت جلد سزا پاتے ہین اور ایسے ہی جو بات اُنکی زبان سے نکلجاتی ہے حق تعالے اوسکو پورا کرتا ہے ؎ جسکو ہوتا ہے میسر وصل یار ✤ وہ بلا شک دیکھے ہے فصل بہار ✤ غنچہ ہوتا ہیگا گل بے روئے یار ✤ آنکھو نمین آنکے خلیدہ ہو وین خار ✤ **فصل در بیان مقامات عشرہ**۔ جاننا چاہئے کہ سلوک الی اللہ مین وقوف قیام ان مقامون کا از واجبات ہے لہذا بطریق اختصار لکھے جاتے ہین **توبہ** پہلا مقام ہے ؎ جو کہ تائب ہے خدا سے ہو قریب ✤ یاد اوسکو ہجر کب آئے حبیب ✤ کہ مقام شہود پر یادگاری گناہ روا نہین ہے مگر مجاہدہ مین ماسوا ذکر اللہ سے توبہ کرے تو ندیم حق اور توبہ دو طور کی ہوتی ہے ایک توبہ انابت عامہ ہے دوسری توبہ استحیا

یہہ لوگ ہمیشہ محو شکر رہتے ہین اور خاص غفلت سے توبہ رکہتے ہین اور خاص الخواص اپنے فعل
اور خودی سے توبہ کرتے ہین اور اخص الخاص غیر اللہ دیکہنے سے توبہ بجالاتی ہے۔ **تقوی**
سلوک مین افعال کو حرام سے بچانا تقوے سے مراد ہے یعنی ہفت اندام کو حرمت سے باز رکہے
اور عقل کو فکر بد اور اندیشۂ مذمومہ سے صاف کرے یہہ تقوے عام ہے اور خاص الخاص ذکر
فکر عالم غیر اللہ سے بچنا ہے **زہد** آخرت کیواسطے دنیا کو چہوڑنے سے مراد ہے بلکہ اپنی ملکیت مین
کچہہ نہ رکہے معاملات دنیا سے متنفر ہو اور غیر حق سے کنارہ کش ہو۔ **فقر** فخر ہے بلکہ زین المومن
مین شامل ہے سواد الوجہہ فی الدارین ہے اور جملہ صفات فنا کرکے مقام بقا مین پہونچے **توکل**
متوکل محبوب حق ہین **صبر** رتبہ مع اللہ بسبب تحمل ہے **شکر** شکر پانچ قسم کا ہے ایک اعتراف نعمت
دوسرے اقرار ربوبیت تیسرے حق کو منعم برحق جاننے چوتہے صفات منعم کی ادا کرے پانچوین سوائے حق کے
منعم نجانے شکر غیب عام کا ہے مگر بصورت شہود مقام خاص لوگونکا ہے **رضا** جسم اور جان کو
تسلیم حق کا ہے باقتضائے الہی راضی رہے۔ **خوف** شر نفسانی سے ہر دم اور ہر لحظ خائف رہے
بظاہر و باطن **رجا** سوا حق کے کسی سے امید نرکہے اور اسکا فضل اپنے شامل حال جانے ونیز
ہو کہ بعضے اولیاء اللہ سردی گرمی جہان کے متحمل ہوتے ہین شکستہ خاطر اور نرم دل حزین باعجز ونیاز
رہین اور تکبر و غرور نکرین اور اپنا بوجہہ دوسرے پر نرکہین اور جور و جفا خلایق کا عوض
نلین بادشاہ حقیقی کے روبرو ذلیل و خوار گنہگار خطاوار کے طور حاضر رہین اور جو غیر اللہ ہو اسکو
چہوڑین مسکینی خاطر داری سے منہہ نہ موڑین یہہ لوگ بہت بڑا رتبہ رکہتے ہین اسکو تواضع فقرا بہی
کہتے ہین اور جسقدر اس راہ مین تصور اغیار ہے اسی قدر کمی مراتب ہے **خاتمہ** اکثر اولیاء اللہ حالت
محویت مین رہتے ہین جبکہ عالم تمیز ہوں محویت کے بعد صحو حاصل ہوتا ہے اسکو سالک کہتے ہین اور
انس گستاخی عاشق کی معشوق کے ساتہہ گنی جاتی ہے محبت اولیاء اللہ یہہ ہوتی ہے کہ مخلوق کے ساتہہ
بالتفات مرغوب رہتے ہین لذت نفسانی نہین پاتے ہین فنا تمیز لذات محضور ہے اسکے تین مرتبہ ہین
اول فنا فی الشیخ فنا فی الرسول فنا فی اللہ اور فنا سالک تین قسم پر ہے ایک افعالی دوسرے صفاتی
تیسرے ذاتی اور بقا حق جو کوئی اس مرتبہ کو پہچانتا ہے وہ سب لطف پا سکتا ہے اور توحید کی
تین قسم ایک توحید افعالی دوسرے توحید صفاتی تیسرے توحید ذاتی اور اہل توحید دو قسم کے ہوتے ہین

ایک وجودیہ دوسرے شہودیہ وجودیہ تمام عالم کو فرق صورت گو کہ حقیقت مین نہین ہے دور کرتے ہین دوسرے کہتے ہین کہ غذا سب سے پاک ہے اور منزہ ہے اور سب اُسکے احاطہ قدرت اور اور علم مین ہے تشبیہ اور تمثال سے وہ پاک ہے اُسکی معیت پر تو آفتاب کے سے ہے جو دکہائی دیتا ہے وہ غلبۂ عشق ہے بندہ محض غیر ہے مذاہب محققین اور عارفین مین تعین غیر کو عین حقیقت بیان کرتے ہین اس مقید مین اُسکی شان برحق ہے نسبتون سے پاسکتے ہین ظاہر مین خلق کو غیر کہہ سکتے ہین حقیقت مین عینیت ہے یہہ مذہب فرقہ ناجیہ کا ہے اسمین الحاد اور زندقہ نہین ہے اسیواسطے ناجیہ کہلاتا ہے اولیاء اللہ کا عرس کرنا فاتحہ دینی اور اُنکی فاتحہ کا کہانا کہانا سب درست شریعت مین ہے اور طریقت مین عین حقیقت منکر اس کرامات اولیاء اللہ کا بیر دود ہے واللہ اعلم بالصواب ۔ تمام شد

رسالہ چمن ہدایت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوال ایمان کسے کہتے ہین **جواب** ایمان سے مراد یقین لانا ہے جو بدل یقین لایا نبوت رسول خدا صلعم پر وہ یقین لایا کلام اللہ پر کیونکہ صورت نزول کلام اللہ کی اور مخلوق کو نہین معلوم ہوئی حضرت کے فرمانے کے موافق جانا کہ یہہ کلام اللہ ہے اگر حضرت کے فرمانے پر یقین نہوتا تو کلام اللہ پر کیونکر یقین ہوتا پس جو یقین لائے صاحب ایمان ہوئے اور جو حضرت کے فرمانے پر یقین نہ لائے وہ کافر رہے جو ایمان لائے اوسپر شرایط اسلام فرض ہوئی اور وہ لوگ بموجب فرمانے حضرت کے قایم ہوئے **سوال** کلام اللہ کا جو حضرت پر نازل ہوا کیا ایک وقت مین نازل ہوا **جواب** ایک وقت مین کلام اللہ نازل نہین ہوا بلکہ بوقت مختلف ہر ایک معاملات کے باب مین علیحدہ علیحدہ احکام نازل ہوئے **سوال** جو جو احکام اللہ تعالٰے نے حضرت پر نازل فرمائے کیا حضرت اُنکو تحریر فرماتے تھے **جواب** حضرت اُمی تھے حضرت تحریر نہین فرماتے تھے الا اور اصحاب کاتب وحی تھے اور کل کلام اللہ کی ترتیب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ خلیفہ سوم رسول خدا کی ہے **سوال** حضرت رسول خدا کے روبرو جو مخلوق داخل اسلام ہوئی وہ تو شرائط اسلام پر بموجب ارشاد حضرت کے قایم ہوئی اور بعد حضرت کے جو مخلوق داخل اسلام ہوئی وہ کیونکہ طریق اسلام پر قایم ہوئے **جواب** جو جو خدمت شریف اور جو جو احکام کلام اللہ شریف کے ہر ایک کام کے واسطے روبرو حضرت کے

جاری ہوکر مخلوق خدا کو اُسپر عمل ہوا تہا وہی احکام اور حدیث اُس مخلوق کیواسطے کافی ہوا
جو بعد حضرت کے داخل اسلام ہوئے **سوال** جس جس احکام کلام وحدیث شریف پر روبرو حضرتکے
مخلوق کو عمل تہا وہ حضرت کے ارشاد کے باعث عمل تہا بعد حضرت کے انہی احکام اور حدیث پر کسطرح
پچہلی مخلوق کو ہان کرنا لازم اور لایق اطمینان کے ہوا اور کیونکہ جانا کہ وہی احکام اور حدیث ہے جو
روبرو حضرت کے جاری تہا **جواب** حضرت نے فرمایا تہا کہ بعد میرے ہر ایک معاملات مین درباب حق و
باطل جیسا کہ میرے یہہ چارون اصحاب ہین ابوبکر صدیق و عمر خطاب و عثمان غنی و علی المرتضےٰ رضی اللہ
تعالےٰ عنہم کہین اُسکے موافق عمل کرنا اور جو دریافت کرنا ہو اُنسے دریافت کرنا چنانچہ بعد حضرت کے
جو ہدایت چارون اصحاب ممدوح فرماتے تہے اُسپر سبکو عمل تہا اور وہی کافی ہوا واسطے اطمینان
پچہلی مخلوق کے اور یہہ ہی وجہ ہوئی پچہلونکے واسطے رہبری اور ہدایت کے کہ جیسا حضرتؐ نے بعد اپنے
درباب حق و باطل کے دریافت کرنیکو مخلوق سے بباعث افضل و عالی رتبہ ہونے اصحابونکو ارشاد
فرمایا ایسا ہی اصحابون نے بعد اپنے امامین و مقتدین کو اور مخلوق سے بہتر اور افضل جانکر اجازت دی کہ
پیروی اُنکی دیگر مخلوقات پر واجب ہوئی اور جیسا کہ حدیث شریف اور معنے کلام اللہ شریف کے امام
صاحبون نے سمجہے اور مخلوقات نہ سمجہہ سکتی اور نہ کوئی سمجہہ سکیگا کیونکہ وہ قریب زمانہ صحابہؓ کے بلکہ
صحبت اصحابہ سے مشرف ہوئے تہے اور کسیکو یہہ کہان ملا **سوال** جو جو امام جنکی ہدایت پر عمل ہوا جب
ہے اُنکے نام کیا ہین **جواب** نام اُنکے یہہ ہین امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ
حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ و حضرت امام حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور دین محمدی کو ان چارون
امامون کے طریق سے رونق کامل ہوئے اور تمام عرب مین بلکہ خاص کعبہ شریف اور مدینہ منورہ مین
ان چارون امامون کے طریق پر عمل ہے اور کوئی حجت اُسکی صحت مین تلاش کرنے فضول ہے
سوال دین کسے کہتے ہین **جواب** دین وہ جو اپنے وقت کے نبی کے فرمانے پر عمل کرے اور اُنکا
کلمہ پڑہے **سوال** مذہب کسے کہتے ہین **جواب** مذہب وہ ہے جو کہ دین نبی کے احکامون پر
عمل کرنیوالا امام کے طریق پر چلنا مذہب کہلاتا ہے یعنے جس صورت سے واسطے تعمیل احکام خدا
اور خدا کے رسولؐ کے امام کہے اسی صورت پر عمل کرنے کو مذہب کہتے ہین **سوال** جو چار امام ممدوح
دین محمدی مین ہوئے ہین اُنکا طریق ایک ہے یا مختلف **جواب** علیحدہ علیحدہ چارون امام مجتہد انکا

طریق ہے کیونکہ کسی موقع پر آنحضرتؐ نے کسی معاملہ مین اجازت دی اور کسی موقع پر اُسی معاملہ
مین ممانعت فرمائی جس امام صاحب کو صحت اجازت کی ہوئی اُنکے طریق اجازت ہوئی اور جس امام
صاحب کو صحت ممانعت کی ہوئی اُنکے طریق مین ممانعت ہوئی اسیوجہ سے طریق ہر ایک امام کا علیحدہ
علیحدہ ہے۔ **سوال** مقتدی کو چارون اامونکے طریق پر عمل کرنا چاہئے یا کیا **جواب** مقتدی کو
چاہئے کہ ایک امام صاحب کے طریق پر عمل کرے کیونکہ اگر سب کے طریق پر عمل کریگا تو اول تو مطابق
تذکرہ پہلے کے کہ اجازت و ممانعت ہر ایک موقع پر ہوئی حق و باطل مین تمیز نہ رہیگی دوسرے کثرت سے
باہر ہوکر خلاف اس حدیث شریف کے ہوگا کہ فرمایا رسولؐ خدا نے کہ میرے دین کی باتون مین جسطرف
اجماع زیادہ ہووے اوس سے اتفاق رکھو چنانچہ روم و شام و عرب و عجم ایران و توران و خراسان و
افغانستان و ہندوستان جہانتک روئے زمین پر دین محمدی کے لوگ ہین سبکا اتفاق اسپر ہے کہ جس نے
جس امام کا طریق اختیار کیا ہے اُسکا عمل اُسی امام کے احکام پر ہے پس جو اُسکے برخلاف کریگا وہ ناحق
پر ہے **سوال** جو کثرت پر خیال رکھنا ضرور اور لازم ہے تو حضرت امام حسینؓ رضی اللہ تعالے عنہ کے ساتھہ
صرف بہتر آدمی تھے اور یزید کے ساتھہ ہزارون آدمی تھے باوجود اس کثرت کے وہ ناحق پر تھا اور باوجود
اس قلت کے حضرت امام حسینؓ حق پر تھے کیا اُسوقت کثرت پر لحاظ نہ تھا **جواب** اگر اُس موقع پر حضرت
امام حسینؓ واقعی بہترین آدمی تھے لیکن جو بات متنازعہ تھی اُسپر کل دینداران ہر ایک شہر و دیار کا جو
دین محمدی مین تھے اتفاق اُنکا حضرت امام حسینؓ کے ساتھہ تھا پھر قلت کہان رہی کثرت پر ہی کثرت
ہوگئی **سوال** اسلام کے واسطے کیا شرط ہے **جواب** خدا کو وحدہ لاشریک جانے اور کل شے پر
خدا کو قادر اور کل شے خدا کے علم مین جانے اور جو کار نیک ظہور مین آوے اُسکو عنایت خدا کی سمجھے
اور جو فعل بد سرزد ہووے اُسکی خواہش اپنے نفس کی جانے اور نبی علیہ السلام کو بندہ خدا کا اور
رسول اللہ کا جانے اور جو جو نبی علیہ السلام پہلے ہوچکے ہین اونکو سچا اور برحق سمجھے اور صحیفہ اور کتابین
اور قرآن مجید نبیون کے پاس نازل ہوئے اُنکو سچا اور کلام اللہ کا جانے اور آل و اصحاب رسول اللہ
کو جملہ مخلوقات سے بہتر اور افضل جانے اور چارون اصحابون کو برابر جانے اور محبت چارون اصحابون
کی برابر دل مین رکھے اور محبت اہل بیت اور محبت قرآن مجید کی واجب جانے اور محمد مصطفےٰ کو
اپنی جان سے زیادہ عزیز سمجھے اور خدا کی راہ مین جان و مال دینے پر مستعد رہے اور قیامت قائم

ہونے کو سچا جانے اور کرامت ولی اللہ کو برحق جانے اور حرام کو حرام اور حلال کو حلال سمجھے اور مشرکو نکو اپنا دشمن جانے **سوال** مشرک کسے کہتے ہین **جواب** شرک وہ ہے جو خدا کی پیدایش کی چیزونکو پوجتے ہین اور اُنکو اپنا مددگار جانتے ہین جیساکہ بعض گروہ چاند اور سورجکو اور بعض گروہ آگ کو پوجتے ہین اور بعض گروہ پانی کو جسکو گنگا جمنا کہتے ہین اور بعض گروہ دیوُن کو اور بعض گروہ اُن آدمیونکو جنکو خدانے کسیقدر طاقت دی تہی جیسے رام و لچھمن و کنہیا دیبی اور بہیرون اور بعض گروہ جانورونکو جیسے گائے اور بندر اور ہاتہی اور بعض گروہ بتون کو جنکو اپنے ہاتہہ سے بناتے ہین اُنکو سجدہ کرتے ہین اور نجوم اور جادو پر عمل کرتے ہین ایسے جاہلونکو مشرک کہتے ہین **سوال**۔ جاہل کسے کہتے ہین **جواب** جہالت وہ ہے کہ جو خدا کو نہ جانے اور جو اُسکی پیدایش سے ہے اُسکو خدا جانے اور ایک جاہل اس قسم کے ہین کہ قبرونکو سجدہ کرتے ہین اور مزار مبارک اولیاء اللہ سے اپنی حاجت براری چاہتے ہین اور جو کوئی حاجت اُنکی بحکمت الٰہی براتی ہے اُسکو جانتے ہین کہ فلان بزرگ نے میری یہہ حاجت براری کی معاذ اللہ یہہ جہالت قریب شرک کے ہے اللہ بچاوے **سوال** جبکہ کرامت اولیاء اللہ کی برحق ہے پہر اُنسے حاجت طلب کرنی کیون بیجا ہے **جواب** کرامت اولیاء اللہ بیشک برحق ہے مگر یہہ جانے کہ کوئی بزرگ اپنے ارادہ طاقت سے کسیکا کوئی کام نہین کرسکتے بلکہ یہہ جانے کہ اُنکو بزرگی اور کرامت یہہ بہی ہے کہ اللہ انکی دعا کو قبول کرتا ہے اور اُنکو مدد بہی دیتا ہے اور اللہ کی مدد سے وہ جسکے واسطے دعا کرتے ہین وہ ہوجاتا ہے اس لئے یہہ مناسب ہے کہ جب کسی بزرگ یا اولیاء اللہ سے کسی اپنی حاجت کیواسطے کہے تو یہہ کہے کہ آپ مقبول بارگاہ حقیقی ہین میرے حق مین دعا کیجیے کہ میری فلان حاجت درگاہ الٰہی سے برآوے یہ نہ کہے کہ آپ میری مراد پوری کرین **سوال** معجزہ کسے کہتے ہین **جواب** معجزہ کے لفظ کے معنے نادر کے ہین سو یہہ رتبہ نبوت کا ہوا کہ اللہ تعالےٰ نے جسوقت جس کافر نے ایسا سوال کیا اور ایسے کام کا ظہور چاہا جو انسان نہین کرسکتا فوراً نبیون نے ساتہہ حکمت الٰہی کے ظاہر فرمایا اوسکو معجزہ کہتے ہین **سوال** کرامت کسے کہتے ہین **جواب** کرامت بزرگ کو کہتے ہین یہہ اللہ تعالےٰ نے رتبہ غوثون اور قطبون اور اولیاء اللہ کو عطا فرمایا کہ جسکو اُنکی مقبولیت مین شک ہوا اور امتحاناً اُنسے ایسا سوال کیا کہ جسکا ہونا عقل سے باہر معلوم ہوتا تہا اور پہر وہ اللہ کی قدرت سے پورا ہوا

تاکہ مقبولیت اُسکی اور مخلوق پہ ظاہر ہووے اُسکو کرامت تصور کرنا چاہئے **سوال** بدعت
کسے کہتے ہین **جواب** بدعت وہ چیز ہے کہ جو چیز کہ جو واسطے دین کے راستہ از روئے شریعت
حضرت ہے اُنمین کوئی بات ایجاد کرے اُسکو بدعت کہتے ہین جیساکہ مرد عورت کا نکاح ہونا
فرض ہے اُسکے واسطے بموجب احکام خدا شریعت سے ایک قاعدہ مقرر کیا گیا ہے اور کوئی
شخص برخلاف قاعدہ شریعت کے ناچ کراوے اور باجہ بجواوے اور مہدی لگاوے اور کنگنا
باندہے اور خطبہ نکاح بہی نسنے جو فعل برخلاف شریعت کے سرزد ہووے یہہ سب بدعت مین
داخل ہین **سوال** جو جو فرقہ اہل اسلام مین ہین اپنے طریق کو بحوالہ احکام قرآن مجید کے اور
حدیث شریف کے ثابت کرتے ہین اور طریقون کو غلط بتاتے ہین سب طریق اگر صحیح ہین تو
پہر تکرار کیا ہے **جواب** صحیح وہ طریق ہے جسمین حد نہین ہے اور حد سے وہ گروہ بچا جو
چارون اصحابون کی محبت برابر رکہتا ہے اور اُسکو روشنی دل کی حاصل ہوگی اور جسکو
روشنی دل کی حاصل ہوگی وہی مطلب اصلی قرآن مجید کو پہنچیگا اور اُسیکا طریق صحیح و درست
ہوگا اور راہ راست پر قایم رہیگا **سوال** راہ راست کیونکر حاصل ہووے **جواب** احکام
خدا اور خدا کے رسول کے تعمیل کرنا جس طریق سے امام صاحبون نے مقرر کیا ہے اُسپر قایم رہے
اور شرک و بدعت سے پرہیز کرے اور ہر وقت خوف خدا کا دلمین رکہے اور آپکو برا جانے
اور عاقبت بخیر کا خواستگار رہے اور روزہ اور نماز اور حج اور زکوٰۃ ادا کرے اور ظلم سے
باز رہے اور فضل خدا کا امیدوار رہے کسی عبادت پر شک نکرے عبادت کرے اور ڈرے خدا سے

جسے چاہے جنت مین دیوے مقام ❊ جسے چاہے دوزخ مین رکہے مدام
نبی پر پڑہون مین درود و سلام

سوال اختلاف طریق کا کیا باعث ہے **جواب** جو لوگ راہ راست سے پہرے اُنہون نے
اپنا طریق علیحدہ اختیار کیا اور جو مطلب اصلی احکام کلام اللہ شریف کا ہے اُنپر منکشف نہوا
جیساکہ رافضی منجملہ چارون اصحابون رسول اللہ سے صرف حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو مانتے
ہین اور تینون اصحابون سے بغض کرتے ہین یہ خیال اُنکا غلط ہے کیونکہ چارون اصحابون مین
باہم محبت ایسی ہے جب ایک سے محبت اور تین سے بغض کوئی کرے تو بسبب محبت حقیقی باہمی وہ ایک

محبت کرنے والے سے کیسے خوش اور راضی ہو دیگا۔ ایسا ہی خارجی فقط حضرت علیؓ سے بغض رکھتے
ہین اور ایسا ہی وہابی شفاعت رسول اللہ سے اور قطب کی قطبیت اور غوثونکی غوثیت اور ولیونکی
ولایت سے منکر ہوے اور اسیطرح لامذہب کسی امام کی تقلید نہین کرتے پس ایسی صورت سے جو جو طریق
راہ راست سے باہر کسی نے اختیار کئے وہ مختلف نامون سے مشہور ہوتے رہے اور سوائے طریق چاریاری
صوفی کے سب مین حسد و بغض پیدا ہوا اور انکو مطلب قرآن مجید صحیح ظاہر نہوا اسی وجہ سے علماء صوفی
طریق راہ راست کے رسالہ اور کتابین تصنیف فرماتے رہے ہین تاکہ وہ لوگ راہ راست کو اختیار
کرین اور جو بغض و حسد مقبولان بارگاہ کیطرف سے انکے دلون مین جائے پذیر ہے وہ باہر ہووے مگر وہ لوگ
بدقسمتی سے غور نہین کرتے اور بغض و حسد سے باز نہین رہتے اس وجہ سے چند طریق اہل اسلام مین ہو
رہے ہین **سوال** بعد مرنے کے مردہ کو ثواب اسکا جو اسکے پس ماندہ کہانا ہو لوگونکو کہلواتے ہین یا قرآن
شریف پڑہتے یا پڑہواتے ہین اور درود شریف پڑہتے یا پڑہواتے ہین اور پارچہ وغیرہ دیتے ہین پہنچتا
ہے یا نہین **جواب** جو کچہہ بطور جائز وارثان مردہ نے کیا اور وہ درگاہ الٰہی مین مقبول بہی ہوگیا تو
بیشک ثواب مردہ کو پہنچیگا اور جو وارث مردہ بہ نیت خالص واسطے اللہ کے کریگا اسکو بہی ثواب حاصل
ہوگا چنانچہ عرب مین بہی یہی عمل جاری ہے **سوال** جائز کسطرح ہے اور ناجائز کسطرح ہے **جواب** ناجائز اس
طرح ہے کہ مردہ جسوقت مرے اسوقت اسکے وارثان سر پیٹین اور بیان کرکرکے روئین اور نہلانے مین دیر کرین
اور اپنی رسوم پر خیال رکہین اور جسطرح احکام شریعت ہے اسکے برخلاف تجہیز و تکفین کرین اور بعد رکہنے
قبر کے تیسرے روز قبر پر جمع ہو وین اور سوائے جہگڑے دنیا کے اور حقہ پینے کے ذکر اللہ کا نکرین نہ کلمہ
طیبہ پڑہین اور جب سب عزیز و اقربا جمع ہو جاوین تب وارثان مردہ گہر پر مردہ کے جاوین اور اسوقت
عورات بیان کرکر روئین اور اسکو تیجہ کہکر مشہور کرین اور پہر موافق اپنے مقدور کے ایکدن مقرر کرکے
کہانا پکاوین اور سب ملنے والونکو جمع کرکر جو کہانا پکا ہوا ہے پہلے اسمین سے اپنے پچھلے مردونکے نام کی رکیبیان
بہر کر کہانیکی الگ کہین اور فقیر اسکے نام لیتا جائے اس سے فارغ ہو کر کہین کہ درود لگ چکے پہر اور دن کو
کہلاوین اسکو فاتحہ مشہور کرتے ہین اور ایک صورت سیوات ہین اور یہی جسکو سلبدی بہی ناکتے ہین یہ سب ناجائز
اور ممنوع ہین اور اسی طریق کو ہر ایک طریق مین ناجائز سمجہا ہے اور جائز یون ہے کہ جب کسی کے گہر مین کوئی مر جاوے
اسوقت ماتم نکرے یعنے ماتہا اور سینہ نہ کوٹے اور چلا کر نہ روئے اور جہانتک ممکن ہو جلد اسکو غسل بموجب

احکام شریعت کے دیکھو اور کفن معمولی جو شرع شریف مین جائز ہے دیکر اسکا جنازہ تیار کرکے قبرستان
کو لیجاوین اور راہ مین کسی جائے صاف مین جنازہ رکھکر اوسپر نماز خدا کی حسب قاعدۂ شریعت ادا
کرین کہ اُس نماز کے ادا کرنے سے یہہ فائدہ ہے کہ اگر وہ مردہ گنہگار ہے اور اس نماز کے جماعت مین
کوئی مقبول بارگاہ ایزدی کا ہے تو اُسکی دعا کی برکت سے اُس مردہ کے گناہون کے عذاب مین
تخفیف کی امید ہے اور اگر وہ مردہ مقبول ہے اور جو اُس جماعت مین گنہگار ہین اُنکے حق مین مردہ دعا
کریگا اور امید ہے کہ بعنایت آلہی گنہگارونکے گناہ عفو ہوجاوینگے اور یہ بہی ضرور ہے کہ اگر وہ مردہ خود یا
اُسکے وارث صاحب مقدور ہین تو جو نمازین فرض اس مردہ کے قضا ہوئی ہین اُسکے عوض کفارہ از روئے
حساب شرعی غلہ منگاکر قبل از رکھنے قبر مین مردہ کے اُس غلہ کو محتاج اور مسکینو نکو تقسیم کردے اور یہ بہی خیال
رہے کہ مردہ کو قبر مین غرب کی طرف سے اُتارے اور اگر مُنہہ مردہ کا قبلہ رو نہو تو مُنہ مردہ کا قبلہ رو
کردے اور پہر آہستگی سے وہ پٹاؤ قبر پر رکھکر جملہ ہمراہیان مٹی دونون ہاتہون سے تین تین مرتبہ ڈالین اور
بہتر ہے کہ مٹی ڈالنے کیوقت سورۂ اخلاص پڑہتے جاوین پائینتی کے اور جب نمود قبر کی بنائی جاوے تب دو آدمی
ایک سر کیطرف اور ایک پیرون کی طرف کلمہ کی اُنگلی رکہکر سر کیطرف والا اول کوع سورہ بقر کا اور پیرونکی طرف
والا آخر رکوع سورۂ بقر کا پڑہین پہر سب ہمراہ جمع ہوکر ہاتہہ اُٹھا کر سورۂ فاتحہ و سورۂ اخلاص پڑہ کے
جناب باریمین اُسکی مغفرت کے واسطے دعا کرین اور جو وارثان مردہ ہین وہ اپنے گہر واپس آکر صبر کرین
اور تین روز تک اپنے تعلق کا کام چہوڑ دین تیسرے روز کوئی جائے صاف و پاکیزہ مقرر کرکے بیٹھین
باتباع حکم رسول خدا صلعم سوالاکھہ کلمہ طیبہ پڑہین اسوقت جو عزیز اور دوستدار دیگر اونکے ہون وہ
بہی اُنکی امداد پر ہوانے سوالاکھہ کلمہ کے کرین اور جو ممکن ہو تو تمام کلام اللہ شریف پڑہکر معہ سوا
لاکھہ کلمہ کے اوس مردہ کی ارواح کو بخشین بعد اُسکے جو جو عزیز اور دوستدار وارثان مردہ کے ہون اُنکو
فہمایش کرین کہ صبر اختیار کرو اور اپنے کاروبار سے خیال کرو اور جو سوالاکھہ کلمہ کا شمار پورا ہونا اور
قرآن شریف کا ختم ہوکا ہونا تہوڑی دیر مین اور صورتون سے علمائے متقدمین کو دشوار معلوم ہوا اسواسطے
یہہ برائے آسانی تجویز قرار پائی اور ساڑہے بارہ آثار چنے بریان وارثان مردہ منگاکر جو جو لوگ فراہم
ہوئے ہین اُنکے روبرو رکہدین وہ لوگ تہوڑے تہوڑے اپنے آگے رکہکر اُسپر کلمہ پڑہین اور کل قرآن شریف
کے ایک ایک اور سپارہ بہی پڑہین اسیطرح دونون عمل جلد پورے ہوجائینگے اور جب یہ دونون

پورے ہوجاوین یعنی مسئلہ فاتحہ کلمہ چنون پر پڑہکر پورا کرایا جاوے اور جسقدر قرآن مجید پڑہا گیا ہو اوس وقت ختم موافق قاعدہ کے پڑہکر اس مجلس کو برخاست کرین اور وہ چنے اوسکے ہمراہ خواہ بتاشے خواہ دیگر شیرینی بلاکر اہل مجلس کو تقسیم کرین اور اس محفل مین حقہ نوشی اور دیگر باتین نہون بلکہ بہ تعظیم کلام اللہ شریف خوشبو روشن کیجائے اسکو سوم کہتے ہین یہہ درست ہے اور قدیم سے اسپر علماء و فقہا کا عمل رہا ہے

سوال دن و تاریخ مقرر کرکے فاتحہ دلانا جائز ہے یا ناجائز **جواب** جو یہہ دن ضروری سمجہکر کہ دسوین دن دسوین کی فاتحہ کرنی اور بیسوین دن کی بیسون کی فاتحہ کرنی اور چالیسوین دن چہلم کی فاتحہ کرنی اور یہہ سمجہنا کہ اگر ان دنون مین نہوگی تو پہر صواب نہ پہونچیگا یہ ناجائز ہے بلکہ جب خدا دے جب کہانا پکاکر بہوکونکو کہلا دے اور پارچہ اور نقدی مسکینونکو تقسیم کرے اور درود شریف اور قرآن مجید پڑہکر اسکی روح کو بخشے مگر یہہ ضرور ہے کہ جو کچہہ دیوے یا کہلاوے یا پڑہے سب واسطے اللہ کے سمجہے اور صواب اسکا مردہ کی روح کو بخشے اسطرح جائز ہے اسیطرح جب کرے اور کوئی دن اور تاریخ نہ مقرر ہووے تو دعوت مین کوئی کیسے آوے اسواسطے اسطرح دن مقرر کرکر جنکو بلانا ہو اوس دن سے اطلاع دیوے اور بلاکر حسب استعداد اللہ واسطے کہلا دے اور اسکا صواب مردہ کی روح کو بخشے

سوال جو کہانا روبرو رکہکر اسپر فاتحہ پڑہتے ہین یہ درست ہے یا نادرست ہے **جواب** غور کرو کہ برائے دفع دخل شیطان حکم ہے کہ جب کہانا کہانا شروع کرے اول بسم اللہ کہکر شروع کرے تو معلوم ہوا کہ برکت بسم اللہ کے کہنے سے دخل شیطان کا نہین ہوتا اور جبکہ کوئی رکوع یا کچہہ زیادہ یا چار قل مع درود شریف کسی کہانے پر پڑہا جاوے تو زیادہ صواب ہوگا اس سے صاف ظاہر ہے کہ جائز ہے

سوال بہت لوگ ہر مہینے کی گیارہوین تاریخ کو شیرینی پر یا کسی کہانے پر فاتحہ دیکر تقسیم کرتے ہین اور اسکو حضرت پیران پیر کی گیارہوین کہتے ہین اور بعض بعض لوگ سال مین بماہ ربیع الثانی کی گیارہوین کو نہایت تکلف سے کہانے پر یا شیرینی پر فاتحہ دلاتے ہین اور کہتے ہین کہ بڑے پیر کی گیارہوین ہے یہ جائز ہے یا نہین **جواب** جو لوگ ساتہہ اس نیت کے کرتے ہین کہ یہ کہانا یا شیرینی یا نقدی جو کچہہ ہے اللہ واسطے مین اسکو تقسیم کرتا ہون اور صواب اسکا حضرت پیران پیر کی روح پاک کو پہونچے تو جائز ہے اور اور بصورت دیگر ممنوع ہوجاتا ہے

سوال جو لوگ گیارہوین بطور جائز کرتے ہین اسکا کیا نتیجہ جانتے ہین **جواب** حضرت پیران پیر مقبول بارگاہ اور حضرت رسالت پناہ صلعم بہی حضرت پیران پیر سے بہت خوش

اور راضی ہین اور سب اولیاء اللہ کی سرداری آپکو درگاہ الٰہی سے ہوئی ہے پس جسکو خدا کی
درگاہ سے اور رسول کے دربار سے ایسا رتبہ حاصل ہو جو کوئی اُنسے محبت کریگا اللہ اور اللہ کا رسول صلعم
اُنسے راضی ہوگا یہ کتنا بڑا فائدہ ہے کہ دنیا مین غور کرو کہ جسکو کو حاکم چاہتا ہے اُس سے سبکو محبت ہوتی ہے
اور جو کوئی اُس سے محبت کرتا ہے اُس سے وہ حاکم بہی محبت کرتا ہے کہ میرے چاہنے والے سے محبت کرتا ہے میرا اپنا ہی
پیارا ہے پس وہ خدا کہ جسکو کسیکی کسیطرح پروا نہین اور سب پر قادر ہے جب وہ کسی پر محبت کرے اور فعل
فرماوے اور کوئی اُسکے چاہنے والے سے محبت کرے پہر کیون نہ عنایت اُسکی اُسکے حال پر ہووے ایسا ہی ہر ایک
اولیاء اللہ سے جو کوئی محبت کرتا ہے اُسپر اللہ کی عنایت ہوتی ہے اور اولیاء اپنے محبت کرنیوالے کے حق مین
جناب الٰہی مین دعا کرتے ہین ایسے ایسے فائدے ہین پہر اُس فعل کو کیونکر ناجائز سمجہا جاوے اسیواسطے جو محب اولیاء
مین وہ ہمیشہ اللہ واسطے خیرات اُنکے نام پر کرتے ہین جسطرح پہلے ذکر کیا گیا کہ فاتحہ اسطرح جائز ہے چنانچہ کسی
بزرگ نے جملہ مفید کا خلاصہ چار مصرع مین بہت اچھا تحریر کیا ہے۔ وہ چار مصرع یہہ ہین۔

بندۂ پروردگارم امتِ احمد نبی ؎ دوستدار چار یارم تابع اولادِ علیؓ
مذہب حنفی بدارم ملتِ حضرت خلیل ؎ خاکپائے غوث اعظم زیر سایۂ ہر ولی

اگر کسیکو خدا ہدایت فرمائے اور مطابق ان چارون مصرع کے عمل ہو اور یقین کامل رکھے تو امید ہے کہ راہ
حق کو پہنچے اسی بیعت پر خاتمہ بالخیر ہووے تو اُسکی مغفرت مین شک نہ رہے **سوال** اولیاء اللہ کے مزار پر
جانا کسطرح جائز ہے اور وہان کے جانیکا کیا فائدہ ہے **جواب** اولیاء اللہ جو ہین وہ مقبول بارگاہ
ہین اور اُنکے حال پر ہمیشہ عنایت اللہ کی ہے اور وہ اولیاء ہر وقت عنایت سے باہر نہین ہوتے جب وہ
منتقل ہوتے ہین تو روح جسکے باعث یہہ جسم چلتا پہرتا ہے وہ اُس جسم سے علیحدہ ہو کر بباعث مقبولیت
مراتب اعلیٰ پر جاتے ہین اور وہ جسم زمین مین مدفون کیا جاتا ہے اور اُسجگہہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نزول
اور ملائک کی نگاہ بانی ہوتی ہے کیونکہ اُس جسم مین وہ روح ایک مدت تک قیام پذیر رہی ہے۔ جس نے
عبادت اللہ تعالیٰ کی کی اور اللہ تعالیٰ کی اُسپر عنایت رہی ہے ایسے ہی اُس جسم پر عنایت کی نظر اللہ
جلشانہ کی رہی ہے پس کوئی شخص اُس جسم کے مزار پر جاوے اللہ تعالیٰ اُس سے خوش ہوتا ہے کہ یہہ میرے
پیارے کے جسم کے مزار پر آیا۔ اُسکو لازم ہے کہ وہان جاکر توحید خدا اور درود وحمد جتنے پڑہے اور جانے
کہ یہہ مزار جسم مقبول بارگاہ حقیقی کا ہے چونکہ یہان نزول رحمت الٰہی ہے کیا عجب ہے کہ میرے

حال پر بہی اللہ تعالےٰ کی رحمت نازل ہووے اور سمجہے کہ یہہ بزرگ مقبول بارگاہ ہتے اگر اُون کو
میرے حال پر توجہ ہووےگی تو اللہ تعالےٰ کے دربار مین میرے حق مین دعاء خیر کرینگے اور میرے گناہون مین بہی
تخفیف ہوگی اور یہہ بہی فائدہ ہے کہ جب کوئی شخص ایسی جگہہ جاتا ہے وہان اسوقت اُس شخص کے جو شیاطین
بہکانیوالے ہین اُس سے علیحدہ ہوجاتے ہین بسبب عظمت نزول رحمت الٰہی و آمد و رفت فرشتگان کے
اور خیال خالص اُس شخص کا ہوجاتا ہے اُس حالت مین یہہ جو کچہہ توحید خدا کی طرف خیال کرتا ہے - وہ
بخوبی خیال مین آجاتا ہے اور جو عبادت اللہ کی کرتاہے خالص ارادہ سے کرتا ہے اور خیال فاسد اُسکے
ارادہ سے دور ہوجاتے ہین اگر اسیطرح جاوے اور اسطرح پڑہے تو باعث صواب کا ہے اور جو وہان
جاکر سجدہ کیا اور بطور شرک کہ جو کچہہ میرا مطلب ہے اس قبر سے پورا ہوگا اور بلا وضو گیا اور لہو و لعب مین
مشغول ہوا تو وہ بُرا ہے اور جیسا کہ صورت اول مین مستحق صواب ہوا تہا اُسی طرح اس طرح مین مبتلائے عذاب
ہوگا **سوال** جو مرتا ہے اُسکو پہر زندہ کا حال معلوم ہوتا ہے **جواب** بعد مرنیکے وہ جس روح سے
آدمی یا جانور کے جسم کو حرکت ہوتی ہے وہ اُس جسم سے علیحدہ کیجاتی ہے اور جسم مردہ ہوجاتا ہے اور وہ
شئے جس سے اسکا جسم چلتا پہرتا ہے وہ بدستور قایم رہتا ہے اگر آدمی گنہگار ہوکر مرا اُسکی وہ شئے جس سے
یہہ پہرتا چلتا تہا مبتلائے عذاب ہوئی اور اُسکی تکلیفات سے اُسکو فرصت نہ ملی جو زندہ کے حالات پر
اُسکو واقفیت ہو اور جو مقبول ہوکر مرا وہ عذابون سے بچا اور فرحت اور آسایش اُسکو حاصل ہوئی
اس صورت مین زندہ کے حالات سے وہ واقف رہتے ہین اور جیسا کہ عالم حیات مین سُننا اور دیکہنا
اُن کو حاصل تہا ایسا ہی بعد مرنیکے بہی دیکہنا اور سُننا اُون کو حاصل ہے بلکہ عالم حیات سے یہ بات
اور زیادہ ہے کہ حجاب کا پردہ نہین رہتاہے اسی وجہ سے جہان جس مقبول بارگاہ سے کوئی اپنی
محبت ظاہر کرتا ہے وہین اُسکو اُنکی طرف سے بعنایت الٰہی نتیجہ محبت کا حاصل ہوتا ہے مگر بعد انتقال
مقبول بارگاہ حقیقی کو زندون کے حالات سے آگاہی نہو تو زندہ نکو فیض جو اُنکی محبت سے ہوتا ہے
کیونکر ہووے یہہ بہی وجہ کافی ہے بیشک جو مقبول بارگاہ الٰہی ہین اُنکو بعد انتقال کے حال زندون کا معلوم
ہوتا ہے اور اسپر سبکا اتفاق ہے کہ بہید خدا کا خدا ہی جانتا ہے جس پر جسقدر خدا کی عنایت ہوتی
ہے اور جو ہدایت فرمائی جائے اُسی قدر اُسکو روشنی ہوکر راہ حق دکہائی دیتی ہے بدون فضل مولا
کے محال ہے اپنا ہونا جو کچہہ ہے اُسکے فضل کے ساتہہ جہانتک ممکن ہو اُسکے فضل کا طلبگار رہے اور

جو کچھہ حاصل ہوا سپرد نہ ان نہو خداوند کریم کی لاپرواہی سے ڈرتا رہے نہ اُسکو دیتے دیر لگتی ہے اور نہ لیتے دیر لگتی ہے ایسی بارگاہ اعلیٰ مین بہتر ہے کہ اس دعا کا ورد رکھے۔

یارب ز گناہ زشت خود منفعلم
از قول بد و فعل بد خود خجلم
فیض بدلم ز عالم قدس فرست
تا محو شود خیال فاسد ز دلم
سپردم بتو مایۂ خویش را
تو دانی حساب کم و بیش را

تمت

سانس کا کھیل دم کا تماشا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی جعل الانسان افضل المخلوقات بالانفس الزکیات والصلوۃ والسلام علی مظہر الکل الاول من الانفس الکلیات والجزئیات وعلی آلہ واصحابہ الذین بالانفس الطیبات وعلی اولیائہ الذین الشاغلین بالانفس للتراکیب المختلفۃ لکل محدثات وعلی المومنین القائلین بالانفس لافضل الذکر کلمۃ طیبۃ لکل وقت من الاوقات وعلیہم اجمعین **امابعد** کہتا ہے محمد فخر الدین حنفی چشتی نظامی کلیمی فخری سلیمانی غلام احمدی ابن محمد بہاء الدین وہو من شاہی عفی عنہم کہ جب بندہ تحریر ملفوظات حضرت پیر مرشد اپنے سے فارغ ہوا تو برائے تعلیم صاحبزادگان عالی مرزا محمد شاہ و مرزا محمود شاہ پسران صوفی مرزا احمد اختر صاحب چشتی القادری دہلوی الکرانوی مولف معالجات فخریہ وسادہ ہما جاہ وغیرہ خلف الصدق حضرت میران شاہ محمد دارا بخت ولیعہد بہادر کے فوائد و قواعد نفوس جاریہ لکہنے شروع کئے اور نام اسکا **سانس کا کھیل دم کا تماشا** رکہا پس صاحب نفس کو واجب ہے کہ نفس سے غافل نرہے بلکہ جو غافل ہو اُسے ہوشیار کردے اور اسکی نہایت احتیاط رکہے کہ ضائع نہو کیونکہ مدار زندگی کا اسی پر ہے اور اگر اسکو صرف کرے تو یاد خدا مین صرف کرے اُسکے نگہہ رکہنے فائدہ دارین حاصل ہوتا ہے ترکیب اسکی حفاظت کی یہ ہے کہ کم بولے اور کم کہاوے کم سووے

کم چلے جماع کی کثرت نکرے اللہ تعالٰے ہر ایک نفس کو نفیس بخشے اور نفس امارہ سے نجات بخشے اور
کوئی اسسے فائدہ اٹھائے وہ واسطے اس غافل نفس کے دعائے خیر فرمائے **فائدہ** جو تاثیر عالم صغیر مین ہے
وہی عالم کبیر مین ہے الگ الگ نیک و بد کا حقیقت مین پیدا کرنے والا خالق مطلق ہے اور اسمین کسیکا
دخل نہین لیکن انبیاء علیہم السلام کو عقل کل دیکر رازونکو صورتاً اظہار کیا پس طالب کو چاہیے کہ سمجھ کو
عمل مین لائے رازون معنوی کو صورۃً دیکھے حدیث شریف مین آیا ہے کہ آفاق عالم صغیر ہے اور نفس
عالم کبیر ہے اور حکما کہتے ہین کہ عالم کبیر آفاق ہے اسلئے کہ آفاق مین طرفۃ العین مین ہزارون لاکھ بلکہ
کروڑون اندر کروڑون نفس پیدا ہوتے ہین اور معدوم ہوتے ہین پس النفس ایک نفس سے زیادہ نہین
کیونکہ عالم کبیر ہوگا۔ اسکا جواب بہ صواب علمائے دین نے یون دیا ہے کہ اے حکما جانو النفس بیشک ایک
نفس ہے یعنے جسم سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی کے طفیل جمیع آفاق ظہور مین آیا کہ لولاک
لما خلقت الافلاک اور لولاک لما اظہرت الربوبیت پس ایک نفس لطیف کے لئے عام موجودات
کو خلق مین کیا اس سے معلوم ہوا کہ النفس عالم کبیر ہے اور آفاق عالم صغیر ہے اور آفاق کی ہر گردش کو
عالم مین تصرف ہے **فائدہ** جبکہ آفتاب اور ماہتاب کی گردش سے عالم صغیر مین خبر مین نگاہ رکھنا **فائدہ**
مجربہ مسعودہ ہے صباح کے وقت جب چارپائی سے قدم نیچے رکھے جسطرف کا دم جاری ہے اسیطرف کا قدم
زمین پر رکھے تمام روز خوشی اور خرمی کے ساتھ گذرے اور فائدہ بھی رہیگا اگر اسکی مداومت کرے
فائدہ اگر دونون نتھنون سے سانس جاری ہو کچھ کام نکرے نہ پلنگ سے پاؤن اتارے۔ **فائدہ** بزرگان
اہل دانش نے تحریر کرکے دونون پر حکم لگایا ہے روز جمعہ و پیر و بدھ امر دم چپ پر۔ یوم شنبہ اور یکشنبہ
اور سہ شنبہ دم راست پر اور چہارشنبہ کو دونون دم برابر جاری ہون تو بہتر ہے کہ دونون دم یکبار رکھکر
عمل کرے تمام روز و شب سلامتی اور سعادت کے ساتھ گذرے کوئی دغدغہ کام مین راہ نہ دے
فائدہ صباح کے وقت شوریدہ اٹھے اس روز مین کوئی کام نہ کرنا چاہیے۔
فائدہ دو شبانہ روز ایک دم جاری رہے اس مین زن اس کی حاملہ ہووے فرزند
یا دختر جو کہ جنے بختاور ہوگی بعد اوس کے تمام اولاد سے ایک فرزند
اوس کا صاحب جاہ اور رتبہ اعلے کو پہونچے گا۔ یہہ بشارت
بالتحقیق ہے جلدی کے کام کو داہنا سر اور آہستگی کے کام کو بایان سر ہمیشہ

آہستگی سے کام کو بایان سُر بہتر ہے۔ فائدہ اگر کوئی دعوی کسی پر کرے یا دشمن مجلس مین
آوے کام دم راست سے کرے فتح دیکھے۔ اگر کسیکو قرض دے یا کسی سے مانگے تو داہنے
سُر مین مانگے نکاح اور مکان بنانا بائین سُر مین بہتر ہے۔ فائدہ۔ دونون دم سراسر آئین
البتہ خطر ہے دیوانہ یا مالیخولیا یا سرسام وغیرہ ہو یہ سُر خالی علت سے نہو۔ آزمودہ ہے۔ فائدہ
اگر دم چپ چار ساعت برابر آوے فتوح عالم غیب سے پاوے جو آٹھ ساعت جاری رہے تشریف
ہووے جب چودہ ساعت چلے شادی دیکھے ایک شبانہ روز کے جاری ہونے سے اپنے ابنائے
جنس مین بزرگ زمان ہو۔ فائدہ اگر دم راست چودہ ساعت ایک جانب روان ہو چیز غیب سے
حاصل ہو اگر دم برابر آوین دوستون سے رنج ظاہر ہووے اگر آٹھ ساعت چلے اپنے وقوع مین
آتی ہین ایسے عالم مین کہ انفس ہی سے کیفیات پیدا ہوتی ہین پس سالک و عارف کو چاہئے کہ
غافل نرہے دم کے ساتھ واقف حال ہو تا کہ کیفیت اوقات اور ماہیت اسکی سے مطلع ہو جائے
فائدہ جان کہ عالم کبیر انسان ہے دم راست کی خاصیت آفتاب کی ہے اور دم چپ کی خاصیت
ماہتاب کی ہے اسی لئے دونون دم جاری نہین ہوتے ایک وقت مین مگر حالت خوف مین یا وقت
کرنے جماع کے یا بلندی چڑہنے کے یا سخت دوڑنے وقت کہانا کہانے کے۔ فائدہ کسیکو حرارت
غالب ہو تو سوراخ راست بینی کو ایک شبانہ روز بند رکہنے سے زایل ہوگی۔ اگر کسیکو رطوبت غالب
ہو جانب چپ پردۂ بینی پنبہ سے بند رکہے چار پہر مین رطوبت جاتی رہیگی۔ فائدہ کیا عمدہ تجربہ
ہے کہ پہلوئے راست پر بیٹھے اور کف دست راست زمین پر رکہے کہ انگلیان کہلی رہین بازو بدن
سے قدرے جدا رہین دم چپ جاری ہوگا۔ اگر راست جاری کرنا منظور ہووے جانب چپ
تکیہ کرکے اوسیطرح بیٹھے دم راست جاری ہوگا بے روئی کے بند کرنیکے۔ فائدہ۔ اگر چاہے کہ خواب
مین خاص ایک ہی دم جاری رہے پہلوئے راست پر سوئے دم قمر بند ہووے جو پہلوئے چپ پر
سوئے دم شمس بند رہے اس مین نفع بہت ہے اس عمل کو کرکے دیکہ لے۔ فائدہ جو عادت
اس طور کی رکہے کہ دن مین دم قمر اور رات مین شمس جاری رکہے او سکو سستی اور درد دندان
درد استخوان و حرارت و رطوبت و سردی و تنگی و سحر و جادو و زہر مار و کثرت دم دزد و تشویشون کا
اثر نکرے
عمل باشرائط کیا گیا ہے جہوٹ نہ بولے موئے سفید سیاہ ہو جائین اور جوانی از سر نو آئے۔

فائدہ۔ سفر کرنیکے وقت دیکھین اگر دم راست جاری ہے قدم راست اول آگے رکھ کے روانہ ہووے فتح پر فتح میسر ہوگی فائدہ مند منزل مراد کو پہنچ جائے۔ **فائدہ** کسی بزرگ کے قدمبوس یا کسی امیر عالی منش یا بادشاہ کے روبرو جانے کے وقت جو فقرہ ان نام کو دیکھکر کہ طاق مین قدم راست اپنا رکھ کے جائے اگر جفت مین قدم چپ بڑھا کے روان ہووے بعد پہنچنے کے کہ اپنے دم راست جاری ہے تو پہلے کلام خود کرے اگر چپ جاری ہے تو پہلے سخن اُنکو کرنے دے جنکے پاس حاضر ہوا ہے جو حاجت رکھتا ہے حسب خواہش کے ہوگی۔ **فائدہ** اگر لشکر غنیم مین ہووے تو سارا لشکر کا دم راست جاری ہے تو حملہ غنیم پر پہلے کرے اگر چپ جاری پائے حملہ غنیم کو کرنے دے خود استقلال مین رہے بعد اُسکے حملہ خود کرے فتح پائے مجرب ہے۔ **فائدہ** ہاتھی گھوڑے اونٹ غلام کنیزک مثل اُنکے جو کچھ خریدے دم راست جاری مین خریدے مبارک ہون گے اگر دم راست جاری نہو خریدے تامل کرے جب دم راست جاری ہو تب خریدے دم راست خود اسی ترکیب سے جاری کرے جو پہلے لکھی گئی ہے نفع ہوگا۔ مگر اعتبار کم ہے۔ **فائدہ** جامہ یا گہنا وغیرہ زرین لینا چاہیے دم چپ پر اور فصد کھلوانی اور حجامت بنوانی اور کھانا کھانے مین دم راست چاہیے۔ **فائدہ** بچونکو مکتب بھیجنا و لباس نا پسر کا اور بنا کرنا عمارت کا اور باغ و زراعت ہونا دم راست جاری پر چاہیے اور دختر کا نکاح اور مہمان بلانے تین دم چپ پر۔ **فائدہ**۔ علاج کرانے بیمار مین اور خون نکلوانے بطور کھینچنے کے جونک سے یا پچھنے سے اور داغ دینے رد کے یا جانورونکے نعلبندی اسپ مین دم راست چاہیے۔ اگر کسی کو بیماری کی خبر پہنچے اگر دس ساعت جاری ہو بیماری بدلی دیکھیے اگر بارہ ساعت جاری ہو کوئی دشمن ظاہر ہو کہ اُس سے آزار پہنچے اور اگر شبانہ روز چلے دنیا سے چلا جائے **فائدہ** کوئی سوال کرے کہ لشکر بیگانہ آیا ہے قلعہ محکم رکھین یا باہر نکلکر لڑین دیکھو کہ دم راست جاری ہے تو کہے کہ باہر نکل کر لڑو فتح پاؤگے اگر دم چپ جاری ہے تو حکم قلعہ محکم رکھنے کا دے باہر نکلنا مصلحت نہین ہے۔ **فائدہ** کوئی آنکر سوال کرے کسی مقصد اپنے کا جو رکھتا ہو مثلاً چور کا یا غائب کے احوال یا خوف دشمن جو سایل نے جانب دم راست سے اگر سوال کیا ہے البتہ مہم کار اُسکا ہو جائیگا اگر جانب چپ دم بند سے اگر سوال کیا ہے جواب مین

تف کرے اسیطرح اگر مریض کا حال دریافت کرے راست دم کی طرف سے سائل آکر
سوال کرے صحت کا حکم کرے اگر پیچھے سے آکر سوال کرے حکم دم راست کا ہے اگر آگے سے
آکر سوال کرے تو حکم دم چپ بند کا ہے صرف مین یہہ صورتین کہ جانب دم جاری سوال کیا
سلامت زندہ ہے جب طرف دم بند سے سوال کیا خیریت سے ہو اگر جانب دم بند آکر اور
طرف جاری کے جا کر سوال کیا غالبًا زندہ سلامت پہونچے اگر طرف دم جاری یا راست سے
آکر اور طرف چپ یا دم بند سے آکر سوال کرے مقصود سے سایل نا اُمید ہووے۔ **فائدہ**
کسیکو سانپ یا بچھو نے کاٹا ہو یا زہر دیا ہو اُسکے حال مین یہہ دیکھے۔ اگر جانب چپ دم جاری
آکر سوال کیا ہے معالجہ کیا جائے صحت پائے برعکس اُسکے نا امیدی ہوگی۔ **فائدہ** اگر سوال
حاملہ کے حال سے ہووے کہ لڑکا یا لڑکی جنے گی اگر جانب آفتاب سے سوال کیا ہے پسر اگر جانب
ماہتاب سے تو دختر جنے۔

تمت

شجرۂ کبرویہ فریدیہ

الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی غوث صمدانی شیخ محی الدین شیخ عبد القادر
جیلانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔
الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت شیخ الشیوخ شیخ ضیاء الدین ابو النجیب عبد القادر سہروردی قدس سرہٗ
الٰہی بحرمت راز و نیاز شیخ عمار یاسر قدس سرہ العزیز
الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت شیخ المشائخ شیخ نجم الدین احمد الکبرےٰ قدس سرہ۔
الٰہی بحرمت راز و نیاز شیخ مجد الدین بغدادی قدس اللہ سرہٗ۔
الٰہی بحرمت راز و نیاز شیخ رضی الدین علی لالا قدس سرہٗ۔
الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت شیخ احمد ذاکر جورقانی قدس سرہٗ۔
الٰہی بحرمت راز و نیاز شیخ نور الدین عبد الرحمٰن اسفرائنی قدس سرہٗ۔
الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت شیخ شرف الدین محمود مزدقانی قدس سرہٗ۔

الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت شیخ قطب الاقطاب غوث زمان المخاطب بعلی الثانی میر سید علی ہمدانی قدس سرہٗ۔
الٰہی بحرمت راز و نیاز شیخ المشائخ خواجہ اسحاق اختلانی قدس سرہٗ
الٰہی بحرمت راز و نیاز سید السادات سید محمد نوربخش قدس سرہٗ
الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت شیخ المشائخ محمد علی نوربخش قدس سرہٗ
الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت سید محمد غیاث نوربخش قدس سرہٗ
الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت شیخ حسن محمد قدس سرہٗ۔
الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت مظہر اللہ الصمد شیخ محمد قدس سرہٗ۔
الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت شیخ یحییٰ مدنی قدس سرہٗ۔
الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت شیخ المشائخ فانی فی اللہ شیخ کلیم اللہ جہان آبادی قدس سرہٗ۔
الٰہی بحرمت راز و نیاز سراج الواصلین مقتدار عارفین حضرت مولانا نظام الدین اورنگ آبادی قدس اللہ سرہ العزیز۔
الٰہی بحرمت راز و نیاز تاج المحبوبین فخر العاشقین حضرت مولانا محمد فخر الدین دہلوی محب نبی قدس سرہٗ

پنجرقعہ فریدی

واضح ہو کہ موافق وعدہ کے مکتوبات حضرت غریب نواز خواجہ خواجگان حاجی حرمین شریفین حضرت مولانا اولانا خواجہ شاہ غلام فرید صاحب فرید ثانی سلمہ الرحمانی ادام اللہ افضالہ و نوالہ جمع کرکے ہدیہ ناظرین کردن گا سردست یہہ پانچ رقعہ برائے مطالعہ غلامان حضرت صاحب موصوف کے شامل رسالہ ہذا کرتا ہون رقعہ اول بجواب معنے خلق اللہ آدم علی صورتہ +

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - عاشق الرش محب صداقت کیش مقبول بارگاہ داور منیا احمد اختر ہموارہ در ذوق شوق درویشی بودہ شادکام باشند مکشوف آنکہ علمار کرام در شرح این کلام صداقت انضمام اختلافی دارند الّا چشم باید و فہم شاید کہ ظہور آن جمال خاص

پرتوی لایزال کمال در آئینۂ انسان اشرف البنیان عیان است چہ اگر درین مظہر خاص آن حسن لاریبی نبودی امر بہ سجود ملایک را بچہ وجہ روئے نمودے آدم علیہ السلام ہم دران وجہ مسجود است این رمز شناس است زیادہ بجز دعائے احسن الاعمال و خیر المال چہ نگاشتہ آید ۞

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ عزیز دلی وسعید ازلی ارادت وسعادت دستگاہ مرزا محمد شاہ در حمایت ایزد منان بودہ بعافیت باشند بعد از ادعیہ خیر و برکت و ترقی عشق و محبت مطالع نمایند کہ عریضہ شما مورخہ بست و ہشتم ماہ مبارک ذیقعد نزد فقیر رسید از مطالع او بسا خوشنودی حاصل گردید کہ پروردگار عالم طبع شما را بر حل مسایل تصوف مایل فرمود این مقام شکر است او تعالے در ذوق و شوق شما ترقی روز افزون عطا فرماید پس در جواب اینکہ نماز بیخطرہ کی گردد نور چشم من باید فہمید وقتیکہ غیر بالکلیہ از دل سالک محو شود و در مشاہدہ حق مستغرق باشند چنانکہ در ذکر خیر حضرت امام زین العابدین قدس اللہ سرہ العزیز مرقوم است کہ باری ماری در نماز بپائے مبارک امام موصوف بپیچید مگر ایشان را خبر نہ شد پس باید دانست کہ اگر خطرہ مزاحم حضور است سردار خطرہ است و اگر خطرہ از عین حق بیند نماز بیخطرہ گردد ۞

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ عزیز از جان جامع محاسن انسان سعادت و نجابت دستگاہ مرزا محمود شاہ در حرم حریم حفاظت کریم باشند از جانب فقیر بعد دعاء دارین کہ رب العالمین نصیب آن ذی نصیب گرداناد مطالع نمانند کہ عریضہ آن عزیز از جان در استفسار این معنے کہ طالب فانی گردد یا مطلوب دوم آنکہ ابنیاء سابق علیہ السلام را معرفت نصیب بود یا نہ بمطالع فقیر گذشت نور چشم من باید فہمید کہ نہ طالب فانی میشود نہ مطلوب بلکہ وہم و دوئی از میان برخیزد و خود را التعین لا التعین بیند و الا آن کما کان اشارت بدوست خواب ہمہ دوم یعنے معرفت نزد درویشان عبارت است از شناخت حق ذات و صفات الٰہی در صور تفاصیل احوال و حوادث در ازل پس این کمال ایشان است و ابنیاء کہ اکمل افراد انسان و افضل ترین بندگان اند چگونہ بمعرفت باشند

لاکن در معرفت ایشان باہم تفاوت است چنانچہ پروردگار عالم میفرماید۔ تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ۔ ودیگر جاہم در قرآن حمید ہمون نور فرمود و در احوال حضرت پیغمبر ما علیہ السلام اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا نیز تفاوت بیان فرمود و نیز شریعت پیغمبر ما صلوٰۃ اللہ علیہ جامع تشبیہ و تنزیہ است بخلاف شریعت انبیائے سابق کہ رو بیک سمت داشت درین ہم کمال معرفت بود و نیز از زبان فیض ترجمان حضرت فخر جہان صاحب رحمۃ اللہ علیہ شنیدم کہ شہود ذات انبیائے سابق را کم بود بخلاف حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ شہود ذات آن جناب را بیشتر بود فقط پس باید کہ مدام بلاناغہ بعد از نصف شب بیدار شدہ وضو کردہ اول دو رکعت تحیۃ الوضو ادا نمودہ بعد ازان نماز تہجد ادا کردہ بجائے محفوظ نشستہ تا وقت نماز صبح بذکر جہر مشغول باشند کہ طریقہ خاندان فقیر ہست و نیز در ذکر باری تعالیٰ فوائد بسیار اند دینی و دنیوی و نیز فضیلت ذکر جہر حضرات مشائخ علیہ الرحمۃ چنین فرمودہ اند کہ ذکر خدا نشان ایمان و بیزاری شیطان و پناہ از نار دوزخ و ہم در حدیث است کہ فاضل ترین از بندگان نزد حق تعالیٰ عزاسمہ کسے است کہ او را بسیار یاد کند و ہم اللہ تعالیٰ میفرماید کہ من با بندہ خویشم چون مرا یاد کند و لبہائے خود در ذکر من بجنباند و نیز در خبر است کہ ذکر کردن باری تعالیٰ از شبانگاہ تا بامداد فاضل تر است از تیغ زدن در راہ خدا زیادہ الدعا ✤

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ محب الفقرا انیس الصلحا طالب المولیٰ حضرت امیر صاحب والا منزلت عالی مرتبت ہموارہ نصرت و اقبال و اجلال یار و توفیق حسنات مددگار باد + پس از تبلیغ ہدیہ دعا کہ بہترین تحایف درویشان است بکشوف ضمیر عدالت تنویر باد الحمد للہ والمنت کہ این فقیر بے تقصیر تا ہذا التحریر در قید حیات است و صحت وری ذات فیض آیات از درگاہ قاضی الحاجات مدام مستدعی می ماند صحیفہ کریمہ و نمیقہ عظیمہ آن عالی نسب الاحسب مشرف گردید۔ بیت دولت تازہ باد او دولت جوان ✤ تو بادی جہان را جہان پہلوان ✤ بلندیت بادا چو چرخ کبود ✤ کہ چرخ از بلندی تیاید فرود ✤ ہمانا حسن ظن آن عالیجاہ کہ بہ نسبت

حقیر است مگر قول بزرگی مصداق حال حقیر است + بہ ازین کس اندر جہان عیب من ؛ ندانند بجز عالم الغیب من ؛ مگر چون در دعائے برائے طالع ہم اجازت است از دعا ہائے نمی مانم مرا از دعائے اخلاص غافل تصور نہ فرمایند + دعا باید از راہ آلودگی ؛ نیار و مگر مغز پالودگی ؛ چو صافی بود مرد مقصود خواہ ؛ دعا زود یابد بمقصود راہ ؛ پس برطبق ایمائے عطوفت انتہائے این چند اشعار شیخ علیہ الرحمۃ برائے مطالع آن کامران وکامگار در تحریر می آرم۔

اشعار

چون خداوندت بزرگی داد حکم ‌‌— خوردہ از خوردان ومسکین درگزار

چون زبردستیت بہ بخشد آسمان — زیر دستان را ہمیشہ نیک دار

عذر خواہان را خطا کاری ببخش — زینہاری را بجان دہ زینہار

کام مسکینان درویشان برار — تا ہمہ کامت برآرد کردگار

باغریبان لطف بے اندازہ کن — تا برندت نام نیکے در دیار

از دوفی خستگان پرہیز کن — در دعائے مردم پرہیزگار

مشو ایمن زآہ مظلومان بہ صبح — سخت گیر و ظالمان را در حصار

بابدان بد باش بانیکان نکو ؛ — جائے گل گل باش جائے خار خار

زیادہ ازین تحریر را بہ تکلیف دانستہ بر دعائے ختم میکنم + بیت۔ ہمین سعادت وتوفیق برمزیدت باد + کہ حق گزاری وناحق کسے نیازاری ؛

بسم اللہ الرحمن الرحیم

من فرید۔ بغیۃ اھداء السلام والتحیۃ۔ قولا بالخدمۃ البھیۃ۔ والحضرۃ الصفیۃ۔ والندوۃ النقیۃ۔ مولانا نظام الدین المتخلص بالعشق اذاقکم اللہ حلاوۃ الطریقۃ العلیۃ۔ وثبت قلوبکم علی المحبۃ السویۃ۔ قد صدر الی نمیقتکم السنیۃ۔ فاحمد اللہ علی اجراء اللطیفۃ القلبیۃ العلیۃ۔ وحصل لی بہ المسرۃ المزیۃ۔ بحیث لا یتصور الزیادۃ علیہ ولو زیادۃ دنیۃ۔ فزادکم اللہ شوقا الی ملاقاتہ الزکیۃ۔ وما فھمتم من امور خفیۃ۔

ستنكشف عليكم مكاشفة بهية - وتصور وني عندكم قريباً بتصور نقية والقين ان تجد في المراقبة - فمن وجد وجد بهذه الجادة والسلام وهو احسن المرام

تتمہ

قصیدہ

حبیب پاک یزدانی معین الدین اجمیری
زہے مقبول سبحانی معین الدین اجمیری

بصورت یوسف ثانی بہ سیرت شاہ مردانی
مجسم خلق رحمانی معین الدین اجمیری

ظہور خاص ربانی بری از شر نفسانی
طبیب مرض روحانی معین الدین اجمیری

ہزاران خادمان تو ولی غوث ابدالان
تربیت قطب ربانی معین الدین اجمیری

طفیل مقدم پاکی درین اقلیم ہندوستان
شدہ روشن مسلمانی معین الدین اجمیری

بغیر از فضل تو راہے نمی یابد کسے ہرگز
توئی ہادی حقانی معین الدین اجمیری

مراد ہر کہ میخواہد ز دربار تو می یابد
سزد بر تو جہانبانی معین الدین اجمیری

مقدس ذات پاکت را کنم چندان ثنا خوانی
تو برتر از ثنا خوانی معین الدین اجمیری

وسیلہ خود بجز ذاتت نمیدارم مدد شاہا
شوم دور از پریشانی معین الدین اجمیری

تصدق خواجگان چشت اگر این احمد اختر را
سگ درگاہ گردانی معین الدین اجمیری

چنان بر خویشتن بالد بصغم خویش درگزرد
بہ فخر ظل سبحانی معین الدین اجمیری

واضح ہو کہ کتب مناقب فریدی ہر دو جلد و سفرنامہ فریدی و تذکرۃ الفقرا و رسالہ اسیادہاچار تذکرہ فقرائے ہنود - تحفہ بیدک - کلید حکمت - رسالہ کبوتر بازی - اصول الرمل - نقش آسمانی - و قرابادین ویدک ہر سہ حصہ - اکسیر الصبیان حصہ دوم و حصہ سوم - کتب خانہ ... بھوانی پرشاد و گردھر لال دریبہ کلان شہر دہلی سے مل سکتی ہیں -

بعون حضرت سبحان خلاق زمین و آسمان
در مطبع منشی نولکشور بطبع مزین و مطبوع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نکات بیخود

نکتہ عالمی گوید کہ حق معقول است وخلق محسوس عالمی فرماید کہ حق محسوس است وخلق معقول سخن اول نامأول از عوام ہست شنیدنی وکلام ثانی ربانی از اکمل انام دیدنی

رباعی
آن کس کہ درین مظہر کامل خود را — نشناخت وباخت عمر در چون وچرا
مشکل کہ جمال خود نماید بیخود — آن ازلی الظہور وابدی شجفا

نکتہ ہر کس کہ خود را نشناخت الا بروایت مادر وذات را نیافت لا بہدایت صفات واثر چون صفات الہی نامتناہی ہست اگنتاہ نگاہی آن چہ خواہی کون جامع کہ فہرست کتاب کائنات است اگر جوئی بیابی کہ او

مثنوی
چون صفاتش بیحد ومحدود بود — ممتنع الحصر ونامعدود بود
کون جامع مجمع اضداد شد — مظہر بیداد وعدل وداد شد
گر نیابی داد ازین نوشین روان — ہرزہ دادی عمر بیخود رایگان

نکته اگر معزور انصاف دو رهمدح دروغ مسرور شود باید که تا بمقدور رضا یقه نزدوند که در شیغ تبراشی بود لی بخراشی **مثنوی**

جان من چون در همه دلهاست او — پس ترا خشنودئی هر دل نکو
سجده می آری به پیش هر مجد — از ره تقلید و نبرد و ئی خبر
کرده تحقیق از عقل سلیم — اشرف عالم شد انسان علیم
می دواند طمع تو هر سو ترا — می نشاند از بر هر کو ترا
همه نیاز از آز پیدا می شود — گر شوی بیخود هویدا می شود

نکته سه چیز است که آثار آن باختلاف مظاهر مختلف میباشد اول علم که دانا را انکسار و معرفت آرد و نادان سرمایه بحث و پندار پندارد دوم مال که در دانا جوهر سخاوت زاید و نادان را ظاهر آرائی و خود رائی افزاید سوم زور که دانا حافظ الغربا باشد و نادان مودی الضعفا

نکته هرچه خدا داد همه راحت بود و قرار و آنچه خود خواستی جراحت بود و انتشار حیف قدمی براهش نه رفتی و دمی از خواهش دل برنگرفتی افسوس داد داده او نداری و سر خود بسجده بیخودی ننهادی زهی نادانی و بآن کج رائی دعوی خدائی توبه انابت باید تا دعا اجابت را شاید

مثنوی

قصه پر غصه خود تا کجا — شرح باید داد از بهر خدا
هر زمان با نفس کافر جنگهاست — هر دم از نیرنگ او سر چنگهاست
تا ز ما در ما بود یک ذره — بر سر ما سیر و صد ارّه
باش بیخود ننگ کو و نام کو — جز خیال روی او آرام کو

نکته تا بزرگی خواقی فراموش است و یک خواهش صفاتی در جوشش و تا پندار نفسانی باقیست طمطراق مینا و ساقیست قطعه

خاک رنگین سنگ صافی پشم نرم — شد شرافت منحصر بر این سه چیز
اشرف انسان تو باشی آن زمان — گر نمائی حق و باطل را تمیز

نکته زهی کیمیا که آمد و رفتش سر تا سر رنج باشد و خهی مال که در حاصل از تردد و ملال ملامال قطعه

بیچو و امردمان دنیا را — مال بر جان شان وبال شده
بهر این مال حال بد دارند — بد کمالی و لی زوال شده

نکته ای دل دانا تا چند تحسینت کنم که مدام مایل حق بودی و در عین انهماک شهوات لذاتش زایل می نمودی و ای نفس نابینا تا کی نفرینت نمایم که در استهلاک طاعات رو بباطل داشتی و مرتبهٔ اخلاص و بی ریای سهل می پنداشتی اعدّ عدوّ و عبارت از لست و امّارة بالسوء اشارت از تو در صورت جبر و اختیار شرعی و بضرورت جبر و اضطرار آه سردی و اشک گرمی تا جذبهٔ عنایت بیچو سرشش آمد و کلمهٔ حق در گوش ترا از تو ربایدر با

آن کس که دل تو صاف و جان پاک کرد — از روز ازل خاطر غمناک کرد
هر چند به فهم و عقل ز افلاک شدی — بیچو و این وهم و نفس در خاک کرد

نکته این غنچهٔ دل عجب خاصیتی دارد با هر که روبرو شود رنگ و بوی او گیرد اگر همرنگ صفات است در کثرت بی انتها و اگر بوی ذات دارد در وحدت بیهمتا قطعه

بیچو و انور دیده از خورشید ان — و ز جهان بین تو ظهور خود است
همچنان با صفات نسبت ذات — می شناسد هر آنکه دیده دراست

تا

نکته دل بستن بچیزی که نپاید نباید و در غم نشستن برای عزیزی که باز نیاید نشاید
فراموشی از مرگ خود بهست بیاد فوت مرغوبی حزین بودن و بی ثباتی این دار
ناپایدار رگان یقین است بی دوشنابی و بوقلمونی روزگار تخمین شدن انفاس معدوده
حیات مستعار غنیمت شمارید و هر دم دم واپسین دانسته بیاد حق دل خوش دارید قطعه

چه سرا کنی تو حزنی در حوادث
دوائی درد های این جهان را
بیا و شو نوش گر دهر چه نیش است
همیدانم که یاد مرگ خویش است

نکته ذات سهو لذات بعد وطن قرب محن یاد حق فراموشی مطلق کرانجانی قبح اعتدال
سبکی بی چیزی حسن اعتدال زوال نیکی و بد مفهوم اضافی مجازیست زاله حقیقت آب صافی قطعه

لذات بذات خود ندارد لذت
بیخود چه خوش است قول صاحب اخلاق
گر و بد ضرور بهر دفع عرضی
کاین جمله لذات علاج مرضی

نکته بمعقول ما بهر و قلوب باطنها بطلا بهر که ظهور صور و اسما را باصره و سامعه
مظاهر بصر چه دیدی بجز طین و ما و سمع چه شنیدی غیر تموج هوا در خلا اگر کثرات
مشهوده دیدی چه سود و اگر کلمات موهومه شنیدی چه بهبود افسانه
خواب ناشنیده بهتر و نقش سراب نادیده خوشتر اگر عاشق ذاتی
مستغنی از بن آیاتی بل مرده و مایه الانتشار و کیفیت وجدانی را از بنها
هر دم فشار مسند اکوری که دیده بصیرتش بیناست و خوشا کری که گوش هوشش شنواست قطعه

بود وحدت چو آمدی بجهان
کور و کر چون شدی کنون بیخود
کثرت از چشم و گوش پیدا شد
آنکه بودی همان هویدا شد

نکته ناصح بدروغ سخنش بغیر عشت تیر شش مدان که دروغ است و دشمن خفی است

سفید بد بدنش چون جنگ سیال و قوادح براست کلامش هوش افزا نافع تراست
و دوست صفت انتسابش تراعی زیبد بنا بر ازالة العیوب و نکو سیدگی خصال **قطعه**

از همه دوستان مدحت گوهی — دشمن عیب جو تهی هست سفید
آن سیه را سیاه تر سازد — وین سیه را بدل کند به سفید

نکته یاد مرگ طرفه طبیبی است که شفا از جمیع عوارض دنیا در دست اوست
و حبیبی که حفاظت از شر اعدا همیای او بر دلی که در بعضی کشوند اویش
صورت مرگ نمودند و الا در موج خیر لذات حواس سفینه عقل ممیز الحقائق
طوفانی بود و افکار و از کار رفتن انسانی سرتاسر شیطانی **فرد**

ندیدم دوستی جز یاد مرگ خویشتن اینجا — که برهاند ترا ای **هیچو** از دنیا و ما فیها

نکته صورت کثرت بتقاضای ظهور نمودی بود هست کل آن هو فی شان شان اوست
و معنی وحدت باقتضای بطون بود و لیس کمثله شیء بیان او **قطعه**

قدر آدم همی کنی معلوم — از خودی گر دمی جدا باشی
هیچو اکبر و آن را بگذار — گر بخواهی که با خدا باشی

نکته در تمام جسم و بدن بمردم چشم تعلق دارد بشرط صحت بصر و در همه عالم
نوع انسان بر کل کائنات تفوق دارد بشرط اعتدال عنصر علمای قشیری که نظر
بر پوست دارند قصص منقوله دوست دارند بیماران نادانی اند در تشخیص
امراض معذور گرفتار ان علل نفسانی اند و در استعلاج مجبور عجب
ظاهر صاف گمراه اند و بنظر انصاف بیگانه اند چه ادراک صحیح را عقل
سلیم باید تا حقیقت بخود بنماید چون سلامت عقل موقوف است

براعتدال ترکیب عناصر بیچاره معلول در تصرف علت قاصره **رباعی**

آنها که نظر بر آب و بر گل دارند	هان ظن نبری که آنکسان دل دارند
بیخود بگذار هر سه مردم	کاین راهروان پشت بمنزل دارند

نکته ندید تا ندانست و ندانست تا نه اندیشید و نه اندیشید تا نشنید و نه شنید تا او نچشید و نچشید تا پاک نشدی و پاک نشدی تا خاک نشدی **مثنوی**

خاک شو خاک تا بروید گل	خس و خار جهان شبو و سنبل
گر نبودی وجود خاک کثیف	کی نمودی فقط سپهر لطیف
باید آئینه بهر دیدن خویش	که مکدر ز پیش و صاف از پیش
جسم و روح تو هست آئینه	بهر دیدار خود همه آئینه
جان من چون تو کاشفی خود را	بیقین دان که یافتی خود را
یافت آن که غیر تو باشد	جستجویش ز سو بسو باشد
آنچه عین تو هست از بیرون	گر بجوئی چه یابی ای محزون
دان که جز ذات آن یگانهٔ پاک	نیست از سطح خاک تا افلاک
عرش تا فرش نور حق را بین	اینچنین گفته اند اهل یقین
تا خودی از خدا جدا مانی	**بیخودی** بیگمان خدا دانی

نکته لسان انسان بیان جلباب است بر باب دل چون پرده برخیزد هر چه در خانه رنگ ظهور ریزد و تموج هوای کلام نور شمع شعور را متزلزل کند لهذا ارباب خرد سماعت را بر حکایت ترجیح داده اند و مدار دانش بر خموشی بر کم گوئی و بیشتر شنوی نهاده اند **فرد**

خدا یک زبان داد و دو داد گوش
شنو دو و یک گوی بیچود خموش

نکته خلق بمعنی دلق مرقعی است که فقرا از پارهای ثیاب مختلف القماش والالوان سازند چون در اعیان موجودات نیز از عناصر و موالید و اجناس و انواع و اجرام و اجسام تنوع یافتند خلق خدا یعنی دلق خدا نام نهادند چنانچه فقیر در دلق پوشیده باشد حق نیز در خلق است خوشا دیده ور که حق را در خلقش دید و زهی صاحب نظری که از لباس لابس رسید فقط

جلوه فرماست حسن او هر جا
چشم بیننده گر بود بیچود

نکته هرچه گذشت بیشتر بود و کمتر می نماید و آنچه باقیست اندک بسیار بنظر می آید زهی خیال محال بیدار شود چشم بحال فقط

بیچود تا چند خود پرستی
خود را بگذاشتی و رستی

نکته اگر کثیف نبود لطیف را که هیولی در رویت نیاید و آن صورت رو نماید طرفه حجابی که جلوهٔ کامل است و خوشا غیبی که ظهور روشن شود را شامل اینجا حجاب بجز هستی تو چیست و نقاب غیر خود پرستی چه فقط

بیچود بگذار خویشتن بینی را
خود را دیدی و در بلا افتادی

نکته هر شی را ظاهریست سوای باطن و باطنی ورای ظاهر از ظاهر و باطن وجود مطلق که غیریت و دوئی را در آن راه نیست همه کس آگاه نیست و الا ظاهرش بجز حکمت چیست و باطنش بغیر واجب کیست فسبحان من تفرد لبطونه و بطن فی ظهوره نکته تصور یا خود آن آنکه خالق ارض و سما خداست و تصدیق بیچودان اینکه وجود کون جامع ماجه اگر باختلاف لون و قوام شی را اشیا نداند نیستی جز یک ذات با صفات

ندیدمی و اسمای صفات را که ورای ذات نه بسان یک معانی هو الاحد
فهمیدمی فافهموا که پیدائیش ارض و سما و ما فیهما بجز توهم عینیت و الا بجز یگانه مطلق دیگر کیست فرد

وجود عالم از وهم است بیخود ۔ و الا غیر حق دیگر چه باشد

نکته حیف که راستبازان روشن روان بعدم رفتند و سخن سازان تاریک جان بوجود آمدند که نخوت و خودستائی شان است و نکته سنجی و سخن آرائی خلاصه بیان مصرع ع در قول چو بایزید و در فعل یزید

قطعه
حال زمانه دیدیم بیخود ۔ هر روز اینجا از وی بتر بود
با جو فروشی گندم نمائی ۔ لاف و گزاف و فریب هنر بود
آن را که عنبر کردم تصور ۔ تصدیق چون شد سرگین خر بود

نکته معقول مقبول عقل است و منقول بنا بر احتمال صدق و کذب مشروط بصداقت نقل خوشا لطیف العقلی که بر شنید اکتفا نگزید بدید رسانید و از هر دو رهید و بیخود با خود آرمید مستزاد

تا خود بودیم و جستجویش کردیم حیرانی بود ۔ یا خود بودیم و گفتگویش کردیم نادانی بود
با خود بودن کار با شکل کرد از دولت عشق ۔ بیخود گشتیم و رو برویش کردیم آسانی بود

نکته یا طالب روزی اگر روزی در حال ماضی خود نظر کنی در استقبال راضی باشی و از حرص و تشویش حذر کنی و دل بحراشی آلودگی طمع جان را فرسودگی است و در قناعت خاطر جمع و آسودگی رباعی

یا بیخود بیقرار روزی ۔ روزی نظری بحال ماضی
نان گشت برای جان مهیا ۔ تشویش مکن و باش راضی

نکته درخانهٔ دلی که سلطان اَنا و لاغیری جلوه فرماست باب گوش مدخل هوشش بربندند و زبان خودفروش بگشایند شاهیا زنازدربوی بی‌نیازی بلندپرواز شو و آز طلب از خاطر رد کن **رباعی**

در طالب صادق ورنایابی — روزان و شبان در طلبش بیتابی
بشنو سخن حق و مدانش باطل — بیخود نشدی چسان خدارا یابی

نکته دیدن خویش نیش است و خودبین مدام در ریش مطالعهٔ سفینهٔ سینه شاید تا باب مشاهدهٔ شاهد مقصود گشاید انگاه فراموشی یاد است و خاموشی تکلم ایجاد یافت نایافت شود و خبرت و حیرت رود **فرد**

بیخود شده ام ز فرط حیرت — دم بربستم قلم شکستم

نکته هرچه ظاهر است محدود و هرچه محدود و فانی اینهمه صفت صفات است وانچه باطن بجید و بجید بیزوال ذات یزدانی موثر فی الکائنات باخود و گفتنی است والله واحد مطلق ظاهر محدود و فانی و باطن بیحد و جاودانی بگنجد بیخود دیدنی است که صاحب نظر همه برابیک میزان بسنجد کما قال من قال **شعر**

العینُ واحدةٌ والحکمُ مختلفٌ — وذاک سرٌ لاہل العلم ینکشف

نکته جهان را دیدم و جان را فهمیدم بجز جان جهان هیچ نیافتم **فرد**

بجز جان جهان چیست درین چشم عیان — بیخود شو دیدکن عیانرا چه بیان

نکته چون عالم غیر حق نبود گروهی فرمود که طبیعی است نبود که نبود و قومی فرماید که از خواهش و امراز عدم آمد بوجود بیخودی عرض مینماید که هرگاه عالم عند التحقیق بجز حق نیست القان طبیعت برکیست دگمان خواهش و امر چیست چند انکه بر صفات نظر شد

استتار ذات از بصر شد عالم را سوای حق توهم کردن منشاء این قیل و قال است
وحق در بطون و ظهور و غیب و شهادت و احد یک حال رباعی

گر نیک و گر بد است چه خیر است و چه شر است	یک نور ذات جلوه گر از پای تا سر است
نورش ببین بعین و ظهورش بدان بشین	بیخود خموش باش که این سر اکبر است

نکته اقوام حقیقیه که از رب الارباب برای جمیع حیوانات معین گشته عبارت از صور
نوعیه آنهاست و مذاهب مختلفه عبارت از طرق مسلوکه افراد آن نوع بوضعی
خاص در تمشیه معاش و عقیده معاد و عبادت رب العباد که بجد و انتها و مذهب از قوم
انتظام یافت و قومیت از مذهب استحکام و کثرتی که درین پیداست منشای آن اختلاف
طبائع اشخاص و اختلاف طبائع بنا بر کیفیات متضاده عنصریه و تفاوت مقادیر اوزان
کمیات اسطقسیه چنانکه در صور انسانی که وجود اتحاد مادی و نوعی یکی با دیگری نمی ماند
و اختلاف صوری دلیل است بر اختلاف معنوی از امزجه و عقول و تخیلات منقول و معقول
وغیره آثار مختلفه و انهمه مقتضای تجلیات غیر مکرره و تجدد امثال است درین قال
ع نو شدن نیز عادت کهن است اگر لا انتها بودی محدود گشتی و برای قوم انسانی مذهب حقیقی
خودشناسی که خدادانی است و آن منوط است بر استعداد فطری و کمال حسن اعتدال تشخص
انسانی چو حسین حسن خود را دیدن خواست از انسان کامل آئینه بپا است تو خود را خود ببین مثنوی

از انا گردید پیدا اختلاف	کاش بودی این انا از شرک صاف
آن انا بودی دلیل هستیش	گر بود از بیخودی دستیش

تمام شد
نکات

بسم الله الرحمن الرحیم

آتش عشق سوخت جانم را — کرد خاکستر استخوانم را

تب هجران تو و بیتابیم — جان کجا جسم ناتوانم را

فصل شیب آمد و شباب گذشت — شد بهار دگر خزانم را

هر که از سر گذشت می یابد — پای زیبای دلستانم را

جان فشانی و بیخودی باید
تا توان دید جان جانم را

جز تو دلدار ندارم بخدا — غیر تو یار ندارم بخدا

مستم از باده حسن تو مدام — دل هشیار ندارم بخدا

عشق کرد است مرا زار و نزار — دگر آزار ندارم بخدا

از سرم رفت سر هرزه دوی — پای رفتار ندارم بخدا
از تب عشق تو بیتابیها ست — تاب گفتار ندارم بخدا
بر همه اوست بود اقرارم — بر کس انکار ندارم بخدا

بتِ عشق بتانم بیخود
بخدا اکار ندارم بخدا

رخت بمیخانه کشیدیم ما — ساغر مستانه چشیدیم ما
چاک نمودیم گریبان نام — پیرهن ننگ دریدیم ما
راست چو تیریم به عشق بتان — گرچه کمان وار خمیدیم ما
سوی خرابات ز مسجد شدیم — از خود و بیگانه رهیدیم ما

وحشتی از هر دو جهان داشتیم
بیخود دیوانه رسیدیم ما

کو بخت که آورد ترا در بر ما — بی پرده نشینی شبی در بر ما
از قامت خود که رشک سرو چمن ست — برپا سازی قیامتی بر سر ما
گر عیب من ست عشق دشمن چه شود — رحمی ای دوست بهر چه در ما
باران قیامت آب گشتی از شرم — دیدی اگر این بارش چشم تر ما

بیخود بحضیض هجر کی افتادی
بر اوج وصال گر شدی اختر ما

بحنا رنگ کرده پا را — خون بدل جوش میزند ما را
باده خوشگوار نوشین لب — از دلم برد ذوق صهبا را

گرد دیوانه آن پری امروز | غم نداریم دی و فردا را
یار ما یار گشت با اغیار | تاب هجران نه وصل را یارا

دشمن جان ناتوان شد
یار بیجود سخے شوخی یارا

مکن جانم مکن چندین جفا را | بکش خنجر بکش این مبتلا را
مران ای کامران حسن و خوبی | ز در این دردمند لا دوا را
چه نسبت ماه کنعان با بر و پیش | چه تابی با سه کامل سها را
نثار داغ دل شمار آسان | نشد از من خبر کردم شمار را
بو حسرت مداید دار فانی | چه برد اسکندر از دنیا و دارا

نمودی جلوه از خود رفت بیجود
خود آرائی مکن دیگر خدا را

گفتم که مکش ز ناز ما را | گفتا که سرت بود فدا را
گفتم غم عشق نیست در جان | گفتا بگذر از این خدا را
گفتم که بقای وصل خواهم | گفتا که بجو د بجو فنا را
گفتم بفراق چند سوزم | گفتا تا هست تاب و یارا
گفتم بچه ره رسم بکویت | گفتا کن مرگ خوگوارا
گفتم چه سرم صداع عشق است | گفتا بگذر ز سر شفا را
گفتم که ببوی خود بخوانی | گفتا که گذر نشد صبا را
گفتم ز خودی سلے بر آیم | گفتا نشناختی خدا را

گفتم که ز جان گذشت بیخود
گفتا که کنون شده ست ما را

گفتم صنما گلبدنا لاله عذارا
مپسند به لباختگان جور و جفا را

گفتا که زهی عاشق و از دوست شکایت
یکجا تو کجا یافته حسن و وفا را

گفتم بیکنم صبر نمانده است دلم را
یکدم بنشین با من و لختی مدارا را

گفتا که تمنای تو از حد تو بیش است
نسبت چه بود همدمی شاه و گدا را

گفتم که بگوشت نرسیده است ز شا
شاهان چه عجب گر بنوازند گدا را

گفتا سخنت بیخود اگر هست مدلل
باور نکنم قول مجانین و سکارا

طفل اشک است نور دیدهٔ ما
آه ما قامت کشیدهٔ ما

جز خیال جمال او مائل
نشود خاطر کبیدهٔ ما

کی شود رام و آید اندر دام
باز آن آهوی رمیدهٔ ما

روی دارم کنون بسوی خاک
بنگرید از قد خمیدهٔ ما

نفس شد رام و یافتم آرام
حبذا حال آرمیدهٔ ما

غزلم مطلع رخ و زلف است
بیت ابرو سر قصیدهٔ ما

از ازل منصب ظلوم و جهول
ثبت کردند در جریدهٔ ما

تا به عشقش فروختم دل را
عقل شد بندهٔ خریدهٔ ما

وحده لا شریک خواهد گفت
سبزه از خاک بر دمیدهٔ ما

عین ذات است جلوه گر هر جا
وهم غیر است آفریدهٔ ما

شد فراموش سلم من سگت
بیخود و ما و من در یدِ ما

کبریائی هست شان یار ما | بی نشانها نشان یار ما
از لب شیرین او خورده شکر | طوطی گویا زبان یار ما
نقطهٔ موهوم باشد آن دهان | خط معدومی میان یار ما
ابروانش قاب قوسین دلم | چشمهٔ حیوان دهان یار ما

باخودی در این و آن افتادهٔ
هر که بیخود شد از آن یار ما

گر بگوشی تو بار نیست مرا | جز خیال تو کار نیست مرا
بسر زلف بسته پا دیم | سیر سیر و شکار نیست مرا
یکبار دم بتا بیا یکبار | زندگانی دو بار نیست مرا
جلوه فرما مرا ز من بربا | طاقت انتظار نیست مرا
چون برآرم نفس ز دل تنگی | با تو صحبت برآر نیست مرا
خاک من پاک کرد آئینه را | بر دل از کس غبار نیست مرا

میکشد یار سوی خود جبراً
بیخودم اختیار نیست مرا

بر من خسته هر دم است عتاب | عذری جان من ز روز حساب
بر دو چشم شده است گنگ و چمن | بی تو افتاده ام میان دو آب
غفلت از خویش نام آرام است | شاهد این کلام خواب و شراب

غوطه زن به بحر عشق مجذوب — تا بدست آیدت در نایاب

خودپرستی گناه عاشق است
مجذوبا بیخودیست عین ثواب

بوده ام در دیده ام چون آفتاب — آمدی در دل چو من رفتم بخواب

هرزه گردی چیست در دیر و حرم — یک در دل گیر گر و فتح باب

مست و مدهوش شراب عشق تو — کی شناسد این ثواب آن عذاب

مولوی در شعر فهمی بالقسم — بیت ابروی تو کردم انتخاب

سوخت آتش مجذوب از تنگ دلم
ساخت چشم آب را هم آب آب

گل بی خار روی دلدار است — نرگس مست چشم بیمار است

دور جام است دور دور انش — از می عشق هر که سرشار است

ما و کویش و جنت فی الجنة — حاسد ما رقیب فی النار است

کاکل اوست بخطا ختنی — تار زلف است یا که تاتار است

از برای نثار مقدم یار — چشم ما نیم گهربار است

گر دل تو بدست تو باشد — دل بیار دوست در کار است

کمرش را که تار مو گویند — در میان نیست سخن گفتار است

از دل و دیده ام چه می پرسی — دل سوزان و دیده خونبار است

گبر دیرینه است مجذوبا
آتش عشق را پرستار است

تا که نفس سرکش ما رام نیست — در جهان ما را دمی آرام نیست

همچو سیمابم نمی باشد قرار — در برم گر یار سیم اندام نیست

حضرت عشق است فیاض زمان — با وجود او کسی ناکام نیست

هر بسر خامی است در کار جهان — پخته مغزان را خیال خام نیست

هر چه آید گو بیا بر چشم ما

بیخود از خواهش و ابرام نیست

از فسانهٔ غفلت خواب را اگر انها است — باد پای انفاسم در سبکعنانیها است

تخم عشق می کاری بر ثمر نظر داری — آبیاری چشمت شرط باغبانیها است

گر تو میهمان باشی از جگر کبابی هست — خون دل می نابی طرفه میزبانیها است

در ره تو سر بازم جان فدای تو سازم — نیست در سرت سرمن اینچه سرگرانیها است

سوختی ز پا تا سر ساختی چو خاکستر — باز هم غباری هست وه چه بدگمانیها است

تیغ بر فشان زده تیر در کمان دارے — کار من نمیسازی این چه کاردانیها است

عاشقی و غم خوردن عشق و دم بدم مردن — حسن و ناز عشوه طرز از طرز جان ستانیها است

یار گشت رام من شد فلک بکام من — جام و بادهٔ گلفام دور کامرانیها است

مصحف رخت دیدم شد مسلم ایمان — لیک هندوی زلفت کافرانه نهانها است

تا نگشته فانی ترک در دولت باقی — با خودی خدا دانی محض لن ترانیها است

دود آه سر بهوا بحر اشک در ته پا — حال عاشق شیدا کشتی و خانیها است

مهر قست در جانم درد تست درمانم — غیر تو نمیدانم جای مهربانیها است

سر بکاسهٔ زانوی به ز جام جمشید است — تکیه می خم کردن عیش جاودانیها است

جان نثار جانان کن زندهٔ ابد گروی — یار گر بود در لطف زندگا نهیاست
مظهر تو کون و مکان منزل تو اندر جان — هر طرف رخ تو عیان باز بی نشانیهاست
درس عشق میخوانم شاعری نمیدانم — صائبا ز فیض تو طبع زار وانیهاست

بیخود اچه پاک از مرگ زندگی باشد
افتراق جان از تن بهر زنده جانیهاست

دیده و دل را تمنای شماست — در سر شوریده سودای شماست
با پری رویان نه آساید دلم — در دل دیوانه ام جای شماست
از میِ چشمت بود سرشاریم — سجدهٔ مستانه بر پای شماست
کشتهٔ جادو نگاهان کشته ام — مرده دل را چشم احیای شماست

از برای قتل ما تدبیر چیست
رای بیخود تابع رای شماست

کار دنیا انتشاری بیش نیست — فخر و عاری اعتباری بیش نیست
لت مخور بهر حصول جاه و مال — نشاهٔ دولت خماری بیش نیست
خود گلی چون غنچه دل تنگی چرا — آرزوها خار خاری بیش نیست
علت عالم محقق شد بما — جز دخانی و بخاری بیش نیست

کاروبار این جهان جز بیخودی
بر دل وارسته باری بیش نیست

دل بکمند زلف خود بست که بست یار بست — عاشق در مند را خست که خست یار خست
عالم غیب بی نشان بود که بود یار بود — در همه کون هم مکان هست که هست یار هست

بند تعینات را ساخت که ساخت یار ساخت ... باز ز قید این آن هست که رست یار رست

زہد و عبادت و ورع کرد که کرد یار کرد
بیخود و از شراب عشق مست که مست یار

دوست و دشمن جانم صفت صفت پیدا است ... میزبان تن را جان عنبر زه مہاست
آشنای جور و جفا اند وفا ست بیگانه ... از کمال بیرہی جامی گر بیندان است
لب سرخ تو غنچه دہان گل بگفتم من خطا ست ... با تو بار رہ مشکل بر دل من آسان است
سبزه گرد گلرو لیش مصحفی است با تفسیر ... آن بخط نستعلیق این بخط ریحانست

اتہام دانائی بسته اند نزد نکان
ورنه از خرد دوری بیخود تو نادانست

گفتم که سر تو در سرم ہست ... گفتا مکن ز سر بیخود ست
گفتم گل وصل کی بچینم ... گفتا چو ازین خاک اگر شوی پست
گفتم که به ہجر چند میرم ... گفتا ہر کس که مرد وا رست
گفتم که ز درد دل بنالم ... گفتا که نشان مرد درد ست

گفتم که چه بمن شد ایں
گفتا بیخود شوی و مست

از خیال روی نیکویت رہائی مشکل است ... وز نہال قد دلجویت سراپا در گل است
ناقصی در عشق تا در بیم جان افتاده ... خوش سپار د جان بجانان آنکه مرد کامل است
ره نوردان محبت را پیام ما رسان ... کاندرین ره یکقدم از خود گذشتن منزل است
در دبستان محبت بیخود از خود رفتگی است ... معنی بسم الله آن قصد کسی کو بسمل است

بر در دل سر بنه بیخود مجاز این و آن
هر که فهمید این معما ز آنکش اهل دل است

مست عشقم مست عشقم مست مست — می پرستم می پرستم می پرست
از همه کارم کشیده دست و رو — رو بسوی یارم و ساغر بدست
از بد و نیک زمانه آگهم — روی خوبان نیک و خوبی شان بدست
آتش سوزان هوای نفس دان — آب و تاب آنرا که شد چون خاک پست

بند بر جانت نهد دلبستگی
بیخود ابر دار دل زین بند و بست

چشم اوست بادهٔ ناز است — نازرا با ز طرفه انداز است
نیست حاجت بساز و آرایش — حسن بی ساخته خدا ساز است
در هوای نگار بی پروا — طائر روح ما بپرواز است
باز کی روی او نصیب شود — دیدهٔ دل بسوی او باز است

دو جهان بازیست در نظرش
هر که چون بیخودم نظر باز است

بیماری عشق را دوا نیست — جز خون جگر دگر غذا نیست
ملبوس شهان چه لباسی ست — خوشتر ز برهنگی ردا نیست
صد بار شکسته دلم را — لیکن این شیشه را صدا نیست
عشق است بلای جان عاشق — خوشحال کسی که مبتلا نیست

با خود جوید کجاست جایش

بیخود گوید که او کجا نیست

از می عشق هر که سرشار است | زیستن با حق بخلق مردار است
کار و بار دگر بجز یادش | همه بیکار و بر دلش بار است
ق
غیر را در حریم عزت او | گفتن یار یار کی یار است
یار شد چون زبان او با دل | در دلش یار و بر زبان یار است

هست سردار عاشقان بیخود
آن که منصور وار بر دار است

عاشقی تا بر تن خود جستن جانان عبث | تا که درد دل ندارد هیچ احش درمان عبث
با قناعت ساز و پیش کس سر و دست نیاز | بهر دو نان انقدر رهنت دونان عبث
میرسی در کعبه زاهد زود از راه تری | زهد خشک و صوم تو لی دیر گرمان عبث
ای سرت گردم قدم رنجه نفرمودی نگه | سوختم در انتظارت این دل بریان عبث
ساختی آئینه تا بینی جمال خویش را | خوب میدانم نباشد خلقت انسان عبث
عیسیا بیمار عشقم نیست جز وصل علاج | نیز تا چند نشتر بر رگ شریان عبث
از خدا گردت جدا او هم تو باشد دشمنت | لعن و طعن لست بر بیچاره شیطان عبث
با تن گریان مثل شبنم تا رسی بر آسمان | می شود بهر دو روزه عمر گل خندان عبث

بوده آزاد و خواهش قید و بندی شد گران
مانده بیخود چرا از خود درین زندان عبث

خویشتن را می ندانم الغیاث | اشک حسرت می فشانم الغیاث
تا نیابم مرشد آئینه دل | دیدن روی کی توانم الغیاث

شد یقینم انعدام ماسوا		از چه گه گه در گمانم الغیاث
آتش عشق تو در جانم فتاد		سوخت مغز استخوانم الغیاث

سوختی دل را بیخود و ساختی
در فراقت خسته جانم الغیاث

شان معشوقیست استغنا مزاج		عاشقی و صد هزاران احتیاج
خیرباد اے عقل رو از سر برید		عشق اکنون کرد با دل امتزاج
مصطفی فرمود لا رهبانیت		کرده ام با دختر رز ازدواج
غالبا یار است هم بزم رقیب		دیگر از بهر چه دل را اختلاج
رفتم از بهر دوا پیش مسیح		گفت بیماری عشقت لا علاج
نامه باید یار را از خون دل		تا شود مضمون رنگین اندراج
ساختن را واجب آمد سوختن		تا نسوزی کی شود روشن سراج

شاه خوبانی و ماه مهوشان
میدهد بیخود دل و جانت خراج

یا تنها خوبروئی و حسن ملیح		ملیحا مکن زخم دل را ملیح
بکویت بود عید قربان مدام		بهر سو فتاده قتیل و جریح
برائے برقص و سرود التفات		مگر رقص بسمل و صوت ذبیح
گناه نگاهی ندارد قصاص		خدا را حذر کن ز ظلم صریح

زمین سنگلاخ است بیخود و تنگ
[illegible] کار بلیغ و فصیح

ذکر خدا و فکر نان میشود این نمیشود / عشق بتان و بیم جان میشود این نمیشود

صاف کن دل ای فلان خانهٔ دل ز رجس حس / شاه و ستر لش نجس میشود این نمیشود

دوست چو هست روبرو چیست ضرور جستجو / یار و خیال غیر او میشود این نمیشود

خواب و خیال شد جهان در نظری که دید جان / وحدت ذات و این و آن میشود این نمیشود

گر بدلت بود صفا وحدهٔ او شنود و نا / شرک و والفش خدا میشود این نمیشود

از رخ و زلف آن صنم واعجبا بحیرتم / شام و سحر بگر بهم میشود این نمیشود

زاهد خشک و چشم تر هر صدفی و پر گهر / در همه خاک سیم و زر میشود این نمیشود

دوش بگوش من سروش گفت ستر بی منوش / واعظ و آنگهی خموش میشود این نمیشود

زاهد دین و حور عین بیخود و یار نازنین
عشق و عقل دور بین میشود آنچنین شود

جان و دلم اسیر غم کرد که کرد یار کرد / آب و گلم خمیر هم کرد که کرد یار کرد

از سر من خیال غیر برد که برد یار برد / تا زغم از حریم و دیر کرد که کرد یار کرد

درد فراق در دلم داد که داد یار داد / از غم عشق بسملم کرد که کرد یار کرد

راز نهان بگوش جان گفت که گفت یار گفت / و همه ظاهر و عیان کرد که کرد یار کرد

درد من است از حبیب جان مراهم از طبیب / از ازلم غمش نصیب کرد که کرد یار کرد

تیر نگاه و تیز بر دوان سپرش دل و جگر / ذره ذره عشق بی سپر کرد که کرد یار کرد

عابد و بندهٔ خدا زاهد و کنج ریا / عاشق و درد و لا دوا کرد که کرد یار کرد

و زخند و خال آن نگار بود که بود یار بود / تار و زلف یار دل فگار کرد که کرد یار کرد

حق عتاب بی حساب عشق و عذاب بی حساب / عاشق و خانمان خراب کرد که کرد یار کرد

عشق و آه آتشین عشق و سوزش این — عشق و خاطر حزین کرد که کرد یار کرد

گر تو شوی عشق مست که هست یار هست — صوفی و زندقی پرست کرد که کرد یار کرد

بردولم اگر نیاز باز هم اوست جان نواز

بیخود و سر به نیاز کرد که کرد یار کرد

سر به پای تو گر فدا گردد — با سرے این بار سر ادا گردد

سر ز پایت نمی‌توان برداشت — سایه از مهر کے جدا گردد

رخ نما لب گشا که این گل و قند — درهاے مراد وا گردد

طوف دیر و حرم بود بیجا — گرد سر گشتنم بجا گردد

چشم بی نور من تو روشن شود — از سرشکم چو ماجرا گردد

دے از ناز گر تو دشنامے — بهر من به ز صد دعا گردد

طرفه شوریست در شراب عشق

هر که بیخود شود خدا گردد

چشم بیمار یار را بینید — نرگس پر خمار را بینید

بر رخ رشک گل چه حیرانید — سنبل مشکبار را بینید

بوسه لعل لب ز هوشم برد — باده خوشگوار را بینید

دلربا بود عشوه و نازش — غمزه جانفگار را بینید

گر ندیدید ابر آذارے — دیده اشکبار را بینید

ناصحان منع می‌فرمایید — گل و فصل بهار را بینید

یار خاطر نموده ام بارے — رنجش بار بار را بینید

از خری فخر میکند فاخر | بادهٔ افتخار را بینید

پخت دیگ هوس ز بوالهوسی
بیخود خام کار را بینید

نرگس نیم خواب او خواب ز چشم من ربود | بادهٔ لعل ناب داد و بیهشم نمود
یار گذشت از عتاب رفت ز خاطر حجاب | بخت برآمد ز خواب آمد و در برم غنود
گر نشناختی مرا او چه هوس جهی بود | جسم نزار من ببین و حسن جمال تو فزود
بگذری ار ز خویشتن پیرو دار تو مامن | گوش کن از من این سخن عشق خاطرت گشود

اوست عیان و در نهان نیست دگر سوای آن
بیخود اگر شوی بدان غیر تو کیست که بود

روی چون آئینه حیرانم کرد | زلف هر آئینه پریشانم کرد
درد سر بود ز سامان مارا | خوب شد بیسر و سامانم کرد
لا دوا بود مریض دل من | درد خود داد و درمانم کرد
بود مغرور بدانائیها | سخن گفت و نادانم کرد

هست بیخود به از عید اضحی
یار آن روز که قربانم کرد

در سلسلهٔ زلف بتان هر که درافتاد | آزادگی از هر دو جهانش بسر افتاد
کی تاب تحمل بود آن موی میان را | گر یار دو زلف سیهش بر کمر افتاد
تیر مژه از قوس دو ابروی جفاکیش | از دل گذری کرد و مرا بر جگر افتاد
هر کس ز در دولت دلدار بدر شد | در در که بدریوزه گدایانه در افتاد

فارغ بود از عیب و هنر خاطر عاشق
از روز ازل بیخود ما بی هنر افتاد

هر که پرکار و هوشیار بود
دست در کار و دل بیار بود

یار گر جبر کرد مجبور یست
عاشقان را چه اختیار بود

مست ساقیست و ایا سر خوش
نشاءٔ باده را خمار بود

می برآرم ستمے دیرین
صحبتم گر باو برآر بود

پیش چشمے که مست عبرت بین
این جهان را چه اعتبار بود

خاک پایش چو عنبر سار است
در بزمش هر که خاکسار بود

نظر لطف کن به منتظرے
تا کشین دیده انتظار بود

فخر کو استخوان فروشیهاست
بر نسب از چه افتخار بود

خود پرستی خلیست جلافتار
بیخود آنرا چه خلفشار بود

دم و خم تیغ ابرو دشش نگرید
خم و پیچ طرّه در قدشش نگرید

همه ما ن قدرت ید اللهے آه
فوق ایدیهم از یدشش نگرید

دم بدم مائل سر اندازے
کشتگان هجو من صدشش نگرید

دشمن دوست یار با اغیار
نیکوان عادت بدشش نگرید

دم بدم مائل دل آزاری
غم و هم بهر بیخودشش نگرید

جان تو پادشاه و عقل وزیر
دل تو بر حواس عشره امیر

خواهش نیست خازن الاشیا — خشم میر عسس و حبس سریر
گر به راهی و زیر کار کنی — می شود هر دو حاصلت تسخیر
در امیر و عسس بود خود سر — سلطنت را بود قیام عسیر

شومی البته خاسر دارین
نیست بیخود بجز جحیم گزیر

رنج و راحت را چو میدانم ز یار — شاکی و شاکر نیم از روزگار
در حریمش دیگری را بار نیست — اعتبارم کن که گفتم بار بار
در سر بلبل بود سودای گل — نشتر فصدش سزد از نوک خار
میروی با غیر و میگوئی بیا — چون کنم این جبر جانان اختیار
بر قراری نیست چون گردون دل — بر مدارش چشم امیدی مدار
نشاهٔ دار فنا را کو بقا — سر خوشیها اول و آخر خمار
خاک تیره کرد خیره چشم تو — ور نه در گرد است پنهان شهسوار
ننگ و نام عاشقان جز نام نیست — ننگ از نام است و از ننگ است عار

سد هند بر باد بیخود خاک بود
گر بود بر خاطرت از وی غبار

خود خدائے اگر ندارے آز — بهر آز است بندگی و نیاز
خسته کردے ز ناز تا زیبا — آز را سوز و با قناعت ساز
گر نمائے نماز بیخود اسے — با خودے با خدا نهٔ دمساز
از خودے میرانَدم [illegible] — از خدا زو نه بود یکباز

بیخود الیل عمر تو کوتاه　　قصهٔ زلف اوست دور و دراز

ترحم کن بجان خسته امروز　　چو او قمر دانستی یار دلسوز
کجی آموختی از ابروی خود　　خدا را راستی هم از قد آموز
مخور غم از جفاهائی که کردی　　که دارم از ازل خاطر غم اندوز
ز توصیف گدایان گوش بربند　　ز تشریف شهان چشم طمع دوز
اگر خواهی که سوزی هستی خود　　برو اول ز عشقش آتش افروز

دلی دارد پریشان دیده حیران
ز زلف و روی تو بیخود شب و روز

خویش را بشناس کار این است و بس　　صید دلها کن که کار این است و بس
زهر قاتل خواهش دنیا بدان　　نفس سرکش کش که مار این است و بس
دل منه بر دار فانی جز خدا　　ماسوای اغیار و یار این است و بس
گلشن گیتی ندارد غیر گل　　وهم خود بگذار خار این است و بس

سم و تریاق است بیخود عقل تو
نور و هم این است و نار این است و بس

اگر ترا غم عشق است اشک ریزان باش　　بجز خیال وصال از همه گریزان باش
مپیچ در سر زلفش که بس پریشانی است　　رخش در آئینهٔ دل ببین و حیران باش
چو غنچه تنگ دلی چیست بهر مشت زر　　چو گل گشاده دل و دست شاد و خندان باش
ز شادی و غم دنیا که در گذر باشد　　ز جا مرو و بکش جام می شادان باش

هدایتی است ز صائب برائی بیخود　　ز خار راه تعلق کشیده دامان باش

وله

بی تو بینم باغ و بستان را چو راغ　　با تو دارم از گل و گلشن فراغ

بیدماغم گو شمیم زلف او　　بوی گل را برنمیتابد دماغ

لاله زار داغهای دل ببین　　کہ بود در سر ہوای سیر باغ

گر کند تقلید رفتار تذرو　　صادق آید قصۂ کبک و کلاغ

یا رساقی فصل گل مینای مل　　باغ خالی پر کن از صهبا ایاغ

یوسف گم گشته را بیرون مجوی　　در درون چاه دل یابی سراغ

کی دوائے آخرین جز کی بود
کن علاج درد بیخود را ز داغ

گفتم دل من ربوده گفت دروغ　　گفتم به دلم تو بوده گفت دروغ

گفتم ز خوشی جان بدهم گفت چه خوش　　گفتم کہ مرا ستوده گفت دروغ

گفتم کہ نثار تو شوم گفت چرا　　گفتم غم دل شنوده گفت دروغ

گفتم کہ از آن بیخودی گفت چسان
گفتم رحمے نموده گفت دروغ

تا نکردی سینه را از کینه صاف　　دعوی فقرت بود لاف گزاف

دوست دارم ہرکس و بیگانه را　　دشمنان خویش را کردم معاف

اتفاقم ہست با ہر ملتے　　در جہان با کس ندارم اختلاف

مستقیم و مستوی در عشق باش　　گو نباید دوست از تو انحراف

سیر شد خاطر ز سیر بوستان　　خوش نمی آید کنون جز اعتکاف

قطرهٔ دانش چو یابی لب به بند
آب کی گوهر شود بی اصداف

سر به سر باشد خطر هم بیم سر
سر سلطان گر نمائی انکشاف

بد که نیکی بدی شد در جهان
مهر را از ماه گردد انکساف

کاملان از ناقصان خائف تراند
دیدهٔ گاهی بجز بدر انخساف

منتهای عقل باشد علم تو
هرچه دانستی بران دانش ملاف

عذر بدتر بود بیخود از گناه
برگشه ناکرده کردم اعتراف

بهارست و گلزار و یار شفیق
بده ساقیا یک دو جام رحیق

برم حظ وافی ز بوس و کنار
رقیب از سر رشک گردد قلیق

جو اناره عشق دارد خطر
برو اقتدا کن به پیر طریق

برون نیست خالق جو از خلق خویش
بمخلوق باشی شفیق و خلیق

ز سوز دل و دیدهٔ اشکبار
به بین بیخودم را حریق و غریق

نشود نفس زار زود تا پاک
نرود جان من ز دل تا پاک

سبب حزن و بیم ناپاکی است
پاک شو پاک تا شوی بیباک

بعد هر گریه خنده میگویند
شاد گردد هر آنکه شد غمناک

برد افتاده کی ز خاک آموز
شد چو پامال رفت بر افلاک

نحن اقرب که بود سر خفی
منجلی شد ز صاحب لولاک

لیس فی الدار غیرنا دیاره
فهم کن گر ترا بود ادراک

ساخت آدم ز خاک ایزد پاک
بیجو و آدم شوی چو گردی خاک

از لاله خدنگ داغیم در دل
فردوس و رضوان ما کی شناسیم
از سر گذشتن بار نیست آسان
دل بردن از تو جان ودن از من
بی خوابی آموخت عینک ز چشم
با خود پرستی کو عشق و مستی

وز سرو قدی پا بیم در گل
در کوی جانان داریم منزل
وز تو گسستن کاریست مشکل
داد و ستد را هستیم کامل
بیتابی آموخت سیماب از دل
از خود پرستی هستی تو غافل

در کوی جانان هر سو به بینی
صد بیجو بیجو مقتول و بسمل

عشق تو پنهان داریم در دل
بینیم جمالت در هر سطرها
از تا م و نیا ننگ است ما را
با سوز هجران سازیم تا کی
ما ن پخته کاران خامیم در عشق
دل غنچه سان است در هجر آن گل

تخم محبت کاریم در دل
غیر از خیالت ناریم در دل
وز خنجر طاهر عاریم در دل
بی نور دیدش ناریم در دل
گر جز وصالش آریم در دل
وز خار خارش خاریم در دل

چون دیدهٔ تر غماز عشق است
پوشیده بیجو زاریم در دل

طرهٔ بر آتاب دهی تاب نماند در دل
قد برافرازی شمشاد شود پا در گل

بادهٔ لعل تو بیگانه کند از خویشم — گردش چشم تو هشیار نماید غافل
گر سر قتل بود سر بکفم بسم الله — بسرت طرفه تماشاست برقص بسمل
دست بر داشتن از جان بود آسان مارا — لیک بر داشتن دل ز تو باشد مشکل
زنده جاوید بود هر که شود مقتولت — حبذا موت قتیلی که تو باشی قاتل

نقص عشق است شکایت ز جفائی محبوب
بیخود الیکن اگر تو به عشقی کامل

تا که لطفت گشت زین ناکام کم — می طپد دل میکند آرام رم
بسکه در هجر تو آب از دیده رفت — نیست در چشمم ز بهر نام نم
سر بنه بر کاسهٔ زانوی خویش — گر همیخواهی که بینی جام جم
عاشق از شادی نمیگنجد بپوست — یافت تا از تیغ خون آشام شم

ماجرای گریهٔ بیخود مپرس
هست چشمانش درین ایام یم

بی روی تو حال زار دارم — با خوی تو دل فگار دارم
نزدیک بمرگ کرده هجران — دور از تو چسان قرار دارم
تا ساز سفر نمود آن گل — می سوزم و خار خار دارم
ساقی لب تو شراب ناب است — نه به لب من خمار دارم

بیخود شدم از تب فراقت
بیتابم و اضطرار دارم

گل روی تو روبرو دارم — خار خار تو مو بمو دارم

زخمی تیغ ابروئے یارم / مرگ شمشیر آرزو دارم

جستجوئے تو سو بسو دارم / گفتگوئے تو کو بکو دارم

سیر از سیر سنبلستانم / سر آن زلف مشکبو دارم

یاس و حرمان بجا طر خسته / بیوفا از وفائے تو دارم

سخت شستم بعشق سنگدلی / بت بیرحم تند خو دارم

دل صد چاک را چه می نگری / در جگر هم دو صد رفو دارم

حیف زائل گذشت وقت جوان / عمرها شد که شست و شو دارم

مستیم نیست بیخود از باده / نشاۀ چشم مست او دارم

یار شیرین ادا است میدانم / تلخکامی مراست میدانم

چشم خونریز آفت جان است / زلف دام بلاست میدانم

هرکه در چاه آن ذقن افتاد / حافظ او خداست میدانم

دل بریان و دیده گریان / عاشقی را سزاست میدانم

شک گر همسری کند با زلف / دعویش از خطاست میدانم

داد اشکم مرا به سیل فنا / انچه بر ما ز ماست میدانم

دیده خالی ز آب و دل ز آتش / ممتنع چون خلاست میدانم

سوی او میروم شهادت را / کوی او کربلاست میدانم

گفت عیسی چو دید نبض مرا / درد تو لا دواست میدانم

زلف مشکین و حسن نمکینش / زخم دل را دواست میدانم

دید آن کس که روی یارم گفت
بیخود بیت بجاست میدانم

آبروی فقرم گو گرچو آب پاک نیم — خاک بر سر فقرم تا که مثل خاک نیم
می نشناسد عالم را هر که خویشتن را بشناخت — در دو کس نمیدانم تا که دردناک نیم
در دو عشق پیدا کن تا دوا رسد از غیب — از رفوست استغنا تا که سینه چاک نیم
تهمتی ز عشق او بسته اند بر سر من — تا بپای قاتل خود کشته و هلاک نیم

پاک سوخت آتش غم خاکسار و بیخود کرد
پر تعجبم که چرا خالی از تپاک نیم

همه عالم خیال میدانم — بیخودی را کمال میدانم
هر کمالی که ماسوای حق است — در حقیقت زوال میدانم
اصل و فرع است پیش من یکسان — تخم را هم نهال میدانم
چون بجز یار نیست اغیار سے — هجر را هم وصال میدانم
بگذر از ژاژ خائی ای ناصح — من هم این قیل و قال میدانم
هر کسے را حرام میگوید — خون او را حلال میدانم

حال فردا و دی مپرس از من
بیخودم حفظ حال میدانم

عیدا روزی که آید یار جانی در برم — من روم از خویشتن او بر نشیند در سرم
دوست بر دوشم نهد بیگانه از خویشم کند — عشق در دل ماند و یکسر رود عقل از سرم
داشت مطلب و یابس از رخسار جانان جان نهان — کز دغا زین لب خشک من و چشم ترم

آن پری در شیشهٔ دل بود و ما دیوانه وار — جست و جویش سالها کردیم در دیر و حرم

یار اغیاری و داری ز من بیخود غبار
بار خاطر نیستم ای یار یار خاطرم

رنجش بار بار را نازم — خاطر بردبار را نازم
داد دشنام چون دعا کردم — داد و بیداد یار را نازم
العطش بود بر زبان دل — دیدهٔ اشکبار را نازم
زخم بر زخم خورد و خاموش است — دل و جان فگار را نازم

بر قرار خود است در عشقش
بیخود بیقرار را نازم

از روز الست می پرستم — وز زهد و ریا کشیده دستم
با پیر مغان درست عهدم — صد توبه ببستم و شکستم
در محبس عقل سوختم دل — با عشق لب خمم در بستم
در کوی تو کمتر از سگانم — عمریست که استخوان شکستم

بیخود نکشد عقدهٔ دل
بر دادن جان میان ببستم

روی صبیح گردکی داد و راحتم — حسن ملیح زد نمکی بر جراحتم
نظارهٔ جمال بتان سرسری خوش است — دل بستم و گشادم و در صد قبا حتم
خلوت در انجمن سفر اندر وطن کنیم — از خانه بر نیامده اندر سیاحتم
سیلاب اشک من که جهان را فرو گرفت — چون بط در آن فتاده ام و در سیاحتم

از سرو برخورم و بویم ز لاله بو — از قد و زدمی یار به بینی فلاحتم
از خود بقید حلت و حرمت فتادهٔ — زاهد چه جای رشک بود بر اباحتم

بیخود اگرچه سخن گفته ام برمز
ابلغ بود کنایهٔ من از صراحتم

گر جبر کنی بحال زارم — جز صبر چه اختیار دارم
بیرون ز حساب رفت جورت — صد را بیکی نمی‌شمارم
مستم ز شراب چشم ساقی — از بادهٔ نمی‌رود خمارم
دل سخت و عهد سست دارے — بر قول تو چون شود قرارم
بر زلف رسا رساند می دست — گر یاو بدے فسون مارم

بر کلبه ام ار گهی گذاری
صد سجدهٔ بیخودی گذارم

شد فدای پای جانان جان من — مصحف رویش بود ایمان من
سجدهٔ آستانه ام باشد نماز — ورد دل با تو بود قرآن من
از سر و سامان بود در سرم — بی سر و سامانیم سامان من
در سرم هر روم سر آزادگی ست — قید تن باشد کنون زندان من

بیخودم ای کوه کن جان میکنم
جوی شیرت به که شیرین جان من

خوردن غم شود غذای من — عیب پوشے بود ردای منت
اشک گرم آبروی من باشد — آه سرد است خوش هوای من

صحت عقل بود بیمارے — مرض عشق شد دوائی من
سوخت یکسر و ساخت خاکستر — آتش عشق ماسوای من

بیخودم لیکن اینقدر دانم
که قضا لیش بود رضائی من

افتقارم بود غنائی من — افتخارم بود عنائی من
جاره مجرای سیل شد اشکم — بی تو این است ماجرائی من
شیشهٔ دل شکسته صد باره — نشنیدی یکی صدائی من
بیوفا خوگر جفا شده ام — امتحان تا بکی وفائی من
آتش عشق سوخت پاک مرا — خاکساریست کیمیائی من
با رقیب التفات بیجایست — هر دم آزردگی بجائی من
انتهایم به پیش تو مردن — پس تو دانی ز ابتدائی من
بوو تس درگوش می فروشم گفت — بگذر از خویشتن برائی من

بیخودی فارغ از مسیحم کرد
درد من بود خود دوائی من

صاحب این خانهٔ تن کیست آن — هیچ نه فهمیده شد این چیست آن
یک عددی واحد و کرّوبی شمار — این صد و پنجه چهل و بیست آن
اینهمه حیران نتوانند صفات — ذات تو بازیگر و بازیست آن
هرکه زبانش بدروغ آشناست — ماند خجالت زده تا زیست آن

بیخود اگر دیده حق بین بود

دیده شود این چه وهم چیستان

هر که او را در سر بود سودای او — می شود امروز او فردای او

هر که راهی یافت در کوی حبیب — جنت الماوا شود ماوای او

وای بر زاهد که منع عشق گفت — عاشقان را کی بود پروای او

نسبتی کو سرو را با قامتش — چوب خشک و آن قد زیبای او

ادعای عشق و آنگه بیم جان — صادقم کاذب بود دعوای او

چشم مستش هر که بیند مست شود — دین و دل ساغر و مینای او

هر که خود را دید هیچ و جز خدا
تمام باشد سر بسر سودای او

حیرتی شد مرا از آئینه رو — دید چون زلف بر رخ نیکو

این چه لیل و نهار شد یا رب — مصحف افتاد در کف هندو

وای بر آنکه سرو قد گفتش — کنده ناتراشش و قامت او

شد یقینم که ساحری کفر است — چشم کافر نگاه او جادو

زلف زنجیر پای جانم بود — طوق گردن شد آن خم گیسو

ابروی او کمان و مژگان تیر — چشم صیاد و مردمان آهو

کعبه هیچ و ان بود کویش
مسجد ماست طاق آن ابرو

مدعی عشق کو هر دو سر دار کو — قائل گفتار کو فاعل کردار کو

گر تجلی چشم تو می نرسد تا بجا — مردم بیمار را طاقت رفتار کو

نیست عجب گر تبا لب نکشائی بما — تنگ دهان غنچه را قدرت گفتار کو
فخر جهان مستعار نیست بر آن اعتبار — عاشق بدنام را ننگ کجا عار کو
یار بود در روبرو نیست درین گفتگو — هست عبث جستجو یار کجا یار کو

عقل تو هم فزود عشق ز هوشم ربود
با خود هشیار کو **بیخود** سرشار کو

بر سرم گر رود جفائی تو — از دلم کے رود وفائی تو
نه یکی من قتیل نازتوام — عالمی کشته ادائی تو
نه هر کس برایگان جان را — جان من میدهم برائی تو
معنی نام سرمد است که نیست — ابتدائی و انتهائی تو
خون عاشق چکار می آید — نشود گر حنائی پائی تو
هیچکارت مدان که پنهانست — همه پیدا است بر خدائی تو
همه جا جلوهٔ تو می بینم — در دلم نیست ماسوائی تو
مظهر تو حواس و اعضایم — بینم از تو روم بپائی تو
هرچه بینیم و انچه می شنویم — صورت تست و هم صدائی تو
زاهدا از ریاست صوم وصلوة — همه میدانم افترائی تو

وصف خود خود بگو و خود بشنو
کی ز **بیخود** شود ثنائی تو

گفتم که توئی بادشهی هردو جهانرا گفتا که چه — گفتم که ترحم نکنی سوخته جانرا گفتا که ترا چه
گفتم بفراق تو و هم جان بتلخی گفتا که تو دانی — گفتم اثری نے بدلت آه و فغانرا گفتا که ترا چه

گفتم که کنون مُسکنم از بهر تو خود را گفتا که مبارک — گفتم که تو بدنام کنی خیل تبارا گفتا که ترا چه
گفتم ز جفای تو کنم شکوه بهر کس گفتا که زهی عشق — گفتم ز خدا ترس و مکن ظلم عیارا گفتا که ترا چه

گفتم که منم **بیخود** و سرمست حقیقت گفتا که چه دانم
گفتم که ز کوی تو بود رشک جنان را گفتا که ترا چه

پریشان کرد تا زلف خود آن ماه — بزنجیر غمم افتاده ناگاه
به بند زلف مشکین هر که افتاد — سیه روز است و آشفته و گمراه
گدائی در گه پیر مغانم — ندارم آرزوی حشمت شاه
ادا و غمزهٔ جادو نگاهان — دل من می رباید خواه ناخواه
ز عشق من جهان آشوب دارد — گذشت اشکم ز ماهی آهم از ماه
همه نرگس دمد از تربت من — که شاید بگذری یکره ازین راه
ندیده کس دهان او بدیده — شنیده هر یکی گوید به افواه
دلم آزاد از اسلام و کفر است — بتی را بنده ام و الله بالله

جدا از زلف مشکین تو **بیخود**
ندارد کار غیر از ناله و آه

جائی تو کجا جویم ای شاهد هرجائی — جانی همه تنها را با اینهمه تنهائی
زلف است ترا دام جان و دل ما را است — هر نام بود نامت هم اسم و مسمائی
آب است وجود تو انهار شهود تو — امواج قیود تو ای قطره تو دریائی
جبرم نبود با تو صبرم نبود بی تو — حیرت زده جبرم هوشم نه شکیبائی
زیبا خد و رعنا قد غارتگر دلها شد — ختم است تو جانان زیبائی و رعنائی

ای دلبر ترسائی گر ترس خدا داری
بر این لب خشک من لی لب ترسائی

در میکدهٔ امکان نایست ز آسایش
پر کن قدح باده تا یکدو دم آسائی

یاراست درون دل جوئی تو در آب و گل
حاجی چه کنی حاصل زین بادیه پیمائی

خود را چو نمیدانی از دوست چه برخوانی
بیخود نشدی فانی ای وای زخود رائی

پیچ و تابیم ز زلف و روی کسی
میکشتابیم بجست و جوی کسی

دل بیتاب من چو قبله نما
هر زمان میرود بسوی کسی

نیست در سر خیال دیر و حرم
حالیا ساکنم بکوی کسی

از پریشانیم چه می پرسی
دیدهٔ زلف مشکبوی کسی

تر نشد گردن از خم خمار
زده‌ام ساغر از سبوی کسی

نیک و بد گر ندیدهٔ باهم
نظری کن بروی و خوی کسی

همه مشغول قیل و قال خوداند
بیخود ما و گفتگوی کسی

دو جهان هم و سراب است تو هم میدانی
زندگی نقش بر آب است تو هم میدانی

رخ مهتاب از آن شید اکه ندارم تابی
جان و دل در تب و تاب است تو هم میدانی

بوسه بشمرده دهی عیب بود شاهان را
بذل شه را چه حساب است تو هم میدانی

شیخ در صحبت ما غرق خجالت گردی
بزم ما عالم آب است تو هم میدانی

دم آبیست تمنای دل از شمشیرت
تشنه لب طالب آب است تو هم میدانی

زاهدا نیست بجز باده علاج غفلت
آب را دافع خواب است تو هم میدانی

چشم خونبار بود باعث ویرانی دل ... خانه از سیل خراب است تو هم میدانی
تیغ را آخته باز چه ترسی ز عذاب ... قتل عشاق ثواب است تو هم میدانی

چه عجب گر سخنی گفته و بیخود کردی
لب لعلت می ناب است تو هم میدانی

گفتم که ز سوز دل در جان نبود تابی ... گفتا که بر آن آتش از دیده بزن آبی
گفتم بفراق تو از خواب خورم فارغ ... گفتا که دم از عشقم انگاه خور و خوابی
گفتم که ز لعل تو از هوش چرا رفتم ... گفتا که نمیدانی لب هست می نابی
گفتم که ز وصل تو دارم هوسی در دل ... گفتا که مجو هرگز این گوهر نایابی

گفتم که مرا بیخود از بهر چه فرمائی
گفتا که نمی بینم در عشق تو آدابی

خسته دلا جفاکشا عاشق زار کیستی ... سر بجفا همه وفا زار و نزار کیستی
تنگدلی و سر بسنگ داده ز دست نام و ننگ ... یک جگری و صد خدنگ آه شکار کیستی
از لب می پرست او بیخبری بهست او ... جان نبری ز دست او محو خمار کیستی
یک سخنی ز من شنو در شش و پنج تنگ مشو ... یار چو هست همکنار بازو و چار کیستی

بیخود بیقرار تو ننگ جهان و عار تو
جان بود و دلش نثار تو یار تو یار کیستی

دلبری و دلداری هر دو بایدت جانی ... وای آن یکی دارسی وای دم نمیدانی
عاقلی و هشیاری خاطرم مکدر کرد ... صاف کن دلم ساقی از شراب ریحانی
خیر آب را بغلط نام کرده اند شراب ... یا چو زنگی و کافور عکس دانی و خود آنی

خیال بیخودی

روز و شب به زلف و رو طرفه حالتی دارم   چیرتم بود وقتی لحظتی از پریشانی

چیست مشکل و آسان بشنو از من ای خودبین
با خودی و صد مشکل بیخودی و آسانی

باده کشا و مهوشا سرو جهان گیتی   پرده کشا و رخ نما گرچه از آن گیتی
گر تو درآیم ببر نیست ز مردنم خطر   زنده شوم دگر ز سر روح روان گیتی
گرچه ز من نهفته ای از دل من نمیروی   جان و دلم از آن تو عاشق آن گیتی
روی تو خوشتر از گلی موی تو به ز سنبلی   خوی تو رنج هر دلی راحت جان گیتی

بیخود لای خوار تو مرد در انتظار تو
در سر ادخار تو پیر مغان گیتی

گرچه در عقل و فضل خود فردی   تا ترا عشق نیست کی مردی
حال را عشق بی غم فراد   رفت و بگذشت آنچه وی کردی
شیشه خاطر وفاکیشان   مشکن با جفا و بیدردی
گرم خونم ز آتش عشقت   گرچه در مهر تو تو سردی

دی و بهمن ز گلشنم دور است
بیخود انرا همیشه فروردی

گر سر سروری بسر داری   بر سر دار هست سرداری
عشوه کردی و دل ز من بردی   بر تو ختم است یار عیاری
رو متاب از خدنگ مژگانش   کن سپر سینه گر جگر داری
و هم داری ز دو ریش به   و لبر سیمبر به بردار می

تا زبر بیخودی مکن زنهار
با دو صد عیب یک هنر داری

گر وصل خواهی با یار جانی — خود را نه بینی غیرش ندانی
در صحبت و جویش هر سو دویدیم — جائی ندیدیم از وی نشانی
ق
چون بر در دل کردیم منزل — شد آشکارا راز نهانی
زاهد چه خوانی از زهد و تقوی — خواهم ربا ید زین قصه خوانی
تا گشته فانی شد مم زارنی — آمد بگوشم تا لن ترانی
تا یار با ما دارد قرانی — زیباست بر ما صاحبقرانی

باقی و فانی دانیم بیخود
عشق است باقی عقل است فانی

وی پیش آمد تا هی براهی — از خویش رفتم در یک نگاهی
از کشور عشق فرمود شاهی — کو رهروانش گم کرده راهی
در هر قدم سر بر کف نهادن — در هر دم آنجا حال تباهی
سوز دل آتش خاکست خواری — آب و هوایش اشک و آهی
آبادی آنجا ویرانه دل — بی ابر و سے جائی رجاهی

شرع و شریعت نامی ندارد
جز بیخودی یار سی نه راهی

بگویم لب تو چونم ای شکر آفت جانی — تن بجان دل حیران حریف خاطر پریشانی
دماغ آشفته گردم گر نه بینم روی او یکدم — دمادم میرسد بوئی بجانان من رجا نی

به عشقت زن تو تا زنم راه تجرد را
تن خاکی بجان پاک باشد بند و زندانی

بکفرستان زلفش ایمن از اغوای شیطانی
اگر بر مصحف رویش مسلم گشت ایمانی

مریض عشق تان غافل ز جان بشنو ز من حرفی
بدرد دل چو درمانی رسد از غیب درمانی

ز تاب آفتاب حسن کردی دیده ها حیران
چو خواهی روی خود بینی کنی آئینه افشانی

خیال این و آن از وهم کثرت میشود پیدا
کرا جوئی تو خود آنی اگر بیخود شدی آنی

نیارم تاب آن رشکی که با اغیار آمیزی
ولی دارم بجان منت که جانا خون من ریزی

دروغ مصلحت آمیز دانستم دهانت را
ندیدم راستی چون قامتت در فتنه انگیزی

نماز و سجده در محراب ابرویش بجا باشد
چه سود از حرکت بیجا که بنشینی و برخیزی

خموشی به بود از قیل و قال وحشت انگیزی
سخن با خود نشین باید نه با هرکس در آویزی

چو قصد قتل من داری مزن بر سنگ تیغ خود
که در کندی بود لطفی گر از تندی و تیزی

جدا از خود خدا خواهی کرا جوئی کجا یابی
توئی مطلوب خود طالب اگر از شرک پرهیزی

مزن دم جز بهمدم آنچه در جدائی بود بیخود
چه حاجت محتسب باشی و با هر شخص بستیزی

تمام شد غزلیات

رباعیات وافراد وقطعات ومستزاد وغیره

رباعیات

دنیا طلبان که رنج ومحنت بردند · درجمع زرومال چه غمها خوردند
از خون جگر اگر رسیدند بکام · خالی رفتند ویر بحسرت مردند

وله

یار آمد ورفت آگهی از سر من · برخاست فغان نشست چون در بر من
زد خنده وگفت بیخود این گریه چرا · چون دید لب خشک وچشم تر من

وله

در روی چه مه سست وحیران گشتم · وز زلف سیه سخت پریشان گشتم
در روز فراق گریه کردم بیخود · الحمد شب وصال خندان گشتم

وله

انسان که بود شریفتر از حیوان · بیخود از نطق ورنه هردو یکسان
پس نطق تو گر حق است بیشک ملکی · ور باطل بدتری ز دیو وشیطان

وله

در تنگدلان فراخ دستی نبود · وز سنگدلان بجز شکستی نبود
بیخود همه در پرستش نفس خود اند · در خود بینان خدا پرستی نبود

رباعی

خواهم بادی که خود فراموشش کند | از ذکر سوای دوست خاموشش کند
بیگانه ز غیر خویشتن کن بیخود را | یک جرعه ز لعل لب که مدهوشش کند

وله

در انجمنی بیخود منی کی زیبد | خار و منی با سمنی کی زیبد
در محفل خود راه مده بیخود را | سنگی به عقیق نگینی کی زیبد

وله

در صحبت محنت بسیار میباید کشید | از برای یار رنج و بار میباید کشید
اندرین باغ جهان خوش گفت بیخود آنکه گفت | بهر یک گل منت صد خار میباید کشید

وله

بیخود اگر نیست در دماغ تو خلل | در عمر قصیر انقدر طول امل
بر مرگ گمان بعید از عقل بود | دانی بیقین که بس قریب است اجل

وله

بیخود همه کار و بار دنیاست عبث | تشویش تمیز زشت و زیباست عبث
چون هست مآل کار انجا رفتن | دیگر همه جز خیال عقباست عبث

وله

این طائر روح را تنم چون قفس است | با دیده و از درسرش هر نفس است
تا کی به هم نقیب زندان بیخود | آزادگی از هر دو جهانم هوس است

بیخود و نادان غم جهان خوردن چیست	از بهر دو روزه زیستن مردن چیست
هر چند فلک بکام گردد بیخند	چون هست گذاشتنی دل آز ربتو چیست

رباعی

گلفام ز اشک خود شرابی دارد	از آتش دل جگر کبابی دارد
ما انیمه سامان نشدی مهمانش	بیخود ز تو شکوه بیجابی دارد

وله

با یار اگر ترا سر و کاری بود	بی او همه کار بر دولت باری بود
گر بلبل شاخسار عشقی بیخود	یکرنگ بچشم تو گل و خار بود

وله

گر خدا را جدا از خود خواهی	سست عقلی و سخت نادانی
جان کجا یافتی جدا از جسم	بشکنی این طلسم تا دانی

وله

با حیرت آمدیم بیخود بجهان	بیچند بحیرت گذرانیدیم زمان
اکنون که رویم باز حیرت زده ایم	آئینه به پیش رو و باخود حیران

وله

عمری مشتاق بوده ام تا دانم	یا جان بر دو نیز راه او یا دانم
نادان بودم تا که نمیدانستم	چون دانستم باز جهان نادانم

وله

کردم چو به اعیان نظر نیک نگاه	بخود و مرا جمله جهان غیر الله

بیخود حق گفت است ابن عربی	لا مؤثر فی الوجود الا الله

رباعی

مرا با خاک رنگین الفتی نیست	که بهرش آبروی فقر ریزم
قناعت کرده ام بیخود به دونان	و ماغم گو که با دونان ستیزم

وله

ای خاکی در دل ار هوائی یار است	گویم کاری که کردنت ناچار است
در آتش عشق آبروی دنیا	سوزان که بغیر این همه بیکار است

وله

ای خاکی در هوای افلاکی تو	از گفتن توحید طربناکی تو
زنهار میار بر زبان راز دل	از گفت و شنو منزه و پاکی تو

افراد

ز صورت ره بمعنی بر اگر بیخود تو می دانستی	نمیدانی که راه کعبه از صورت بود آسان

ایضا

نازنین صیاد ما از دام زلف	در نگهکارم طرفه کاری کرده است

ایضا

اگر یک شبی در برم دلبر آید	تو گوئی که ز دریای غم دل برآید

ایضا

بیخود از اختلاف لون و قوام	بود یک شیء ولیکن اشیا شد

ایضا

بدل دارم که بربندم زبانم / نمیدانم که بکشاید دهانم

افراد

هرچند که خبرتم فزودند / کالبوهٔ حیرتم نمودند

ایضاً

شکوه از کس نبود عارف باللّٰه را / گله از هر که نماید گله خود باشد

ایضاً

بیت ابروی یار میخوانیم / قد موزون اوست مصرع ما

ایضاً

گویند هر کمال زوالی بود بپیش / بیخود کمال یافته‌ام در زوال خویش

ایضاً

یاد تو زخود فراموشم کرد / از خویش ربود و بیهشم کرد

ایضاً

دعای تو ورد زبانم بود / فدای تو روح و روانم بود

قطعات

بیخود ای خداشناس دمی / لذت زندگی اگر خواهی
گر تو غافل نشوی ازو یک دم / بیش انصاف صاف گراهی

ایضاً

صبا بگذری گر بکوی فقیران / پیامی ببر بیخود بی خبر را
چو خواهی که غم گرد جانت نگردد / بپای رضایش بینداز سر را

قطعه

در بتکده خواه مسجد و بتخانه — او جلوه گر است هر کجا پیش جوئے
در صافتر کہ ازین بگوئی بیخود — واللہ اوئی و ثم باللہ اوئے

ایضاً

حبیب صادق ست و یار جانی — که بر عیب خودم آگاه سازد
ندانم دوست آن کس را که مدحی — غلط گفته مرا گمراه سازد

ایضاً

در دل و دیده بوده شب و روز — وای از کوری دل و دیدهٔ
گر ندیدی تو خویش را بیخود — گشت هر چیز دیده تا دیده

ایضاً

اگر لب تشنه میری به ازان ست — که آب از چاه نامردان بجوئے
مکن بیخود به هر کس تا توانے — چه جائی دوست با دشمن نکوئی

ایضاً

گر بود آرزوی دیدن دوست — بگذر از اشیا ز مغز و پوست
نشنیدی فثم وجه اللہ — هر چه بینی بدانکه مظهر اوست
بیخودا هر چه آیدت ز قضا — کن گوارا بخوشدلی و رضا
دشمنی نیست جز خیال بدت — هر چه از دوست میرسد نیکوست

قطعه

شمع شعور هست در دست هر کس — تا بیند از راه تا چاه فرقے

عقل تو بیخود گر صاف باشد — در ظلمت جهل زخشد چو برقی

قطعه

هر آن دشمن که در غیبت بدت گفت — بحقّت کرد نیکی وار لیش دوست
اگر حق گفت بیخود با ولیش دان — بپرهیز از بد و کن آنچه نیکوست
وگر باطل گناهانی که کردی — ز تو زائل شد و بر ذمّت اوست

مستزادات

ای بیخود مست بادهٔ نخوت فنا زغفلت تا کی — کوتاه کن این قصه که شب نیست دراز فرصت تا کی
نزدیک رسید صبح و منزل دور است چشمی بگشا — برخیز و بسامان سفر زود بساز مهلت تا کی

مستزاد

گفته است محققی که دل دو قسم است صاف و ناصاف — پرسید مریدی شرح کن از شفقت تقصیر معاف
فرموده ولی که پر ز خواهش باشد ناصاف بود — هر دل که ز خواهش است خالی بیخود صاف و شفاف

ایضا

گاهی نکنی گردن خود را ز خودی خم بیخود کمان — تا تیر مراد تو رسد بر آماج بنشینک و گمان
در خویش بجو دور مرو نزدیک است یارت از تو — یابی خود را که بوده جان جهان بیخود نادان

ایضا

مشکل شده جان من الهی و لدارم تن آسانی — عاطل گشته توان تن ناچارم خود سید آنی
از زیست بجز نام چه دارم بیخود بدتر از مرگ — از پنجرهٔ تن طائر جان ز ارم کی پرّانی

ایضا

مطلب مطلب یار بجز یار دگر از هر دو جهان — بی یاد مباد کار تو کار دگر تا داری جان

در نفی تو اثبات وجود حق است رمزیست خفی ... تو سعی مکن اسجان که تو ئی جا جهان بیخود نادان

ایضاً

بهر زر و مال آه و زاری تا کی ای باد بدست ... در غفلت عمر خود گذاری تا کی چون بیخود مست
در دار فنا مدار چرخ دوّار دیدی صد بار ... بی قرار بیقراری تا کی بر بیش و کم است

ایضاً

گر نیست بجز وجود مطلق چیزی دیگر موجود ... گو هست عدم بهر خدا آمیزی باید فرمود
گر کون و فساد و جمع و تفریق صور دانند عدم ... عند العقلا بیخود ازان پرهیزی کرده هم نمود

ایضاً

از آتش عشق خود گدازم کردی با درد و الم ... وز دولت فقر بی نیازم کردی بی دام و درم
تا خود بوجودم ره ندادی با خود از غیرت شرک ... بیخود کردی محرم رازم کردی از لطف و کرم

ایضاً

ای بیخود اگر میل زراعت داری کشت آید کار ... هر تخم فتوت که بدلها کاری پنهانش دار
از بهر خدا بده نه بهر شهرت بنشو شلی ... چون دانه فشانی و ته خاک آری می آرد بار

ایضاً

روز از تب و تاب آفتابم بیتاب با حال تبر ... چون چشم کواکبم به شبها بی خواب تیمار اختر
یا مرگ بیاید و یا بیار ارا از تا بیخود ... یا ابر کرم سوختگان را دریاب با دیدهٔ تر

ایضاً

ای خاکی آنچه یافتی حفظش کن بگیدم مگذار ... این جمله ابلیس لعین دو دشمن تو یافتی هشیار
یعنی هر که تو مشوش سازد بیخود تو دشمن خوان ... لا حول و لا قوة الا بالله یک دو سه بار

ایضا

از رنج و الم هر آنکه گردد شاکی باشد دلگیر
خام است و نگشت زاملش ناپاکی از صحبت پیر
گوید شبلی مهوسانه بیخود دارد تاثیر
سیماب چو شد قائم نارامی خاکی باشد اکسیر

ایضا

دیدار خدا چو شد بمردن موعود از روی خبر
باید که کنی عبادت آن معبود با دیدهٔ تر
در پیش ز مردنت بمیری بیخود از بهر خدا
دانم که رسی بمنزل حق موجود بی خوف و خطر

ایضا

خاکی چو نه هنوز مرد میدان در راه خدا
ناشستن باید بخود و پست و در جون بی صوت و صدا
چون صاف شود دل تو از شک و گمان دانم بیقین
خود را بینی محیط در کون و مکان بیخود بخدا

ایضا

در بتکده و کعبه و بتخانه و گرجا اک جلوه گری ہے
آن احد مطلق بظهور ست از هر جا کیا بیخبری ہے
ہر سو کہ نظر رفت بود خوش نشان افتاد کیا کہتا ہی ہے بیخود
فہمیدنی و گفتن از تن شہ بیجا لگ بیہودہ دری ہے

متفرقات

ناز او در بیان نمی آید
راز او بر زبان نمی آید
جز خیال جمال او بیخود
در دلم این و آن نمی آید

ایضا

دولت عشق رایگان ندهند
همه را گنج شایگان ندهند
این بلندی رتبهٔ توحید
بهمه پست پایگان ندهند

ایضا

درد عشق تو هست درجانم — لب نوشینت گشت درمانم

مرگ خوشتر ز فصل ای بیخود — گرچه در وصل خو و نمی مانم

مستزاد

بیخود تا چند اشک پاشی — وز ناخن غم جگر خراشی

بگذار خیال رفتگان را — تا در صف ابلهان نباشی

ایضا

برای آبرو تا چند خاکی — جگر کاوی و دل صد چاک باشی

هوای نفس را از آتش عشق — اگر سوزی چو بیخود خاک باشی

ایضا

ای دل بفراق ساختی جان غمناک — وز آتش عشق سوختی گردی خاک

بیخود چو شدم راه نمودی با خود — زهر غم تو گشته مرا چون تریاک

مثنویات

گر نخواهی شود جان خستگی — جان من با کس مکن دلبستگی

رنج و راحت توامان باشد بدان — کلفت از الفت برآید بیگمان

نیست در این دار فانی جز خدا — لائق دل بستن اهل صفا

هر که از فوت کسی باشد حزین — نیست در دینش راه دامی به از این

گرچه بیخود مرگ خود آرد بیاد — شاد ماند شاد ماند شاد شاد

مثنوی

نفس گر تابع خرد باشد — همه آفات از تو رد باشد

راستی گر ترا بود در دل ‌‌ ‌— هیچ کارت نمی شود مشکل
راستی می برد ترا به فلک — راستی می کند ترا چو ملک
راستی میرساندت بخدا — فهم کن فهم قول سعدی را
راستی موجب رضای خداست — کس ندیدم که گم شد از ره راست

حکایت

مریدی پیر را گفت ای خداوند — ندانم کیستم ارشاد کن پند
ز حال خود مرا آگاه فرما — حقیقت خویش ما را باز بنما
بگفتا چشم بند و باز بکشا — چنان کرد آن ارادتمند دانا
بپرسیدش چه دیدی گفت ظلمت — چنین فرمود آن پیر طریقت
کسی کو دیده است آن تیرگی را — همان هستی تو ای فرزند دانا
حکایت کرد عارف پیش مجذوب — لهذا نظم کردن گشت لابد

افراد

شاعران موشگافتند بسے — کمرش را ندیده است کسی
وصف چیزی که در میان باشد — مجذوب لائق بیان باشد
کوه کن کوه کند و کاه نبرد — مفت سر داد و پا براه نبرد
هر که جان کند جان جانان یافت — روی از سوی ماسوا برتافت
جلد جسمت از برای دل بود — تا که جان را اندر آن منزل بود

جان جانان را بود جان تو جا
این چنین فرموده مجذوب دیرپا

اشعار تجنیس

عزیزی گفت بجوذرا که بنویس — کلام نثر یا نظمی به تجنیس

پذیرفتم نوشتم چند پندی — که باشد هر یکی را سود و مندی

به عالم علم شو به علم و کمال — که مال است بی سود بهر مآل

دل خلق از خلق خوش رام کن — جهان در جهان اسپ آرام کن

کسی را که اوصاف او صاف شد — دلش مائل عدل و انصاف شد

بدل جهد کن راستا راستان — که جان تیره سازد بیان کجان

صداقت بود بر شرافت دلیل — صد آفت بر آید ز کذب ذلیل

نکو را که کارش بود راستی — بگو هر دو عالم بیارا ستی

تهی کن تهی مغز را از حضور — که دارد بهی کو تهی بی شعور

بگر نفس زاهر نفس خیر گیست — بدان عقل را دشمن خیرگیست

کسان دهمه کارها غافلی است — کسا دهمه کارها غافلی است

زیان نارز بانان بگفتن بود — زیان بار زبانان بگفتن بود

زنا گفته کس را نشد باز پرس — چو شد بر زبان از سخن چنین بترس

فروشان خود را بدانگی مخز — کسی کو کند فخر دانش فخز

تاریخ و نام این مجموعۂ متبرکہ

چو شاد ارشاد فرمودہ زخاکی	کہ بنویس انچہ از بیخود کلام است
ترتیبش بگوشیدم و گفتم	خیال بیخودی تاریخ و نام است

سنہ ۱۳۳۳ ہجری

بفضل و کرم ایزد منان و بعون و عنایت واہب مستعان این
مجموعہ متبرکہ معرفت عنوان کہ ہادی سالکان مسلک عرفان سرمدی ست
موسوم بہ خیال بیخودی ست من تصنیف لطیف
منشی ستیل سنگہ صاحب متخلص
بہ بیخود لباس اختتام پوشید
و مقبول انام گردید

+ + +

شرح بعض اشعار فصوص

فص نوحی فان قلت بالتنزیه کنت مقیدا

درینجا مقیّد اسم فاعل است یعنی اگر تو قائل شوی به تنزیه حق پس
درانحال تو مقیّد باشی یعنی قید کننده ذات حق باشی چراکه تنزیه عبارت
از تصور ذات حق بشرط لاشی بود و آن تصور بشرط لاشی نیز یک قید باشد
برای حق چراکه سلب القید قید مستلزم کلام اینکه اگر ذات حق منزه از عالم
باشد پس دران حال عالم چیز باشد و حق چیز و مستلزم اثنینیت شود
و آن محال است پس وجود بشرط لاشی محال باشد کانیاب الاغوال چه اگر ذات
حق بشرط لاشی تصور کنی دران حال یا خارج عالم باشد یا داخل بر تقدیر
اول باید که او را مکانی باشد ورای اینعالم و از خارج شدن مستنبط می شود
که بفوق یا بتحت یا بیمین یا شمال یا قدام یا خلف پس باید که در تمام جهت
باشد یا در یکی از جهات سته و اگر در هر جهت باشد محیط این عالم باشد
به تشکل کروی و هرگاه چنین باشد پس ذات حق جسمی شد از اجسام چه محیط و محاط
شدن از شان اجسام باشد و چون ذات حق جسم کروی الشکل محیط
اینعالم باشد لازم آید تخصیص بلا مخصص چراکه تمام عالم اجسام از قسم عناصر
و اجرام جسم اند و انها ذات حق نباشد و جسمی که محیط انها باشد جسم بود و حق
باشد و هذا خلف چراکه هرگاه محیط و محاط جسم باشند پس تخصیص محیط بر یونیت و تعین

محاط بمرتبت محال است و قباحت اخری آنکه هرگاه ذات حق سوای این عالم باشد
و محیط این عالم پس البته محیط این عالم رب باشد پس باید که بر ذات عالم سابق باشد
چراکه علت بر معلول خود مقدم باشد و هرگاه چنین باشد پس باید که محیط و محاط در هر
حال معا نبوده باشند بلکه وجود ذات محیط بر محاط مقدم باشد و ذات محاط
چون موخر باشد در حالی که محاط نبود و محیط خلا را احاطه کرده باشد و آن محال است
پس واجب است که محیط و محاط معا بوده باشند و چون معا باشند هر دو یک
ذات باشند یعنی اگر حق باشند هر دو و اگر عالم باشند هر دو و گنجایش دوئی
محال است و اگر ذات حق احاطهٔ تامه نکرده بلکه بطرفی باشد از اطراف پس
لازم آید ترجیح بلامرجح و غیره هم چه نسبت محیط با محاط هر طرف برابر است و اگر
ذات حق مفارق باشد دران حال نیز یا خارج عالم است یا داخل بهر دو تقدیر
باید که مکانی داشته باشد و این خلاف است چه در مکان بودن شان جسم
است نه مفارق پس معلوم شد که ذات حق مفارق باشد یا غیر مفارق خارج
از عالم نتواند بود و اگر ذات حق سوای عالم باشد و در عالم داخل بود
برین تقدیر نیز یا جسم باشد یا مفارق بر تقدیر اول لازم آید تداخل جسمین
و این محال است چراکه هرگاه جسم رب با جسم عالم تداخل کند
پیش از تداخل کجا بود در عالم یا در غیر عالم اگر غیر عالم بود پس در مکانی
که بود آن طبیعی بود یا غیر طبیعی اگر غیر طبیعی بود پس مکان طبیعی نه اگذاشته یا غیر
طبیعی مشتغل شدن ترجیح المرجوح و لازم آید مطلوب بالطبع و آن محال اگر طبیعی
نباشد شاید که مکان غریب باشد و مکان طبیعی اگر پس نقل مکان طبیعی و تنقل

در غیر طبیعی محال و کلام مسلسل گردد و اگر این عالم برای وی مکان طبیعی
باشد باید که گاهی ازین عالم خارج نبوده باشد بلکه همیشه در این عالم بوده
است هرگاه که همیشه درانیعالم بوده باشد پس تداخل ثابت شود و بحلول
سریانی و طریانی چراکه تداخل و حلول مسبوق بالغیر باشد یعنی گاهی و قتی
جدا جدا باشند پس فراهم آیند آن را تداخل و حلول نامند چون عالم جسم
باشد و وجود حق نیز جسم پس هر دو باهم یافته شوند در هر حال درانصورت
چه فرق باشد میان حق و عالم و چه چیز است که آنرا حق نامند و چه چیز را عالم و اگر
ذات حق مفارق باشد و داخل عالم بود پس در مکانی مخصوص یا در هر مکان
بهر دو تقدیر فرض مکان برای مفارق جائز نبود و چه بودن در مکان از رخان
جسم است و اگر گویند که بودن حق درمیان عالم مانند بودن روح در بدن
است بران تقدیر گفته شود که انیعالم عین حق است یا غیر حق بر تقدیر اول
دوئی برخیزد و بتقدیر ثانی ذات حق علت باشد و عالم معلول و چون چنین
باشد باید که ذات حق بر ذات عالم مقدم بوده باشد بتقدم علّی پس درانصورت
مادهٔ عالم عین ذات حق باشد یا غیر ذات حق بر تقدیر اول علت و معلول
هر دو یکی باشد و لازم شود آنکه درینجا هیچ علت نیست و بر تقدیر ثانی
باید که حامل آن ماده شیء دیگر باشد و کلام منتقل شود بدور و تسلسل و هم
محال است پس ثابت شد که عالم گاهی نبود و نیست و نخواهد شد بلکه صورت
ذات حق را باعتبار هجوم تعیّنات و تشخّصات و حدود و اغراض مختلفه عالم
نامند و صاحب صورت را حق چراکه حق صفت مشبه است از حقیقت یعنی

امر بے کہ متحقق باشد در نفس الامر و آن نباشد مگر نقیض عدم کہ انرا وجود مطلق نامند ہرگاہ کہ ذات حق وجود مطلق باشد یعنی ہرچہ مقابل عدم است حق است بلکہ باملاحظہ عدم ہرچہ ہست حق است پس در الصورت باملاحظہ تنزیہ نمودن مقید گردانیدن است **وَاِن قُلتَ بِالتَّشْبِیْہِ کُنْتَ مُحَدِّدًا** محدد اسم فاعل بمعنی حد کنندہ مراد وش انیکہ ذات حق مجموع تشبیہ و تنزیہ است پس باید کہ فقط منزہ ندانی و نہ صرف مشبہ بلکہ جامع ہر دو چہ موج دریاست و دریا موج و تجرد الشی عن صورتہ محال ہرکس کہ ذات حق را مجرد از عالم دانست گویا حق را بلاصورت حق تصور کرد و این بدتر از خبط عشوا بود و اگر حق را شبیہ دانی یعنی ہمین صورت ظاہرہ را در نظر داری و از باطنش آگاہ نباشی گویا ظل شی را بلاشی دانستہ باشی و این اقبح از خلط الشراب سرابا بودہ باشد پس باید کہ عالم را صورت حق دانستہ بہرحال جامع تشبیہ و تنزیہ باشی چراکہ ملاحظہ تشبیہ فقط محدود نمودن حق در صور موجودہ باشد و حق چنان نیست چہ در ہر آن صور متکثرہ پیدا او بر یک صورت قرار نمیگیرد پس محدود بیک صورت نیست **وَاِن قُلتَ بِالْاَمْرَیْنِ کُنْتَ مُسَدِّدًا** یعنی راہ سداد و راستی ہمانست کہ گفتم در جمعیت تشبیہ و تنزیہ **وَکُنْتَ اِمَامًا بِالْمَعَارِفِ سَیِّدًا** و باشی تو راہ برد با معرفتہا سردار عارفان **فَمَن قَالَ بِالْاِشْفَاعِ کَانَ مُشْرِکًا** مطلب انیکہ اگر موجودات بردو قسم شماری و بگوئی کہ موجود یکی حق است و دوم عالم و حق غیر عالم است پس در ان صورت مشرک باشی یعنی در حقیقت یک وجود دانستہ و شریکی نمودن

و تو دو موجود تصور کردی و ہر کدام را شریک دیگری انگاشتی **و من قال بالافراد کان موحداً** افراد بمعنی یکی دانستن یعنی ہر کس که یک دانست ہست موحد **فایاک و التشبیه ان کنت ثانیاً** یعنی دور باش از تشبیه اگر ہستی تو دو کننده یعنی عالم را غیر حق شماری از تشبیه دور باش و نظر بصورت ظاہره حق عبارت از عالم باشد سیند آ تو بدانکه چیزی صورت است و یک چیز دیگر که این صورت بر اوست بلکه این عالم بعینه حق است که ہر دم بشکلی تازه می نماید چون پاره موم که از ان مدور و مربع و غیرہم صور بلاشمار بوده باشد و آن صور بر حقیقت موم زائد نیست بلکه ہمان موم است که در اقطار خود متغیر شده **و ایاک و التنزیه ان کنت مفرداً** و دور باش از تنزیه اگر ہستی تو فرد کننده حق از عالم یعنی تصور نموده که حق منزه است از عالم و صورتی با خود ندارد پس در انحال تو مفرد باشی یا منفرد کننده حق از عالم که صورت اوست پس اگر حق از عالم جدا باشد گویا از صورت خود جدا باشد و ہیچ چیز از صورت خود جدا نباشد **فما انت ہو بل انت ہو** پس نیستی تو آن حق بلکه ہستی تو آن حق مطلبش اینکه نتوان گفت که تو و او یکی باشی یعنی تو حق باشی و حق تو زیرا اگر وجود حق است تو چه باشی و اگر وجود تو داری حق چه باشد پس این نباید گفت که تو حق ہستی چه ملاحظ لفظ انت و لفظ حق دوئی پیدا میکند بلکه باید گفت که انت ہو یعنی مفهوم انت که ہست ہمین مفهوم ہو و بجز اختلاف لفظ اختلاف معنی ندارد چنانچه در عربی ماء و در فارسی آب و در ہندی جل

و تسمی بر لفظ جسم رطب سیال بارد کثیف علی ہذا القیاس انت و ہو
و اما بہ یک شی صادق می آید پس باید گفت کہ انت ہو باشد و نباید گفت کہ انت
و ہو یکی است زیرا کہ انت ہمان ہو است **و تراہ فی عین الامور**
مسرّحاً و مقیداً او خواہی دید حق را در ذات ہر شی مطلق و مقید یعنی
اگر تصور کنی کہ این صورت کہ از عالم بنظر می آید ہیچ حقیقت ندارد بلکہ امور موہو
از اختلاف اعراض در خیال آمدہ و منشاء این ہجوم وجود مطلق است کہ بذات
خود صورتی خاص ندارد **فص ادریسی والحق خلق بہذا الوجہ**
فاعتبروا یعنی خلق من وجہ حق باشد و حق من وجہ خلق اعتبار کنید یعنی چون ملاحظہ
تعینات و شیون کردہ شود در عیان مختلفہ شی واحد نشی ممتاز شود و ہجوم کثرت
در وحدت نماید بدین اعتبار وجود واحد کثیر ہوید اگردد و ہمان کثرت عبارت
از خلق باشد و چون تبدل تصور مختلفہ افتد و معلوم شود و این صورت کیست
و تحقیق نماید کہ این صورت وجود مطلق است پس متصور شود کہ حق ہمین
خلق است نہ چیزی دیگر **و لیس خلقاً بذاک الوجہ فاذکروا** و نیست
خلق بدان وجہ پس یاد دارید این کلام را یعنی چون این عالم چیزی مستقل
بالذات نیست بجز آنکہ صورت حق بود و صورت عین ذی صورت پس نظر
بعدم تغایر میان صورت و ذی صورت خلق کہ صورت حق است عین حق
باشد **من یدر ما قلت لم تخذل بصرہ** کسی کہ دریافت کند انچہ
گفتم خذلان نبیند دیدۂ بینای او **جمع و فرق فان العین واحدۃ**
جمع کن و فرق کن پس تحقیق کہ ذات یکتا ست **و ہی الکثیرۃ لا یبقی**

والا بدر رود آن عین احد بسیار است باقی مدار و بگذار اثر یعنی آن ذات
واحد اگرچه کثیر مینماید بنظر تفصیل صورت لیکن کثرت را از نظر انداخته التفات
بوی مکن فقط

فص ابراهیمی

وقد تخللت مسلک الروح منی هر آئینه درآمدی تو راه گذر روح را از من خطاب به معشوق است یعنی
ای دوست تو همچنان در من اثر کردی که روح در بدن سرایت کند خلاصه
آنکه تعلق روح در هر عروق و شرائین و اعضا و اعظام وغیرها ست بطوری که جدا
روح از بدن برخاسته هر جا که بدن باشد روح بود بلکه روح عین بدن و بدن
عین روح چون آبی که در اوراق اشجار باشد و بچشم ممتاز نگردد و بلا افتراق
همچنان اجزای ومویه در حیوانات باشند که بخار لطیف وی روح است و بخار
کثیف وی ریح بحسب ظاهر گفته شود که روح در بدنست والا در حقیقت روح
نیز جسمی است که بنظر لطافت آنرا بدن گویند و بنابر کثافت جسم را ظرف فرض
نمایند چنانچه گفته شود که عرق ترنج است یا انار و در حقیقت ترنج با عرق یک
شی باشد همچنین بدن با روح یک شی است لهذا میگوید که ای دوست هر آئینه
درآمدی تو بطور روح در من یعنی بطوری که روح در حقیقت جسم بود و بنظر
لطافت گفته شد که روح در بدن است همچنان ای دوست تو هم در جسم من
هستی یعنی عین منی چنانچه لطیف در خلل کثیف متمکن بود چون آب انار پس
آب برای انار خلیل بود یعنی در خلل آورده شد **فلهذا سمی الخلیل
خلیلا** پس ازین سبب نام نهاده شد خلیل بخلیل یعنی چون مظهر آثار دوست
بود یعنی خدا او را بجود چنان کشیده بود که از ذات ابراهیم و خودی او هیچ

باقی نمانده بود فَیَحمِدُنی واحمِدُهُ ویَعبُدُنی واعبُدُهُ ففی حال
الاقرارِ وفی الاعیانِ اجحدُهُ پس ستایش میکند حق مرا و ستایش
میکنم وی را و پرستش میکند او مرا و پرستش میکنم او را خلاصه آنکه چون وجود
مطلق در وجود معین و مقید یافته میشود و وجود مطلق چرا که مقید نباشد
مگر از شیون مطلق مثلاً موج چیزی دیگر نیست سوای وضع بحر و مطلق نباشد
مگر از مشترک در قیود متکثره مثلاً بحر نباشد مگر آنکه مشترک در سائر امواج چون
هر موجه را جدا جدا تصور نمایند بهجوم کثرت مشهود گردد و گر هر موجه را معاً تصور
نمایند یک بحر باشد نه زائد پس من وجه بحر محتاج امواج باشد گویا که میگوید که هر چه
هست امواج است و هر چه میکند امواج میکند بلکه بحر نباشد مگر مجموع امواج و منکه بحرم نام مجموع
امواج هستم و از وی منتزع میشوم قدرت امواج راست و کذلک امواج
نیز محتاج بحر باشد میگویند که هر چه هست بحر است امواج نباشد مگر وضع بحر و تا در
ذات خود ما چیزی زائد نباشیم بر ما فات بحر بلکه بهجوم شیون منتزع میشویم
از ما به الامتیاز پس عالم ما به الامتیاز است بحسب ظاهر مصدر افعال و آثار
کثیره میگردد که فلان اثر از فیل است و فلان امر از اسپ و قس علی هذا هر آثار
مختلفه از موثر مختلف ظاهر شود و گفته شود که هر چه میشود از صور نوعیه گویا حق
میفرماید که هر چه هست عالم است و هر چه میکند این عالم میکند و من عبارت از نما
الاشتراک باشم چرا که ذات بسیط مصدر افعال مختلفه نتواند شد مثلاً درخت گل
اگر خواهد که از خود بوی طیب بر آرد و بعضی اجزای خود را الصورتی و رنگی دیگر
بر آرد و این اقتضای طبیعی بود نه ارادی همچنان نسبت این عالم با وجود مطلق

باشد در جمیع آثار مثلاً از صورت اسد سوای آثار اسدیہ ہویدا نگردد و پس
اگر تمام عالم صورت اسد باشد آثار آہو و گوسفند چطور ظاہر شود و آثار اسدیہ
بر چہ چیز ظاہر گردد و اگر نباتات نباشد تغذیہ حیوان نشود لہذا کار مسلسل گردید
و برای ظہور یک اثر چند امور در کار شد پس باین ملاحظہ ذات حق مداح این عالم
است کہ اینہمہ آثار از ین صور است و من مجموع انہا ہستم نہ زائد بر انہا و عبادت
میکند او مرا بدین اعتبار کہ ذات حق ہر دم عالم را ظاہر مینماید و آنچہ از وی
مقصود باشد مہیا میسازد و اسباب آن آثار بہم رساند گویا کہ ہر دم خدمت
و عبادت عالم مینماید و عبادت میکنم او را یعنی ہر امری کہ از وجود مطلق صادر
میگردد بتوسط صورت ما ہویدا میشود پس ما باختلاف صور متنوعہ و آثار متکثرہ
خادم وجود مطلق ہستیم **فَیَعْرِفُنِی وَ اُنْکِرُہٗ وَ اَعْرِفُہٗ وَ اَشْہَدُہٗ**
پس شناسا میکند او مرا از خود و انکار میکنم او را و میشناسم او را و گواہی
میدہم او را یعنی چون ملاحظہ رفع قیود کنم من خود ہم نباشم و بہجوم کثرت بر خیزد
ہیچ باقی نماند الا وجود واحد مشہود گردد و علم حصولی کہ صور عالم در خیال مرتسم
شدہ باشد میسر ود و علم حضوری باقی ماند و حالش چنان گردد کہ مثلاً شخصی
چشم خود بپوشد آنزمان تمام عالم و صورت شخصیہ او ہم از نظر میافتد مگر اینقدر
باقیماند کہ من ہستم در انحالت علم حضوری باشد و ہمچنین بعد رفع قیود
و شیون حال عارف باشد لہذا گفت کہ حق گاہی شناسا میکند مرا از خود در حالت
رفع قیود و انکار میکنم او را بسبب ہجوم قیود یعنی بہ بینم کہ فلان چیز غیر فلان
چیز است مثلاً آب را غیر آتش و خاک را غیر ہوا ملاحظہ میکنم کہ این امور منافی وحدت

است شاید اینعالم متکثره غیر حق باشد پس همین ملاحظه انکار باشد بعده که ملاحظه
میکنیم که صورت شی عین شی باشد پس این کثرت که صورت عالم است در حقیقت
صورت حق است بعد انکار باز می شناسم او را و گواهی میدهم بر وحدت او
فَاَنِّی بِالغِنَا وَ اَنَا اُسَاعِدُهُ وَ اُسْعِدُهُ پس کجاست باغنا در جای
که اعانت میکنم او را و مدد نمایم وی را میگوید که ذات حق از کجا استغنا خواهد
داشت یعنی اگر ذات حق خواهد که مظهر آثار مختلفه شود در حالت بساطت ممکن
نیست چه اجزای بسیط هر واحد یکسان است در هویت و ماهیت مختلف
نباشد که یکی بر دیگری مؤثر گردد و فعل و انفعال که مقتضای آثار مختلفه
است بظهور آید پس در اظهار آثار خویش ذات حق مفتقر صور مختلفه گردید اگر ذات
حق بالفرض که منشا آثار مختلفه نمی بود دانسته این مفهوم که ام می بود چرا که
اینقدر دانستن که در ذات من اختلاف آثار نیست اینهم مقتضای ترکیب است
چه در ذات اقتضای اظهار آثار مختلفه است پس ظهور آن بدون عالم نخواهد شد
و آن عبارت از ماست **لِذَاکَ الحَقُّ اَوْجَدَنِی فَاَعْلَمُهُ وَ اُوْجِدُهُ**
برای همین کار حق ایجاد کرد مرا پس میدانم وی را و ایجاد میکنم او را یعنی همین
احتیاج موجود کرد حق مرا بذات خود یعنی ذات خود را بصورت ما هویدا کرد
که ما مظهر آثار وی باشیم پس میدانم او را که ما چه باشیم و او که باشد و چون
اینقدر بدانیم که ایجاد یعنی موجود میکنیم حق را که همان یک ذات بسیط است
و ما بجز لفظ نباشیم در انجان ما او را موجود کرده باشیم **بِذَا جَاءَ الحَدِیثُ**
لَنَا وَ حُقِّقَ فِی مَقْصَدِهِ بهمین سبب آمده است کلام الله برای ما

و آن کلام اینکه **ما خلقت الجن و الانس الا لیعبدون** ای لیعرفون جن و انس را بنابر شرافت ذکر کرد و الا مراد از عالم است و ظاهر است که عبادت بدون خلق کرکند پس مقصد حق بدون خلق بر نمی آید **و تحقق فی مقصده** عجب مقام است که مقصد حق از ما بر آید یعنی حق بصورت خود که عالم است محتاج ظهور آثار نیست **فنحن له کما ثبتت ادلتنا و نحن لنا** پس ما برای او هستیم چنانچه ثابت میکند و لائل کشفیه ما و ملبد اهی خود ها هستیم یعنی همین مدلول نحن برای حق باشد و همین برای ما مطلب اینکه بطوری که ما خود ها را به نحن اشاره میکنیم همچنین رب نیز خود را بنحن اشاره میکند و اشاره بنحن همین یک اشاره است که باعتباری آن نحن از حق باشد و باعتباری از ما یعنی همین نحن گفتن ما نحن گفتن حق باشد و برای حق نحن خاص نیست که سوای این نحن ما باشد پس هرگاه ما نحن گفتیم ما نگفتیم بلکه حق گفته است چرا که بنظر تفصیل که بهجوم عوارض متکثره از قیود و شیون هویدا گشته ما هر کدام از یکدیگر ممتاز ایم و میگوییم که نحن و این نحن عبارت از عالم بود و چون عالم صورت حق است پس نحن گفتن صورت حق از طرف حق باشد و این نحن مشترک باشد میان ما و حق باعتباری و باعتباری و باعتبار تحقق از طرف حق باشد و هو الحق **و لیس له سوی کونی فنحن له کنحن بنا** و نیست برای وی بجز هستی من پس ما برای وی هستیم چنانکه ما از خود هستیم یعنی همین وجود ما وجود اوست سوای وجود ما برای حق وجود دیگر نیست چرا که ما صورت حق هاستیم و سوای این صورت صورت دیگر برای او نیست بالفرض اگر این صورت نا هست

پس برای حق کدام صورت بود و اگر این صورت حق است پس ما سوای
آن صورت چیز دیگر نباشیم و این سخن که میگوئیم برای اوست یعنی او هرگاه
بخواهد که سخن گوید از ما سگو یاند حاصل آنکه سخن از حق صادر نشود مگر بواسطه
ما لهذا ما زبان اوئیم خلاصه مطلب هر دو مصراع آنکه ما صورت او هستیم بدین
اعتبار ما برای او هستیم و چون درین صورت کثرت تعینات هویداست باین
طور ما برای خود هستیم و نیز بنا بر ظهور هستی او بطوری که وجود ما از ما آشکارا
است بهمین طور وجود حق از ما ظاهر فقط **فلی وجهان هو وانا ولیس له انا بانا** پس برای ما دو وجه است یکی آنکه هو باشیم و دیگر انا یعنی بنظر وحدت
ما کصورت حق ایم هو باشیم و بنظر کثرت که عالم ایم انا و نیست حق را دیگرانا
بجز ما **ولکن فی مظهره فنحن له کمثل انا** ولکن در میان ما مظهر
اوست پس ما برای او هستیم مانند ظرف مطلب آنکه هوا نی که در ظرف باشد
نظر به ظرف آن هوا مقید است و بلا ملاحظه ظرف قیدی ندارد همین طور
وجود مطلق هر جا هست در تعینات یافته می شود اگرچه در حقیقت در تعینات
نیست یعنی هرگاه حق را کسی بجوید در تعینات خواهد یافت پس ما مظهر او هستیم مثل
ظرف و او مظروف و هر دو یکی است فقط **فص عیسوی فلولاه ولولانا لما کان الذی کانا** پس اگر نمی بودی خدا و نمی بودیم
ما هر آئینه نمی بود آن چیزی که هست یعنی او مثل هیولی باشد و ما مانند صورت
و وجود آن صورت مستلزم وجود آن هیولی باشد و بالعکس همین طور ملازمت
میان ما و اوست اگر او نمی بود عالم نمی بود و اگر عالم نمی بود او هم نمی بود

چه او صورت عالم است **فانا اعبده حقا وان الله مولانا فا** سببیه است یعنی ازان سبب که ما بدرستی که عبادت میکنیم خدا را و هر آئینه خدا مولای ماست و ما خادم او ای بمنزله اعضای او و اعضای زید زید است و زید محتاج اعضای خویش بصدور افعال **وانا عینه فاعلم اذا ما قلت انسانا** و هر آئینه ما ذات او هستیم پس بدان این سخن را هرگاه گفتیم انسان خلاصه آنکه هرگاه تمام عالم را یک انسان کبیر گفتیم ما جسم او هستیم قلت بمعنی گفته شدیم ماضی مجهول درست باشد **فلا تحجب بانسان فقد اعطاک برهانا** پس محجوب مشو از باعث انسان پس هر آئینه عطا کرد ترا برهان خلاصه آنکه خود را در حجاب وهم مینداز که عبد چیزی دیگر است و خدا شئی دیگر چرا که حقتعالی ترا برهان داده است یعنی تو انسانی و مردمک خدا خدا باشد ته تحیر **فکن حقا وکن خلقا تکن بالله رحمانا** ای باش خدا و باش خلق خواهی شد باعث خدا رحم کننده یعنی بملاحظه اطلاق خدا باش و بنظر قیود خلق هرگاه که این حال بر تو آشکار اگردد راز باعث تو بر دیگران فایده شود پس تو برای دیگران رحمان باشی **وغذ خلقه منه تکن روحا وریحانا** و غذا بده خلق خدا را از خدا خواهی شد عطر و ریحان یا روح یا راحت و ریحان برای دیگران مرادش آنکه طوری که مغتذی غذا میکند چیزی را بعده آن چیز جزو بدن میشود و ظاهر آن مغتذی معلوم هویدا شد و غذا در بدنش مخفی لیکن در حقیقت غذا همان مغتذی است و بالعکس هیچ غذا بشکل نمایان شده اگرچه قوام مغتذی بغذا است لیکن غذا را کسی نمی بیند

ہمچنین باطن خلق کہ ہیولی باشد کسی نمی بیند و نظر بصورتش دارد لہذا
میگوید کہ حق را غذای خلق بدان چہ قوام خلق از حق است **فَاَعۡطَیۡنَاہُ**
مَا یَبۡدُوۡ بِہٖ فِیۡنَا وَاَعۡطَانَا پس دادیم خدا را آنچہ موجود میشود از خدا
در ما و عطا کردہ است خدا آن چیز را مرادش آنکہ آنچہ آثار ماست میگوئیم گویا
او میگوید کہ این آثار تست و من میگویم کہ آثار تست و این مقام عجیب است
فَصَارَ الۡاَمۡرُ مَقۡسُوۡمًا بِاِیَّاہُ وَاِیَّانَا پس گردید یک کار قسمت کردہ
شدہ او را و ما را یعنی ہمین یک وجود گاہی منسوب بوی میگردد و گاہی بما
بلکہ بشراکت ما و اوست **فَاَحۡیَاہُ الَّذِیۡ یَدۡرِیۡ بِقَلۡبِیۡ حِیۡنَ**
اَحۡیَانَا پس زندہ کردہ است او را آن چیز کہ دریافت میکند در دل من
در ہنگامی کہ زندہ کردہ است او ما را خلاصہ آنکہ ہنگامی کہ خدا در دل ما شعوری
و ادراکی داد کہ خودہا را ندیدیم و او را دیدیم پس دران حال ہمان ادراک
ما او را زندہ کرد یعنی دانست کہ غیر او نیست و نبودہ و نخواہد شد **وَکُنَّا فِیۡہِ**
اَکۡوَانًا وَاَعۡیَانًا وَاَزۡمَانًا و ہستیم ما در ذات حق اکوان و اعیان
و ازمان خلاصہ آنکہ ہجوم کون از صور انواع حقائق مختلفہ و زمان و ساعات
و غیرہا در وست ای اینہمہ آثار اوست کہ آن آثار عبارت از ماست و
لَیۡسَ بِدَائِمٍ فِیۡنَا وَلٰکِنۡ ذَاکَ اَحۡیَانًا و نیست این ادراک
ہمیشہ مگر در بعض اوقات یعنی ہجوم اوہام کثرت بار بار نظر بخلق می اندازد بلکہ
اکثر و لکن آنچہ در اشعار مرقومہ گفتم بعض وقت در ادراک می آید فقط

فص اسمٰعیلی فَلَا تَنۡظُرۡ اِلَی الۡحَقِّ وَتُعَرِّیَہٗ عَنِ الۡخَلۡقِ

پس اگر ہستند از سوی حق ہرگاہ عاری سیکنی تو وی را از خلق یعنی اگر بجوئی که خدا را که خالی باشد از خلق اصلا نخواہی یافت چرا که اینچنین خدا در واقع نیست چه موجود یا فلکی یا عنصری یا مرکب از عناصر و از جواهر و اعراض از مجردات یا مادیات همه را علی سبیل الاطلاق عالم نامند از آنکه برای ذات حق عالم است و ذات باری همیشه دلق پوشش باشد پس آنرا از دلق یعنی خلق عریان نموده نخواهی دید بلکه چون دلق طاوس است که هرچند اجزایش از وی منفصل گردد دیگری بجایش برآید پس طاوس را ازین خلق که با نقش و نگار با خود دارد معرا نموده مجود الا طاوسیت او نخواهد ماند و قس علی هذا ظاهر اشیا برای باطنش خلق باشد چه ظاهر مشتق است از ظهر و باطن از بطن پس هرچه ظاهر است پشت آن چیز است و انچه باطن بطن آن و ظهر از بطن جدا نشود انتها لم ظهر حق باشد و حق بطن عالم فهو الظاهر و هو الباطن و هرگاه وجهای ظاهر در یابند که این ظاهر چه طور بشد صاف هویدا گردد که ظاهر چیزی بعینه باطن چیز دیگر باشد مثلاً در محلی که ظاهر ماہی است بعینه همان باطن آب و جاییکه ظاهر آب است همان باطن هوا پس ظاهر طاوس باطن هوا است و باطن طاوس ظاهر هوا مثلا هوائی که در خارج است محیط باشد برای شکل طاوس و طاوس محاط وی بود و هوائیکه در جوف بطن طاوس است محاط بطن طاوس بلکه در هر جزء و طاوس هوا باشد که شکل طاوسی آنرا احاطه کرده و همان هوا است که بشکل طاوسی بر آمده و کذلک انیکه در شکل طاوس است تاثیر آبی و ناری که در وست مر واحد محاط شکل طاوسی بود و شکل طاوسی

متلون از ان بہ چہار اگر تامل کردہ شود کہ این صورت طاوسی احاطہ
کردہ است عناصر اربعہ راکہ در دست پس بہ شکل طاوسی محیط باشد و عناصر
محاط و اگر ملحوظ کردد کہ این صورت طاوسی شکل ہمان عناصر اربعہ است
چیزی دیگر نیست پس درینصورت احاطہ امری است اعتباری و محیط و محاط
شی واحد است کہ باختلاف اعراض ریوشش و منقار متخیل کردہ چون
چنین دیدہ وجہ ظاہر و باطن بدانند دران حال از ظہر حق بوجہ حق ناظر
باشند و رو و پشت یکسان گردد بلکہ رو از پشت ہویدا شود بلکہ ہمان
پشت رو گردد و اینما تولوا فثم وجہ اللہ ظاہر شود **وَلَا تَنْظُرْ اِلَی الْخَلْقِ
وَتَکْسُوْہُ سِوَی الْحَقِّ** و نظر مکن سوی خلق در حالی کہ کسوت وہی
او را سوای حق یعنی ہرگاہ خلق را بہ بینی از کسوت حق بدان خلاصہ آنکہ
حق را غیر خلق مبین و خلق را غیر حق **وَنَزِّہْہُ وَشَبِّہْہُ وَقُمْ فِیْ
مَقْعَدِ الصِّدْقِ** و تنزیہ کن از او و تشبیہ کن آنرا و قایم باش در صدق
مجلس یعنی بعد ملاحظہ خلق و حق در تشبیہ و تنزیہ اختیار رست **وَکُنْ فِیْ
الْجَمْعِ اِنْ شِئْتَ فَفِی الْفَرْقِ** اگر خواہی جمع کنی میان تشبیہ
و تنزیہ و اگر خواہی ملاحظہ تشبیہ و تنزیہ جدا جدا نمائی **فَاَنْتَ عَبْدٌ
وَاَنْتَ رَبٌّ** پس تو عبد ہستی و تو رب ہستی یعنی من وجہ رب
و من وجہ عبدی خلاصہ آنکہ عبد عبارت از ظاہر حق باشد و حق عبارت
از باطن عبد لہذا خطاب بعالم کردہ میگوید کہ ای عالم انت عبد یعنی از وجہ
مطلق الہی بوجود آمدہ کردہ دیگر بوسیلہ صور نوعیہ شخصیہ و چنین صور را عالم نامند

وازچنین عالم آثار مختلفه ظاهر است پس عالم خدمتگار رب باشد یعنی هرچه مبنی از عالم
باشی وجود مطلق در هجوم عالم چنان مستور گشته که گویا وجودی ندارد کما قال مولوی روم
؏ تو وجود مطلقی فانی نما ٭ باز پیغمبر باید که ای عالم انت رب یعنی تو رب هستی
وانچنان باشد که اگر این صور نوعیه و شخصیه نباشد پس وجود مطلق یافته نشود
چه ظهورش همین است پس گویدای عالم پیدا کننده وجود مطلق تویی لمن له
فیه انت عبد برای آنکه برای او در وی هستی تو عبد مطلبش ان که در آن
چیزی که تو در وی و برای وی عبد هستی برای همان کس تو رب یعنی ای
عالم تو ظاهر وجود مطلق هستی و تو در وجود مطلق یافته می شوی و برای وجود
مطلق تو عبد هستی و هم در آن حال تو رب وجود مطلق هستی که بسبب تو وجودش
یافته می شود اگر تو نبودی وجود مطلق نمی بود چه شمس و دریا و نار و برف
بی نور و موج و حرارت و برودت اصلا نباشد وانت رب انت
عبد و تو رب هستی و عبد و الا عبد را مقدم کرد بر رب و اینجا رب را مقدم کرده
است بر عبد مطلبش آنکه ای عالم وجود مطلق تویی و بواسطه او هم عبد شده
لمن له فی الخطاب عهد برای آن کس که برای او در سوال پیمان
کرده چون پرسیده شد که الست بربکم جواب دادی که بلی و عهد کردی بربوبیت حق
و عبودیت خود پس با کسی که عهد کرده پس برای او عبد هستی و حال آنکه برای او رب
هستی خلاصه آنکه ظاهر حق من وجه عبد باطن باشد و من وجه رب باطن و باطن حق من
وجه رب ظاهر باشد و من وجه عبد ظاهر چنانچه رنگ و بوی گل کمال باطنش ظاهر میکند پس
رنگ و بو رب باشد برای گل و اگر گل نباشد رنگ و بو از کجا آید باین اعتبار گل سبب نشئه

وکل عقد علیه شخص یحله من سواه عقد پس هر گرهی یعنی اعتقاد
نیست که بدان اعتقاد شخص است وسیکشاید آن عقد دیگر یعنی هر کس عقیده دارد
که عقیده دیگری آنرا فسخ میکند مثلاً هرگاه خود را عبد انستی یکی تو باشی و دیگری حق
وهرگاه خود را صورت حق دانستی تو از میان برخاستی وهرگاه مجموع عالم را صورت
حق دانستی کثرت از میان برخاست وهرگاه نظر بقیود انداختی رب از میان برخاست
فلم یبق الا الحق لم یبق کائن پس باقی نماند موجودی یعنی هرگاه ملاحظه
این کثرت نمائی و بدانی که چیست بیابی که کثرت مطلقا نیست مگر در نظر چون کثرت
بحر از امواج و کثرت شجر از شاخها و کثرت آثار از تعدد ذاتها و کثرت زید بتعداد
عروق و شرائین واعظام واشعار پس این کثرت موسوم اعتباریه همچنان باشد
که در سرکه کرمها پیدا شوند و هر کدام با خود با مغایرت و سرکه را نیز از اند غیر و ذات
خود شمارند و در حقیقت هیچ فرق نیست مگر باختلاف اعراض لهذا فلم یبق الا الحق گفت
یعنی باقی نمیماند مگر حق و باقی نمیماند کائن یعنی موجودی دیگر با وی **فما ثم**
موصول وما ثم بائن پس نیست آنجا اثری پیوسته و نیست آنجا چیزی
جدا مثلاً زید و عمرو و بکر متحد باشند در انسانیت و فیل و فرس و شجر بائن در
نوعیت پس بملاحظه رفع قیود نه موصول ماند نه بائن **بذا جاء برهان**
العیان فما ارى بعینی الا عینه اذا عاین
برای این معنی آمده است دلیل عیان یعنی به دلیل کشف و شهود
ثابت شده است پس نمی بینم بهر دو چشم خود مگر ذات او را هرگاه آشکار است ذات او فقط

فتمّت

شرح ام الاسماء

واضح باد که اختلاف آثار تابع اختلاف صور باشد و اختلاف صور تابع نفس
الرحمن و نفس الرحمن بمقتضای آنکه وجود مطلق در هر آن بر یک صورت
نباشد و در یک آن از رنگی برنگ دیگر در آید کانهٗ فی لبس جدید و لبس
جدید باعث عدم تناهی لباس بود و عدم تناهی لباس بسبب عدم تناهی
مدت بقای صاحب لباس باشد و لبس لباس عبارت از قیود و تعینات است
و ضرورت قیود و تعینات بمقتضای اسمای سبعه بود چنانکه نامش حی است
و حیاتش از خلع و لبس مستمر هویدا است از آنکه در هر آن حرکت اثاریه که دلیل
حیات است بوجود دارد و نامش علیم است بنابر آنکه حقیقت علم زائد بر ذات عالم
نباشد و نه داخل در حقیقتش لیکن کیفیتی است متعلق بعقل وی که بموجب آن
عمل مینماید همچنین در وجود مطلق اعیان ثابته یعنی اقتضای دانش بظهور آثار
لازم است که بموجب آن در هر آن اثری جدید آشکارا میگردد و متوهم میشود
که گویا صانعی در هر زمان موافق علم خود کار عالم سرانجام میدهد مثلاً در بطون
بیضه طاوس اقتضائی و قابلیتی است که در هر آن از وی اثری نمایان گشته نقشهای
رنگارنگ هویدا سازد و متوهم گردد که برای این بیضه مدبری دیگر هست که بموجب علم
و حساب خویش این نقشها کشیده و لیس کذلک و نامش قدیر است که از ازل
تا ابد با وجود لبس جدید در هر آن آماده و مستعد لباس نوعی باشد و نامش قدیم
است از آنکه در حالی که لباس اسدی باشد در همان حال بلباس غزالی نه آید و بالعکس
و اختلاف صور نیز منشاء اختلاف مقادیر شان باشد و اختلاف مقادیر عبارت

از تقدیر و نامش **سمیع** است از انکه کار سمیع انفعال قوت سامعه وی از کیفیات
صوت متکلم باشد علی هذا القیاس بملاحظهٔ تغیر جزئیات عالم صاف مفهوم میشود که تغیر
در چیز دیگر اثر میکند بطوری که هوای صوت بگوش سامع رسد و سامع از ان منفعل
گردد و ظاهرا آثار تاثیر و تاثر هویدا نباشد همچنین از استحالات عناصر و انقلابات
موالید در هر آن پیدا است که از تاثیر چه دیگر منفعل می شود و نامش **بصیر** است از انکه
کار بصر ادراک جسم مقابل باشد و چون هر چیزی که هست وجود با وی و ساز است یعنی
چیزی نباشد که وجود وی را نمی بیند حاصل آنکه این جسم ظاهر ظاهر بین است و از باطن
اشیا آگهی ندارد و وجود در ظاهر اشیا همچنان است که در باطن وی چه ظاهر و باطن
هر دو وجود است و نامش **کلیم** است و این عجب نام است از انکه هر طرف که نگاه
افتد عدم نخواهد بود مگر وجود پس وجود را هر طرف که بجوئید و ندا کنید جواب دهد
که حاضرم بلکه بهمین اعتبار سمیع هم باشد یعنی آواز و تلاش و طلب شما را استماع میکند
از هر طرف و جواب میدهد از هر طرف که حاضرم بلکه بهمین ملاحظه بصیر هم باشد که هر طرف
متوجه شوید شما را می بیند یعنی هر چیز را خواهید یافت چار چشمی شما
با وجود است نه با عدم حتی که چون فرض کرده شود که اگر هیچ نمی بود باز
چه می بود آخر عدم رو پوش کرده وجود چار چشمی کند و وجود مطلق
در صورت کواکب و عناصر و جمادات و نباتات بسبب لاشعوری از حیثیت
دائم مسرا باشد و تغیرات صفاتش شان عبودت و از بقای ذاتش شان
الوهیت آشکار باشد و در صورت حیوانات بفقدان مطلوب گریان و بعکس
آن فرحان باشد و با وجود تغیر احوال بملاحظهٔ عیش و الم تجلی عبودت بنمایند

و بالبقای ذاتش تجلی ذاتی الهی راشاید و حضرت انسان باوجود تغیر احوال و الم فقدان مطلوب و عیش وجدان مرغوب و تقرر خدائی از برای خود و دیگران بمکاره سوهومه در مظهر عبودیت گرفتار است و باعتبار جامعیت با سایر مظاہر بجمال درجه او هست آشکار و حضرت آدم برزخ اکبر است یعنی احدی از مخلوقات میان خود و حق فرق نکرده است مگر آدم و این عجب برزخی است که ہرگاه موحد باشد و خود را شناسد محجوب الخلق گردد یعنی حق را بیند و خلق را نه بیند و چون متشرع شود محجوب الحق گردد که حق را نه بیند و خلق را بیند و چون محقق باشد ہردو را بیند که صفات وجود را خلق داند و ذاتش را حق و چون محجوب الطرفین گردد ہردو را نه بیند و متحیر شود

تمام شد شرح اسماء سبعه

تحقیق تمام که ہرچند ظهور این ہمه آثار و صفات که مقتضای اسمای متبرکه است در کون جامع یعنی حضرت انسان بوجه اتم و اکمل عیان و بہمین جهت اشرف المخلوق و خلیفه الرحمان لکن چون تعلق آثار اسماء متبرکه در ہیچک زمان و مکان نیست ظهور آثار این اسما بحسب تفاوت استعداد و مواد ہرجا ہویداست

مثنوی

آثار باری ہمه جا ہویدا	غیرش نباشد نہان و پیدا

وہمت حجابی بر دیدهٔ تو
ہیچ خود چه دانی ناگشته شیدا

الله یجتبی الیه من یشاء ویهدی الیه من ینیب
الحمد لله علی احسانه که درین زمان مسعود و آوان محمود نسخه نادر الوجود سعادت انتما المسمی
شفاء الادواء
١٣١٣ه
مصنفه مجمع الفضائل مرجع الفواضل مولانا محمد جلیل الرحمن صاحب برهانپوری سلمه الباری ماه رجب ١٣١٣ه
در مطبع مجتبائی واقع دهلی مطبوع شد

مختصر فہرست کتبخانہ تجارت مطبع مجتبائی دہلی

خیر متین ترجمۂ اردو حصن حصین مطبوعۂ مجتبائی۔ یہ نادر کتاب تمام کتب صحاح اور کتب احادیث نبویہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا لب لباب ہے۔ اس میں کوئی ورد اور وظیفہ اور عمل ایسا نہیں ہے کہ جسکی قوی سند رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تک نہ پہنچتی ہو تمام مومنین اور مومنات کے لئے اِس سے بڑھکر کوئی کتاب پائی نہیں جاتی جس کے دیکھنے سے انسان اہل حسنات ہوتا ہے اور عمل کرنے سے نجات پاتا ہے۔ چونکہ یہ کتاب زبان عربی میں تھی اور ترجمہ اس کا زمانۂ حال کے مطابق نہ تھا اِس لئے راقم نے بہ نظر رفاہِ عام و خیر خواہی اسلام اِس کتاب کو مولانا محمد احسن صاحب مرحوم کی خدمت میں بھیجا انھوں نے سارا ترجمہ زبانِ حال کے موافق مرتب کیا اور جابجا الفاظِ دقیق کے معانی بھی بقید اعراب بیان کئے اور جس مطلب میں کچھ اجمال تھا اُسکو شرحوں سے دیکھکر واضح کیا اور بعض اعمال مجربہ کو اُنکے موقعوں پر اضافہ فرمایا جس کا حال دیکھنے سے معلوم ہوگا۔

تاریخ مکہ معظمہ اِس میں حالات بنا کعبہ شریف وغیرہ بہت خوبی کے ساتھ بامحاورہ اردو میں مطبع نے مرتب کرا کر درج کئے ہیں عجیب تاریخ ہے۔

ماثبت بالسنۃ مع ترجمۂ اردو مسمّٰی باعمال الماثورہ فی ایام المشہورہ یہ ترجمہ بامحاورہ زیر متن ہے اور اسکے حاشیہ پر حل لغات۔ یہ کتاب ایک مدت سے نایاب تھی مطبع نے اُردو ترجمہ کرا کر بخط واضح و صاف طبع کی ہے حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی کی تالیف سے ہے۔ اِس میں حدیثیں ہیں اور ہر مہینے کے فضائل و واقعات لکھے گئے ہیں۔

سراج السالکین ترجمۂ اردو منہاج العابدین نہایت صحیح۔ مجتبائی

انیس الارواح ملفوظات حضرت عثمان ہارونی مرتبۂ حضرت خواجۂ خواجگان معین الدین چشتی رحمہ اللہ

اسرار العارفین ترجمۂ اردو دلیل العارفین۔ مجتبائی

انیس العاشقین فارسی دربیان معرفت و تصوف و حصول الی اللہ از مولانا حسام الدین مانکپوری رح مطبوعہ مجتبائی پریس

انوار احمدیہ مع رسالۂ ہدیہ مجددیہ از مولانا وکیل احمد صاحب سکندرپوری

تصفیۃ القلوب ترجمۂ اردو ضیاء القلوب ایک کالم میں اصل کتاب ہے دوسرے میں اسکا بامحاورہ ترجمہ ہو

رفیق الارواح

راحۃ القلوب بابا فرید گنجشکر مؤلفۂ حضر رحمہ اللہ۔ مطبوعۂ مجتبائی

فوائد السالکین حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی مرتبۂ حضرت بابا فرید رح

صفات الاولیا۔ فارسی

تاریخ حبیب الٰہ آنحضرت کے حالات از پیدائش تا وفات۔

تاریخ بنی اسرائیل مع نقشجات از مولوی عبد الحق صاحب مفسر تفسیر حقانی

روح الایمان فی مناقب النعمان یہ کتاب امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے تمام حالات پر حاوی ہے اِس کتاب میں بہ نسبت سیرۃ النعمان بہت سے مضامین علاحدہ زائد ہیں اگرچہ خیرات الحسان کا اُردو ترجمہ ہے۔ مگر اسکے ساتھ میں اور بھی مضامین عجیب و غریب کتب معتبرہ کے حوالے سے اضافہ کئے گئے ہیں مطبع ہذا میں نہایت صفائی سے طبع ہوئی ہے۔

تاریخ بیت المقدس اُردو مع نقشجات از مولوی عبد الحق صاحب مفسر تفسیر حقانی۔

جمال العارفین۔

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین سیدنا ونبینا محمد وآلہ وصحبہ کلما ذکرہ الذاکرون وکلما غفل عن ذکرہ الغافلون فقیر حقیر کمترین جہان محمد خلیل الرحمن بن مانوی عفا اللہ عنہ صاحبانِ باصفا کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ ان دنوں چونکہ بعضے لوگوں نے بیعتِ بزرگانِ طریقت و واصلانِ علمِ حقیقت کو خلافِ سنت سمجھ رکھا ہے اور آدابِ ذکر وشغل ومراقبات ولطائف ورابطہ وتوجہ وتوسل واستمداد کو بدعت سیئہ قرار دے رکھا ہے اور عوام اہلِ اسلام کو گمراہی وآزادی سکھلانے اور اولیائے کرام سے بداعتقاد بنانے اور اتباع ائمہ اربعہ مجتہدین شریعت سے باز رکھنے اور پیروی طریقہ پیرانِ کبار سے منع کرنے کے لئے بہت سے رسائل چھاپے ہیں۔ اس اندیشہ سے کہ لوگ بہک نہ جائیں مجھکو زیادہ مناسب معلوم ہوا کہ ہر ایک شبہات کے جوابات باختصار عام فہم زبان اردو میں قلمبند کئے جائیں اور انکو طبع کیا جائے تاکہ عوام الناس بخوبی سمجھ کر انکے فریب سے محفوظ رہیں اور اولیائے عظام کی اہانت کرنے سے گرفتارِ وبالِ دارین نہوں۔ لہذا اس کتاب کو تیرہ فصلوں پر منقسم کرکے مقامات الاولیاء کے نام سے نامزد کیا گیا

وَاللّٰهُ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۝ رَبَّنَا افْتَحْ بَیْنَنَا وَبَیْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَیْرُ الْفَاتِحِیْنَ ۝ رَبِّ احْكُمْ بِالْحَقِّ وَرَبُّنَا الرَّحْمٰنُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰی مَا تَصِفُوْنَ ۝

سورۂ اعراف — سورۂ انبیا

پہلی فصل اقسامِ بیعت اور اُسکی فضیلت کے بیان میں

بیعت کی فضیلت کے واسطے یہہ آیۃ شریف کافی ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا یَنْكُثُ عَلٰی نَفْسِهٖ وَمَنْ اَوْفٰی بِمَا عَاهَدَ عَلَیْهُ اللّٰهَ فَسَیُؤْتِیْهِ اَجْرًا عَظِیْمًا ۝ یعنے بیشک جو لوگ بیعت کرتے ہیں تم سے ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم وہ اللہ تعالی سے بیعت کرتے ہیں اللہ تعالی کا ہاتھ اُن کے ہاتھوں پر ہی۔ پس جو عہد شکنی کرتا ہی تو اپنی مضرت پر عہد توڑتا ہی اور جو کوئی پورا کرتا ہی اُسکو جسپر اللہ تعالی سے عہد کیا ہی پس عنقریب اُسکو اجر عظیم عنایت کرے گا۔ مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے شرح قول الجمیل میں لکھا ہی جسکا ترجمہ یہہ ہی کہ احادیث مشہورہ میں منقول ہوا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو لوگ بیعت کرتے تھے کبھی ہجرت اور جہاد پر اور گاہے اقامتِ ارکانِ اسلام یعنے صلوٰۃ وصوم وزکوٰۃ وحج پر اور گاہے ثبات اور قرار پر معرکۂ کفار میں چنانچہ بیعت الرضوان اور کبھی سنت نبوی کے تمسک پر اور بدعت سے بچنے پر اور عبادات کے حریص اور شائق ہونے پر چنانچہ بروایت صحیح ثابت ہوا ہی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت لی انصار کی عورتوں سے نوحہ نہ کرنے پر اور ابن ماجہ نے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چند محتاج مہاجرین سے بیعت لی اسپر کہ لوگوں سے کسی چیز کا سوال نکریں سوان میں سے کسی شخص کا یہہ حال تھا کہ اُسکا کوڑا گر جاتا تھا تو اپنے گھوڑے سے اُتر کر

اُٹھا لیتا تھا اور کسی سے کوڑا اُٹھا دینے کا بھی سوال نہ کرتا تھا اور جس میں کچھ شک اور شبہہ نہیں وہ یہہ ہی کہ جب ثابت ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی فعل بطریق عبادت اور اہتمام کے نہ بر سبیل عادت تو وہ فعل سنت دینی سے کمتر تو نہیں چونکہ بیعت لینا امور مذکورہ کا بطریق عبادت بکمال اہتمام تھا تو بیعت کے مسنون ہونے میں اب کچھ شک اور شبہہ نہیں بعد اس کے لکھا ہی کہ بیعت چند قسم پر ہی بیعت خلافت کی اور بیعت اسلام لانے کی اور بیعت تقویٰ کی رسی پکڑنے کی اور بیعت ہجرت اور جہاد کی اور بیعت جہاد میں مضبوط رہنے کی انتہی پس یہہ بیعت تقویٰ و توبہ جو صوفیہ کا سلسلہ جاری ہی اس آیۃ شریفہ سے ثابت ہی یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ یُبَایِعْنَكَ عَلٰی اَنْ لَّا یُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَیْئًا وَّلَا یَسْرِقْنَ وَلَا یَزْنِیْنَ وَلَا یَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا یَاْتِیْنَ بِبُهْتَانٍ یَّفْتَرِیْنَهٗ بَیْنَ اَیْدِیْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ وَلَا یَعْصِیْنَكَ فِیْ مَعْرُوْفٍ فَبَایِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ○ یعنے اے نبی جب آویں تمہارے پاس مسلمان عورتیں اقرار کرنے کو اس طور پر کہ شریک نہ ٹھہراویں اللہ کا کسی کو اور چوری نہ کریں اور بدکاری نہ کریں اور قتل نکریں اپنی اولاد کو اور نہ لاویں طوفان باندھکر اپنے ہاتھ پاؤں میں اور نافرمانی نہ کریں کسی اچھے کام میں تو اُن سے بیعت لو اور معافی مانگو اُنکے واسطے اللہ سے بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہی۔ پس یہہ بیعت مومنات کی بیعت اسلام نہیں ہی کہ اول ایمان لانا اُنکا لفظ مومنات سے ثابت ہی بلکہ بیعت توبہ و تقویٰ ہی کہ یہہ سنت نبوی کا عمل صوفیہ میں جاری ہے۔ چنانچہ قول الجمیل میں مذکور ہی اِنَّ الْبَیْعَةَ سُنَّةٌ وَلَیْسَتْ بِوَاجِبَةٍ لِاَنَّ النَّاسَ بَایَعُوا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَتَقَرَّبُوْا بِھَا اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی وَلَمْ یَدُلَّ دَلِیْلٌ عَلٰی تَاْثِیْمِ تَارِکِھَا وَلَمْ یُنْکِرْ اَحَدٌ مِّنَ الْاَئِمَّةِ عَلٰی تَارِکِھَا فَکَانَ کَالْاِجْمَاعِ عَلٰی اَنَّھَا لَیْسَتْ بِوَاجِبَةٍ یعنی بیعت سنت ہی واجب نہیں اسواسطے کہ اصحاب نے

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی اور اُسکے سبب سے حق تعالیٰ کی نزدیکی چاہی
اور کسی دلیل شرعی نے تارک بیعت کے گنہگار ہونے پر دلالت نہ کی اور ائمہ دین نے
تارک بیعت پر انکار نکیا تو یہہ عدم انکار گویا اجماع ہوگیا اسپر کہ وہ واجب نہیں بعد ازاں
فرماتے ہیں اَلتَّوْبَۃُ وَالْعَزِیْمَۃُ عَلٰی تَرْکِ الْمَعَاصِیْ وَالتَّمَسُّکُ بِحَبْلِ التَّقْوٰی خَفِیٌّ مُضْمَرٌ
فَأُقِیْمَتِ الْبَیْعَۃُ مَقَامَہَا یعنے توبہ اور عزم کرنا ترک معاصی کا اور تقویٰ کی رسی کو مضبوط
پکڑنا امر مخفی اور پوشیدہ ہی تو بیعت کو اُس کے قائم مقام کر دیا۔ اور اقسام بیعت صوفیہ
میں لکھا ہی اَحَدُہَا بَیْعَۃُ التَّوْبَۃِ مِنَ الْمَعَاصِیْ وَالثَّانِیْ بَیْعَۃُ التَّبَرُّکِ فِیْ سِلْسِلَۃِ الصَّالِحِیْنَ
بِمَنْزِلَۃِ سِلْسِلَۃِ اِسْنَادِ الْحَدِیْثِ فَاِنَّ فِیْہَا بَرَکَۃً وَالثَّالِثُ بَیْعَۃُ تَاَکُّدِ الْعَزِیْمَۃِ عَلَی التَّجَرُّدِ
لِاَمْرِ اللّٰہِ وَتَرْکِ مَا نُہِیَ عَنْہُ ظَاہِرًا وَبَاطِنًا وَتَعْلِیْقِ الْقَلْبِ بِاللّٰہِ تَعَالٰی وَھُوَ الْاَصْلُ یعنی پہلا
طریقہ بیعت توبہ ہی معاصی سے اور دوسرا طریقہ بیعت تبرک ہی یعنے بقصد برکت صالحین کے
سلسلہ میں داخل ہونا بمنزلہ سلسلہ اسناد حدیث ہی کہ اس میں البتہ برکت ہی اور تیسرا طریقہ بیعت
تاکد عزیمت ہی یعنے عزم مصمم کرنا واسطے خلوص امر الٰہی اور ترک مناہی کے ظاہر اور باطن
سے اور تعلیق دل کی اللہ جل شانہ سے اور یہی تیسرا طریقہ اصل ہی۔ تیسری آیت واسطے
ثبوت بیعت طریقت کے قول الجلیل میں مندرج ہی۔ یَآ اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَابْتَغُوْا
اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ وَجَاہِدُوْا فِیْ سَبِیْلِہٖ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ یعنے ای ایمان والو ڈرتے رہو
اللہ سے اور ڈھونڈھو اللہ کی طرف وسیلہ اور جہاد کرو اُسکی راہ میں تاکہ تم فلاح پاؤ اور چوتھی
آیت یہہ ہی یَآ اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ یعنے ای ایمان والو
خوف رکھو اللہ تعالیٰ کا اور رہو ہمراہ صادقین کے پس صادقین کی خدمت میں حاضر رہنے کا
اور اُنکے اتباع کا جو حکم ہوا ہی گروہ حق تردہ صوفیہ سے صادق زیادہ عہد اور قول اور عمل

میں کوئی نہیں ہیں اگرچہ علمائے مجتہدین و محدثین جو اہل اللہ ہیں وہ بھی اس مرتبہ میں شریک ہیں لیکن گروہ صوفیہ کہ وارثان حال اصحاب صفہ ہیں اور ہمیشہ جہاد اکبر میں سرگرم ہیں یعنے نفس اور شیطان کی مخالفت اور جنگ میں رہتے ہیں۔ لفظ صادقین انکے بہت مناسب حال ہی چنانچہ فقراء مہاجرین کی شان میں بھی اُولٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُوْنَ ارشاد ہوا ہی کنز العمال اور جامع صغیر میں یہہ حدیث وارد ہی قَدِمْتُمْ خَيْرَ مَقْدَمٍ وَقَدِمْتُمْ مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَى الْجِهَادِ الْاَكْبَرِ مُجَاهَدَةِ الْعَبْدِ هَوَاهُ یعنے آئے ہو تم اچھا آنا اور آئے ہو تم جہاد اصغر سے طرف جہاد اکبر کے وہ جنگ کرنا بندہ کا ہی خواہش نفسانی سے اپنے۔ لہذا جو شخص کہ نیت صادق اور اعتقاد واثق مرشد کامل سے رکھتا ہی اور میدان جہاد اکبر میں قدم رکھتا ہی بغیر حضوری اُس کے غائبانہ بیعت منظور فرماتے ہیں۔ چنانچہ مشکوٰۃ کے ابواب مناقب میں بحوالہ ترمذی مروی ہی کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے قبل از بیعت رضوان مکہ معظمہ میں عثمان ذی النورین رضؓ کو بھیجا تھا جبکہ سب اصحاب نے مقام حدیبیہ میں رسول کریمؐ سے بیعت کی عثمان رضؓ اُسوقت حاضر نہ تھے حضرتؐ نے فرمایا کہ عثمان کام میں اللہ اور رسول کے ہیں پس مارا حضرتؐ نے ایک ہاتھ اپنا دوسرے ہاتھ پر طرف سے عثمان رضؓ کے اور قول الجمیل میں نابالغوں سے بھی بیعت لینا تبرکاً جائز لکھا ہی۔ اُس کے ترجمہ میں مذکور ہی کہ زبیر رضؓ اپنے بیٹے عبد اللہ کو بیعت کے واسطے لائے اور وہ سات یا آٹھ برس کے تھے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم۔ انکو اپنی طرف متوجہ دیکھکر مسکرائے پھر ان سے بیعت لی۔ پانچویں آیت قاضی ثناء اللہ صاحبؒ پانی پتی ارشاد الطالبین میں لکھتے ہیں طلب طریقت و سعی کردن برائے تحصیل کمالات باطنی واجب است زیراکہ حق تعالیٰ میفرماید یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ یعنے اے مسلمانان پرہیز کنید از نافرمانی

میں کوئی نہیں ہیں اگرچہ علمائے مجتہدین و محدثین جو اہل اللہ ہیں وہ بھی اس مرتبہ میں شریک ہیں لیکن گروہ صوفیہ کہ وارثان حال اصحاب صفہ ہیں اور ہمیشہ جہاد اکبر میں سرگرم ہیں یعنے نفس اور شیطان کی مخالفت اور جنگ میں رہتے ہیں۔ لفظ صادقین انکے بہت مناسب حال ہی چنانچہ فقرا مہاجرین کی شان میں بھی اُولٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ ارشاد ہوا ہی کنز العمال اور جامع صغیر میں یہہ حدیث وارد ہی قَدِمْتُمْ خَيْرَ مَقْدَمٍ وَقَدِمْتُمْ مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَى الْجِهَادِ الْاَكْبَرِ مُجَاهَدَةُ الْعَبْدِ هَوَاهُ یعنے آئے ہو تم اچھا آنا اور آئے ہو تم جہاد اصغر سے طرف جہاد اکبر کے وہ جنگ کرنا بندہ کا ہی خواہش نفسانی سے اپنے۔ لہذا جو شخص کہ نیت صادق اور اعتقاد واثق مرشد کامل سے رکھتا ہی اور میدان جہاد اکبر میں قدم رکھتا ہی بغیر حضوری اُس کے غائبانہ بیعت منظور فرماتے ہیں۔ چنانچہ مشکوٰۃ کے ابواب مناقب میں بحوالہ ترمذی مروی ہی کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے قبل از بیعت رضوان مکہ معظمہ میں عثمان ذی النورین رضؓ کو بھیجا تھا جبکہ سب اصحاب نے مقام حدیبیہ میں رسول کریم سے بیعت کی عثمان رضؓ اُسوقت حاضر نہ تھے حضرتؐ نے فرمایا کہ عثمان کام میں اللہ اور رسول کے ہیں پس مارا حضرتؐ نے ایک ہاتھ اپنا دوسرے ہاتھ پر طرف سے عثمان رضؓ کے اور قول الجمیل میں نابالغوں سے بھی بیعت لینا تبرکاً جائز لکھا ہی۔ اُس کے ترجمہ میں مذکور ہی کہ زبیر رضؓ اپنے بیٹے عبد اللہ کو بیعت کے واسطے لائے اور وہ سات یا آٹھ برس کے تھے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم۔ انکو اپنی طرف متوجہ دیکھکر مسکرائے پھر اُن سے بیعت لی۔ پانچویں آیت قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی ارشاد الطالبین میں لکھتے ہیں طلب طریقت وسعی کردن برائے تحصیل کمالات باطنی واجب است زیراکہ حق تعالیٰ میفرماید يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهٖ یعنے ای مسلمانان پرہیز کنید از نافرمانی

خدا کمال پرہیزگاری یعنے ورظاہر و باطن چیزے خلاف مرضی خدائے تعالیٰ نباشد از عقائد
واخلاق بکمال تقویٰ وامر برلئے وجوب مے باشد۔ بمضمون ان دو آیتوں کے معنی طریقت
عین تقویٰ اور کمال اتباع شریعت ہی۔ اور جو لوگ کہتے ہیں کہ بعیت توبہ ابتدائے
اسلام میں تھی بعد از ہجرت متروک ہوئی یہہ بات بے اصل ہے۔ سورہ ممتحنہ میں
جو بعیت نسا مذکور ہے یہہ سورۃ بعد ہجرت کے نازل ہوئی ہے اس میں ان عورتوں
کا حال مذکور ہی جو مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے مدینہ طیبہ میں حاضر ہوئیں چنانچہ صحیحین و
نسائی وغیرہ میں عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے قَالَ کُنَّا عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بَایِعُوْنِي عَلٰی اَنْ لَّا تُشْرِکُوْا بِاللّٰہِ شَیْئًا وَّلَا تَسْرِقُوْا وَلَا تَزْنُوْا وَقَرَءَ
اٰیَۃَ النِّسَاءِ فَبَایَعْنَاہُ عَلٰی ذٰلِکَ یعنے تھے ہم لوگ نزدیک نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے پس فرمایا بیعت کرو مجھ سے اس بات پر کہ نہ شریک کرو تم اللہ کے ساتھ کسی
چیز کو اور نہ چوری کرو اور نہ زنا کرو اور پڑھی حضرت نے آیت بیعت عورتوں کی
پس بیعت کی ہم نے اسبات پر۔ شاہ ولی اللہ صاحب شرح موطا میں بیچ کتاب
احکام الخلافۃ کے ترجمہ حدیث کا تحریر فرماتے ہیں۔ عبادہ بن صامت گفت بیعت کردیم
ما با رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بر سخن شنیدن و فرمانبرداری کردن در حالت فراخی
و در حالت تنگی و وقت خوشی و حالت ناخوشی و بر آنکہ منازعت نکنیم در امر خلافت
با اہل آن و آنکہ بگوئیم یا قائم باشیم بحق ہر جا کہ باشیم نترسیم در اطاعت خدائے تعالےٰ
از ملامت ملامت کنندہ اور اس کی شرح عربی میں خود لکھتے ہیں فِیْہِ دَلِیْلٌ عَلٰی
اَنَّ الْبَیْعَۃَ غَیْرُ مَقْصُوْرَۃٍ عَلٰی قَبُوْلِ الْخِلَافَۃِ وَالَّذِیْ یَتَعَاھَدُہٗ مَشَائِخُ الصُّوْفِیَّۃِ
لَہٗ وَجْہٌ فِی الشَّرْعِ یعنے اس میں دلیل ہے اسبات پر کہ بیعت موقوف نہیں صرف

قبول خلافت پر بلکہ جو مقرر کئے ہیں بزرگان صوفیہ نے اُس کے واسطے اصل ہی شرع
شریف میں اور نسائی نے روایت کی ہے اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
قَالَ اَلَا تُبَایِعُوْنِیْ عَلٰی مَا بَایَعَ عَلَیْہِ النِّسَاءُ قُلْنَا بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَبَایَعْنَاہُ
عَلٰی ذٰلِکَ یعنے بیشک فرمایا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے کیا بیعت کرتے ہو
تم اسبات پر کہ بیعت کی ہے عورتوں نے۔ عرض کی ہم نے ہاں یا رسول اللہ
پس بیعت کی ہم نے اِسبات پر اور بخاری نے کتاب الجہاد میں سلمۃ ابن الاکوع سے
روایت کی ہے قَالَ بَایَعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ عَدَلْتُ اِلٰی ظِلِّ الشَّجَرَۃِ فَلَمَّا خَفَّ
النَّاسُ قَالَ یَا ابْنَ الْاَکْوَعِ اَلَا تُبَایِعُ قَالَ قَدْ بَایَعْتُ قَالَ وَاَیْضًا قَالَ فَبَایَعْتُ الثَّانِیَۃَ
یعنے بیعت کی میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پھر میں جا کر جھاڑ کے سایہ میں بیٹھ گیا۔
پس جب لوگ کم ہو گئے تو حضرتؐ نے فرمایا ای فرزند اکوع کیا بیعت تو نہیں کرتا میں نے
عرض کی کہ میں تو بیعت کر چکا ہوں ارشاد ہوا اور بھی دوبارہ کر لو کہا سلمہ نے پس میں نے
دوبارہ بیعت کی ان دونوں حدیثوں سے ترغیب و تحریص بیعت پر اور مکرر لینا بیعت
کا سید المرسلین کے فرمانے سے ثابت ہوا اور نسائی نے کتاب البیعہ میں روایت کی ہے
عَنْ جَرِیْرٍ قَالَ بَایَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَی النُّصْحِ لِکُلِّ مُسْلِمٍ
یعنے بیعت کی میں نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم سے اسبات پر کہ نصیحت کرنا ہر مسلمان
کو اور مسلم اور نسائی نے روایت کی ہے عَنْ جَابِرٍ یَقُوْلُ لَمْ نُبَایِعْ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَی الْمَوْتِ اِنَّمَا بَایَعْنَا عَلٰی اَنْ لَّا نَفِرَّ یعنے بیعت نہیں کی ہم نے رسول اللہ
صلّی اللہ علیہ وسلم سے موت پر سوائے اس کے نہیں کہ بیعت کی تھی ہم نے اس بات پر
کہ نہ بھاگینگے ہم جنگ سے اور ترمذی نے بھی اسکا مضمون روایت کیا ہے وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ

قال کنا نبایع عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی السمع والطاعۃ فیقول لنا فیما استطعتم رواہ الترمذی فی کتاب الجہاد وابوداؤد فی الخراج والامارۃ یعنی ہم بیعت کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حکم سننے پر اور فرمانبرداری پر پس فرماتے ہمکو حضرت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم جہاں تک کہ تم سے ہو سکے۔ اور مشکوٰۃ کے باب الصلح میں بحوالہ صحیحین عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں سے بیعت زبانی لیتے تھے کبھی نہ لگاتے دست مبارک عورت کے ہاتھ کو بیعت میں اور قول الجمیل کا مضمون یہہ ہے کہ عورتوں کی بیعت کرنے کا یہہ طریقہ ہے کہ مرشد کپڑے کا ایک کنارہ پکڑے اور بیعت کرنے والی دوسرا کنارہ اُسکا پکڑے۔ حاصل کلام یہہ ہے کہ سوائے بیعت اطاعت کے انواع واقسام کی بیعت احادیث سے ثابت ہے ✣

دوسری فصل فضائل میں ذکر اللہ اور ذاکرین اور اولیاء اللہ کے

قال اللہ تعالیٰ فاذکرونی اذکرکم واشکروا لی ولا تکفرون یعنی یاد کرو مجھکو یاد کرونگا میں تمکو بفضل وکرم اور شکر کرو میرا اور نہ کرو تم ناشکری والذاکرین اللہ کثیرا والذاکرات اعد اللہ لہم مغفرۃ واجرا عظیما یعنی وہ مرد اور عورتیں کہ ذکر اللہ تعالیٰ کا بہت کرتے ہیں مقرر کیا ہے اُنکے واسطے اللہ تعالیٰ نے مغفرت اور ثواب عظیم ان فی خلق السموات والارض واختلاف اللیل والنہار لآیات لاولی الالباب الذین یذکرون اللہ قیاما وقعودا وعلی جنوبہم ویتفکرون فی خلق السموات والارض ربنا ما خلقت ہذا باطلا یعنی بیشک پیدا کرنے میں آسمانوں اور زمین کے اور متغیر ہونے میں احوال رات اور دن کے البتہ علامات قدرت اللہ تعالیٰ کی ہیں نظر

الدُّنیا وفی الاٰخِرۃِ لا تبدیل لکلمات اللّٰہِ ذٰلِکَ ھُوَ الفوزُ العظیم یعنے آگاہ ہو کہ بیشک جو
دوست اللہ کے ہیں نہ خوف ہی اُنپر اور نہ وہ غمگین ہونگے قیامت میں۔ وہ لوگ جو ایمان لائی ہیں
اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں۔ اُنکے واسطے بشارت ہی زندگی میں دُنیا کے حسن خاتمہ کی اور
آخرت میں دُخول جنّت کی۔ نہیں بدلتے وعدے اللہ کے یہہ بشارت ہونا بڑی مراد ہی
لِلْفُقَرَآءِ الَّذِیْنَ اُحْصِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ ضَرْبًا فِی الْاَرْضِ یَحْسَبُھُمُ الْجَاھِلُ
اَغْنِیَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُھُمْ بِسِیْمٰھُمْ لَا یَسْئَلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَیْرٍ
فَاِنَّ اللّٰہَ بِہٖ عَلِیْمٌ یعنے مستحق وہ فقرا ہیں کہ اپنے ذاتوں کو قید کئے ہیں اللہ تعالیٰ کی راہ میں
واسطے عبادت اور جہاد کے نہیں جا سکتے ملک میں کار معاش کے واسطے سمجھتا ہی اُن کو
ناواقف کہ وہ غنی ہیں بسبب نہ مانگنے کے پہچانتے ہو تم اُنکو چہرہ سے اُنکے نہیں مانگتے ہیں
لوگوں سے بجد ہو کر اور جو کچھہ خرچ کروگے تم لوگ اپنے مال میں سے پس اللہ سبحانہٗ اُسکو جانتا
ہی تفسیر مدارک وغیرہ میں لکھا ہی کہ یہہ آیت اصحاب صُفّہ کی شان میں نازل ہوئی کہ قریب تین
یا چار سو شخص کے مہاجرین قریش وغیرہ سے تھے کہ متصل مسجد نبوی کے ایک مکان خانقاہ
میں رہتے تھے صُفّہ بمعنے دالان اُن لوگوں کے گھر اور اہل قرابت مدینہ منورہ میں نہ تھے اور
ہر لشکر میں جہاد کے واسطے حاضر رہتے تھے اور جان نثاری کرتے تھے اور سوال لوگوں سے
نہیں کرتے تھے جو کچھہ مل گیا کھا لیتے تھے نہ ملا تو صبر کرتے تھے حضرت رحمۃ للعالمین صلّی اللہ
علیہ وسلّم اُنکے حال پر بہت ترحم فرماتے اور اُنکے اخراجات ضروری کا خیال بدرجہ کمال رکھتے
اور اصحاب بھی اُنکے خبرگیران رہتے اصحاب صُفّہ مثل عمار بن یاسر و بلال و خباب و صہیب و سلمان
فارسی و عبداللہ بن مسعود وغیرہم رضی اللہ عنہم ہمیشہ عبادات اور تلاوت قرآن اور مصاحبت
میں سید العالمین صلی اللہ علیہ وسلّم کے حاضر رہتے وہ لوگ سب کے سب عاشقان جمال

محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اور تارکان دنیا تھے اللہ تعالیٰ کے نزدیک اُنکا بہت عالی رتبہ ہی بزرگان صوفیہ نے بھی ترکِ دنیا رضاءِ الٰہی کے لئے کی ہی اور عمل کئے ہیں بموجب فرمودہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے اَلمُجَاھِدُ مَنْ جَاھَدَ نَفْسَہٗ یعنے جہاد کرنیوالا وہ بھی ہی جو اپنے نفس امارہ سے جنگ اور مخالفت کرے جامع صغیر میں بحوالہ ترمذی وارد ہی و فی مشکوٰۃ المصابیح عَنْ اَبِی ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اللّٰہُ تَعَالٰی اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ وَاَنَا مَعَہٗ اِذَا ذَکَرَنِیْ فَاِنْ ذَکَرَنِیْ فِیْ نَفْسِہٖ ذَکَرْتُہٗ فِیْ نَفْسِیْ وَاِنْ ذَکَرَنِیْ فِیْ مَلَاءٍ ذَکَرْتُہٗ فِیْ مَلَاءٍ خَیْرٍ مِّنْھُمْ رَوَاہُ الْبُخَارِیْ وَمُسْلِمٌ یعنے فرماتا ہی اللہ میں نزدیک گمان اپنے بندہ کے ہوں جو میرے ساتھ رکھتا ہی اور میں اُس کے ساتھ ہوں جب یاد کرتا ہی میری پس اگر یاد کرتا ہی مجھکو اپنے دل میں یاد کرتا ہوں میں اُسکو اپنی ذات سے اور اگر یاد کرتا ہی مجھہ کو ایک جماعت میں یاد کرتا ہوں میں اُسکو ایک جماعت میں کہ بہتر ہی اُس جماعت سے یعنے ملاءِ اعلیٰ وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَقُوْلُ اَنَا مَعَ عَبْدِیْ اِذَا ذَکَرَنِیْ وَتَحَرَّکَتْ بِیْ شَفَتَاہُ رَوَاہُ الْبُخَارِیْ یعنے بیشک اللہ تعالیٰ فرماتا ہی کہ میں ساتھ اپنے بندہ کے ہوں جسوقت کہ یاد کرے مجھے اور ہلیں میرے نام سے دونوں لب اُس کے وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَۃُ حَتّٰی لَا یُقَالَ فِی الْاَرْضِ اَللّٰہُ اَللّٰہُ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَمُسْلِمٌ فِیْ بَابِ ذَھَابِ الْاِیْمَانِ اٰخِرَ الزَّمَانِ مِنْ کِتَابِ الْاِیْمَانِ یعنے نہ قائم ہوگی قیامت جب تک کہ نہ کہا جاویگا زمین میں اللہ اللہ اس حدیث کے مضمون سے معلوم ہوا کہ قائم رہنا آسمان وزمین کا برکت سے ذکر الٰہی اور ذاکرین کے ہی وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَرَضَ عَلَیَّ رَبِّیْ لِیَجْعَلَ لِیْ بَطْحَاءَ مَکَّۃَ ذَھَبًا فَقُلْتُ لَا یَا رَبِّ وَلٰکِنْ

اَشْبَعُ یَوْمًا وَاَجُوْعُ یَوْمًا فَاِذَا جُعْتُ تَضَرَّعْتُ اِلَیْكَ وَذَكَرْتُكَ وَاِذَا شَبِعْتُ حَمِدْتُكَ
وَشَكَرْتُكَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ كَمَا فِی الْمِشْكٰوةِ یعنے ظاہر کیا مجھ پر میرے رب نے یہ کہ
بنجاوے میرے واسطے سونا خالص ریگستان مکہ معظمہ کی پس میں نے عرض کی نہیں اے
رب میرے ولیکن میں چاہتا ہوں کہ خوب کھاؤں میں ایک دن اور بھوکا رہوں ایک دن
پس جب بھوکا رہوں عاجزی کروں میں طرف تیری اور یاد کروں میں تجھ کو اور جب خوب
کھاؤں میں حمد کروں میں تیری اور شکر کروں تیرا وَعَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ رَضِیَ مِنَ اللّٰهِ بِالْیَسِیْرِ مِنَ الرِّزْقِ رَضِیَ اللّٰهُ مِنْهُ
بِالْقَلِیْلِ مِنَ الْعَمَلِ رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ یعنے جو شخص راضی ہوا اللہ سے تھوڑے رزق میں راضی
ہوتا ہے اللہ تعالی اس سے عمل قلیل میں وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ
عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِطَّلَعْتُ فِی الْجَنَّةِ فَرَاَیْتُ اَكْثَرَ اَهْلِهَا الْفُقَرَاءَ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ وَمُسْلِمٌ یعنے ملاحظہ کیا
میں نے حال اہل جنت کا پس دیکھا میں نے اکثر اہل جنت فقیروں کو وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَللّٰهُمَّ اَحْیِنِیْ مِسْكِیْنًا وَاَمِتْنِیْ مِسْكِیْنًا وَاحْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَةِ الْمَسَاكِیْنِ
فَقَالَتْ عَائِشَةُ لِمَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِنَّهُمْ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ قَبْلَ اَغْنِیَائِهِمْ بِاَرْبَعِیْنَ خَرِیْفًا
رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَهْ یعنے یا الہی زندہ رکھ مجھ کو مسکینی کے حال میں اور وفات دے مجھے
مسکینی میں اور حشر کر میرا زمرہ مساکین میں پس سوال کیا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کس واسطے
یا رسول اللہ فرمایا حضرتؐ نے بیشک داخل ہونگے مساکین جنت میں چالیس برس اول
مالداروں سے وَعَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
یَقُوْلُ الْاَبْدَالُ یَكُوْنُوْنَ بِالشَّامِ وَهُمْ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا كُلَّمَا مَاتَ رَجُلٌ اَبْدَلَ اللّٰهُ مَكَانَهُ رَجُلًا
یُسْقٰی بِهِمُ الْغَیْثُ وَیُنْتَصَرُ بِهِمْ عَلَی الْاَعْدَاءِ وَیُصْرَفُ عَنْ اَهْلِ الشَّامِ بِهِمُ الْعَذَابُ رَوَاهُ اَحْمَدُ

یعنے سُنا میں نے رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے کہ ابدال رہتے ہیں مُلک شام میں چالیس مرد ہیں جبکہ مرتا ہی ایک شخص اُن میں سے بدلتا ہی اللہ تعالیٰ اُسکی جگہ ایک شخص کو۔ اُنکی برکت سے مینہہ برستا ہی۔ اُنکے سبب سے جنگ کے وقت اللہ تعالیٰ کی مدد ہوتی ہی اور پھیر دیا جاتا ہی اہل شام سے بسبب اُنکے عذاب الٰہی اور مشکوٰۃ میں بحوالہ ابی داؤد امام مہدی کے حال میں روایت ہی اَتَاہُ اَبْدَالُ الشَّامِ وَعَصَائِبُ اَھْلِ الْعِرَاقِ فَیُبَایِعُوْنَہٗ یعنے آوینگے امام مہدی کے پاس ابدال شام کے اور عصائب اہل عراق کے پس بیعت کرینگے امام مہدی سے وَعَنْ عُبَادَۃَ ابْنِ الصَّامِتِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ شَھِدَ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ حَرَّمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ النَّارَ رَوَاہُ مُسْلِمٌ یعنے جس شخص نے گواہی دی یہہ کہ نہیں ہی کوئی معبود برحق سوائے اللہ تعالیٰ کے اور بیشک محمد

[illegible]

[illegible]

دَخَلَ الْجَنَّۃَ رَوَاہُ مُسْلِمٌ یعنے جو شخص مرگیا درحالیکہ جانتا ہی کہ بیشک نہیں ہی کوئی معبود برحق سوائے اللہ تعالیٰ کے داخل ہوگا جنت میں موافق حدیث سابق کے اس میں بھی تصدیق برسالت شرط ہی وَعَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِکٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمُعَاذٌ رَدِیْفُہٗ عَلَی الرَّحْلِ قَالَ یَا مُعَاذُ ابْنَ جَبَلٍ قَالَ لَبَّیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَسَعْدَیْکَ قَالَ یَا مُعَاذُ قَالَ لَبَّیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَسَعْدَیْکَ قَالَ یَا مُعَاذُ قَالَ لَبَّیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَسَعْدَیْکَ ثَلٰثًا قَالَ مَا مِنْ اَحَدٍ یَّشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ صِدْقًا مِّنْ قَلْبِہٖ اِلَّا حَرَّمَہُ اللّٰہُ عَلَی النَّارِ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَفَلَا اُخْبِرُ بِہِ النَّاسَ فَیَسْتَبْشِرُوْا قَالَ اِذًا یَّتَّکِلُوْا وَاَخْبَرَ بِھَا مُعَاذٌ عِنْدَ مَوْتِہٖ تَاَثُّمًا رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ وَمُسْلِمٌ یعنے بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ معاذ رضی اللہ عنہ

سوار تھے سواری پر فرمایا حضرت نے اے معاذ ابن جبل عرض کی معاذ نے حاضر ہوں جناب والا میں اور خدمت کرتا ہوں میں آپ کی پھر ارشاد ہوا یا معاذ عرض کی معاذ نے لبیک یا رسول اللہ وسعدیک پھر فرمایا حضرت نے یا معاذ عرض کی معاذ نے لبیک یا رسول اللہ وسعدیک تین بار پس ارشاد ہوا نہیں ہے کوئی شخص کہ گواہی دیتا ہے یہ کہ نہیں ہے کوئی معبود برحق سوائے اللہ کے اور محمد رسول اللہ کے ہیں راست دل سے اپنے مگر یہ ہے کہ حرام کر دیگا اُسکو اللہ تعالیٰ دوزخ پر کہا معاذ نے یا رسول اللہ کیا نہ خبر دوں میں اس کی لوگوں کو کہ خوشخبری پاویں ارشاد ہوا کہ جب خبر ہوگی بھروسا کرینگے اور خبر دی اس حدیث کی معاذ نے نزدیک موت اپنی کے بسبب صادر ہونے گناہ پوشیدہ رکھنے علم کے اس حدیث کا ترجمہ امام بخاری نے باب مَن خَصَّ بِالعِلمِ قَوماً دُونَ قَومٍ کَرَاهِيَةَ اَن لَا يَفهَمُوا لکھا ہے اس باب میں بیان اُس شخص کا ہے کہ خاص کیا تعلیم علم کی ایک قوم کے واسطے سوائے دوسری قوم کے بسبب مکروہ جاننے اس بات کے کہ وہ نہ سمجھیں گے مضمون اُسکا متنازع ایک کم فہم سے مضامین دقیق علم تصوف وغیرہ کے بیان کرنا جائز نہیں جسکا ظرف و استعداد کامل ہو اُس کی نہایت کر دینا بہ تفصیل تمام مضائقہ نہیں وقال علی رضی اللہ عنہ حَدِّثُوا النَّاسَ بِمَا يَعرِفُونَ اَتُحِبُّونَ اَن يُكَذَّبَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ یعنے کلام کرو لوگوں سے ایسا کہ وہ سمجھتے ہیں کیا دوست رکھتے ہو تم کہ جھوٹا کیا جاوے اللہ اور اُسکا رسول وعن الامام علی ابن موسی الرضا قال حدثنی ابی موسی الکاظم عن ابیہ جعفر الصادق عن ابیہ محمد الباقر عن ابیہ زین العابدین عن ابیہ الحسین عن ابیہ علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہم قال حدثنی حبیبی وقرۃ عینی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال حدثنی جبریل قال سمعت رب العزۃ یقول لا الٰہ الا اللہ حصنی فمن قالھا دخل حصنی ومن دخل حصنی امن من عذابی رواہ الشیخ ابن حجر المکی فی الصواعق المحرقۃ ونور الدین علی السمھودی صاحب وفاء الوفاء باخبار

دارالمصطفیٰ فی جواہر العقدین یعنے جبریل علیہ السلام نے کہا کہ سنا میں نے اللہ تعالیٰ صاحب
عزت سے فرماتا ہے کہ کلمہ لا الٰہ الا اللہ قلعہ میرا ہے پس جس شخص نے کہا داخل ہوا میرے قلعہ میں
اور جو شخص کہ داخل ہوا میرے قلعہ میں امن میں ہوا میرے عذاب سے۔ وآوردہ فی کنز العمال
من کتاب الایمان بھذا الاسناد قال اللہ عزوجل انا اللہ الذی لا الٰہ الا انا یا عبادی
فمن جاء منکم بشھادۃ ان لا الٰہ الا اللہ بالاخلاص دخل حصنی ومن دخل حصنی امن
من عذابی یعنے فرماتا ہے اللہ تعالیٰ کہ میں اللہ ہوں کوئی نہیں معبود برحق سوائے میرے اے
بندو میرے جو شخص لایا تم میں سے گواہی اس طور پر کہ نہیں کوئی معبود برحق سوائے اللہ کے
خلوص دل سے داخل ہوا میرے قلعہ میں اور جو کہ [illegible]
ہوا [illegible]
علیہ [illegible]
قال [illegible] یقول ھذا انما ارید شیئا تخصنی بہ قال یا موسیٰ
ان السموات السبع وعامرھن غیری والارضین السبع وضعن فی کفۃ ولا الٰہ الا اللہ فی کفۃ
لت بھن لا الٰہ الا اللہ یعنے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کی موسیٰ علیہ السلام
[illegible] رب میرے تعلیم کر مجھے وہ چیز کہ یاد کروں میں تجھکو اسکے ساتھ اور دعا کروں میں بارگاہ
میں اس کے وسیلہ سے پس ارشاد ہوا اے موسیٰ کہو لا الٰہ الا اللہ عرض کی اے پروردگار میرے
[illegible] ے تیرے یہہ کلمہ کہتے ہیں سوائے اس کے نہیں کہ میں چاہتا ہوں ایک چیز ایسی کہ
خاص [illegible] ے تو مجھکو اسکے ساتھ حکم ہوا اے موسیٰ بیشک اگر سات آسمان اور باشندے ان کے
سوائے میرے اور [illegible] بات زمین رکھے جاویں ایک طرف میزان میں اور لا الٰہ الا اللہ رکھا جاوے
دوسری طرف [illegible] زیادہ وزن میں کلمہ لا الٰہ الا اللہ ہوگا ۔

تیسری فصل مراقبات اور اسکی فضیلت کے بیان میں

محی الدین نووی کی ریاض الصالحین وغیرہ کتابوں میں لکھا ہے کہ تفکر صنائع قدرت الٰہی
یعنے مراقبہ اُن آیات واحادیث سے ثابت ہوتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَهُوَ مَعَكُمْ
اَيْنَمَا كُنْتُمْ یعنے اللہ تعالیٰ ساتھ تمہارے ہے جس جاے کہ تم ہو وَفِي اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ
یعنے آثار قدرت الٰہی تمہاری ذاتوں میں موجود ہیں کیا نہیں دیکھتے تم وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ
حَبْلِ الْوَرِيْدِ یعنے ہم نزدیک ہیں طرف انسان کے زیادہ شہرگ سے وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ یعنے فکر اور غور کرتے ہیں پیدا کرنے میں اللہ تعالیٰ کے آسمانوں اور زمین کو اَفَلَا يَنْظُرُوْنَ
اِلَى الْاِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ وَاِلَى السَّمَآءِ كَيْفَ رُفِعَتْ وَاِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ وَاِلَى الْاَرْضِ كَيْفَ
سُطِحَتْ فَذَكِّرْ اِنَّمَا اَنْتَ مُذَكِّرٌ یعنے پس کیا نہیں دیکھتے طرف اونٹ کے کیسا پیدا
کیا گیا یعنے قدرت الٰہی دیکھنا چاہیے کہ اونٹ باوجود کلان جسم ہونے کے انسان کا
مسخر ہو گیا اور آسمان کیسا بلند کیا گیا اور پہاڑ کیسے کھڑے کیے گئے اور زمین کیسی بچھائی
گئی پس نصیحت کرو سواے اسکے نہیں کہ تم نصیحت کرنے والے ہو اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ
فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ یعنے کیا نہیں پھرتے روے زمین میں
دیکھیں کیسا ہوا انجام اُن لوگوں کا کہ تھے اول اُن لوگوں سے وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ
یعنے اور ہے اللہ تعالیٰ ہر چیز پر احاطہ کرنے والا۔ وَفِي الْمِشْكٰوةِ فِي حَدِيْثِ نُزُوْلِ جِ
عَلَيْهِ السَّلَامُ بِصُوْرَةِ الْبَشَرِ فَسَاَلَ عَنِ الْاِيْمَانِ وَالْاِسْلَامِ ثُمَّ قَالَ فَاَخْبِرْنِي عَنِ الْاِحْسَانِ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهُ يَرَاكَ رَوَاهُ
مُسْلِمٌ یعنے مشکوٰۃ میں روایت ہے بیچ بیان نازل ہونے جبریل علیہ السلام کے شکل انسانی

ہیں پس سوال کیا جبرئیل علیہ السلام نے آنحضرت سے ایمان اور اسلام سے ایسے ہیں
پھر کہا جبرئیل نے کہ خبر دو مجھے احسان سے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
احسان یہ ہے کہ عبادت کرے تو اللہ کی گویا تو دیکھتا ہے اس کو پس اگر تو نہیں دیکھ سکتا ہے
تو یہ خیال کر کہ اللہ تعالیٰ تجھکو دیکھتا ہے چنانچہ قول الجمیل کے اشغال قادریہ میں اسکے
ثبوت مراقبہ کے اس حدیث سے استدلال کیا گیا ہے ومن حسن اسلام المرء ترکہ ما لا یعنیہ
یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آدمی کے اسلام کی بہتری ہے ترک کرنا اس چیز
کا جو نہ ہو مقصود اس کا یعنی اپنی ضرورت سے زائد مال جمع نہ کرے اور ضرورت
سے زائد کوئی کام اور کوئی کلام نہ کرے ہمیشہ اپنے نفس پر محاسبہ اس بات کا جاری
رکھے جامع صغیر میں جلال الدین سیوطی نے ارشادات جوامع الکلم حضرت سید المرسلین
صلی اللہ علیہ وسلم سے بحوالہ ترمذی و ابن ماجہ یہ روایت کی ہے کہ دنیا کو ترک کرے اور اس
میں دل نہ لگاوے ہمیشہ دل اپنے زوال کی طرف رکھے اور ابن ماجہ نے ابوہریرہ
سے ابواب زہد میں یہ روایت کی ہے قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول الا ان الدنیا ملعونۃ وملعون ما فیہا الا ذکر اللہ وما والاہ او
عالما او متعلما یعنی دنیا ملعون ہے اور ملعون ہے وہ چیز جو اس میں ہے سوائے ذکر اللہ کے
اور جو چیز کہ دوست رکھے اس کو اللہ تعالیٰ یا عالم دین جاننے والا یا علم دین سیکھنے والا
اور ریاض الصالحین اور مجموعہ فتاویٰ شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی کے مکتوبات
جوابیہ خواب صفحہ ۴۰ کے اندر یہ حدیث بیچ اثبات مراقبہ میں آئی ہے عن ابن عباس رضی اللہ عنہما
قال کنت خلف النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوما فقال یا غلام احفظ اللہ یحفظک احفظ اللہ
تجدہ تجاھک رواہ احمد والترمذی کما فی المشکوۃ فی باب التوکل یعنی نگاہبانی کر اللہ تعالیٰ
کی نگاہبانی کرے گا وہ تیری نگاہبانی کر اللہ تعالیٰ کی پاوے گا تو اس کو روبرو اپنے حاضر

مذکرین یعنی یاد الٰہی میں رہا اور رعایت حق خالق کی رکھا اور طالب اُس کی
رضا کی ہوا اور مراقبہ اور تصور اور خیال میں اُس کا دھیان رکھا اور شیخ جلال الدین
سیوطی نے جامع صغیر میں اس حدیث کو لکھا ہو فکرة ساعة خیر من عبادة ستین سنة رواہ
ابو الشیخ فی العظمة عن ابی ہریرة اور عین العلم میں یہ حدیث اس لفظ سے لکھی ہو
تفکر ساعة افضل من عبادة ستین سنة یعنی فکر کرنا ایک ساعت آثار و قدرت
الٰہی میں بہتر و افضل ہو ساٹھ برس کی عبادت کرنے سے چنانچہ مولانا سید قمر الدین حسام
مجددی اورنگ آبادی نے نور الکرمتین کے صفحہ ۱۴۲ میں لکھا ہو و سبحانہ تعالیٰ
می فرماید الَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَامًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰی جُنُوْبِہِمْ وَ یَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
تفکرون را بعد یذکرون ذکر می نماید کہ در مقام مدح فقرۂ ثانیہ از فقرۂ اولیٰ ارفع و اعلیٰ
می باید - اس مضمون سے بھی فکر کی فضیلت ذکر پر ثابت ہوتی ہو اسواسطے پیران کبار اول
ذکر خفی اور ذکر لسانی طالب و مبتدی کو تلقین فرماتے ہیں اور بعد تعلیم اذکار کے طریقہ
مراقبات ارشاد فرماتے ہیں اور سورۂ اخلاص بھی اشارہ ہو واسطے مراقبہ ذات صفات
خلاق اکبر کے قُلْ ہُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ اَللّٰہُ الصَّمَدُ یعنی کہو ای نبی وہ اللہ تعالیٰ ایک ہو - اللہ
بے نیاز ہو - پس یہ سورہ ثبوت ذکر کلمہ طیبہ و توحید و مراقبہ احدیت کی دلیل ہو اور وَہُوَ مَعَکُمْ
اَیْنَمَا کُنْتُمْ یعنی اللہ تعالیٰ ساتھ ہو تمھارے جہاں تم ہو مراقبہ معیت کا حکم ہو اور وَنَحْنُ
اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ یعنی ہم نزدیک ہیں طرف آدمی کے زیادہ شہ رگ سے
مراقبہ اقربیت اس آیت سے ثابت ہو صفات الٰہی جو کہ خالقیت اور رازقیت اور
قیومیت تمام عالم کی ہو ہر ایک اشیا میں غور کرنے سے معلوم ہوتی ہو ہر مصنوع
دلالت کرتا ہو کہ اُس کے صانع نے اُس کو بنایا ہو کشتی دریا میں بغیر کشتیبان کے

سورۂ حدید

سورۂ ق

ایک مقام مقرر و مستقر ہے [illegible] اللہ کی تقدیر [illegible]
خلاق اکبر کے کن [illegible] قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي [illegible] اس سے بھی واضح ہوتا
ہے کہ [illegible] تعالیٰ [illegible] وجوہ سے
عقلمندی [illegible] حقیقت [illegible] بیان کرنے سے
مطلق عاجز [illegible] تعالیٰ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي یعنی کہو اے نبی روح میرے
رب کے حکم میں سے ہے باوجود اس بے شعوری کے معرفت ذات پاک خالق آسمان و
زمین میں اپنی عقل کو دخل دینا کمال نادانی ہے۔ ابیات

ہندس بسے جو پیدا زراز شاں	ندانند کہ چوں کردی آغاز شاں
پژوہندہ را یاوہ شد زاں کلید	کز اندازہ خویشتن در تو دید
کسے کز تو در تو نظارہ کند	ورقہا سے بیہودہ پارہ کند

حکمائی یونان و عجم و فرنگ نے صدہا شعبیں اپنی تدبیر سے نکالیں لیکن ایک چڑیا
یا مکھی یا چیونٹی مطابق خلاق بے نظیر کے نہ بنا سکے اطبائی مشرق و مغرب اگرچہ تمام
امراض جسمانی کے معالجات کرتے رہے مگر مرض موت کا آج تک علاج نہ کر سکے
ایک پردہ حائل ہونے سے کوئی عاقل اُس طرف کا حال بیان نہیں کر سکتا آسمانوں
کی اور ستاروں کی اصل حقیقت اہل ہیئت و ہندسہ ہرگز نہیں سمجھ سکتے یہ سب علم فلسفہ
ظنی اور شکی ہے کوئی کہتا ہے کہ آسمان کو گردش ہے کوئی کہتا ہے کہ زمین پھرتی ہے اگر ان لوگوں
کی رائے صحیح نفس الامر مطابق واقع ہوتی تو اُن میں کبھی اختلاف نہ ہوتا اذا تعارضا
تساقطا یعنی دو دلیلیں آپس میں مخالف ہوئیں دونوں قابل اعتبار نہ رہیں۔ پس کمال
عقلمندی یہ ہے کہ آدمی اپنی ذات کو اس مقام میں نادان اور طفل مکتب سمجھے اور جاہل

بہمہ تن اطاعت انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کی اور جمیع احکام الٰہی کی اپنے اوپر واجب
اور لازم جانے کہ یہ تمام علم یقینی ہے نہایت بہتری اور نیز سعادت دارین کی باتفاق
جملہ مذاہب وادیان اس تدبیر پر منحصر ہے اور ہمراہ دشمن اقربا [illegible]
کے خلق کے ساتھ اللہ کی معیت وقرب علمی ثابت کی ہے

چوتھی فصل ذکر نفی واثبات وفضیلت ذکر اسم ذات و دفع شبہات کے بیان میں

بعض لوگوں کو یہ شبہ واقع ہوا ہے کہ تلاوت قرآن مجید و سبحان اللہ والحمد للہ واللہ اکبر
اور درود شریف کے فضائل احادیث شریف میں وارد ہوئے ہیں پھر
لا الہ الا اللہ پر ذکر الٰہی کو منحصر کرنے کا کیا سبب ہے جواب اس کا یہ ہے کہ کوئی بزرگان
کرام نے نماز و نوافل و قرآن خوانی و سبحان اللہ والحمد للہ واللہ اکبر اور درود شریف
پڑھنا منع نہیں فرمایا بعد ادائی نماز فرائض و واجبات و سنن کے زیادہ ترجیح ذکر لا الہ الا اللہ
کی مدلل فرمائی ہے کما فی المشکوۃ فی باب ثواب التسبیح والتہلیل عن جابر قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم افضل الذکر لا الہ الا اللہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے اس کی یہ شرح
لکھی ہے فاضل ترین ذکر لا الہ الا اللہ است اگرچہ اذکار بسیار است و ہرچہ بداں یاد خدا
حاصل شود از اقوال و افعال ذکر است ولیکن ایں کلمہ توحید است و ایمان بے آں صحیح نہ
اشتغال و مداومت ایں کلمہ را خواص عجیب و اسرار غریب است در تطہیر باطن و تصفیہ
قلب و ظہور سری کہ مودع است در دل و لہذا اختیار کردہ اند مشایخ آنرا در تربیت مریداں
انہیں بزرگان نقشبندیہ نے بھی ذکر لسانی کرنا بعد ذکر خفی نفی و اثبات میں اور مراقبہ نفسی میں
فرمایا ہے اور تلاوت قرآن مجید اور درود شریف پڑھنا بعضی مراقبات میں تجویز کیا ہے

ہدایۃ الطالبین بخیر شرح تفسیر [illegible] کی شرح ہے وفی الاذکار للنووی - الذکر یکون بالقلب ویکون باللسان والافضل منہ ما کان بالقلب واللسان جمیعا فان اقتصر علی احدھما فالقلب افضل یعنی ذکر ہوتا ہے دل سے اور ہوتا ہے زبان سے اور بہتر وہ ذکر ہے جو دل سے ہو اور زبان سے بھی اگر ایک ہی پر کفایت کرے تو دونوں میں سے دل سے ہونا بہتر ہے اور بعضے لوگوں نے پوشیدہ کلام کیا ہے کہ ذکر اسم ذات کا یعنی اللہ اللہ بغیر مرکب کرنے دوسرے لفظ کے [illegible] مشروع [illegible] جیسے سبحان اللہ والحمد للہ [illegible] اللہ تعالیٰ فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ یعنی یاد کرو تم مجھکو یاد کروں گا میں تم کو قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ أَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ أَيًّا مَّا تَدْعُوا فَلَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنٰى یعنی کہدو [illegible] کہ پکارو تم اللہ کہکر یا پکارو رحمن کہکر جو نام لیکر پکاروگے پس اس کے سب نام بہتر ہیں قُلِ اللّٰهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِي خَوْضِهِمْ يَلْعَبُونَ یعنی کہو نام اللہ کا پھر چھوڑ دو ان کو کہ وہ اپنے غور میں کھیلتے ہیں یہ سب آیات جواز پر اسم ذات کے بلا ضم ضمیمہ دلالت کرتی ہیں اور کوئی حدیث عدم جواز سے خبر نہیں دیتی بلکہ صحیح مسلم کی حدیث سے جواز معلوم ہوتا ہے لا تقوم الساعۃ حتی لا یقال فی الارض اللہ اللہ جو فی الحال مذکور ہوئی یعنی نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ نہ کہا جاوے گا زمین میں اللہ اللہ دوسری وجہ یہ ہے کہ سُبْحَانَ اللّٰهِ دو لفظ مضاف و مضاف الیہ ہیں اس پر اطلاق کلام اور جملہ کا نہیں ہوسکتا ہے مثل غلام زید یعنی غلام زید کا جبکہ جار غلام زید کہا جائے تو کلام تمام ہوگا یعنی آیا غلام زید کا چنانچہ کافیہ میں مندرج ہے الکلام ما تضمن کلمتین بالاسناد یعنی کلام وہ لفظ ہے کہ شامل ہو دو کلموں کو ساتھ اسناد کے یعنی ایک مسند واقع ہو اور دوسرا مسند الیہ چنانچہ قام زید اس پر مخاطب کو سکوت جائز ہوگا اور تفسیر بیضاوی میں مرقوم ہے تحت قولہ

تعالی سُبحانک لا علم لنا سبحان مصدر لا یکاد یستعمل الا مضافا فمنصوب باضمار فعلہ یعنی لفظ سبحان مصدر ہی نہیں مستقل ہوتا مگر اُس حال میں کہ مضاف ہوتا ہے اور منصوب ہوتا ہے اُسکے فعل کو پوشیدہ کرنے سے پس سبحان اللہ کے ساتھ سبحت یا اسح فعل پوشیدہ تجویز کیا جاوے اُس وقت کلام کا اطلاق ہوتا اس طرح اسم ذات اللہ! اللہ منادی ہے اور منادی سے حرف ندا دور کرنا جائز ہے مثل یُوسُفُ اَعرِض عَن ھٰذا یعنی اے یوسف رو گردانی کر اس سے اور منادی کی تعریف کافیہ میں لکھی ہے ھو المطلوب اقبالہ بحرف نائب مناب ادعو یعنی منادی وہ ہے کہ طلب کیا جاتا ہے روبرو ہونا اُس کا بواسطہ ایک حرف کے جو قائم مقام لفظ ادعو کے ہے یعنی پکارتا ہوں میں پس لفظ ادعو کہ پوشیدہ ہے اُس کو ظاہر کر ادعو اللہ یعنی پکارتا ہوں میں اللہ تعالی کو موافق سبحت سبحان اللہ کے یعنی پاکی بیان کرتا ہوں میں پاکی اللہ کی ایسا سمجھنے سے اللہ اللہ کلام تمام ہو جاتا ہے مراد یہ ہے ادعو اللہ لیغفرلی ولیرحمنی یا اللہ انت معبودی انت مقصودی یعنی پکارتا ہوں میں اللہ تعالی کو تا کہ بخش دے مجکو اور رحم کرے مجھپر اے اللہ تو معبود میرا ہے تو مقصود میرا ہے پس بموجب قولہ تعالی اُدعُوا رَبَّکُم تَضَرُّعًا وَّخُفیَۃً وَاذکُر رَّبَّکَ فِی نَفسِکَ تَضَرُّعًا وَّخِیفَۃً وَّدُونَ الجَھرِ مِنَ القَولِ بِالغُدُوِّ وَالاٰصَالِ وَلَا تَکُن مِّنَ الغَافِلِینَ یعنی پکارو اپنے رب کو خوف سے پوشیدہ اور یاد کرو اپنے رب کو دل میں عاجزی اور خوف سے کم آواز بولنے سے صبح و شام اور نہ ہو غافلوں سے اَلَّذِینَ یَذکُرُونَ اللہَ قِیَامًا وَّقُعُودًا وَّعَلٰی جُنُوبِھِم یعنی وہ لوگ یاد کرتے ہیں اللہ تعالی کو کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر اور لیٹے ہوئے رِجَالٌ لَّا تُلھِیھِم تِجَارَۃٌ وَّلَا بَیعٌ عَن ذِکرِ اللہِ یعنی وہ لوگ ہیں کہ نہ غافل کرتی ہے اُن کو تجارت اور نہ خرید و فروخت

سورۂ بقرہ

سورۂ یوسف

سورۂ اعراف

سورۂ آل عمران

سورۂ نور

اللہ کے ذکر سے اِس واسطے ہر حال و ہر لحظہ و ہر آن ذکر اللہ جاری رہنا ضرور ہوا اور
بیع و شرا و معاملات دنیوی میں ذکر جاری رہنا لازم ہے جیسا کہ ان آیات سے مستفاد
ہوتا ہے پس سوائے ذکر خفی اسم ذات اور ذکر قلبی کے ممکن نہیں دل بیار دست بکار
اور خلوت در انجمن کا بھی یہی مضمون ہے لیکن کبھی ذکر قلبی اور کبھی ذکر لسانی ممکن ہے چنانچہ
تفسیر مدارک میں مراد ذکر قلبی و ذکر لسانی دونوں لکھی ہے تیسرا جواب یہ ہے کہ اعتراض
اُس وقت ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص ذکر اسم ذات زبان سے کرے لیکن طریقہ نقشبندیہ
مجددیہ کے اکابر اسم ذات کا ذکر خفی قلبی محض بتصور خیال سے ارشاد فرماتے ہیں
پس اِس صورت میں کوئی محل اعتراض نہیں اور قول الجمیل کے اشغال قادریہ
میں مرقوم ہے لعلک تقول فی اشتراط الضربات والتشدیدات ومراعاة اماکنها
فاقول جبل الانسان علی التوجه الی الجهات والاصغاء الی ایقاع النغمات و
ان تتردد فی نفسه الاحادیث والخطرات فوضعوا هذه الوضع سدا للتوجه الی
غیر نفسه وکبحا عن خطور الخطرات الخارجة لیتدرجوا منها الی حصر التوجه علی الله تعالی
یعنی شاید کہ تو کہے اے سالک کہ کیا حکمت ہے ضربات اور تشدیدات کی شرط اذکار میں
اور کیا فائدہ ہے اُن کے مقامات کی مراعات میں۔ میں اُس کے جواب میں کہتا ہوں
کہ انسان مخلوق ہے جہات مختلف کی طرف متوجہ ہونے پر اور آوازوں کی طرف کان
لگانے پر اور اسی پر مجبول ہے کہ اُس کے دل میں باتیں اور خطرات پھرتے رہتے ہیں تو
علمائے طریقت نے یہ طریقہ نکالا اپنے غیر کی طرف متوجہ ہونے کے روک دینے کا اور
خطرات بیرونی کے آنے سے باز رہنے کا تا آہستہ آہستہ اپنی ذات سے بھی توجہ ٹوٹ کر
اُس کا خیال فقط اللہ پاک سے لگ جاوے ایسے امور کو مخالف شرع شریف نہ سمجھنا

چاہیے جیسا کہ بعضے کم فہم سمجھتے ہیں مانند صرف و نحو کے کہ قرآن و حدیث سمجھنے کا وسیلہ
ہے یہ طریقہ بھی ذریعۂ وصول الی اللہ کا ہے بعدہ اشغال نقشبندیہ میں ذکر اسم ذات کی
کیفیت لکھتے ہیں ومنہ الاثبات المجرد کانہ لم یکن عند المتقدمین وانما استخرج خواجہ
محمد باقی او من یقرب منہ فی الزمان واللہ اعلم سمعت سیدی الوالد یقول النفی و
الاثبات افید للسلوک والاثبات المجرد افید للجذب صفتہ ان یخرج لفظۃ اللہ
من سرتہ بالشد التام ویمدھا حتی یصل الی ام دماغہ مع الحبس التدریج فی الزیادۃ
حتی ان منہم من یقولہا فی نفس واحد الف مرۃ یعنی منجملہ ذکر کے اثبات مجرد ہے یعنی فقط
اللہ کا لفظ ذکر کرے بدون نفی اور اثبات وغیرہ کے اور گویا کہ یہ ذکر متقدمین نقشبندیہ
کے نزدیک نہ تھا اس کو خواجہ محمد باقی باللہ علیہ الرحمۃ یا ان کے کسی قریب العصر نے نکالا
ہے واللہ اعلم بالصواب

میں نے اپنے والد مرشد سے سنا فرماتے تھے کہ نفی اور اثبات سلوک کے واسطے
مفید تر ہے اور اثبات مجرد جذب اور کشش کے واسطے زیادہ تر مفید ہے اور طریقہ اثبات مجرد
کا یہ ہے کہ اللہ کے لفظ کو اپنی ناف سے بشدت تمام نکالے اور اس کو کھینچے یہاں تک
کہ اس کے دماغ کی جھلی تک پہنچے حبس دم کے ساتھ اور اندک اندک زیادہ کرتا جائے
یہاں تک کہ بعضے نقشبندی ایک دم میں اس کو ہزار بار کہتے ہیں پس اگر اسم ذات بدعت
سیئہ و خلاف سنت ہوتا تو شاہ ولی اللہ صاحب اس کی یہ تعریف و توصیف نہ فرماتے
اور متقدمین نقشبندیہ کے نزدیک مروج نہ ہوتا ذکر اسم ذات کا ایک حال اپنی آنکھ سے
ہیں لیکن لفظ کانہ اور حرف او دلالت شک پر کرتے ہیں بر تقدیر ایک طریقہ میں کر اسم ذات
معمول بہ نہ ہونے سے دوسرے طریقوں میں عمل نہ ہونا ثابت نہ ہوا۔

پانچویں فصل تاثیر توجہ اور وجد حال کے بیان میں

واضح ہو کہ توجہ اور نظر اور دعا انبیا اور اولیا کی تاثیر عظیم رکھتی ہیں کہ سالہا سال کی ریاضت
اور عبادت ایک نظر اور ایک توجہ کے برابر نہیں ہو سکتی اور اُن کی زبان مبارک سے
بھی جو اجازت یافتہ ہیں انکی بھی توجہ اور دعائیں سب درجات اُن کے تاثیر قیامت
تک باقی ہے چنانچہ رفاعیہ ہیں جو ضرب شمشیر و خنجر اپنی ذات پر یا دوسرے پر مارتے ہیں
زخم اس کا تاثیر لب سے فی الفور درست ہو جاتا ہے یہ تو مثال ظاہری ہے لیکن دلوں کو
طالبوں کے اللہ تعالی کی طرف لگا دینا اور محبت دنیا دور کر دینا حسب استعداد طالب کے
پیران کبار کی بڑی کرامت ہے کہ یہ دولت عظمیٰ برکت سے سلسلہ صحبت کے بطور وراثت
حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت سے چلی آ رہی ہے اور کمال اس کا محویت
اور استغراق محبت الٰہی میں ہے کہ انتہا اس کا فنا فی اللہ و بقا باللہ ہے عین سعادت ابدی و
عمدہ ثمرہ شجرہ زندگی ہی ہے کما قال اللہ تعالیٰ اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا
ترجمہ اس کا پیشتر لکھا گیا جیسا کہ قول مشہور ہے الاستقامۃ فوق الکرامۃ یعنی قائم رہنا
احکام اسلام پر فوق ہے کرامت پر مولانا شاہ عبد العزیز صاحب تحت تفسیر اس دعائی
حضرت ابراہیم و حضرت اسمعیل علیہما السلام کے لکھتے ہیں کہ اس آیت سے مقبول ہونا
مقصودان جناب الٰہی کی دعا کا اور اثر ہونا اُن کی توجہات کا ثابت ہے رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْہِمْ
رَسُوْلًا مِّنْہُمْ یَتْلُوْا عَلَیْہِمْ اٰیٰتِکَ وَیُعَلِّمُہُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَیُزَکِّیْہِمْ اِنَّکَ
اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ یعنی اے رب ہمارے مقرر فرما ہماری اولاد میں سے رسول اپنا اُن میں
سے پڑھے اُن پر آیتیں تیری اور سکھا دے اُن کو کتاب اور حکمت اور آراستہ اور پاک
کرے اُن کو بیشک تو ہی ہے زبردست حکمت والا چنانچہ عبارت تفسیر یہ ہے یعنی بیاموز
ایشاں را سرے و حکمتے کہ در ہر ہر حکم آن کتاب و ہر ہر لفظ آن کتاب مودع و مستور است
تا علم ظاہر و علم باطن را جامع شوند زیرا کہ علم باطن بے علم ظاہر موجب زندقہ و الحاد میگردد

وعلم ظاہر بے علم باطن تتقشف بارو وحیلہ بازی سیکشد وچون تعلیم وتعلم حدی وارد منقطع زیرا
کہ نہ قوت معلم تتعلیم ہر چیز کفایت می کند ونہ قوت متعلم بحفظ ہر ہر نکتہ وفا می نماید پس باید کہ برائی
تحصیل ملکہ اخذ علوم از غیب ایشاں را بمرتبۂ نبوت صناعی کہ عبارت از ولایت است
برساند وتزکیہ یعنی ولوح نفوس وارواح ایشاں را پاک کند از کدورائی کہ حجاب معرفت
عیانی گشتہ اند وآئینہ استعدادات ایشاں را تصقیل تمام نماید تا خود بخود تعلیم وتعلم از
جائیکہ القائی علوم غیبیہ بر لوح مدرکہ آں پیغمبری باشد بر ایشاں ہم شود وباین تربیت کہ بنہایت
برسد ایشاں را مانند خود سازد در انکشاف حقائق الٰہیہ مگر ہمیں قدر کہ نبوت اصلی ندارند گویا
حضرت ابراہیم وحضرت اسمٰعیل دانستند کہ ایں پیغمبر خاتم المرسلین خواہد شد وبعد از وی
رسولی خواہد آمد پس ناچار در اُمت او اثر نبوت کہ ولایت است علی مر الدہور والاعصار
باقی ماند تا آں اُمت بقدر امکان از فیض نبوت بے بہرہ نماند۔

چوں کہ گل رفت وگلستاں شد خراب	بوی گل را از کہ جوئیم از گلاب

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان للہ ملائکۃ یطوفون
فی الطرق یلتمسون اھل الذکر فاذا وجدوا قوما یذکرون اللہ تنادوا ھلموا الی حاجتکم
قال فیحفونھم باجنحتھم الی السماء الدنیا یعنی بیشک اللہ تعالی کے چند فرشتے ہیں کہ تلاش
کرتے ہیں ذاکرین کو پس جب پاتے ہیں ایک قوم کو کہ وہ ذکر کرتی ہے اللہ کا ہر ایک دوسرے
گروہ کو اپنے پکارتے ہیں کہ آؤ طرف مقصد اپنے کے پس ڈھانپ لیتے ہیں اُن کو اپنے
بازوؤں اور پروں سے آسمان دنیا تک اِس حدیث کے آخر میں ہے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے
فاشھدکم انی قد غفرت لھم قال یقول ملک من الملائکۃ فیھم فلان لیس منھم انما جاء لحاجۃ قال ھم
الجلساء لا یشقی جلیسھم رواہ البخاری یعنی پس گواہ رہو تم کہ بیشک میں نے بخشدئے
سب گناہ اُن کے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ عرض کرتا ہے ایک فرشتہ اُن
فرشتوں میں سے کہ اُن لوگوں میں فلاں شخص ہے کہ نہیں ہے ذاکرین سے سوائے اِسکے
کہ آیا تھا کام کے واسطے فرماتا ہے اللہ تعالی وہ لوگ ایسے ہم نشین ہیں کہ بدبخت نہیں ہوتا

ابوبکر را سلام فرمودہ است وی پرسد کہ بگو دریں فقر از من راضی ہستی یا کدورتی داری حضرت
ابوبکر رضی اللہ عنہ را چوں شنیدند ایں حالتی بدو داد کہ بر مثال ارباب سکر مست شدہ می گفتند
کہ من چہ کدورتے از پروردگار خود دارم و بار بار ایں فقرہ را می سرائیدند کہ انا عن ربی
راض انا عن ربی راض یعنی میں اپنے رب سے راضی ہوں میں اپنے رب سے راضی
ہوں اس حدیث کو مولانا شاہ ولی اللہ صاحب نے قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین
کے مقدمہ سابقہ میں اور بغوی نے بیچ معالم التنزیل کے تفسیر سورۂ حدید میں لکھا ہے کہ
حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ کے کلام کی اور انکی توجہ کی یہ تاثیر تھی کہ ہمام بن عباد
وغیرہ نے عرض کی کہ آپ کے محبوں کی کیا صفات ہیں ارشاد ہوا ہم العارفون باللہ
العاملون بامر اللہ یعنی وہ لوگ ہیں پہچان نے والے اللہ تعالی کے عمل کرنے والے
ہیں حکم پر اسکے ایسی بہت صفات بیان فرماتے رہے اور کاندھے پر ان کے دست
مبارک رکھے رہے پس ہمام کہ عابد و زاہد و کامل تھے ایک نعرہ مار کر بیہوش ہو کر گرے
اور فی الفور دنیا سے انتقال کر گئے چنانچہ یہ حال بتفصیل صواعق محرقہ و اشاعۃ الاشراط
میں مذکور ہے اور بہجۃ الاسرار مطبوعہ مصر صفحہ ۴۹ میں یہ مضمون مندرج ہے کہ جب حضرت
محی الدین سید عبد القادر جیلانی اثنائے مجلس وعظ میں فرماتے مضی القال وعظنا بالحال
یعنی گذر گئی گفتگو نصیحت کرتے ہیں ہم ساتھ حال کے پس لوگوں کو اضطراب شدید بہت
ہوتا اور وجدان میں داخل ہوتا اور قول الجمیل میں مرقوم ہے اما ھذہ التصرفات عند کبرائہم
اصحاب الفناء فی اللہ والبقاء باللہ فلہا شان عظیم واما عند سائرہم فالتاثیر فی
الطالب ان یتوجہ الشیخ الی نفسہ الناطقۃ ویصادمہا بالہمۃ التامۃ القویۃ ثم یستغرق
فی نسبتہ بالجمعیۃ وھذا بعد ان تکون نفس الشیخ حاملۃ لنسبۃ من نسب القوم وکانت
ملکۃ راسخۃ فیہا فتنتقل نسبتہ الی الطالب علی حسب استعدادہ ومنہم من یشوب بہذا التوجہ
الذکر والضرب علی قلب الطالب اذا غاب الطالب فانہم یتخیلون صورتہ ویتوجہون الیہا
یعنی اس قسم کے تصرفات کاملین نقشبندیوں کے نزدیک جو فنا فی اللہ اور بقا باللہ کے

لوگ جب ان کی اندرونی شان عظیم تھی اور انکا درجہ سوا باقی متوسطین کے نزدیک طالب
میں تاثیر کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ مرشد غالب کے نفس ناطقہ کی طرف متوجہ ہو کر اپنی پوری
قوی ہمت سے کہ بالکل بیخبر و بے حواس ہو جاتے اپنی نسبت میں تصرف ظاہر سے اور یہ تصرف
اس کے بعد ہوگا کہ نفس مرشد کی نسبت کا مثال ہوا ان بزرگوں کی نسبتوں میں سے
اور اس نسبت کا اس پر غلبہ پا جائے ہو کہ پرتم اس کے قابو میں ہو پھر مرشد کی نسبت طالب
کی طرف منتقل ہوگی اس کی لیاقت و استعداد کے موافق اور بعضے نقشبندی اس توجہ
کے ساتھ ذکر کو اور طالب کے دل پر ضرب لگانے کو بھی ملا دیتے ہیں اور جبکہ طالب
غائب ہو تو اس کی صورت کا خیال کرتے ہیں اور اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں یعنی
غائب کو توجہ دیتے ہیں اس کی صورت کو خیال کرکے چنانچہ اویس قرنی اور غوث
اعظم اور اکثر اولیاء اللہ کو حصول فیض روحانی طرف سے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی
منقول ہوئیں مجلس توجہ پیران کبار کی وہ حلقہ ذکر اللہ ہے جس کو سید العالمین نے هم
الجلساء لا یشقی جلیسہم فرمایا یعنی وہ لوگ ایسے اہل مجلس ہیں کہ نہ بدبخت ہوگا ہم نشین انکا
اور پیران کبار کا وہ مرتبہ عالی ہے جو ارشاد ہوا ہے اذا رؤا ذکر اللہ یعنی وہ لوگ جس وقت
دیکھے جاتے ہیں یاد آتا ہے اللہ تعالی یا مجلس مراقبہ ہے کہ یَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ اس کی طرف اشارہ ہے اور اہل مجلس کاروبار دنیوی چھوڑ کر باعتقاد
تمام حاضر حلقہ ہوتے ہیں انکا حال مطابق اصحاب صفہ کے ہے جو عاشقان جمال احمدی
تھے اور آیہ شریفہ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهٗ — سورۂ انعام
ان کی شان میں نازل ہے یعنی اور دور نہ کرو اے نبی ان لوگوں کو کہ پکارتے ہیں اپنے رب کو
صبح و شام یعنی تمام رات دن طالب ہیں اللہ سبحانہ کی ذات کے وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ
الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَیْنٰکَ عَنْهُمْ — سورۂ کہف
تُرِیْدُ زِیْنَةَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِکْرِنَا وَاتَّبَعَ
هَوٰىهُ وَکَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا یعنی اور ثابت رکھو اے نبی اپنی ذات کو ساتھ

اُن لوگوں کے کہ پکارتے ہیں اپنے رب کو صبح و شام یعنے رات دن طالب ہیں اللہ تعالی کی ذات کے اور نہ پھریں آنکھیں تمھاری اُن سے ایسی کہ ارادہ کرو تم زینت و مال دنیا کی زندگی کے اور نہ اطاعت کرو اُس شخص کی کہ غافل کر دیا ہم نے اُس کے دل کو اپنی یاد سے کہ وہ پیچھے لگا ہی اپنی خواہش نفسانی کے اور ہی کام اُس کا اپنی حد پر نہ رہنا تفسیر مدارک و بیضاوی اور معالم التنزیل میں لکھا ہی کہ جب عرض کی سرداران قریش نے سید العالمین صلی اللہ علیہ سے کہ آپ دور کردوان غریب لوگوں کو اپنی صحبت سے یعنی سلمان فارسی و خباب و بلال و صہیب و عمار و عبداللہ بن مسعود وغیرہ کو تو ہم آپکے ہم نشین رہیں گے ارشاد ہوا کہ میں دور نہ کروں گا مومنین کو پھر عرض کی اکابر قریش نے ہمارے واسطے ایک دن مقرر کرو اور اُن کے واسطے ایک دن اور اس باب میں دست آویز تحریری چاہی پس طلب فرمایا حضرت نے علی مرتضی کو لکھنے کے لیئے پس وہ فقرا خدمت بابرکت سے اُٹھکر ایک طرف ہو بیٹھے اس وقت یہ آیتیں نازل ہوئیں پس پھینکدی حضرت نے وہ دستاویز اور حاضر ہوئے وہ فقرا خدمت والا میں تب معانقہ کیا حضرت نے فقرا سے اور حمد و شکر اللہ تعالی کا بجالائے کہ مجھکو حکم فرمایا کہ ثابت رکھوں اپنی ذات کو ساتھ ایک قوم کے اپنی اُمت سے تمھارے ساتھ زندگی ہی اور تمھارے ساتھ موت ہی پھر رونق بخش رہے سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم درمیان مجلس فقرا رمہاجرین کے پس حلقہ کیئے اُن لوگوں نے اُس وقت ارشاد ہوا کہ بشارت ہی تم کو ای فقرائے مہاجرین ساتھ نور کامل کے روز قیامت میں داخل ہوگے تم جنت میں پانچسو برس پہلے غنی لوگوں سے ہرگاہ کہ یہ گروہ خاص دنیا کی کدورات و نجاسات باطنی سے پاک و صاف رہتے ہیں اللہ تعالی اُن کو مستجاب الدعوات کرتا ہی اور کشف و کرامات و خوارق عادات سے اُنکو سرفراز فرماتا ہی اور جو کوئی باعتقاد تمام اُن کے ہاتھ پر بیعت توبہ کرتا ہی اور مرید ہوتا ہی حتی الامکان گناہوں کے مرتکب ہونے سے باز رہتا ہی اور اس بیعت کی یہ تاثیر ہوتی ہی اور ایک ارشاد کی یہ ہدایت دل میں محکم ہوجاتی ہی

سورۂ رعد سورۂ شوریٰ

کہ عالم بے عمل کی ہزار وعظ و نصیحت میں یہ تاثیر نہیں ہوتی یہ بحض خلوص نیت و تقوی
و صفائی باطن و طہارت دائم کا سبب ہے کہ برکت سے اتباع انبیا کے انوار ہدایت
ظہور میں آتے ہیں قال اللہ تعالی وَاِنَّكَ لَتَهْدِىْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ یعنی اے
نبی تم ہدایت کرتے ہو طرف راہ راست کے وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ یعنی ہر ایک قوم
کے واسطے ایک رہنما اللہ تعالی نے مقرر فرمایا ہے اور طریقہ ہدایت کا اس طرح تبلایا گیا
وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا
یعنی قسم ہے نفس انسانی کی اور قسم ہے اس حکمت الٰہی کی کہ درست کیا ہے اس نفس کو پس
الہام کی اسکو بدکاری اس کی اور تقوی اس کا تحقیق نجات پائی جس نے پاک کیا اس
نفس کو اور تحقیق نقصان پایا جس نے گمنام کیا اسکو اس آیت کے تحت میں صاحب
فتح العزیز نے حالات ترکیہ نفس بتفصیل تمام خوب لکھے ہیں وہ مقام دیکھنے کے قابل
ہے مختصر اس میں سے یہ مضمون ہے کہ قرآن مجید میں مضمون فلاح چند اعمال کے باب میں
وارد ہوا ہے سورۂ بقرہ و سورۂ توبہ اور شروع آیات سورۂ مومنون و سورۂ روم وغیرہ میں
اس کا لحاظ ضرور ہے پس پیران کبار کہ قائم مقام اور وارث انبیا کے ہیں تمام عالم انکے
انوار ہدایت سے تابان و درخشان ہے ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ یہ فضل اللہ

سورۂ آل عمران

تعالی کا ہے دیتا ہے جس کو چاہتا ہے اور نتیجہ توجہات و مراقبات و اذکار کا یہ ہے کہ خواہش
نفسانی طالب حق کی بالکل فانی ہو جائے اور سالک بہرحال احکامات و رضای الٰہی
میں قائم رہے کہ فنا فی اللہ و بقا باللہ کا یہ مضمون ہے

رو در وگم شو وصال این ست و بس	تو مباش اصلا کمال این ست و بس

اگرچہ حالت وجد ایک امر عارضی ہے کہ کسی وقت قلب سالک پر وارد ہوتی ہے لیکن مقصود
ویزکیہم سے اور قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا سے تزکیۂ نفس و قلب ہے دعا اور توجہ سے ہادیان
راہ حق کی یعنی ایک تو پاک کرنا ہے خصایل ذمیمہ یعنی بدخصلتوں سے کہ یہ امراض باطنی ہیں
مثلاً غضب بغیر سبب شرعی کے اور تکبر و حسد و کینہ و ریا و بخل و انکار طاعات و ارتکاب

محرمات وغیرہ امور اور وہ بعد اس کے اختیار کرنا ہی اخلاق حسنہ یعنی عادات نیک کا مانند تواضع
وسخاوت وصبر و توکل وحسن اخلاق اور خلوص نیت ہر کام کے واسطے ضروری ہے چنانچہ
بخاری نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے یقول سمعت رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم یقول انما الاعمال بالنیات وانما لامرء ما نوی فمن کانت ہجرتہ الی دنیا یصیبہا او الی امرأۃ ینکحہا
فہجرتہ الی ما ہاجر الیہ یعنی سوائے اس کے نہیں کہ اعتبار کاموں کا بسبب نیتوں کے
ہی اور سوائے اس کے نہیں کہ واسطے مرد کے ہے جو کہ نیت کی اس نے پس جو شخص
کہ ہو ہجرت اسکی طرف دنیا کے کہ پہنچے اسکو یا کسی عورت کی طرف جس سے نکاح کرے
پس ہجرت اسکی اسی چیز کی طرف ہے کہ ہجرت کی اس نے اور بجالانا عبادات کا اور جمیع
احکام الٰہی کا بخوشی و رغبت تمام لازم ہے کہ مقصود اصلی اس سے نجات ابدی و قرب
رضائے الٰہی ہے بیان خصائل حسنہ و ذمیمہ کا احیاء العلوم و کیمیائی سعادت
وغیرہ میں بتفصیل موجود ہے

سبحان اللہ پیران کبار عجیب اطبائی روحانی ہیں کہ امراض باطنی کا علاج کیا خوب
کرتے ہیں جیسا کہ اطبائی یونانی امراض جسمانی کا معالجہ با احتیاط کرتے ہیں طبیب کبھی دوائے
تلخ حسب مقتضائے حال بیمار دیتے ہیں اور کبھی مسہل اور کبھی فصد لیتے ہیں اس طرح
پیر حکما سے روحانی صبر اور صوم و ریاضت و کثرت عبادات کا حکم حسب مصلحت مزاج
سالک فرماتے ہیں لیکن ذکر اللہ بہت عمدہ یاقوتی بیش بہا اور مفرح جان بخش ہے کہ
ترکیب اس کی بغیر توجہ ان لقمان صفتوں کے تاثیر کامل حاصل نہیں کرتی ہے جیسا کہ مقدار
وزن ہر ایک دوا کا علیحدہ ہوتا ہے اور وقت استعمال ہر ایک کا جدا ہوتا ہے اور ہر مفرحات
وجوارشات کے بنانے کی ترکیب علیحدہ ہوتی ہے ویسا ہی ہر ذکر و شغل کے اوقات
مقرر کرنا بعدد مقررہ برعایت طاق ایک امر ضروری ہے مثلاً حضرت خاتم النبیین
صلی اللہ علیہ وسلم نے سبحان اللہ والحمد للہ پڑھنے کے واسطے عدد طاق ثلثا و ثلثین اور
وقت اس کے پڑھنے کا بعد نماز فرض اور قریب وقت خواب بتایا ہے اور تسبیحات رکوع

وسجود ہر نماز میں بعد وطاق مسنون ہے اور صبح کے اوراد علیحدہ اور شام اور تہجد وغیرہ کے
علیحدہ ارشاد ہوئے ہیں اگرچہ بہر حال اذکار وقرآن کا پڑھنا ہر ایک زمان ومکان پاک
میں بہتر ہے لیکن جو اذکار وآیات قرآنی وادعیات اُن کے اوقات مقررہ ومقامات معہودہ
پر پڑھے جاویں اور رعایت اُن کے تعداد کی حسب ارشاد کی جاوے کہ وقوف
عددی اُس کو فرمائے ہیں اُس کے تاثیرات وبرکات بدرجہ کمال ہوتی ہیں گویا روح
اُس عمل کی یہ ہے کہ اُس میں اتباع کامل انبیا اور اولیا کی ہوتی ہے کہ وہ عین مرضی وخوشنودی
جناب الٰہی ہے کما قال تعالیٰ قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ یعنی کہو اے
نبی کہ اگر دوست رکھتے ہو تم اللہ کو پس اطاعت اور اتباع میری کرو دوست رکھے گا
تم کو اللہ تعالیٰ۔ اگرچہ صرف پڑھنا قرآن شریف واذکار وادعیات کا بغیر لحاظ تعداد و
زمان ومکان کے بھی خالی برکات وتاثیرات وثواب سے نہیں لیکن مرشد اجازت
یافتہ کے ارشاد کے مطابق اور اُستادوں کی تعلیم وتلقین کے موافق پڑھنے سے
اُس کی برکات وتاثیرات وثوابات صد چند ہو جاتے ہیں علیٰ ہذا القیاس حسن نیت
واکل حلال وصدق مقال بھی امر ضروری ہے لیکن رکن اعظم اور مدار کار تاثیر اذکار میں
اور تصفیہ قلب اور امراض باطنی کے دور کرنے کے واسطے اور کمالات روحانی حاصل
کرنے کے لئے اجازت وتوجہ خاص مرشد کامل کی ہے وہ اکسیر اکبر بلکہ بہتر صد ہزار اکسیر
سے ہے مثلاً قرآن مجید اور حدیث شریف کے الفاظ کی تصحیح اور تجوید اور سمجھنا معانی کا
بغیر اُستاد کے ممکن نہیں جو شخص استعداد حرف شناسی سے پڑھ لیتا ہے اُستادوں کے
روبرو جب پڑھتا ہے تو بہت غلطیاں اُس کی ظاہر ہوتی ہیں جب علما استعداد کو طالب علم
کی کامل دیکھتے ہیں تب اجازت علم پڑھانے کی اُس کو دیتے ہیں پس حصول ثواب
اور مقبولیت تلاوت قرآن وغیرہ کے بھی درجات عنداللہ مقرر ہیں چنانچہ بہ نسبت غلط
پڑھنے والے کے صحیح پڑھنے والے کا درجہ زائد ہے اُس سے زائد حسن نیت کا درجہ ہے
اُس سے زیادہ فہم معانی کے ساتھ خوف ورجا سے رونے والے کا مرتبہ ہے اور جو کوئی

اہل اسلام کو معانی قرآن سمجھاوے اور مسائل احکام الٰہی بیان کرے یا مسائل جدید
اُس سے ثابت کرے جیسا کہ مجتہدین شریعت و طریقت نے مساعی جمیلہ فرمائی ہیں
ان لوگوں کے مراتب و مناقب سب سے اعلیٰ و افضل ہیں قال تعالیٰ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَۃِ فَلَہٗ
عَشْرُ اَمْثَالِہَا یعنی جس نے عمل نیک کیا ثواب اُس کا دس حصے اُس کے برابر ہے اور ثواب
زیادہ مقبول عمل کا اُس سے زیادہ بیان ہوا ہے مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَہُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ
کَمَثَلِ حَبَّۃٍ اَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ کُلِّ سُنْبُلَۃٍ مِّائَۃُ حَبَّۃٍ وَاللّٰہُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ
یعنی مثال اُن لوگوں کی جو خرچ کرتے ہیں اپنے مال اللہ کی راہ میں مثال ایک دانہ کی
ہے کہ نکلے اُس کے جھاڑ میں سے سات خوشے ہر ایک خوشے میں سو سو دانے ہیں
اور اللہ سبحانہ دو چند کرتا ہے جس کے واسطے کہ چاہتا ہے اس واسطے پیران کبار سے
اجازت و تلقین ہونا اذکار و اشغال کا مع آداب مقررہ اُس کے ضرور ہے جب تک
سب شرائط مقرری ادا نہ کیجاوین تاثیر کامل نہ ہوگی اور ثواب عظیم اُس قدر حاصل نہ ہوگا
جو کوئی اجازت یافتہ نہیں وہ ناقص ہے وہ دوسرے شخص کو کامل نہیں کرسکتا محدثین کے
نزدیک بھی سند اور اجازت اور بیان کرنا سلسلۂ راویوں کا ضرور رہی اور عملیات میں بھی
اجازت عاملان اجازت یافتہ کی ضرور رہی بغیر اجازت کے تاثیر کامل نہیں ہوتی اجازت دینا
ہر ایک اجازت یافتہ کا یہی تاثیر رکھتا ہے کہ اکثر فقرائی طریقۂ رفاعیہ ضرب شمشیر و خنجر سے
اپنے جسم کو کاٹتے ہیں اور فی الفور وہ زخم درست ہو جاتا ہے پس اگر کوئی شخص زبان عربی
یا فارسی سے واقف ہو لیکن اُستاد سے مضامین کتب فقہ یا صرف و نحو یا شاعری یا
اعمال حساب نہ سیکھا ہو تو فقط کتب فقہ وغیرہ یا کتاب حساب کے دیکھ لینے سے مسائل فقہ
وغیرہ کا کما حقہ ماہر نہیں ہوسکتا ہے اور عمل جذر ضرب تقسیم و کسور و اربعہ تناسبہ وغیرہ ہرگز
صحیح طور پر بغیر سمجھائے اُستاد کے نہیں کرسکتا ہے ایسا ہی بغیر اجازت مرشد کامل کے اگر
کوئی شخص ذکر و شغل کرے تو نتیجہ اُس کا تصفیۂ قلب و کمالات باطنی و قرب الٰہی حاصل نہیں
ہوتا جیسا کہ بغیر اُستاد کے قرآن شریف ترتیل کے ساتھ کوئی پڑھ نہیں سکتا بلکہ صناعی میں

بھی ایسی ہی عادت انسانی ہے کہ آہنگری و نجاری و بافندگی و زرگری و خیاطی وغیرہ کے کام کوئی شخص بغیر تعلیم اُستاد اُس پیشہ کے اپنی عقل سے برابر اُستاد کے ہرگز کر نہیں سکتا چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے عقد الجید میں یہ تمثیل لکھی ہے۔

ہیچ چیزے خود بخود چیزے نشد	ہیچ آہن خود بخود تیزے نشد
مولوی ہرگز نشد ملائے روم	تا غلام شمس تبریزی نشد

لہٰذا صفحہ ۳۹ جلد سوم مجموعہ ملفوظات جناب پیر مرشد حضرت مولانا محمد نعیم المعروف بہ مسکین شاہ صاحب مدظلہ العالی کے مکتوب دہم میں ارشاد ہوا ہے "طریقہ توجہ کردن این ست کہ طالب را روبرو وے خود نشانند نشان قلب با و دادہ بطرف قلب خود متوجہ باشند و خود را مثل عینک خالی دانستہ متوجہ باو سبحانہ تعالی کہ محبوب حقیقی ست شدہ بعجز و انکسار تمام در دل بگذرانند الٰہی من کدام کہ این درویش را توجہ کنم پس ما ہر دو بندگان تو و غلامان حبیب تو ایم" حاصل نقل سے اِس عبارت کی یہ ہے کہ مرشدان طریقت اپنی ذات کو مستقل دینے والے فیض کے نہیں سمجھتے ہیں اور مریدین بھی اپنے مرشدوں کو ایک وسیلہ اپنا جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت رب العالمین کے حضور میں سمجھتے ہیں اِس قسم کا توسل انبیا و اولیا کا جناب الٰہی میں لا نا عین سعادت ابدی ہے چنانچہ قولہ تعالی وَابْتَغُوْٓا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ کا بیان اور احادیث توسل انبیا و اولیا اس رسالے میں مذکور ہوئے ہیں پس مثل عینک اپنی ذات کو خالی سمجھنا اور القائے فیض کی اللہ تعالی سے دعا کرنا کمال توحید ہے اور بالکل ہمہ جہت استعانت خلاق اکبر سے کرنا عین عبادت ہے بسبب ربط سلسلہ بیعت کے بذریعہ پیران کبار بوسیلہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے جناب الٰہی سے فیض و برکات مجلس توجہ پر نازل ہوتے ہیں کما قال تعالی قَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰہُ سَیُؤْتِیْنَا اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ وَرَسُوْلُہٗ یعنی اگر وہ لوگ کہتے کہ بس ہے ہم کو اللہ تعالی دیگا ہم کو اللہ تعالی اپنے فضل سے اور اپنے رسول کے طفیل سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انا ابو القاسم اللہ یعطی و انا اقسم کما فی الجامع الصغیر عن ابی ہریرۃ یعنی میں ابو القاسم ہوں

اللہ تعالی دیتا ہی اور میں تقسیم کرتا ہوں اور مشکوٰۃ کے کتاب العلم میں بحوالہ بخاری و مسلم روایت ہی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے من یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ فی الدین وانما انا قاسم واللہ یعطی یعنی جس کے واسطے کہ اللہ بہتری چاہتا ہی فہم و دانائی دین میں اس کو دیتا ہی سوائے اس کے نہیں کہ میں تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ تعالی دینے والا ہی اور مقولہ عیسی علیہ السلام جو قرآن مجید میں منقول ہوا وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِيْ بُيُوْتِكُمْ یعنی خبر دیتا ہوں تم کو جو کہ تم کھاتے ہو اور جمع کرتے ہو اپنے گھروں میں اور جبرئیل علیہ السلام نے جو کہ بی بی مریم سے کہا تھا اِنَّمَا اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا یعنی سوائے اس کے نہیں کہ میں رسول ہوں تمہارے رب کا تاکہ دیتا ہوں میں تم کو بیٹا پاک لہذا اگر کوئی شخص رزق دینے والا اور عطا کرنے والا مستقل طور پر بادشاہ کو سمجھے اور رب العالمین کا بالکل دخل اس میں نہ سمجھے تو وہ مشرک ہی اور جو کوئی اللہ تعالی کو رزاق مستقل سمجھکر بادشاہ کو اپنا ذریعہ جانے تو کچھ قباحت نہیں جیسا کہ جبرئیل علیہ السلام نے بیٹا دینے کی نسبت اپنی طرف کی یہ نسبت مجازی ہی حقیقت میں بیٹا دینے والا اللہ تعالی ہی پس جیسا کہ شکر منعم حقیقی یعنی شکرانہ اللہ تعالی کا فرض ہی کما قال وَلَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ یعنی اور اگر شکر کروگے تم البتہ زیادہ دوں گا میں نعمت تم کو اور اگر ناشکری کروگے تم بیشک عذاب میرا سخت ہی ایسا ہی شکر گذاری ان لوگوں کی کہ جن کے ذریعہ سے نعمت پہنچی ہی واجب ہی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ لَمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللّٰهَ جامع صغیر میں بحوالہ ترمذی روایت ہی یعنی جس نے شکر گزاری نہ کی لوگوں کی نہ شکر کیا اللہ کا پس واسطۂ نعمت الہی انبیا و اولیا و مجتہدین و مرشدین و معلمین و والدین ہیں انکے حقوق تعظیم و محبت و اطاعت جو کوئی بجا نہ لاوے اس کے لئے دارین کی خرابی ہی اس سبب سے کہ اس نے اللہ تعالی کی ناشکری کی خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ یعنی نقصان پایا دنیا و آخرت میں یہ نقصان ظاہر ہی —

سورۂ آل عمران

سورۂ مریم

سورۂ ابراہیم علیہ السلام

سورۂ حج

چھٹی فصل لطائف سبعہ کے بیان میں

واضح ہو کہ لطائف سبعہ یعنی قلب و روح و سر و خفی و اخفی و نفس و قالب جو آدمی کے جسم میں بدریافت و تتبع حال انسان و کشف و الہام پیران کبار نے مقرر کئے ہیں علمائے ربانیین نے بھی اس کو مسلم رکھا اور مستحسن سمجھا ہے چنانچہ شاہ عبد العزیز صاحب نے تفسیر فتح العزیز میں تحت آیہ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ لکھا ہے یعنی یاد کن نام پروردگار خود را بر سبیل دوام در ہر وقت و در ہر شغل ہمراہ ہر عبادت خواہ در اثنائے آں و خواہ در اول و آخر آں و خواہ بزبان و خواہ بقلب خواہ بروح و خواہ بسر و خواہ بخفی و خواہ باخفی خواہ بنفس و خواہ در روز و خواہ در شب ذکر لسانی خواہ بجہر باشد و خواہ بخفیہ و نام پروردگار ہم خواہ اسم ذات باشد یا اسم اشارت کہ ھو است یا اسمی یا ز اسمائے حسنیٰ کہ او را مناسبت بانفس سالک و وقت و حال او بیشتر باشد و اہم مہمات آنست کہ ہیچ لمحہ و ہیچ نفس غافل نباشد و ہیچ شغل و عمل ازیں یاد باز نماند" اور شاہ ولی اللہ صاحب نے الطاف القدس میں تحریر فرمایا ہے فصل سوم در تہذیب لطائف ثلثہ بازہ بوجہیکہ حکمت خلقی تقاضا می کند انشعاب لطیفہ انسانیہ بسہ شعبہ قلب[1] و عقل[2] و نفس[3] بہ نقل و عقل ثابت است در حدیث حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم آمدہ است کہ الا ان فی الجسد مضغۃ اذا صلحت صلح الجسد کلہ و اذا فسدت فسد الجسد کلہ الا و ھی القلب و نیز آمدہ است کہ مثل القلب کریشۃ بارض فلاۃ یقلبھا الریاح ظھرا لبطن و نیز آمدہ است و النفس تتمنی و تشتھی والفرج یصدق ذلک و یکذبہ

[1] رواہ البخاری فی کتاب الایمان یعنی آگاہ ہو کہ جسم میں ایک ٹکڑا گوشت کا ہے جبکہ درست رہے وہ درست رہتا ہے تمام جسم اور جبکہ وہ خراب ہو جائے خراب ہو جاتا ہے سب جسم آگاہ ہو کہ وہ دل ہے ۱۲

[2] فی المشکوٰۃ رواہ احمد عن ابی موسی مرفوعاً فی باب الایمان بالقدر یعنی مثال دل کی مانند پر کے ہے زمین میں جنگل کی کہ پھراتی ہیں اسکو ہوائیں جنگل کی طرف ظاہر سے باطن کی طرف ۱۲

[3] یعنی نفس آرزو کرتا ہے اور خواہش کرتا ہے اور فرج سچا کرتی ہے اسکو یا جھوٹا کرتی ہے اس کو ۱۲

ظہیرآمدہ است۔ دین المرء عقلہ ومن لا عقل لہ لا دین لہ واز تتبع موارد استعمال معلوم می شود کہ اتباع شہوات وتقاضای لذات منسوب بہ نفس ست وبہ تعمد کارے وحب وبغض وجرأت وجبن ومثل آن متصف شدن کار قلب است وفہم ومعرفت وجزم بآنچہ جزم آن باید کرد مخصوص بہ عقل وعقلا قوای نفس ناطقہ رابسہ قسم منقسم یافتہ اند قوای طبعیہ وقوای حیوانیہ وقوای ادراکیہ آشیانۂ اول کبد ست وآشیانۂ ثانی مضغۂ صنوبری وآشیانۂ سوم دماغ ست اور قول الجمیل میں ہے وبالجملۃ فغرض الشیخ احمد السرہندی ان کل لطیفۃ من تلک اللطائف لہ ارتباط بعضو من الجسد فالقلب تحت الثدی الایسر باصبعین والروح تحت الثدی الایمن بحذاء القلب والسر فوق الثدی الایمن مائلا الی وسط الصدر والخفی فوق الثدی الایسر مائلا الی الوسط والاخفی فوق الخفی والسر فی الوسط والنفس فی البطن الاول من الدماغ وفی کل من ہذہ الاعضاء حرکۃ نبضیۃ فالشیخ یأمر بمحافظۃ تلک الحرکۃ وتخیلہا ذکر اسم الذات ثم یأمر بالنفی والاثبات ماد اللفظۃ لا علی اللطائف کلہا وضاربا للفظۃ الا اللہ علی القلب یعنی خلاصہ یہ ہے کہ حضرت شیخ احمد سرہندی کی غرض یہ ہے کہ ان لطائف میں سے ہر لطیفہ کو تعلق وارتباط ہے بدن کے بعض اعضا سے تو قلب کا تعلق بائیں چھاتی کے نیچے دو انگل پر ہے اور روح کا ارتباط داہنی چھاتی کے نیچے بمقابلہ دل کے ہے اور سر کا تعلق داہنی چھاتی کے اوپر وسط سینہ کی طرف جھکتے ہوئے اور خفی بائیں چھاتی کے اوپر وسط سینہ کی طرف مائل ہے اور اخفی کا مقام خفی کے اوپر ہے اور سر وسط میں ہے اور نفس کا مقام دماغ کے بطن اول میں ہے اور ہر ایک عضو میں اعضائے مذکورہ سے نبض کی مانند حرکت ہے تو شیخ ممدوح اس حرکت کی محافظت کا اور اس حرکت کو اسم ذات خیال کرنے کا امر فرماتے ہیں پھر نفی واثبات کا امر فرماتے ہیں لا کے لفظ کو پھیلاتے ہوئے جمیع لطائف مذکورہ پر اور الا اللہ کے لفظ کو دل پر ضرب لگا کر اور حضرت شاہ ابوسعید

سلہ کما فی کنوز الحقائق یعنی قیام مرد کے دین کا عقل سے اسکی ہے جسکو عقل نہیں اسکو دین نہیں حاصل یہ ہے کہ دین کا انتظام مثل تحصیل علوم واجتہاد عقل پر منحصر ہے اور بندوبست حکومت دنیوی کا بھی ارکان عقل ہے اور طفل بے عقل اور مجنون پر احکام شرع جاری نہیں ۱۲

صاحب ہدایۃ الطالبین میں بعد ذکر لطیفہ نفس فرماتے ہیں بازاز تمام بدن کہ آں را لطیفہ قالبیہ میخوانند این قدر ذکر نماید کہ از ہر رگ وپی واز ہر بن موآواز ذکر بسمع خیال برسد و ایں ذکررا دریں طریقہ سلطان الاذکار گویند لیکن قول الجمیل میں لطیفہ قالب کا تذکرہ نہیں کیا اور لطیفہ سری کو جانب راست تبلایا ہے اور خفی کو طرف چپ لیکن ارشاد طریقہ مجددیہ مظہریہ میں اسکے خلاف ہے یعنی بموجب مقامات مظہری و معمولات مظہری و ہدایۃ الطالبین کے سری طرف چپ اور خفی طرف راست ہے۔ لیکن یہاں غرض نقل کرنے سے عبارت قول الجمیل کی محض بیان موافقت ہے اصل لطائف میں اور سہو کاتب کا گمان عبارت قول الجمیل میں ممکن ہے اگر اختلاف ہے تو فقط نام کا ہے محل اور مضمون و مقصود میں بالکل اتفاق ہے۔ واضح ہو کہ رکن اعظم سلوک میں یہ ہے کہ سالک کا دل اور جمیع لطائف ذکر الٰہی کی طرف رجوع رہیں اور سب احکام الٰہی بخوشی تمام بجالاوے اور نیت ہر عمل میں خالص رکھے جس کام میں خواہش نفسانی اور غرض دنیوی اور ریا داخل ہو وہ بیفائدہ ہے قال اللہ تعالیٰ اَفَرَاَیۡتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰـهَهٗ هَوٰىهُ یعنی کیا دیکھا ہے تم نے اس شخص کو جس نے مقرر کر رکھا ہے اپنا معبود اپنی خواہش نفسانی کو چنانچہ ابن ماجہ نے ابواب زہد و قناعت میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے ان اللہ لا ینظر الی صورکم و اموالکم ولکن انما ینظر الی اعمالکم و قلوبکم یعنی بیشک اللہ تعالیٰ نہیں نظر کرتا ہے طرف تمھاری صورتوں اور مالوں کے ولیکن سوای اسکے نہیں ہے کہ نظر فرماتا ہے تمھارے اعمال کی طرف اور تمھارے دلوں کی طرف جس وقت کہ طالب کا قلب انوار و اذکار الٰہی سے منور ہوتا ہے اور زنگ کدورت خطرات دنیوی کا دور ہوتا ہے اور احکامات اسلام پر بخلوص تمام مستقیم ہو جاتا ہے اور ماسوای اللہ تعالیٰ کے خیالات چھوڑ دیتا ہے دل اُس کا ایک حال پر قرار پاتا ہے دوسری طرف رغبت نہیں کرتا ہے بوسیلہ پیران کبار اس مقام کو پہنچتا ہے اَلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَتَطۡمَئِنُّ قُلُوۡبُهُمۡ بِذِكۡرِ اللّٰهِ ؕ اَلَا بِذِكۡرِ اللّٰهِ تَطۡمَئِنُّ الۡقُلُوۡبُ یعنی جو لوگ کہ ایمان لائے ہیں اور اطمینان و قرار پاتے ہیں دل اُنکے ذکر سے اللہ تعالیٰ کے آگاہ ہو کہ اللہ کے ذکر سے قرار پاتے ہیں

سورۂ جاثیہ

سورۂ رعد

اہل ایمان کے دل پس جس کا نفس امارہ برکت سے ذکر الٰہی کی اپنی خواہش و لذات جسمانی ترک کر دیتا ہے وہ شخص بخطاب یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ سرفراز ہوتا ہے یعنی اے نفس قرار پائے ہوئے ایک حال پر واپس چل طرف اپنے رب کے درحالیکہ راضی ہے اور راضی کیا ہوا نعمتوں سے اس کی پس داخل ہو میرے خاص بندوں میں اور داخل ہو میری جنت میں۔

ساتویں فصل زیارت قبور و استمداد و ایصال ثواب و عرس و دعا کے بیان میں

زیارت قبور کے متعلق چند مسائل مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب رحمہ اللہ کے فتاوی سے منقول ہوئے ہیں جو بیان کیے جاتے ہیں چنانچہ تحریر فرماتے ہیں کہ ”انسان را بعد موت ادراک باقی میماند برین معنی شرع شریف و قواعد فلسفی اجماع دارند اما در شرع شریف پس عذاب قبر و تنعیم قبر بتواتر ثابت ست و تفصیل آن دفتر طویل میخواہد در کتاب شرح الصدور فی احوال الموتی والقبور کہ تصنیف شیخ جلال الدین سیوطی ست و دیگر کتب حدیث باید دید و در کتب کلامیہ اثبات عذاب قبر می نمایند حتی کہ بعض اہل کلام منکر آن را کافر میدانند و عذاب و تنعیم بغیر ادراک و شعور نمی تواند شد و نیز در احادیث صحیحہ مشہورہ درباب زیارت قبور و سلام بر موتی و ہم کلامی آنہا کہ انتم سلفنا[1] و نحن بالاثر وانا انشاء اللہ بکم لاحقون ثابت ست و در بخاری و مسلم موجود ست کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم با شہدائی بدر خطاب فرمودند ہل وجدتم ما وعد ربکم حقا[2] سردم عرض کردند یا رسول اللہ اتتکلم من اجساد لیس فیہا روح[3] فرمودند ما انتم باسمع منہم ولکنہم لا یجیبون[4]

---

[1] یعنی تم لوگ ہم سے اول روانہ ہوئے ہو اور ہم تمہارے بعد پہنچنے والے ہیں رواہ الترمذی فی المشکوۃ ۱۲

[2] یعنی پایا تم نے تحقیق جو کہ وعدہ کیا تھا تمہارے رب نے ۱۲

[3] یعنی یا رسول اللہ کلام فرماتے ہیں آپ ایسی لاشوں سے کہ ان میں روح نہیں ہے

[4] یعنی نہیں ہو تم سننے والے زیادہ ان سے لیکن وہ جواب نہیں دیتے ۱۲

در قرآن مجید ثابت ست وَلَا تَقُولُوا لِمَن يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ[۱] عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهِ بلکہ از احوال پس ماندگان خود ہم خوشی و بشارت ثابت ست وَيَسْتَبْشِرُونَ بِالَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا بِهِمْ مِنْ خَلْفِهِمْ أَلَّا[۲] خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ بالجملہ انکار شعور و ادراک اموات اگر کفر نباشد در الحاد بودن او شبہ نیست و اما قواعد فلسفیہ پس بقاء روح بعد از مفارقت بدن و بقاء شعور و ادراک و لذت روحانی مجمع علیہ فلاسفہ است الا جالینوس لہذا او را در فلاسفہ نشمردہ اند پس ظاہر ست کہ بدن دائما در تحلل ست و روح در شعور و ادراک دائما در ترقی ست پس مفارقت بدن در سلب ادراک و شعور او چہ قسم تاثیر تواند کرد **سوال** از انبیا علیہم الصلوۃ والسلام و اولیائی کرام و شہدا و صلحائی عالی مقام بعد موت شان استمداد باین طور کہ یا فلان از حق تبارک و تعالی حاجت مرا بخواہ و شفیع من شو و دعائی من بخواہ درست ست یا نہ **جواب** استمداد از اموات خواہ نزدیک قبور باشد یا غائبانہ بی شبہ بدعت ست در زمان صحابہ و تابعین نبود لیکن اختلاف ست دران کہ بدعت سیئہ است یا حسنہ و نیز حکم مختلف میشود باختلاف طرق استمداد اگر استمداد باین طریق ست کہ در سوال مذکور ست پس ظاہرا جواز ست زیرا کہ درین صورت شرک نمی آید مانند استمداد از صلحا بدعا و التجا در حال حیات و اگر بنوع دیگر ست پس حکم آن موافق آن خواہد بود در حدیث برائے روا شدن حاجت این قدر آمدہ است عن عثمان بن حنیف رضی اللّٰہ تعالی عنہ قال ان[۳] رجلا ضریر البصر اتی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فقال ادع اللّٰہ ان یعافینی فقال ان شئت دعوت وان شئت صبرت فہو خیر لک قال فادعہ قال فامرہ ان یتوضأ فیحسن الوضوء ویدعو بہذا الدعاء اللہم انی اسالک واتوجہ الیک بنبیک محمد نبی الرحمۃ یا محمد انی توجہت بک الی ربی لیقضی لی حاجتی ہذہ اللہم فشفعہ فی رواہ الترمذی وکذا فی المشکوۃ **سوال** کسی صاحب باطن یا صاحب کشف قبور

---

[۱] یعنی نہ کہو ان لوگوں کو کہ قتل کیئے گئے اللہ کی راہ مین کہ وہ مرے ہیں بلکہ وہ زندہ ہین نزدیک اللہ تعالی کے رزق دیئے جاتے ہیں اور خوش ہیں ساتھ اس چیز کے کہ دیا ہے انکو اللہ تعالی نے اپنے فضل سے ۱۲

[۲] یعنی خوش ہوتے ہیں ساتھ ان لوگوں کے جو کہ نہ ملے ہیں اُن سے کہ نہ خوف ہے اُن پر اور نہ وہ غمگین ہون گے ۱۲

ایشان مراقب شده چیزے از باطن اخذ میتوانند نمود یانه **جواب** میتوانند نمود **سوال** بر قبر آب پاشی کردن وگل و دیگر خوشبو نہادن درست ست یانه وازان سرور میت را رسد یانه *

جواب آب پاشی کردن بر قبور بعد از دفن آن است لیکن بعد از طول مدت زیاده اما اگر قبر خام باشد برائے استحکام آن یا پاک کردن قبر از نجاست جانوران چرنده و پرنده باشد مضائقه ندارد والا بدعت ست و نہادن خوشبو وگل ماخوذ از انست که کفن میت را به خوشبو و کافور و دیگر چیزہا ازین جنس مثل حنوط یعنی ارگجه آمده است وحال آنکه میت در قبر ست این چیزہا بر قبر می نہند تا مشابهت میت تازه بهم رسد محتمل ست که ازین نہادن خوشبو سرور بمیت میرسد زیراکه درینحالت روح بسیار متلذذ باستعمال خوشبو میشود و روح باقی ست ہرچند آلہٖ وصول خوشبو بروح در حالتِ زندگی که قوتِ شامه ہست مفقود ست اما قیاساً بر لذات که میت را میرسد بعد موت از روئے شرع شریف ثابت ست یعنی لذت ہائے آن عالم که در احادیث صحیحه آمده است فیاتیه[1] من روحہا و طیبہا و در حق شہدا در قرآن مجید وارد ست یُرْزَقُوْنَ فَرِحِيْنَ[2] اثبات می توان نمود **سوال** تعین و تقرر یک روز بعد سالی بنا بر زیارت قبور بزرگان جائز ست یانه **جواب** رفتن بر قبور بعد سالی یک روز معین کرده سه صورت ست اول آنکه یک روز معین نموده یک شخص یا دو شخص بغیر ہیئت اجتماعیه مردمان کثیر بر قبور محض بنا بر زیارت و استغفار روند این قدر از روئے روایات ثابت ست و در تفسیر در منثور نقل نموده که ہر سر سال آنحضرت صلی الله علیه وسلم بر مقابر میرفتند و دعا برائے مغفرت اہل قبور می نمودند این قدر ثابت و مستحب ست دوم آنکه بہیئت اجتماعیه مردمانِ کثیر جمع شوند و ختم کلام الله کنند و فاتحه بر شیرینی یا طعام نموده تقسیم درمیان حاضران نمایند این قسم معمول در زمان پیغمبر خدا و خلفائے راشدین نبود اگر کسے این طور کند باک نیست زیراکه درین قسم قبح نیست بلکه فائده احیا و اموات را حاصل میشود سوم طور جمع شدن بر قبور این ست که مردمان یک روز معین

---

[1] یعنی پس آتی ہے اس شخص کو راحت سے جنت کی اور خوشبو سے جنت کی ۱۲

[2] یعنی رزق دیئے جاتے ہیں اور خوش ہیں ۱۲

نمودہ ولباس ہای فاخرہ ونفیس پوشیدہ مثل روز عید شادمان شدہ بر قبرہا جمع میشوند ورقص ومزامیر ودیگر بدعات ممنوعہ مثل سجود برای قبور وطواف کردن قبور می نمایند این قسم حرام و ممنوع ست بلکہ بعضے بحد کفر میرسند وہمین ست محمل این دو حدیث لاتجعلوا قبری عیدا چنانچہ در مشکوٰۃ موجود ست واللھم لاتجعل قبری وثنا یعبد انتہم در مشکوٰۃ است ایضا استعانت بارواح دریں امت بسیار بوقوع آمدہ وآنچہ جہال وعوام اینہا می کنند ایشاں را در ہر عمل مستقل دانستہ اند بلاشبہ شرک جلی ست ونذر اولیا کہ برای قضائی حوائج معمول ومرسوم ست اکثر فقہا بحقیقت آنہا پی نبردہ اند وآنرا بر نذر خدا قیاس کردہ حکم بردت برآوردہ اند اگر نذر بالاستقلال برای آن ولی ست باطل و اگر برای خداست وذکر ولی برای بیان مصرف است صحیح ست لیکن حقیقت این نذر آنست کہ اہدای ثواب طعام وانفاق وبذل مال بروح میت کہ امریست مسنون وازروی احادیث صحیحہ ثابت ست مثل ما ورد فی الصحیحین من حال ام سعد وغیرہ این نذر مستلزم میشود پس حاصل این نذر آنست کہ آن نسبت مثلا اہدأ ثواب ہذا القدر الی روح فلان وذکر ولی برای تعیین عمل منذور ست نہ برای مصرف ومصرف این نذر نزد ایشان متوسلان آن ولی می باشند از اقارب وخدمہ وہم طریقان وامثال ذلک وہمین ست مقصود نذر کنندگان بلاشبہ وحکمہ[ل] انہ صحیح یجب لوفاء لانہ قربۃ معتبرۃ فی الشرع آری اگر آن ولی را حلال مشکلات بالاستقلال یا شفیع غالب اعتقاد میکنند این عقیدہ منجر بشرک وفساد میگردد ولیکن این عقیدہ چیزی دیگر ست ونذر چیزے دیگر انتہی" واضح ہو کہ معنی لفظ نذر کے غیاث اللغات میں سوائی اصطلاح شرع کے ہدیہ اور تحفہ بھی لکھے ہیں عبارت غیاث کی یہ ہے" نذر بفتح نون وسکون ذال پیمان وآنچہ بر خود واجب گردانند مثل روزہ وصدقہ برای خدا تعالی وطعام فاتحہ روح بزرگان وآنچہ از نقد وجنس پیش امرا وسلاطین گذرانیدہ ملاقات کنند" اور متن حدیث موصوف ابوداؤد نے کتاب الزکوۃ میں اس طرح روایت کی ہے عن سعد ابن عبادۃ انہ قال یا رسول

ل یعنی حکم اس کا یہ ہے کہ بیشک وہ نذر صحیح ہے واجب ہے ادا کرنا اس کا اسواسطے کہ وہ عبادت ہے کہ معتبر ہے شرع شریف میں ۱۲

اللہ ان ام سعد ماتت فای الصدقۃ افضل قال الماء فحفر بیرا وقال هذہ لام سعد یعنی سعد بن عبادہ نے عرض کی یا رسول اللہ سعد کی ماں کا انتقال ہوا پس کونسا صدقہ بہتر ہی پس سید العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانی ہی پس سعد نے کنواں کھود کر کہا کہ اِس کا ثواب واسطے والدہ سعد کے ہی۔

اٹھویں فصل انبیا علیہم السلام کے معجزات اور اولیا اللہ کی کرامات اور عبادات آلہی اور اتباع شریعت کے بیان میں

واضح ہو کہ معجزات انبیا علیہ السلام قرآن مجید سے ثابت ہیں ایسا ہی کرامات اولیا کا ثبوت بھی نصوص قرآنی سے مدلل ہی قال اللہ تعالیٰ کلما دخل علیها زکریا المحراب وجد عندها رزقا قال یا مریم انی لک هذا قالت هو من عند اللہ یعنی جس وقت داخل ہوتے بی بی مریم کے پاس زکریا علیہ السلام پاتے نزدیک اُنکے رزق یعنی میوہ بے موسم کہا زکریا علیہ السلام نے اے مریم کہاں سے ملا تم کو یہ میوہ کہا بی بی مریم نے کہ وہ اللہ کے نزدیک سے ہی اور سلیمان علیہ السلام کے احوال میں ارشاد ہوا قال الذی عندہ علم من الکتٰب انا اٰتیک بہ قبل ان یرتد الیک طرفک یعنی کہا آصف بن برخیا وزیر نے سلیمان علیہ السلام کے اُن کے نزدیک علم تھا کتاب آسمانی کا کہ میں لا دیتا ہوں تخت بلقیس کو تمہارے پاس اول اِس سے کہ پھرے آنکھ آپکی لہذا مذہب اہل سنت میں اجماع علما اسپر منعقد ہی کہ اولیائی اُمت سے کرامات صادر ہوتی ہیں کرامت ولی کی پر تو معجزات نبی اُس اُمت کی ہی عن ابی هریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالی قال من عادی لی ولیا فقد اذنتہ بالحرب وما تقرب الی عبدی بشیء احب الی مما افترضتہ علیہ وما یزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی احبہ فاذا احببتہ کنت سمعہ الذی یسمع بہ وبصرہ الذی یبصر بہ ویدہ التی یبطش بها ورجلہ التی یمشی بها ولئن سالنی لاعطینہ ولئن استعاذنی لاعیذنہ رواہ البخاری کما فی المشکوۃ فی باب ذکر اللہ یعنی جو کوئی عداوت کرے میرے

ولی کی پس بیشک خبردار کرتا ہوں میں اُس کو جنگ سے اور نہ حاصل کیا قرب میرا میرے
بندے نے کسی چیز سے دوست تر زیادہ طرف میری اُس چیز سے کہ فرض کی میں نے
وہ عبادت اُس پر اور ہمیشہ میرا بندہ قرب چاہتا ہی میرا نوافل کے ساتھ تاکہ دوست رکھتا ہوں
میں اسکو پس جب دوست رکھتا ہوں میں اُس کو ہوتا ہوں میں شنوائی اُس کی کہ سُنتا ہی
اُس سے اور بینائی اُس کی کہ دیکھتا ہی اُس سے اور ہاتھ اُس کا کہ پکڑتا ہی اُس سے
اور پاؤں اُس کا کہ چلتا ہی اُس سے اور اگر سوال کرتا ہی مجھسے البتہ دیتا ہوں میں اُس کو اور اگر پناہ
مانگتا ہی مجھ سے البتہ پناہ دیتا ہوں میں اسکو اور عقائد نسفی و تکمیل الایمان وغیرہ
میں مندرج ہی کہ کرامات اولیاء حق پس معجزات انبیا کے اور اصحاب و اہل بیت و اولیا
کی کرامات مفصل کتب حدیث اور علم سیر اور تاریخ کے دیکھنے سے معلوم ہوتی ہیں باوجودیکہ
انبیا و اولیا کے واسطے اللہ تعالی کے نزدیک مراتب عالی مقرر ہین چنانچہ مشکوۃ میں ابو ہریرہ
سے مروی ہی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رب اشعث اغبر مدفوع بالابواب لو
اقسم علی اللہ لابرہ رواہ احمد و مسلم والترمذی یعنی بہت پراگندہ بال سر کے گردآلود
کہ نکالا جاوے دروازوں سے اگر قسم کھاوے اللہ تعالی پر البتہ صادق کرے اللہ تعالی
اُس کو یعنی وہ کہے واللہ ایسا ہوگا یا قسم دے اللہ کو کہ ایسا کرے ویسا ہی ظہور میں آوے

چوں از و گشتی ہمہ چیز از تو گشت	چوں از و گشتی ہمہ چیز از تو گشت

یعنی جب تو اللہ تعالی کا مطیع ہوگیا سب جہان تیرا تابع ہوگیا جب تو اُس کی اطاعت
سے پھر گیا تو سب مخلوق تیری اطاعت سے پھر گئی۔ لیکن بجالانے کو عبادت الٰہی کے
انبیا و اولیا اپنا فخر و کمال سمجھتے ہیں اور سوائے عبادات الٰہی کے دوسرے کاموں میں
اُن کو قرار و آرام نہیں چنانچہ فرمایا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حبب الی الطیب والنساء
وقرۃ عینی فی الصلوۃ رواہ احمد والنسائی عن انس کما فی المشکوۃ فی باب فضل الفقراء یعنی پسند ہی
مجکو خوشبو اور عورتیں اور مقرر ہوئی خوشدلی میری نماز میں پس جو لوگ اللہ تعالی کے زیادہ
مقرب ہیں سب سے زیادہ عبادت میں مشغول رہتے ہیں چنانچہ عقائد نسفی میں لکھا ہی

لا یصل العبد الی حیث یسقط عنه الامر والنهی یعنی پوہنچتا نہیں بندہ یہاں تک کہ معاف ہو جاوے اُس سے عمل کرنا احکام امر ونہی پر اللہ تعالےٰ کے پس جو لوگ کہ نماز و روزہ ترک کرتے ہیں اور خلاف شریعت عمل کرتے ہیں مثل ریش تراشی اور نشہ کی چیزوں کا استعمال کرنا کسی اولیائی کاملین میں سے ایک نے بھی ایسے کاموں کی اجازت نہیں دی اتفاقاً مجذوبوں سے یا اہل سکر سے اگر خلاف شریعت کوئی بات ہو جاتی ہے اُنکے اقوال و افعال دستاویز نہیں ہو سکتے لیکن طعن کرنا اولیا اللہ پر کمال بے ادبی ہے کوئی ادنیٰ شخص بھی اہل اسلام سے اگر کلام نامناسب کہے تو حتی الامکان اُس کی تاویل ضرور ہے ملا علی قاری نے شرح فقہ اکبر میں لکھا ہے وقد ذکروا ان المسئلۃ المتعلقۃ بالکفر اذا کان لها تسع وتسعون احتمالا للکفر واحتمال واحد فی نفیه فالاولی للمفتی والقاضی ان یعمل بالاحتمال النافی لان الخطاء فی ابقاء الف کافر اهون من الخطاء فی افناء مسلم واحد وفی المسئلۃ المذکورۃ تصریح بانه یقبل من صاحبها التاویل یعنی علما نے ذکر کیا ہے کہ جو مسئلہ کفر سے متعلق ہو جس ہوں واسطے اُسکے ایک کم سو احتمال کفر کے اور ایک احتمال عدم کفر کا پس بہتر واسطے مفتی اور قاضی کے یہ ہے کہ عمل کرے احتمال عدمِ کفر پر اسواسطے کہ خطا باقی رکھنے میں ہزار کافروں کی آسان ہے خطا سے فنا کرنے میں ایک مسلمان کے اور مسئلہ مذکورہ میں اللہ تعالیٰ نے ہمکو اسی طرح تعلیم فرمایا ہے والذین جاؤا من بعدهم یقولون ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان یعنی اور وہ لوگ کہ آئے ہیں بعد مہاجرین اولین اور انصار کے کہتے ہیں اے رب ہمارے معاف کرے ہمارے گناہوں کو اور ہمارے بھائیوں کے گناہوں کو جو کہ اول ہم سے گذرے ہیں ساتھ ایمان کے یعنی مومنین سے مغفرت طلب کرنا چاہیے اُن کو کافر مشرک فاسق کہنے سے زبان کو پاک رکھنا ضرور ہے پس اہل اللہ کے بعضے کلام اگر سمجھ میں نہ آویں تو اُن پر اعتراض کرنا نہ چاہیے مثلاً اشعار دیوان حافظ کے معنی ظاہری مقصود نہیں تاویلات اسکی شارحین نے لکھی ہیں اصطلاحات صوفیہ علحدہ مقرر ہیں جیسا کہ ہر ایک علم میں الفاظ مصطلحہ کے

سورۂ حشر

معانی سوای معنی لغوی کے مقرر کر لیتے ہیں مثلاً اہل صرف صحیح اُس لفظ کو کہتے ہیں جسمیں کوئی حرف علت نہ ہو اور اہل نحو صحیح اُس لفظ کو کہتے ہیں جس کے آخر میں حرفِ علت نہو صرفیوں کے نزدیک زید صحیح نہیں اور نحوی اِسکو صحیح کہتے ہیں اور اہل حدیث بشرائط مخصوص باصطلاحات مقررہ جو حدیث ہو اُسکو صحیح کہتے ہیں حدیث حسن یا ضعیف کو صحیح نہیں کہتے اور قاریوں کے مخارج مقررہ کے موافق جو حرف ادا ہو وہ اُس کو صحیح کہتے ہیں اور اہل لغت کی اِصطلاح میں جس لفظ کا اعراب اور ترتیب حروف برابر ہو اُس کو صحیح سمجھتے ہیں جو اسکے خلاف ہو اُس کو غلط کہتے ہیں اور طبیب تندرست کو صحیح اور بیمار کو علیل کہتے ہیں حاصل یہ ہے کہ بغیر واقف ہونے اصطلاح قوم کے صرف از روی معنی لغوی اعتراض کرنا خلافِ عقل ہے۔ واضح ہو کہ علامات اور صفات اولیا کی اتباع شریعت وخلوص نیت وتقوے وعزمیت وکثرتِ عبادت وذکر وشغل ومحویت واستغراق وتواضع وعدم توجہ بطرف دنیا وکمال خوف خلاق اکبر وصبر وتوکل وحسن اخلاق وغیرہ اُمور ہیں اور پرتوے اتباع انبیا کے بمضمون رَبِّ اشْرَحْ لِی صَدْرِی والم نشرح لك صدرك انشراح صدر عارفون کا علوم باطن وظاہر سے ہوتا ہے اظہار کشف وکرامت وخرق عادات ثبوتِ ولایت کیواسطے کچھ ضرور نہیں ضروری اُمور یہی ہیں جو مختصر مذکور ہوئے پس جس شخص سے کہ خرق عادات وکشف وکرامت ظاہر ہوا اور علامات مذکورہ موجود نہ ہوں اُس کی ولایت کا یقین نہیں ہوسکتا خرق عادات سوائی اہل اسلام کے دوسرے مذہب والوں سے بھی صادر ہونا ممکن ہے سونے اور پیتل میں تمیز ہونا بغیر معیار شریعت کے مشکل ہے لیکن بلا غور وتامل اہل طریقت پر طعن کرنا موجب خطر دارین ہے۔

کار پاکان را قیاس از خود مگیر	گرچہ ماند در نوشتن شیر شیر
آن یکے شیر است کادم میخورد	آن یکے شیر ست کادم میخورد
گفت اینک ما بشر ایشان بشر	ما و ایشان بستۂ خوابیم وخور
ہمسری با انبیا برداشتند	اولیا را مثلِ خود پنداشتند

این ندانستند ایشان از عما | درمیان فرقے بود بے منتہا
ہر دو گون آہو گیا خوردند آب | زین یکے سرگین شد و زان مشک ناب
ہر دو نی خوردند از یک آبخور | آن یکے خالی و آن دیگر شکر
این خورد زاید ہمہ بخل و حسد | وان خورد آید ہمہ عشق احد
ہر دو صورت گر بہم ماند رواست | آب شور و آب شیرین را صفات
جز کہ صاحب ذوق نشناسد بیاب | او شناسد آب خوش از شورہ آب

نوین فصل انبیا و اولیار کی شفاعت کے بیان میں

واضح ہو کہ شفاعت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی سب اہل اسلام اُمید قوی رکھتے ہیں قال اللہ تعالی وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ یعنی البتہ دیگا تم کو اللہ تعالے پس راضی ہو گے تم وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ یعنی معافی چاہو واسطے گناہون اپنے اور مومنین و مومنات کے وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا یعنی اور اگر وہ لوگ جبکہ ظلم کرین اپنی ذاتون پر پس مغفرت چاہین اللہ سے اور مغفرت چاہے واسطے اُنکے رسول البتہ پائیں گے اللہ تعالی کو توبہ قبول کرنے والا رحم کرنے والا اور حدیث شریف شفاعتی لاھل الکبائر من امتی مشکوٰۃ میں بحوالہ ابی داؤد و ترمذی و ابن ماجہ وارد ہی یعنی شفاعت میری ثابت و مقرر ہی واسطے گناہگاران کبائر کے میری اُمت سے بلکہ سب صحاح ستہ وغیرہ میں احادیث شفاعت موجود ہیں اور متواتر بالمعنی ہیں اور ارشاد ارحم الراحمین کا ہی ان اللہ لا یخلف المیعاد یعنی اللہ تعالی خلاف وعدہ نہیں کرتا جمیع اہل سنت کا یہ عقیدہ ہی اور اجماع اِس پر منعقد ہی اور پیران کبار کہ علمار ظاہر و باطن ہیں اُنکا شفاعت کرنا بوسیلہ حضرت شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم کے ثابت ہی اِسواسطے اُنکے سلسلہ کا حاصل کرنا کمال سعادت ہی۔

بدور السافرہ میں شیخ جلال الدین سیوطی نے بحوالۂ ابن ماجہ و بیہقی نقل کیا ہی عن عثمان

ابن عفان رض عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یشفع یوم القیامۃ الانبیاء ثم العلماء ثم الشهداء یعنی شفاعت کرینگے قیامت کے دن انبیا بعد اونکے علما پھر شہدا۔ واخرج الترمذی والحاکم وصححاہ والبیہقی عن ابی عبد اللہ ابن ابی الجدعاء قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لیدخلن الجنہ بشفاعۃ رجل من امتی اکثر من بنی تمیم قالوا سواک یا رسول اللہ قال سوای یعنی سنا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے البتہ داخل ہونگے بسبب شفاعت ایک شخص کے میری امت سے زیادہ لوگ بنی تمیم سے عرض کی اصحاب نے سوائے آپ کے یا رسول اللہ فرمایا حضرت نے سوائے میرے واخرج الحاکم وصححہ البیہقی عن الحرب بن قیس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان من امتی من یدخل الجنۃ بشفاعتہ اکثر من مضر یعنی بیشک میری امت سے ایک شخص ہوگا کہ داخل ہونگے شفاعت سے اوسکی جنت مین اکثر قبیلہ مضر سے

دسوین فصل انبیا اور اولیاء کے آداب اور تبرکات کے بیان مین

سورۂ بقرہ

انبیا اور اولیا کے تبرکات کی شرط آداب وتعظیم ضرور ہے قال اللہ تعالی وقال لهم نبيهم إن آية ملكه أن يأتيكم التابوت فيه سكينة من ربكم وبقية مما ترك آل موسى وآل هارون تحمله الملائكة یعنی کہا اونکے نبی نے بیشک نشانی بادشاہی طالوت کی یہ ہے کہ آئیگا تمہارے پاس صندوق توریۃ کا جوکہ موسی علیہ السلام بوقت جنگ دشمن کے اوسکو پیش کرتے پس تسکین ہوتی دلونکو بنی اسرائیل کے اور نہ بھاگتے جنگ سے اوسمین تسکین واطمینان تہی طرف سے تمہارے رب کے اور باقی تھے تبرکات یعنی الواح توریۃ کے اور عصا موسی علیہ السلام کا اور لباس اونکا اور عمامہ ہارون علیہ السلام کا

جو کہ چہوڑ گئے تہے موسی علیہ السلام وہارون علیہ السلام اوٹہا لائینگے اوسکو فرشتے اوٹہا لیا
تہا اللہ تعالی نے اوس صندوق کو بعد موسی علیہ السلام کے پس لائے اوسکو فرشتے اور
بنی اسرائیل دیکہتے تہے اوس صندوق کو ایسا ہی تفسیر مدارک مین لکہا ہی اور یوسف
علیہ السلام کا قول جو نقل ہوا ہے اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا
معالم التنزیل کی روایت کا ترجمہ یہ ہے کہ لیجاؤ یہ پیرہن میرا پس ڈالو منہ پر میرے والد
کے آدینگے بینا ہو کر یعنی حکم پہنچایا جبرئیل علیہ السلام نے یوسف علیہ السلام کو کہ بہیج طرف اپنے
والد کے پیرہن اپنا اور تہا وہ پیرہن حضرت ابراہیم علیہ السلام کا جسوقت نکالا گیا تہا لباس اونکا
اور ڈالے گئے تہے آگ مین بغیر لباس کے پس لائے تہے جبرئیل علیہ السلام وہ پیرہن حریر
جنت کا اور پہنایا تہا اونکو وہی پیرہن موجود تہا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس پس جب وہ
وفات پاگئے وارث ہوے اسحق علیہ السلام پہر بعد وفات اونکے وارث ہوئے یعقوب علیہ السلام
پس جب صاحب ہوش ہوئے یوسف علیہ السلام رکہا یعقوب علیہ السلام نے وہ پیرہن ایک
نلی مین اور ڈالا اونکے گلے مین کہ خوف رکہتے تہے نظر بد سے اور نہ جدا کرتے تہے اونکو پس
جب ڈالے گئے کنوین مین بغیر لباس کے آئے وہان جبرئیل علیہ السلام اور کہولا اوس تعویذ کو
اور پیرہن نکالکر یوسف علیہ السلام کو پہنا دیا اب اسوقت آئے جبرئیل علیہ السلام یوسف علیہ السلام
کے پاس اور کہا جبرئیل نے کہ بہیجدو یہ پیرہن نزدیک اپنے والد کے پہونچے گی اوس سے
ہوا جنت کی نہین پہونچتی ہے وہ ہوا بیمار پر مگر وہ تندرست ہو جاتا ہے پس دیا یوسف علیہ السلام نے
وہ پیرہن بہائیونکو اور فرمایا ڈالو منہ پر میرے والد کے آئینگے بینا ہو کر اور مشکوۃ مین بحدیث
صحیحین روایت ہے کہ حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع مین موئے
شریف سر مبارک سے جدا فرماکر درمیان اصحاب کے تقسیم فرمائے پس وہ تبرکات بابرکات

سورۂ یوسف

اب تک دنیا مین ظاہر موجود ہین اور مشکوۃ مین بحوالہ بخاری کتاب الطب والرقی مین روایت ہے کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس ڈبیہ مین موئے مبارک حضرت سید العالمین م کے واسطے شفائے چشم زخم وغیرہ کے پانی مین دہو کر پلاتی تہین اور چادر مبارک صلہ مین قصیدہ بانت سعاد کے کعب ابن زہیر رض کو حضرت م نے عنایت فرمائی تہی اوسکو بعوض دس ہزار درم کے معاویہ رض نے اونسے مانگی لیکن اونہون نے اوس تبرک کے دینے سے انکار کیا بعد رحلت اونکے بعوض بیس ہزار درم کے اونکی اولاد سے معاویہ رض نے لی کذافی مدارج النبوۃ وغیرہا اور مشکوۃ کے باب لباس مین وارد ہے عن اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا انہا اخرجت جبۃ طیالسۃ کسروانیۃ لہا لبنۃ دیباج وفرجیہا مکفوفین بالدیباج وقالت ہذا جبۃ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کانت عند عائشۃ فلما قبضت قبضتہا وکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یلبسہا فنحن نغسلہا للمرضی نستشفی بہا رواہ مسلم یعنی نکالا اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا نے ایک جبہ کہ اوسکو طیالسہ کسروانیہ کہتے ہے اوسکی جیب اور اطراف سنجاف وار پارچہ دیباسے تہے اور کہا اسماء رض نے کہ یہ جبہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو کہ موجود تہا ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بعد وفات اونکے لیا مین نے وہ جبہ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پہنتے تہے اوسکو پس ہم دہوتے ہین اسکو واسطے بیمارون کے شفا طلب کرتے ہین ہم برکت سے اوسکی اور تبرکات خاص سے حضرت سید العالمین م کے قرآن مجید اور اہل بیت شریف ہین کہ قیامت تک ان دونو انوار ہدایت درخشان ہین حسب الارشاد مبارک خاتم النبیین م کے جو مشکوۃ مین بحوالہ صحیح مسلم زید ابن ارقم کی روایت سے مناقب اہلبیت مین وارد ہے انا تارک فیکم الثقلین اولہما کتب اللہ فیہ الہدی والنور فخذوا بکتاب اللہ واستمسکوا بہ فحث علی کتاب اللہ ورغب فیہ ثم قال واہل بیتی اذکرکم اللہ فی اہل بیتی یعنی مین چہوڑتا ہون تم لوگونمین دو چیزین گران بار نفیس اول اون مین

قرآن مجید ہے کہ اوسمین ہدایت اور نور ہے پس عمل کرو قرآن مجید پر اور دستاویز بناؤ اوسکو پس
تاکید فرمائی واسطے قرآن مجید کے اور رغبت دلائی عمل پر اوسکے احکام کے پھر فرمایا حضرت م نے یاد دہی
کرتا ہون مین تم کو خوف الٰہی کی میری اہل بیت کیواسطے یعنی محبت و تعظیم و آداب بجالانے کا خیال
رکھو اور تبرکات خاص سے حضرت سید العالمین م کے علوم ظاہر و باطن ہین جو بذریعہ اصحاب و
اہلبیت کے امت مرحومہ کو پہونچے ہین اور حضرت م کا ارشاد ہوا ہے ان العلماء ھم ورثۃ الانبیاء
رواہ البخاری فی کتاب العلم یعنی بیشک علما امت محمدی کے وارث ہین پیغمبرون کے اسواسطے
کہ نبوت ختم ہوئی اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو جہان کا سردار اللہ تعالےٰ نے بنایا باوجود اسکے
حضرت تواضع بدرجہ کمال منظور نظر رکھتے چنانچہ وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ اللہ سبحانہ نے فرمایا یعنے بیشک
تم اخلاق عظیم رکھتے ہو لیکن مومنین کو تعظیم و آداب سید الاولین والاخرین خود اللہ تعالی نے تعلیم
فرمایا پس انبیا اور اولیاء کے اداب و تعظیم اہل اسلام پر فرض عین ہو چنانچہ حق جل وعلا نے
اپنے حبیب پاک کا ادب اس طرح ارشاد کیا یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ
النَّبِیِّ وَلَا تَجْھَرُوْا لَہٗ بِالْقَوْلِ کَجَھْرِ بَعْضِکُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُکُمْ یعنی اے اہل ایمان
بلند نہ کرو آواز تمہاری آواز پر نبی م کے اور نہ بلند کرو آواز گفتگو مین مانند بلند آواز کرنے بعضے
تمہارے کے بعضے کو کہ نا چیز عمل تمہارے ہونگے اور یہ بھی حکم جاری ہوا اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّمُبَشِّرًا
وَّنَذِیْرًا لِّتُؤْمِنُوْا بِاللہِ وَرَسُوْلِہٖ وَتُعَزِّرُوْہُ وَتُوَقِّرُوْہُ یعنی بھیجا ہمنے رسول کو شاہد عمل امت پر اور بشارت دینے
والے اور ڈرانیوالے تاکہ ایمان لاؤ تم اللہ پر اور رسول پر اوسکے اور مدد کرو رسول کی اور تعظیم کرو
رسول کی کما فی معالم التنزیل باوجود اس رتبہ کے حضرت سید العالمین نے واحشرنی فی زمرۃ المساکین
جو دعا کی یعنی حشر کر میرا گروہ مساکین مین جائے کمال فخر گروہ مساکین کی ہوگئی اگر واحشر المساکین
فی زمرتی دعا کرتے یعنی حشر کر مساکین کا میرے گروہ مین تو بھی مساکین کی سعادت کو کافی تھی

سورۂ ن

سورۂ حجرات

سورۂ فتح

بعد سرور عالم صلعم کے تعظیم اصحاب واہلبیت واولیاء اللہ وعلماء اہل اللہ کی ضرور ہے چنانچہ حدیث قدسی من عادی لی ولیا فقد اذنتہ بالحرب بروایت **بخاری** مذکور ہوئی یعنی جو کہ عداوت کرے میرے ولی کی پس بیشک خبردار کرتا ہون مین اوسکو جنگ سے لیکن افراط و تفریط بہتر نہین چنانچہ سجدہ کرنا ماسوی اللہ کا خواہ انبیا یا اولیا یا سلاطین ہون یا سجدہ اونکی قبور کا شریعت مصطفوی مین جائز نہین قال اللہ تعالے لا تسجدوا للشمس ولا للقمر واسجدوا للہ الذی خلقہن یعنی نہ سجدہ کرو تم آفتاب اور چاند کو اور سجدہ کرو اللہ کو ایسا کہ پیدا کیا ہے اونکو **شاہ عبد العزیز صاحب** رح نے حال منسوخ ہونے سجدۂ تحیت کا احادیث متواتر المعنی سے تفسیر سورۂ بقرہ مین لکھا ہی اور حرمین شریفین مین بہی سجدۂ قبور کی ممانعت مشہور ہی لیکن قدمبوسی کا جواز اس حدیث مشکوۃ سے معلوم ہوتا ہے عن زارع وکان فی وفد عبد القیس قال لما قدمنا اللمدینۃ فجعلنا نتبادر من رواحلنا فنقبل ید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ورجلہ رواہ ابوداؤد یعنی روایت ہے **زارع** رضی اللہ عنہ سے کہ وہ حاضر ہوئے تہے قافلۂ عبد القیس مین کہا زارع رضی اللہ عنہ نے کہ جب وارد ہوئے ہم لوگ مدینہ منورہ مین پس جلد اوترنے لگے ہم سواریونسے پس بوسہ دیتے تہے ہم دست مبارک کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور قدم شریف کو

گیارہوین فصل تصور صورت مرشد برائے دفع خطرات وفضیلت اعتقاد ومحبت باولیا وانبیاء

بزرگان صوفیہ نے واسطے دفع خطرات دنیوی کے مرشد کی صورت کو اپنے خیال مین رکہنا تجویز فرمایا ہے یعنی مرشد کو مرید اپنا وسیلہ اور واسطہ فیض کا تصور کرے کہ اللہ تعالی کا فیض مرشد کے دل مبارک پر آتا ہے وہانسے میرے دل پر آتا ہی چنانچہ **شاہ ولی اللہ صاحب** نے

قول الجمیل مین لکھا ہے اذا غاب الشیخ عنه یخیل صورته بین عینیه بوصف المحبة والتعظیم فتفید صورته ما تفید صحبته یعنی جب مرشد اوسکے پاس نہو تو اوسکی صورت اپنی آنکھو نمین خیال کرتا رہے بطریق محبت و تعظیم کے تو اوسکی خیالی صورت وہ فائدہ دیگی جو اوسکی صحبت فائدہ دیتی ہے پس سمجھنا چاہئے کہ اکثر خیالات آدمی کے اپنے اپنے محبوب و مطلوب کی طرف اور اپنے اپنے کامو نمین رہتے ہین کسی کا خیال تلاش معاش مین رہتا ہے کسی کا خیال بچون اور عورتو نمین اور مال و اسباب مین رہتا ہے کوئی آدمی فکر شراب و زنا وغیرہ ممنوعات کی رکھتا ہے غرض ہر شخص کا دل اپنے محبوب و مطلوب مین خود بخود لگا رہتا ہے بے اختیار بغیر بناوٹ کے زبردستی اوسکا تصور کچھ دل مین جمانے کی ضرورت نہین ہے یہ کچھ مشق خوشنویسی یا مقرر کرلینا ایک عادت کا نہین ہے یہ نقش ایسا دل پر کندہ ہوجاتا ہے کہ سوائے حکم خلاق اکبر کے محو نہین ہوسکتا ہے اور اہل اللہ کا دیکھنا اور اونکا تصور کرنا کار خیر ہے اونکے دیکھنے کو حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خیارکم الذین اذا رؤا ذکر اللہ عز وجل رواہ ابن ماجہ فی الزهد یعنی بہتر تم لوگو نمین وہ ہین کہ جنکے دیکھنے سے اللہ تعالی یاد آوے اور ارشاد فرمایا ہے النظر الی وجہ علی رض عبادة یعنی دیکھنا علی مرتضی کا چہرہ عبادت ہے رواہ الطبرانی والحاکم عن ابن مسعود کذا فے صواعق المحرقة وازالة الخفا وکنوز الحقائق والجامع الصغیر **مولانا شاہ عبد العزیز** صاحب نے معانی و نظائر اوسکے تفسیر والشمس مین بہ تفصیل لکھے ہین النظر الی الکعبة عبادة کما فی الجامع الصغیر وکنوز الحقائق یعنی دیکھنا کعبہ کی طرف عبادت ہے النظر فی کتاب اللہ تعالی عبادة کما فی کنوز الحقائق یعنی دیکھنا قرآن کی طرف عبادت ہے النظر الی وجہ العالم عبادة کذا فی کنوز الحقائق یعنے دیکھنا عالم کا چہرہ عبادت ہے اور **مشکوۃ** کے باب البر والصلہ مین **عبد اللہ** بن عباس رض سے روایت ہے ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال ما من ولد بار ینظر الی والدیه نظرة

رحمة الاکتب الله له بکل نظرة حجة مبرورة قالوا وان نظر کل یوم مائة مرة قال نعم الله اکبر واطیب یعنی نہین کوئی فرزند نیک کہ نظر کرتا ہے طرف مان باپ اپنے کی نظر رحم کی مگر لکھتا ہے اللہ تعالی اوسکے واسطے بعوض ہر نظر کے ایک حج کامل مقبول عرض کی اصحاب نے کہ اگر نظر کرے ہر روز سو بار فرمایا حضرت نے ہان اللہ تعالی بزرگ زیادہ ہے اور پاک زیادہ ہے وفی روضة العلماء الزندوسیة عن مکحول الشامی قال قال رسول الله صلی الله علیہ وسلم خمس من النظر عبادة النظر الی الوالدین عبادة والنظر الی زمزم عبادة والنظر الی المصحف عبادة والنظر الی الکعبة عبادة والنظر الی العالم عبادة کذا فی لعقد الثمین فی فضائل البلد الامین عن الفاکہی یعنی پانچ چیزین دیکھنے مین عبادت ہے دیکھنا طرف والدین کے عبادت ہے اور دیکھنا طرف زمزم کے عبادت ہے اور دیکھنا طرف مصحف کے عبادت ہے اور دیکھنا طرف کعبہ کے عبادت ہے اور دیکھنا طرف عالم کے عبادت ہے جائے غور ہے کہ اصحاب سید العالمین ص کے شمائل شریف کو بکمال محبت وتعظیم یاد رکھکر بیان فرماتے رہے چنانچہ کتب صحاح وشمائل ترمذی وغیرہ مین مندرج ہین اس سے مثل روز روشن ظاہر ہے کہ اصحاب کو ہمیشہ خیال چہرۂ مبارک حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کا رہتا تہا کہ بعد سالہا سال بیان مین شمائل کے سرمو تفاوت نہوتا تہا اور کیون نہ خیال اونکو ہوتا کہ وہ لوگ تو پروانہ صفت عاشقان سراج منیر آفتاب رسالت تہے سوائے خلاق اکبر اور سید المرسلین ص کے کوئی اونکا محبوب مطلوب نہ تہا محب اپنے محبوب کے تصور کو کبہی ایک دم نہین بہولتا ہے اور برکات سے تصور صورت حضرت سید المرسلین ص کے نتیجہ اوسکا خواب مین دیدار جمال مبارک حضرت رحمة للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم حاصل ہوتا ہے اور فیوضات علوم ظاہری وباطنی کی ترقی ہوتی ہے اور کشف وقائع گزشتہ وآیندہ ہوتا جاتا ہے اور قلب مانند آئینہ کے کدورات خیالات دنیوی سے صاف وپاک ہوجاتا ہے اور زنگ

خطرات ماسوی اللہ دور اور محو ہو جاتا ہے ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ
یعنی یہ فضل اللہ کا ہے دیتا ہے جسکو چاہتا ہے اور اللہ صاحب فضل بزرگ ہے پس حسب الارشاد
حضرت پیر و مرشد مدظلہ العالی کے پیران کبار اپنی ذات کو مانند شیشۂ عینک کے خالی سمجھتے
ہین اور مقصود اصلی بوسیلہ حبیب رب العالمین ؐ کے خاص ذات پاک رب العالمین عزشانہ
کو سمجھتے ہین اس صورت مین جو لوگ اشتباہ شرک کا کرتے ہین اونکی کمال نادانی ہے کہ
بسبب بدگمانی و بداعتقادی کے تمام اولیاء اللہ سے دارین کی خرابی اختیار کرتے ہین لیکن
مرید مبتدی کی مثال مریض ضعف بصر کی ہے کہ دیدۂ باطن اوسکا بلاذریعۂ عینک مرشد روشن ضمیر
کے منور نہین ہو سکتا اور تصور مرشد سے یہ بھی ایک بڑا فائدہ ہے کہ بمصداق اذا رءوا ذکر اللہ
جیسا کہ مرید چشم سر سے بمحبت و ادب مرشد کو دیکھتا ہے اور اللہ تعالی کی طرف رجوع قلب زیادہ
بخشوع و خضوع اوسوقت ہو جاتا ہے ویسا ہی تصور مرشد کا جسوقت کرتا ہے بہ محبت و تعظیم تو آداب
لوازمات اوس مجلس کے بعینہٖ سب یاد آجاتے ہین فی الفور اللہ تعالی کی طرف بخشوع و خضوع
حسب معمول قلب رجوع ہو جاتا ہے اور خطرات غیر اللہ سے دل محفوظ رہتا ہے اور مکتوب سی ام جلد
دوم مکتوبات حضرت امام ربانی مین تحریر فرمائے ہین رابطہ را چرا نفی کنند کہ او مسجود الیہ است نہ
مسجود لہ چرا محاریب و مساجد را نفی نکنند یعنی دیوار مسجد اور امام اور صف اول سب صف ثانی کے مسجود الیہ
بظاہر ہوتے ہین مضائقہ نہین فی الحقیقت مسجود لہ معبود حقیقی ہے مرشد کی صورت کا خیال اگر نماز
مین بھی آگیا تو اوسکی طرف نہ سجدہ کیا جاتا ہے نہ اوسکے واسطے سجدہ ہوتا ہے دوسرے خیالات
شیطانی وغیرہ سے تو صد چند بہتر ہوگا انما الاعمال بالنیات یعنی سوائے اسکے نہین کہ نتیجہ اور ثواب
اعمال کا نیتون پر ہے **بخاری** نے روایت کی ہے اور مولوی **عبدالحی** صاحب لکھنوی کے
مجموعہ فتاوی جلد دوم صفحہ ۳۵۹ مین مرقوم ہے فی الواقع شغل برزخ اوس طور پر کہ حضرات

صوفیہ صافیہ نے لکھاہے درست ہے نہ شرک ہے نہ ضلالت ہان افراط و تفریط اوسمین منجر ضلالت
کی طرف ہے تصریح اوسکی مکتوبات مجدد الف ثانی مین جابجا موجود ہے اور جلد دوم کے صفحہ ۱۳۶
مین لکھاہے **سوال** تصور مرشد کہ عند الصوفیہ معمول است درست است یا نہ **جواب** جائز است
اکابر بہ نیت پاک این عمل کردہ اند **شاہ ولی اللہ** صاحب دہلوی در قول الجمیل می نویسند قالوا و
الرکن الاعظم ربط القلب بالشیخ علی وصف المحبۃ والتعظیم وملاحظۃ صورتہ وقلت ان للہ تعالی
مظاہر کثیرۃ فما من عابد غبیا کان او ذکیا الا و قد ظہر بحذائہ صار معبودا لہ فی مرتبۃ ولہذا السر امر الشرع
باستقبال القبلۃ و الاستواء علی العرش و قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلی احدکم فلا یبصق قبل وجہہ فان اللہ تعالی بینہ و
بین قبلتہ فلا علیک ان لا تتوجہ الی اللہ و لا ترابط قلبک الا بہ و لو بالتوجہ الی العرش و تصور النور الذی
وضعہ علیہ او بالتوجہ الی القبلۃ انتہی ملخصاً یعنی مشائخ چشتیہ نے فرمایا ہے کہ
رکن اعظم دل کا لگانا ہے مرشد کے ساتھہ محبت و تعظیم کی صفت پر اور اوسکی صورت کا خیال کرنا
مین کہتا ہون کہ اللہ تعالی کے مظاہر بہت ہین پس نہین کوئی عابد غبی ہو یا ذکی مگر کہ وہ اوسکے
مقابل ظاہر ہو کر اوسکا معبود ہو گیا ہے بحسب مرتبہ اوسکے اور اسی بہید کے سبب سے رو بقبلہ ہونا
اور استواء عرش شرع مین نازل ہوا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تم
مین سے کوئی نماز پڑہے تو اپنے منہ کے سامنے نہ تہوکے اسواسطے کہ اللہ تعالی ہے اوسکے
درمیان اور اوسکے قبلہ کے درمیان مین پس اے طالب مضائقہ نہین کہ تو متوجہ نہو مگر اللہ ہی
کی طرف اور اپنا دل نہ لگادے مگر اوسی سے اگرچہ عرش کی طرف متوجہ ہو کر اور تصور کرکے اوس نور کا
جسکو رکہا ہے اللہ تعالی نے عرش پر یا طرف قبلہ کے متوجہ ہو کر پس بر سبیل تنزل مرشد کے دیکہنے
کو عالم اور والدین کے دیکہنے کی برابر ہی سمجہے تو بہی اونکا دیکہنا عبادت ہے اور فی الحقیقت
دیکہنا بزرگان دین کا مانند دیدار انبیا علیہم السلام کے ہے کہ حدیث شریف مین وارد ہے انا لوراء ضر

وفیہ الانبیاء ورواہ البخاری فی کتاب العلم یعنی بیشک علما وارث انبیا ہین [illegible]

مثل احکام الٰہی کے ہین اور عالم علوم ظاہر و باطن ہین بیشک [illegible]

اور علما کو دیکھنا عبادت ہے اسواسطے کہ جس چیز کا دیکھنا [illegible]

تصور بھی عبادت ہی اور جس چیز کا دیکھنا جائز ہے [illegible]

اور امرد لڑکے کو دیکھنا ناجائز ہے اونکا تصور بھی ناجائز ہے اور [illegible]

تعظیم دیکھنا اکبر الکبائر ہے لہذا از روے محبت و تعظیم اونکا تصور [illegible] علی ہذا القیاس افراط

و تفریط شغل برزخ مین ناجائز ہے جیسا کہ صورت شیخ کو [illegible]

صورت اللہ تعالیٰ کی کوئی تصور کرے ایسا خیال کرنا ہرگز درست نہین [illegible]

خواجہ محمد معصوم خلف حضرت مجدد الف ثانی کے تذکرہ [illegible]

فی الحقیقت عین پیر نیست از پیر مستغنی نمیکند در پیر چیز ماست کہ در صورت او نیست خوش گفتہ ؎

گر مصور صورت آن دلستان خواہد کشید ‌‌ ‌‌ حیرتے دارم کہ نازش را چسان خواہد کشید

لیکن جس وسیلے سے فیض اللہ تعالیٰ کا سالک کو پہونچتا ہی اوسکا خیال اور انتظار دل مین بلا تکلف

و بلا تصنع رہتا ہی مثلاً انبیا علیہم السلام کو احکام الٰہی کبھی بذریعہ جبرئیل علیہ السلام پہونچتے ہین اور کبھی

وحی اور الہام بلا واسطہ ملائکہ بھی ہوا کرتے ہین اور اولیا کو الہام و کشف بذریعہ رویاے صالحہ یا

ارواح انبیا و اولیا یا فراست یا القا جناب الٰہی سے ہوا کرتے ہین چنانچہ جامع صغیر مین یہ

حدیث وارد ہے اتقوا فراسۃ المومن فانہ ینظر بنور اللہ عز و جل یعنی خوف کرو کشف سے مومن صالح

کے پس بیشک وہ دیکھتا ہے نور سے اللہ کے جو صاحب عزت اور بزرگ ہے علی ہذا القیاس جس وقت

مستفیض اللہ تعالیٰ کی طرف سے بغیر ذریعہ مرشد کے دل پر سالک کے آثار ہے یا ارواح مبارک سے ہی

ورود مذہب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم یا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ یا حضرت

علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کی فیض آثار ہے اوسوقت تصور شیخ کی ضرورت نہین جوکہ وسیلہ فیض اوسوقت ہوا وسکا زوال ہو گیا ہے چنانچہ حضرت غوث الاعظم نے فتوح الغیب کے مقالہ ستائیس مین ارشاد فرمایا فاذا بلغ المرید حالہ تشیخہ افرد عن الشیخ وقطع عنہ فیتولاہ الحق فیقطعہ عن الخلق جملۃ فیکون الشیخ کالظئر والدایۃ لا رضاع بعد الحولین لا خلق بعد زوال الہوی والارادۃ الشیخ یحتاج الیہ مادام ثمہ ہوی وارادۃ لکسرہما اما بعد زوالہما فلا لانہ لا کدورۃ ولا نقصان یعنی جب پہنچتا ہے مرید شیخ کے حال کو جدا کیا جاتا ہے شیخ سے اور علیحدہ کیا جاتا ہے اوس سے پس ہو جاتا ہی کارساز اوسکا اللہ تعالی پس بے تعلق کر دیتا ہے اوسکو اللہ تعالی سب خلق سے پس ہوتا ہے شیخ مانند دایہ دودہ پلانیوالی کے احتیاج نہین دودہ پینے کی بعد دو برس کے نہین تعلق ہے خلق سے بعد دور ہونے ہوس اور خواہش نفسانی کے شیخ کی احتیاج ہے جبتک طالب کے دل مین ہوس اور خواہش ہے واسطے توڑنے ہوس اور خواہش کے پر بعد دور ہونے اون دونونکے احتیاج نہین ہے اسواسطے کہ اب کدورت اور نقصان نہ رہا شیخ عبد الحق دہلوی اوسکی شرح مین حضرت ممدوح کا قول لکھتے ہین انا ماربانی الا رسول اللہ فلیس لاحد علی منۃ بعد اللہ ورسولہ چنانچہ شیخ نے زبدۃ الاسرار مین بہی ایساہی لکھا ہے یعنی مجکو تربیت کی کسی نے سوائے رسول اللہ صلعم کے اور نہین ہے کسی کا احسان مجہپر بعد اللہ تعالی اور اوسکے رسول کے اگرچہ ابتدائے حال مین شیخ حماد وغیرہ اولیائے عصر وعلمائے زمان قدس اللہ اسرارہم پیر صحبت واساتذہ حضرت ممدوح کے تہے اور شیخ ابو سعید قدس سرہ پیر خرقہ تہے حسب مندرجہ بہجۃ الاسرار صفحہ ۱۰۶ اسوائے اسکے خضر علیہ السلام بہی پیر صحبت تہے اور حضرت علی مرتضے کی روح مبارک سے بہی بموجب تحریر بہجۃ الاسرار صفحہ ۳۶ مطبوعہ مصر کے وفیا [illegible] صفحہ ۵۶ فیضیاب ہوتے لیکن انتہائے حال مین جب رفع توسط ہو گیا یعنی درمیان سے

[illegible] درم

واسطے حائل نہ رہے اوسوقت فرماتے مار بانی الا رسول اللہ لیس لاحد علی منۃ بعد اللہ ورسولہ
سمجھنا چاہیئے کہ تصور اور فکر کرنا اللہ تعالی کی ذات مین ممنوع ہے کہ فساد اعتقاد مین پیدا ہوتا ہے
صفات رازقیت وخالقیت ومصنوعات کا تصور بہتر ہے چنانچہ جامع صغیر مین بروایت ابن عباس رض
وارد ہے تفکروا فی کل شئ ولا تفکروا فی ذات اللہ یعنی فکر اور غور ہر چیز مین کرو اور نہ فکر کرو
ذات مین اللہ تعالی کی سوائے اسکے اور چار احادیث اس مضمون کی شاہد لکھی ہین اسواسطے
کہ ذات اللہ تعالی کی منزہ جہت اور مکان سے بیچون وبیمثال ہے لہذا مبتدی کو واسطے
دفع خطرات کے مرشد کی ذات کا خیال رکہنا مناسب ہوتا ہے مبتدی کا خیال ذات پاک کی طرف
برابر جمنا ممکن نہین یہ حال جبتک ہے کہ فیض اللہ تعالی کی طرف سے بلا واسطہ مرشد کے آدمی
جب یہ مرتبہ حاصل ہو تو تصور شیخ کی ضرورت نہین جس طرف سے فیض حاصل ہو اوس طرف کا
خیال رکہے **قول الجمیل** مین ہے وقالتها الرابطۃ بشیخہ اوسکا ترجمہ شفاء العلیل مین مرقوم ہے
تیسرا طریقہ وصول الی اللہ کا رابطہ اور اعتقاد کامل پہونچانا ہو اپنے مرشد کے ساتھہ **ف**
مولانا شاہ عبد العزیز صاحب نے فرمایا حق تو یہ ہے کہ سب راہونسے یہ راہ زیادہ تر
قریب ہے گاہے مرید مین قابلیت نہین ہوتی تو اوسکی مرید محبت سے مرشد اوسمین تصرف
کرتا ہو مشائخ طریقت نے فرمایا ہو کہ اللہ کے ساتھہ صحبت رکہو سو اگر تمسے نہو سکے تو اونکے ساتھ
صحبت رکہو جو اللہ کے ساتھہ صحبت رکہتے ہین عارف باللہ **شیخ عبد الرحیم** قدس سرہ نے
فرمایا کہ مشائخ طریقت کے کلام کے معنی یہ ہین کہ پہلے تو سامنا کرنا چاہیئے کامل بیداری اور
ہوشیاری سے جو ایک پرتو ہے تجلی ذاتی کے اظلال سے تاکہ تعلق کونین سے مخلصی حاصل
ہو جاوے سو یہ اگر نہو سکے تو اون لوگونسے تعلق بہم پہونچانا چاہیئے جو اس پرتو سے مشرف
ہین جو اپنے نفوس اور علائق ماسوا سے نجات پا گئے ہین اور اس آیت قرآنی مین

کونوامع الصادقین یعنی سچون کے ساتھہ رہو ایک طرح کا اسمین اشارہ ہے رابطہ مرشد کا اگر مرشد کامل شہود ذاتی کا واصل ہو تو اوسکی وجہ سے اندک زمانہ مین وہ حاصل ہوتا ہے جو سالہا سال کی محنت مین حاصل نہین ہوتا اور کیا خوب کہا ہے **شعر**

آنکہ بہ تبریز یافت یک نظر از شمس دین	طعنہ زند بر دہہ سخرہ کند بر چلہ

انتہی اگر یہ شبہ ہو کہ شاہ ولی اللہ صاحب نے اقوال صوفیہ قول الجمیل مین حکایۃً بیان کیے ہین خیال رابطہ وغیرہ اونکے پاس جائز نہین جواب اوسکا یہ ہے کہ یہ سخن بلا دلیل ہے تصور مرشد بمحبت وتعظیم شاہ صاحب نے کچہہ اعتراض نہ کیا تو صاف ظاہر ہے کہ اس طریقہ کو شاہ صاحب نے تسلیم کیا اور جو کچہہ شاہ صاحب نے نامناسب جانا تو بلا رعایت بیان فرما دیا چنانچہ اشغال قادریہ مین قرآن مجید پس پشت رکہنے کو بے ادبی لکہتے ہین اور حضرت علی مرتضے سے خواجہ حسن بصری کی روایت تلقین ذکر مین لکہتے ہین کہ اہل حدیث نے اسمین بحث کی ہے اور صلوۃ معکوس کے حال مین لکہا ہے کہ حدیث اور فقہ سے اسکی تقویت نہین ہے پس درمیان مرشد اور مرید کے جو علاقہ محبت ہو جاتا ہے خالص اللہ تعالے کے واسطے ہوتا ہے مرشد ان طریقت راہ راست وصول الی اللہ کی مریدونکو بتلاتے ہین اور موافق اپنی اولاد کے مریدون پر شفقت وعنایت رکہتے ہین اور دعا واسطے اونکی بہتری وسعادت دارین کے کرتے رہتے ہین اور نظر توجہ اونپر مبذول رکہتے ہین اور مریدین بہی پیران طریقت کو بکمال اعتقاد موافق والدین کے سمجہتے ہین اور بنہایت محبت کے ساتہہ اونکے آداب بجالاتے ہین چنانچہ مکتوب دوصدونودودوم جلد اول مین مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی امام ربانی کے تفصیل آداب کی مندرج ہے لہذا بمقتضائے طبیعت انسانی کے محب کو ہر حال اور ہر وقت اور ہر لحظہ بیداری اور خواب مین تصور اور خیال اپنے محبوب کا خود بخود بے اختیار بغیر بناوٹ اور تکلف کے ضرور دل مین مدام

اور یہ محبت فیما بین پیر و مرید کے موافق اس حدیث مشکوٰۃ کے ہے عن معاذ بن جبل
قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول قال اللہ تعالیٰ وجبت محبتی للمتحابین فیّ والمتجالسین فیّ
والمتزاورین فیّ والمتباذلین فیّ رواہ مالک یعنی فرماتا ہے اللہ تعالیٰ ضرور ہے
محبت میری واسطے اون لوگونکے جو محبت آپس مین رکھتے ہین میری راہ مین اور ہم نشین
رہتے ہین میری راہ مین اور فیما بین ملاقات کرتے ہین میرے کام مین اور آپسمین خرچ کرتے
ہین میری رضا مین وفی روایۃ الترمذی قال یقول اللہ تعالیٰ المتحابون فی جلالی لہم
منابر من نور یغبطہم النبیون والشہداء یعنی فرماتا ہے اللہ تعالیٰ جو لوگ کہ باہم محبت رکھتے
ہین میری عظمت کی راہ مین اونکے واسطے منبر نور کے ہونگے آرزو کرینگے اونکی انبیا اور شہدا
یعنی اچھا سمجھینگے اور پسند کرینگے اگرچہ مقامات انبیا و شہدا بہت افضل و اعلیٰ ہونگے اور سمجھنا چاہیے
کہ ایمان کے دو رکن ہین وحدانیت اللہ تعالیٰ کی اور رسالت حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ
علیہ وسلم کی زبان سے اقرار کرنا اور دل سے تصدیق کرنا لیکن محبت بھی شرائط ایمان سے ہے
اللہ تعالیٰ کی محبت اس درجہ پر ضرور ہے کہ انبیا اور اولیا اور صالحین اپنی جان عزیز کو نثار کرتے تھے
راہ مین خلاق اکبر کی کچھ حقیقت نہین سمجھتے اوسکے صلہ مین حیات ابدی کی اونکو مرحمت ہوتی
ہے قال اللہ تعالیٰ ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء عند ربہم یرزقون فرحین
یعنی نہ کہو اون لوگونکو کہ قتل کیے جاتے ہین اللہ تعالیٰ کی راہ مین کہ وہ مردے ہین بلکہ وہ لوگ
زندے ہین نزدیک رب اپنے کے رزق دیے جاتے ہین اور خوش ہین پس جو لوگ کہ محبت مین
مالک الملک جل جلالہ کے مرتبہ عالی رکھتے ہین اونکی شان مین ارشاد ہوا ہے والذین اٰمنوا
اشد حبا للہ یعنی جو لوگ کہ ایمان والے ہین بہت زیادہ محبت اللہ تعالیٰ کی رکھتے ہین یا ایہا الذین
یرتد منکم عن دینہ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبہم ویحبونہ یعنی اے اہل ایمان اگر پھر جائیگا تم مین کا اپنے

سورۂ آل عمران

[illegible] اپنے قوم کو کہ دوست رکہتا ہے اللہ تعالی اونکو اور دوست
[illegible] تفسیر مدارک وغیرہ مین لکہا ہے کہ یہ آیت شان مین [illegible]
[illegible] حضرت [illegible] کی اور شایستہ خلافت [illegible]
[illegible] حضرت عمر فاروق رضی
[illegible] اور ملک عجم اونکے وقت مین مفتوح ہوگیا ارحم الراحمین
[illegible] اس آیت مین اپنی محبت کو مقدم فرمایا اور محبوبیت و سبحان اللہ
[illegible] اکرام [illegible] اہل اسلام پر یہہ ہے کہ اپنی عنایت کاملہ سے محبونکو مقام محبوبیت
مین داخل فرماتا ہے اَللّٰهُ يَجْتَبِيٓ إِلَيْهِ مَن يَشَآءُ وَيَهْدِيٓ إِلَيْهِ مَن يُنِيبُ یعنی اللہ تعالی مقبول
اپنا کر لیتا ہے جسکو چاہتا ہے اور اپنی راہ بتلاتا ہے اوس شخص کو جو کہ طرف اللہ کے رجوع کرتا
ہے اور مقبول مقام محبوبیت کو پیروی اور اتباع مین اپنے حبیب خاص کے منحصر فرماتا ہے
قال تعالی قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ یعنی کہدے اے نبی کہ اگر دوست رکہتے ہو
تم اللہ تعالی کو پس تابع رہو میرے دوست رکہیگا تمکو اللہ تعالی اور جو لوگ خواہش نفسانی مین
مبتلا ہوکر نافرمانی کرتے ہین اونکے واسطے بکمال ترحم ارشاد ہوا قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰٓ
أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ
یعنی کہدے اے نبی کہ اے میرے بندو جن لوگون نے کہ زیادتی کی اپنی جانون پر وہ نا امید
نہو جائین اللہ کی رحمت سے بیشک اللہ تعالی معاف کردیگا سب گناہونکو بیشک وہ بخشنے
والا رحم کرنیوالا ہے اور حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو بخطاب وَمَآ أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً
لِّلْعَالَمِينَ سرفراز فرمایا (یعنی اور نہین بہیجا ہمنے تم کو اے نبی مگر رحمت واسطے سب مخلوقات کے) اور مقام
محمود و شفاعت عظمی کا مرتبہ عنایت کیا اور اللہ تعالی نے حضرت سید العالمین ؐ کی محبت بہی

سورۃ الشوری

سورۃ آل عمران

سورۃ زمر

سورۃ انبیاء

ایمان پر فرض کی ہے کما قال النبی اولی بالمؤمنین من انفسہم وازواجہ امہاتہم
یعنی نبی والی ہین مومنین کے زیادہ اونکی ذاتونسے اور ازواج مطہرات ماوران مومنین ہین
تفسیر مدارک وغیرہ مین مرقوم ہے وفی قرأۃ ابن مسعود وھو اب لہم یعنی سید العالمین ص والد ہین
مومنین کے شفقت اور محبت مین اور واجب الاتباع ہونے مین قال تعالی انما المؤمنون اخوۃ
یعنی سب مومنین برادران دینی ہین اور بمضمون حدیث اول ماخلق اللہ نوری کما فی مدارج النبوۃ
سید المرسلین ابو الارواح ہین پس وھو اب لہم اگرچہ منسوخ التلاوۃ ہے لیکن موافق آیۃ رجم
کے ہے کہ حکم اوسکا منسوخ نہین اور ارشاد ہوا ہے وکا یرغبوا بانفسہم عن نفسہ یعنی نہ خیال
کرین اپنی جانونکا زیادہ ذات مبارک سے سید العالمین ص کے اپنی جان سے زیادہ رسول اللہ
کو عزیز سمجھنا فرض ہے چنانچہ مشکوٰۃ مین بحوالہ بخاری ومسلم انس رض سے روایت ہے قال
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لا یؤمن احدکم حتے اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین
یعنی نہین مومن ہوگا کوئی ایک تمہارا یہانتک کہ ہوجاؤن مین دوست زیادہ نزدیک اوسکے
باپ سے اور اوسکے بیٹے سے اور سب لوگونسے اور واجبات اسلام سے ہے محبت خلفاء
راشدین اور اہلبیت اور اصحاب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی قال اللہ تعالے محمد رسول اللہ
والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینہم یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول اللہ کے ہین اور جو
لوگ کہ ایمان لائے ہین اونکے ساتھہ سختی کرنیوالے ہین کافرون پر اور رحم کرنیوالے ہین
آپسمین و قال تعالے قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربی یعنی کہواے نبی نہین مانگتا ہون مین
تمسے تبلیغ رسالت پر کچھہ بدلہ مگر محبت میرے اہل قرابت کی وعن عبد اللہ بن مسعود عن النبی صلی
اللہ علیہ وسلم قال لو کنت متخذ خلیلا لاتخذت ابا بکر خلیلا ولکن اخی وصاحبی وقد اتخذ اللہ صاحبکم خلیلا رواہ مسلم
یعنی اگر مین کرتا مین دوست خالص اپنا البتہ مقرر کرتا مین ابوبکر کو دوست خالص لیکن وہ میرے برادر دینی اور رفیق ہین اور اللہ تعالے

مقرر کیا ہے تمہارے نبی صاحب کو خلیل یعنی دوست خالص اپنا وعن عمرو بن العاص
ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعثہ علی جیش ذات السلاسل قال فاتیتہ فقلت
ای الناس احب الیک قال عایشۃ قلت من الرجال قال ابوھا قلت ثم من قال عمر
متفق علیہ یعنی روایت ہے عمرو بن العاص سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر
کیا تھا اون کو لشکر پر جنگ ذات السلاسل کے اونھون نے کہا مین حاضر ہوا حضرت کی
خدمت مین اور عرض کی کہ کون لوگون مین سے نزدیک آپ کے دوست زیادہ ہے ارشاد
ہوا کہ عایشہ پھر عرض کی مین نے کہ مردون سے کون ہے فرمایا والد عایشہ کے پھر عرض
کی مین نے اون کے بعد کون ہے ارشاد ہوا کہ عمر وروی الترمذی عن جابر قال اتی
النبی صلی اللہ علیہ وسلم بجنازۃ رجل لیصلے علیہ فلم یصل علیہ فقیل یارسول اللہ
ما رایناک ترکت الصلوۃ علی احد قبل ھذا قال انہ کان یبغض عثمان فابغضہ اللہ
یعنی لایا گیا نزدیک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک مرد کا جنازہ تا کہ نماز اوسکی پڑھین پس
نہ پڑھی حضرت نے اوس کے جنازہ کی نماز پس عرض کی گئی یارسول اللہ نہ دیکھا ہمنے
آپ کو ترک کرتے نماز کسی جنازہ پر اول اس سے ارشاد ہوا کہ وہ بغض رکھتا تھا عثمان
سے پس بغض رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اوس سے وعن زر بن حبیش قال قال علی والذے
فلق الحبۃ وبرء النسمۃ لعہد النبی الامی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الی ان لایحبنے الا
مومن ولا یبغضنی الا منافق رواہ مسلم یعنی فرمایا علی مرتضیٰ رض نے قسم ہے اللہ
تعالیٰ کی جسنے دانہ مین سے درخت نکالا اور پیدا کیا ارواح کو البتہ عہد کیا ہے مجھ سے
نبی امی صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ نہ دوست رکھے گا مجھے مگر مومن اور نہ عداوت رکھیگا
میری مگر منافق وعن جمیع بن عمیر قال دخلت مع عمتی علے عایشۃ فسألت ای الناس

کان احب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالت فاطمۃ فقیل من الرجال قال زوجہا
رواہ الترمذی یعنی داخل ہوا مین ساتھ اپنی پھوپی کے نزدیک ام المومنین عایشہ رضی کے
پس عرض کی مین نے کون لوگون مین سے دوست زیادہ تھا رسول اللہ علیہ وسلم کے
پاس فرمایا عایشہ رضی نے کہ فاطمہ رض پس عرض کی گئی کون مردون مین سے فرمایا
ام المومنین رض نے شوہر فاطمہ رض اور صواعق محرقہ بین لکھا ہے اخرج احمد والترمذی
عن علی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من احبنی واحب ہذین وا باہما وامہما
کان معی فی درجتی یوم القیمۃ یعنی جو شخص کہ دوست رکھے مجھکو اور دوست رکھے
امام حسن رض وامام حسین رض کو اور والد کو اون کے اور والدہ کو اونکی ہوگا میرے ساتھ میرے
درجہ مین بروز قیامت وفی المشکوۃ فی باب الحب فی اللہ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ اذا احب عبدا دعا جبرئیل فقال انی احب فلانا
فاحبہ فیحبہ جبرئیل ثم ینادی فی السماء فیقول ان اللہ یحب فلانا فاحبوہ فیحبہ
اہل السماء ثم یوضع لہ القبول فی الارض رواہ المسلم یعنی جب اللہ تعالے دوست رکھتا ہے
کسی بندہ کو طلب کرتا ہے جبرئیل علیہ السلام کو پس فرماتا ہے کہ بیشک مین دوست رکھتا ہون فلان شخص کو پس دوست رکھو
اسکو پس دوست رکھتے ہین اسکو جبرئیل پھر منادی کرتے ہین آسمانون مین اور کہتے ہین کہ اللہ تعالے دوست رکھتا ہے
فلان شخص کو پس دوست رکھو اسکو پس دوست رکھتے ہین اسکو آسمان والے پھر مقرر کیجاتی ہے اسکی مقبولی اہل زمین مین
لہذا اہل اسلام کو لازم ہے کہ اولیاء اللہ کی محبت بجا دل رکھین وعن ابن مسعود قال جاء رجل الی النبی
صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ کیف تقول فی رجل احب قوما ولم یلحق
بہم فقال المرء مع من احب رواہ البخاری ومسلم یعنی آیا ایک شخص نزدیک
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پس عرض کی یا رسول اللہ کیا فرماتے ہین آپ ایک

مرد کی مقدمہ مین جو دوست رکھتا ہے ایک قوم کو اور نہ دیکھا اون کو یا نہ ملا اون سے یا عمل نکیا برابر اون کے فرمایا حضرت نے کہ آدمی ہوگا ساتھ اوس شخص کے کہ دوست رکھتا ہے اوس کو یعنی محبت کامل سے ثمرہ معیت اور قرب کا حاصل ہوتا ہے علی ہذا القیاس اولیاء اللہ کی محبت بھی لازم اور ضروری ہے اس واسطے کہ وہ لوگ محبوبان رب العالمین اور وارثان دولت ہدایت خاتم النبیین ہین کما قال اِنْ اَوْلِیَآؤُہٗ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ یعنی نہین دوست اللہ تعالی کے مگر خوف اوسکا رکھنے والے کما فی المدارک قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ یعنی کہدو اے نبی کہ اگر دوست رکھتے ہو تم اللہ کو میرے تابع رہو دوست رکھیگا تمکو اللہ تعالی اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یعنی اللہ تعالی دوست ہے اہل ایمان کا یُحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ یعنی دوست رکھتا ہے اون کو اللہ تعالی اور دوست رکھتے ہین وہ لوگ اللہ تعالی کو وجبت محبتی للمتحابین فی یعنی فرماتا ہے اللہ تعالی ضرور ہے محبت میری واسطے اون لوگون کے جو آپس مین محبت رکھتے ہین میری راہ مین لہذا پیران کبار کی محبت جس شخص کو نصیب ہے اگرچہ ذکر و شغل بجا لاے برابر نکرے تب بھی وہ محبت اوس کو مفید ہے اس واسطے کہ محبت محبوبان حق تعالی کی حسب احادیث موصوف خود عمل نیک اور قابل جزاے خیر ہے پس جو لوگ کہ فقط داخل سلسلہ ہوکر زیادہ ذکر و شغل بجا نہین لاتے صرف اعتقاد و محبت پیران کبار سے رکھتے ہین وہ گروہ بھی بسبب شرف بیعت کے مستحق نجات و ثواب کے ہین قال اللہ تعالی فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ خَیْرًا یَّرَہٗ یعنی جو شخص نیک عمل کریگا برابر ذرہ کے جزاے خیر اوس کی دیکھے گا بیقین جاننا چاہیے کہ نجات عقبی کی عقائد پر اہل حق کے منحصر ہے مشکوۃ مین بحوالہ ترمذی وارد ہے تفترق امتی علی ثلث وسبعین ملۃ کلہم فی النار الا ملۃ واحدۃ

سورہ انفال

سورہ آل عمران

سورہ مائدہ

الا ملة واحدة قالوا من ھی یا رسول اللہ قال ما انا علیہ واصحابی یعنی متفرق ہوگی میری امت تہتر مذہبوں پر وہ سب اہل دوزخ ہین سوائے ایک مذہب کے عرض کی اصحاب نے کون ہین وہ لوگ یا رسول اللہ فرمایا حضرت نے کہ وہ طریقہ ہے کہ مین ہون اوسپر اور میرے اصحاب پس جو لوگ کہ پیران کبار سے اعتقاد نہین رکھتے اگرچہ ذکر اللہ و تلاوت قرآن و عبادات الہی بجالاتے ہین لیکن بسبب منکر ہونے کے اولیاء اللہ سے قابل عتاب جناب خلاق اکبر کے ہین جیسا کہ شیعہ و خارجی و مجسمہ و قدریہ و جبریہ نماز و روزہ وغیرہ عبادات بجالاتے ہین لیکن اونکو مفید نہین ہین بموجب حدیث قدسی من عادلی ولیا فقد اذنتہ بالحرب جو بیشتر بہ حوالہ بخاری مذکور ہوئی یعنی جو کوئی عداوت کرے میرے ولی سے پس بیشک خبردار کرتا ہون مین جنگ سے منکرین اولیاء اللہ کے بھی بالکل موافق شیعہ و خوارج وغیرہ کے ہین اور جو لوگ کہ تبرکات پیران کبار سے باعتقاد لیتے ہین اوسکی برکت مین کچھ کلام نہین جیسا کہ تبرکات انبیا کا حال بیان ہوا اور بخاری نے باب من استعد الکفن فی زمن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلم ینکر علیہ یعنی یہ باب ہے حال مین اوس شخص کے جسنے مقرر کیا کفن اپنا زمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم مین پس نہ انکار کیا گیا اوسپر کتاب الجنائز مین روایت کی ہے کہ ایک صحابی نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے چادر مبارک اپنے کفن کے واسطے مانگ لی اور بخاری اور ترمذی نے تفسیر سورہ توبہ مین اِسْتَغْفِرْ لَھُمْ اَوْلَا تَسْتَغْفِرْ لَھُمْ کے باب مین کیفیت عطا فرمانے حضرت رحمۃ للعالمین کی قمیص مبارک کو واسطے کفن عبداللہ ابن ابی منافق کے حسب معروضہ عبداللہ بن عبداللہ اوس کے بیٹے کی روایت کی ہے [illegible] کے باب غسل المیت مین ام عطیہ سے بحوالہ بخاری و مسلم روایت ہے کہ

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد غسل دینے حضرت زینب یا حضرت ام کلثوم
کے تہ بند اپنا ہمکو دیا اور ارشاد ہوا اشعرنہا ایاہ یعنی اندر کفن کے پہنا دو اس کو
شیخ عبد الحق دہلوی اسکی شرح مین لکھتے ہین درینجا استحباب تبرک است بلباس
صالحین و آثار ایشان بعد از موت در قبر چنانکہ قبل از موت نیز تیمن بودہ اور جلال الدین
سیوطی نے رسالہ اتحاف الفرقہ بوصل الخرقہ مین روایت کیا اور خرقہ لبنا خواجہ
حسن بصری کا علی مرتضیٰ رضؓ سے ثابت کیا ہے لیکن اس مین اختلاف محدثین کا قدیم
سے منقول ہے اور بعضے تاثیرات و برکات سے لب مبارک رحمۃ للعالمین کے
یہ ہے کہ جنگ فتح خیبر مین علی مرتضیٰ رضؓ کو انکھون کی شکایت تھی آپ دہن مبارک کی برکت
سے فی الفور درد جاتا رہا چنانچہ مشکوۃ مین بحوالہ بخاری و مسلم باب مناقب مین
روایت ہے اور بخاری و مسلم وغیرہ نے پڑہنا بسم اللہ تربۃ ارضنا وریقۃ
بعضنا یشفی سقیمنا باذن ربنا حضرت سید المرسلین سے روایت کیا ہے اس سے
لعاب دہن مبارک اور خاک مدینہ منورہ کا بھی تبرک ہونا ثابت ہوا اور فضائل و برکات
اور تبرکات ہونا ماء زمزم اور مقام ابراہیم علیہ السلام و حجر اسود و کعبہ مبارکہ و مسجد
نبوی و روضہ مقدسہ و بیت المقدس وغیرہ مقامات متبرکہ و بیر رومہ و بیر ارس
وغیرہ کا قرآن مجید و احادیث شریف و کتب سیر و خلاصۃ الوفا و جذب القلوب سے
بخوبی ثابت ہے تفصیل اوسکی موجب تطویل ہے اور تاریخ الخلفا مین سیوطی
نے لکھا ہے کہ معاویہ رضؓ کے پاس موے شریف اور ناخن شریف حضرت شفیع
المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے وصیت کی تھی کہ بعد موت میرے منہ مین اور آنکھون
مین رکھدینا اور خلوت کردینا درمیان میرے اور حضرت ارحم الراحمین کے

بارھوین فصل بدعت حسنہ وبدعت سیئہ کی اقسام کے بیان مین

واضح ہو کہ بدعت وہ کام ہے جسکا زمان مبارک مین حضرت سید العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے یا زمان اصحاب وتابعین وتبع تابعین مین جو کہ بحسب حدیث شریف خیر القرون ہین ظہور نہوا تھا لہذا خاص طور پر اوس کے جواز وعدم جواز وحسن وقبح مین کچھ ارشادِ اقدس وارد نہوا لیکن عام طور پر یہ حکم عالی بطور قاعدہ کلیہ نافذ ہو گیا فی مشکوۃ المصابیح فی باب العلم قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من سن فی الاسلام سنۃ حسنۃ فلہ اجرہا واجر من عمل بہا من بعدہ من غیر ان ینقص فی اجورھم شیئ ومن سن سنۃ سیئۃ فعلیہ وزرہا ووزر من عمل بہا من بعدہ من غیر ان ینقص من اوزارھم شیئ رواہ مسلم یعنی جو شخص کہ جاری کرے اسلام مین نیک طریقہ پس اوس کے واسطے جزاے خیر اُس کی ہے اور ثواب اُنکا جو لوگ عمل کرین اُسپر بعد اُس شخص کے بغیر اس کے کہ کم کیجاوے اُن کے ثوابون سے کوئی چیز اور جو شخص کہ جاری کرے بد طریقہ پس اُسپر بارگناہ اُس کام کا ہے اور بارگناہ اُن شخصونکا ہے کہ عمل کرین اُس طریقہ پر بعد اُس کے بغیر اسکے کہ کم کیجاوے اُن کے بارگناہون سے کوئی چیز بمضمون اس حدیث کے اہل سنت وجماعت نے بدعت کی دو قسم مقرر کی ہین بدعت حسنہ وبدعت سیئہ زمان حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم مین بلکہ زمان اصحاب وتابعین مین کوئی کتاب تفسیر قرآن مجید یا صحاح ستہ وغیرہ سے حدیث شریف مین تالیف نہوئی اور نہ اصول حدیث واصول فقہ وفروع فقہ وعقائد ولغات مین وجرح وتعدیل رواۃ وتمیز صحت وسقم احادیث وعلم کلام مین قدریہ وجبریہ ومجسمہ وشیعہ وخوارج مین کوئی کتاب تصنیف ہوئی اور نہ

قواعد علوم معانی وبلاغت وصرف ونحو وغیرہ مقرر پائے لیکن جبکہ سمجھنا علوم دین کا منحصر
تحصیل پر ان علوم کے ہو گیا اُس کا حاصل کرنا بھی ضرور ہوا اس واسطے کہ لوازمات
واجب کے واجب ہو جاتے ہین اور بمقتضائے روایت صواعق محرقہ احوال مین
انعقاد اجماع کے خلافت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر ما راٰہ المسلمون حسنا فھو
عند اللہ حسن رواہ الحاکم عن ابن مسعود یعنی جس کام کو اہل اسلام بہتر سمجھین
پس وہ نزدیک اللہ تعالی کے بہتر ہے ان سب علوم کی تالیف وتصنیف کو علمائے
اہل سنت نے ضروری سمجھا تو اُسکو بدعت حسنہ کہنا ہو سکتا ہے جو لوگ بدعت کی تقسیم
نہین کرتے ہین اُنکو ملحق بالسنہ سمجھے ہین اور امورات دنیا مین بھی بہت اشیائے جدید
بعد عہد خیر القرون پیدا ہوئیں جیساکہ بندوق توپ ریل گاڑی تار برقی کہ استعمال ان
چیزون کا ناجائز نہین اور بدعت سیئہ وہ ہے کہ ارتکاب اُس عمل کا بحکم شرع شریف
گناہ کبیرہ یا صغیرہ ہو چنانچہ شرح صحیح مسلم مین محی الدین نووی لکھتے ہین کہ
بدعت پانچ قسم پر ہے واجب مستحب حرام مکروہ مباح پس واجب ہے سیکھنا
دلائل متکلمین کا واسطے رد ملحدین ومبتدعین کے اور تصنیفات علم تفسیر وشرح احادیث
وعلم عقائد وکلام واصول حدیث واصول فقہ وصرف ونحو ولغت ومعانی وغیرہ
سوائے اس کے بعضے دوسرے علوم کی طرف بھی ضرورت ہوتی ہے جیساکہ علم طب
واسطے صحت انسان کے اور علم حساب واسطے تقسیم ترکہ وغیرہ کے اور مستحب ہے
مانند تقرر مدرسہ وبنائے مسافرخانہ وخانقاہ درویشان وغیرہ نیک کام اور مباح
ہے مانند طعام لذیذ ولباس فاخرہ ومکانات عمدہ وغیرہ بمال حلال بغیر اسراف
اور جو بدعت کہ گناہ کبیرہ کی حد تک پہونچے وہ حرام ہے جیسے مذاہب خوارج ودرم

ومجسمہ و قدریہ وجبریہ اور جو بدعت گناہ صغیرہ کی حد تک پہونچے وہ مکروہ ہے اس
تقریر سے حاصل یہ ہے کہ صوفیہ کرام کی تصنیفات سلوک طریقت وحقیقت توحید و
معرفت الہی مین جو مشہور ہین قرآن وحدیث وعقائد وفقہ کے مطابق ہین اور دلائل
سب اونکی کتب مین مذکور ہین چنانچہ قدرے قلیل مشتے نمونہ از خروارے اس رسالہ
مین لکھے گئے ہین والعاقل تکفیہ الاشارۃ اور جس مضمون مین قرآن وحدیث کی دلیل
نہو تو موافق مجتہدین فقہا کے اجتہاد ہے بموجب روایت معاذ ابن جبل رضہ کے
ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لما بعثہ الی الیمن قال کیف تقضے اذا عرض
لک قضاء قال اقضے بکتاب اللہ قال فان لم تجد فے کتاب اللہ قال فبسنۃ رسول
اللہ قال فان لم تجد فے سنۃ رسول اللہ قال اجتہد برائی قال فضرب رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم علے صدرہ وقال الحمد للہ الذی وفق رسول رسول اللہ
لما یرضی بہ رسول اللہ رواہ الترمذی وابوداؤد والدارمی یعنی بیشک رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبکہ بھیجا تھا معاذ بن جبلؓ کو طرف یمن کے فرمایا حضرتؐ نے
کیسا حکم کروگے جس وقت کوئی مقدمہ تمھارے روبرو آوے کہا عرض کی کہ حکم کرونگا
مطابق کتاب اللہ کے فرمایا اگر نپاؤگے کتاب اللہ مین عرض کی پس سنت رسول
فرمایا پس اگر نپاؤگے سنت رسول اللہ مین عرض کی اجتہاد کرونگا مین اور نہ کوتاہی کرونگا
پس سید العالمینؐ نے ہاتھ مارا اون کے سینہ پر اور کہا حمد ہے اللہ کی کہ توفیق دی
وکیل کو رسول اللہ کے اوس چیز کی کہ راضی ہو اوس سے رسول اللہ اور ہر ایک طریقہ
مین اولیائے کاملینؒ مانند مجتہد فی المذہب یا مجتہد ان منتسب کے قرآن وحدیث سے
مسائل توحید وسلوک ثابت کئے ہین یا کشف والہام سے ارشاد فرمایا ہے لیکن

معیار کشف والہام کے واسطے اکابر اولیا کے نزدیک قرآن وحدیث واجماع ہی ہے
چنانچہ حضرت غوث اعظم **فتوح الغیب** کے مقالہ چہلم مین فرماتے ہین کل حقیقۃ
لا یشہد لہا الشرع فہو زندقۃ یعنی جو علم حقیقت وکشف کہ گواہی ندے اُس کی
شرع شریف پس وہ کفر اور ملحدی ہے اس واسطے لازم ہے کہ اجتہاد اکابر صوفیہ
کو برابر اجتہاد علماے مجتہدین کے سمجھنا چاہیے مسائل سلوک وتوحید وغیرہ مین دلائل
قرآن وحدیث واجماع بیان کئے ہین لہذا ہر وقت ہر ایک صدی مین قرناً بعد قرن
عصر مبارک حضرت سید المرسلین سے آج تک اس گروہ تارکین دنیا وعابدین زاہدین
کی فضیلت پر اور اون کے عالی مرتبہ اور مقبول درگاہ الٰہی ہونے پر اجماع امت
ہوتا رہا وفی المشکوۃ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
یدخل الفقراء الجنۃ قبل الاغنیاء بخمس مأتہ عام نصف یوم رواہ الترمذی
یعنی داخل ہون گے فقراے امت محمدی غنی لوگون سے اول پانسو برس پہلے کہ
مدت نیم روز کی ہے ایام عالم آخرت سے اور چند احادیث فضائل مساکین وفقرا
ذلک بیشتر اس رسالہ مین مرقوم ہوے ہین وعن عمر ابن الخطاب رضی اللہ
عنہ قال سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول ان خیر التابعین رجل
یقال لہ اویس ولہ والدۃ وکان بہ بیاض فمروہ فلیستغفر لکم رواہ مسلم
یعنی بیشک بہترین تابعین کا ایک مرد ہے کہ کہا جاتا ہے اوسکو اویس اوسکی ہے
والدہ اور تھا اوس شخص کو مرض برص پس امر کرو تم اوس کو تاکہ طلب مغفرت کرے واسطے
تمھارے فضائل اویس قرنی کے باب ذکر مین مولانا شیخ عبد الحق نے اخیر
شرح مشکوۃ مین بہت لکھے ہین اونکا برص اونکی دعا سے جاتا رہا تھا صرف ایک درم

کے برابر باقی رہگیا تھا اب جای غور ہے کہ حضرت سید الاولین والاخرین محمد مصطفے صلی اللہ
علیہ وسلم اور خلفاے راشدین و اہل بیت طاہرین اور اصحاب صفہ اور اکثر اصحاب
کاملین اکابر تابعین رضی اللہ عنہم اجمعین کلہم یہ جمیع اشخاص ہمیشہ اس طریقہ عبادت و
ریاضت و تقوی و عزیمت و ترک لذات دنیا پر رہکر اپنی تمام عمر بسر کر گئے طریقت اور
سلوک اس راہ کا نام ہے سورہ مزمل اور سورہ ہل اتی اس امر کے دو گواہ بس ہین
ازانجملہ امام زین العابدین سید الساجدین کے حالات کثرت عبادات شب و روز
پر سب علما متفق ہین بس حضرات آئمہ اثنا عشر و خواجہ حسن بصری و معروف کرخی
و جنید بغدادی و بایزید بسطامی و غوث اعظم محی الدین سید عبد القادر جیلانی و
خواجہ بہا رالدین نقشبند و خواجہ معین الدین چشتی و شیخ شہاب الدین سہروردی
و ابو الحسن شاذلی و شیخ احمد رفاعی و مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی وغیرہ اولیائے
کرام قدس اللہ اسرارہم مرتبہ ولایت مین درجہ کمال کو پہونچے اور اکثر بزرگان اہل اللہ
طریقہ انہین سے اون کے اولیا کے کامل ہوے ہین کتب علم سیر و تاریخ کے دیکھنے سے
مفصل حالات اون کے عادات ریاضت روزمرہ اور دوام عبادات و صیام و اذکار
و اشغال معلوم ہوتے ہین ان کے صاحب ولایت ہونے پر اور ان سب طریقون
کے مقبول ہونے پر جمیع اہل سنت کے علما و سلاطین و امرا و خاص و عام کا اجماع ہر وقت
مین ہوتا رہا بس جو کوئی سلوک طریقت سے ان اکابر اولیا کے انکار کرے بحال انکہ
حضرت رحمۃ للعالمین علیہ الصلوۃ والسلام سے بموجب حدیث ان العلماء ھم ورثۃ
الانبیاء رواہ البخاری فی کتاب العلم قرنا بعد قرن موروثی چلا آیا ہے تو وہ شخص
اجماع اہل اسلام کا منکر ہوگا چنانچہ اجماع کی مخالفت کرنے مین حضرت رب العزت

کا یہ ارشاد ہے وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا یعنی جو کوئی مخالفت کرے رسول کی بعد اس کے کہ ظاہر ہوئی اوس کو راہ ہدایت اور چلے رستہ سواے راہ اہل ایمان کے حوالہ کرین گے ہم اوس کو جس طرف کہ اوسنے راہ لی اور پہونچاوین گے ہم اوس کو جہنم مین اور بری ہے وہ بازگشت اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مشکوۃ کے باب الاعتصام والسنۃ مین وارد ہے علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین تمسکوا بھا وعضوا علیھا بالنواجذ رواہ احمد وابوداود والترمذی وابن ماجہ یعنی لازم سمجھو اپنے پر میری سنت کو اور خلفاے راشدین کے طریقہ کو دستاویز کرو اوس کو اور مضبوط پکڑو اوسکو دانتون سے وعن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ لا یجمع امتی علی ضلالۃ ویداللہ علی الجماعۃ ومن شذ شذ فی النار رواہ الترمذی یعنی بیشک اللہ تعالی جمع نہ کرے گا میری امت کو گمراہی پر اور ہاتھ اللہ تعالی کا جماعت پر ہے اور جو کہ علیحدہ ہوا جماعت سے ڈالا جائیگا دوزخ مین وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار رواہ ابن ماجہ من حدیث انس یعنی تابع رہو تم بڑی جماعت کے پس بیشک جو شخص کہ علیحدہ ہوا جماعت سے ڈالا جائیگا وہ دوزخ مین وعن ابی ذر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من فارق الجماعۃ شبرا فقد خلع ربقۃ الاسلام من عنقہ رواہ احمد وابوداود یعنی جو شخص کہ جدا ہوا جماعت سے ایک بالشت پس تحقیق نکال دیا

اوس نے حلقہ اسلام کا اپنی گردن سے۔ اور باب فضائل سید المرسلین میں بحوالہ ابی داؤد
مشکوۃ مین ابی مالک اشعری سے مروی ہے قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم ان اللہ اجارکم من ثلث خصال ان لا یدعو علیکم نبیکم فتھلکوا
جمیعاً وان لا یظھر اھل الباطل علی اھل الحق وان لا تجتمعوا علی ضلالۃ
یعنی اللہ تعالی نے پناہ دی تمکو تین خصلتون سے یہ کہ نہ بد دعا کرین تم پر تمھارے
نبی کہ اوس سے تم سب ہلاک ہوجاؤ اور یہ کہ غالب نہ آوین کفار اہل اسلام پر کہ نیست
ونابود کردین اور یہ کہ اتفاق نہ کرو تم سب گمراہی پر واضح ہو کہ ائمہ اربعہ یعنی حضرت
امام ابوحنیفہ وامام مالک وامام شافعی وامام احمد بن حنبل ہر مجتہد مطلق دین اسلام کے
بالاجماع مقرر ومسلم ہین اور کتب اون کے مذاہب کی تفصیل مسائل بیشمار موجود
ہین جیساکہ خلفاے اربعہ بعد حضرت سید المرسلین کے واجب الاتباع ہین
ویسا ہی مذاہب ائمہ اربعہ پر عمل کرنا ضرور ہے اور خلاف ان چار مذہب کے عمل کرنا
جائز نہین اس مسئلہ پر اجماع سب اہل اسلام کا منعقد ہوا ہے چنانچہ ملا علی قاری
نے رسالہ رد قفال مین اور شاہ ولی اللہ صاحب نے عقد الجید والانصاف وغیرہ مین
لکھا ہے لیکن ائمہ اربعہ کے تلامذہ اور اون کے مابعد کے علما نے کتب علم عقاید و
علم اصول فقہ وفروع فقہ وفرائض وعلم تفسیر وعلم حدیث واصول حدیث واسماے
رجال وسیر وتاریخ وغیرہ علحدہ علحدہ تصنیف وتالیف کی ہین ہر ہر علم کے مجتہد علحدہ
مقرر ہین اون کو مجتہد فی المذہب ومجتہد منتسب کہتے ہین مثلاً مولفین صحاح ستہ
کو علم حدیث مین دستگاہ زیادہ تھی علم فقہ مین ویسی زیادہ دستگاہ تھی اکثر یہ لوگ تلامذہ
امام احمد بن حنبل کے ہین علم عقائد وکلام مین ابوالحسن اشعری وابومنصور ماتریدی کو

مزاولت زیادہ تھی اس واسطے ہر مسئلہ مین عقائد و کلام کے اون کے اقوال نقل کئے جاتے ہین علم فقہ مین قاضی خان اور صاحب ہدایہ وغیرہ مہارت زیادہ رکھتے تھے لہذا اون کے اقوال مقدم ہوتے ہین علی ہذا القیاس علم حقائق توحید و سلوک طریقت مین جنید بغدادی و بایزید بسطامی و حضرت محی الدین سید عبد القادر جیلانی و خواجہ بہاء الدین نقشبند و خواجہ معین الدین چشتی و مجدد الف ثانی وغیرہم کے ارشادات دستاویز کئے جاتے ہین یہ سب بزرگان دین مجتہد منتسب یا مجتہد فی المذہب یا اہل ترجیح کا مرتبہ رکھتے تھے ان سب کو اور جو اون کے مانند ہوے ہین مقتدا اور پیشوا اہل اسلام کا جاننا چاہیے اور جو لوگ کہتے ہین کہ ائمہ اربعہ علم معرفت و حقیقت توحید سے واقف نتھے کمال نادانی کی بات ہے جمیع علوم کہ اصحاب و اہل بیت نے حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کئے تھے بذریعہ تابعین ائمہ اربعہ کو تمام و کمال پہونچے اور اون کی وساطت سے سب علما و محدثین مستفید علوم دین ہوئے اور یہ تمام اکابر اولیا کسی ایک کی مذہب ائمہ اربعہ سے تقلید واتباع کرتے رہے اور کوئی ان مین سے مجتہد مطلق یا غیر مقلد ہونیکا مدعی نہین ہوا چنانچہ اتباع کرنا مذہب امام احمد بن حنبل کا غوث اعظم محی الدین سید عبد القادر جیلانی کا غنیۃ الطالبین و بہجۃ الاسرار وغیرہ سے متواتر ثابت ہے اس تمہید کی تقریر سے اقسام بدعت بخوبی واضح ہوگئین کہ بدعت سیئہ کا عمل مین لانا اور نیت بد اپنے دل مین رکھنا اور اوس کو بہتر سمجھنا شریعت مین جائز نہین ہوسکتا اور جو فعل مباح حسب مصلحت وقت نیک نیتی سے کیا جاتا ہے بحکم الاعمال بالنیات اوس سے اجر عظیم کا نتیجہ حاصل ہوتا ہے اوسپر بدعت کا گمان کرنا بڑی خطا ہے پس بوقت ذکر اللہ اور مراقبات کے اور حلقہ توجہ مین آنکھین بند کرنا تالو کو زبان لگانا بہ لحاظ دفع خطرات

کے اور رو بقبلہ دو زانو با وضو بیٹھنا ایسے شرائط ضروری نہین ہین کہ بغیر اوس کے عمل بالکل مقبول نہو لیکن یہ آداب و قواعد مقررہ عمل مین لانے بہت اولیٰ و افضل ہین بغیر اوس کے تاثیر کامل اور حضور قلب جو مقصود اصلی ہے حاصل نہین ہوتا خصوصاً مبتدی کے واسطے یہ آداب اور تصور شیخ دفع خطرات دنیوی کے لئے لازم اور ضروری ہین پیران کبار کہ مجتہدان علم طریقت و حکماے روحانی ہین اونہون نے واسطے امراض باطنی کے حسب مناسب مصلحت وقت سمجھکر علاج تجویز کئے ہین اور منتہی کا مرتبہ بہت اعلیٰ ہے اوس مرتبہ والون کو معاملات دنیوی بھی حضور قلب مین بالکل حائل نہین اونکا یہ حال ہے کہ دل بیار دست بکار اون کی شان مین مالک نے یہ ایسا فرمایا ہے اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِہِمْ اور ارشاد ہوا رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ سواے اسکے اکثر آداب اولیاء اللہ نے مقرر فرمائے ہین چنانچہ کثرت صیام و قلت طعام و ترک لذات واسطے اوس شخص کے جو غذاے لذیذ کھاکر سست ہو جاوے اور عبادت و ذکر و شغل سے غافل رہے سالکین طریقت حکماے روحانی ہین ہر مرض باطنی کے واسطے حسب مناسب پرہیز تجویز فرماتے ہین جیسا کہ شریعت مین بوقت ضرورت کوئی ناجائز چیز سے علاج کرنا درست ہے ایسا ہی حسب ضرورت اگر کوئی سالک ایسا کام کرے کہ بظاہر نامناسب معلوم ہو اور اوسکا سبب خیال مین نہ آوے تو بھی جاے طعن و اعتراض نہین ہے مثلاً بے ضرورت سوال کرنا جائز نہین اگر فقراے اہل اللہ کی خدمت کے لئے یا اپنا تکبر و غضب دور کرنے کے واسطے یا نفس شکنی کی غرض سے یا اور کسی مصلحت کے لحاظ سے بہ نیت نیک

بے ضرورت سوال لوگون سے کوئی صاحب باطن کرے تو اوس سے بداعتقاد
نہین ہونا چاہیئے چنانچہ شیخ سعدی علیہ الرحمہ نے باب دوم گلستان مین لکھا ہے مریدے
گفت پیرے را کہ از خلق بسنج اندرم از بسکہ بزیارت من ہمی آیند و اوقات مرا از تردد ایشان
تشویش میباشد گفت ہر کہ درویشانند مر ایشان را وامے بدہ و آنکہ توانگر اند از ایشان
چیزے بخواہ کہ دیگر یکے گرد تو نگردد کوئی شخص اگر کسی سے بطور قرض طلب کرتا ہے اور
نیت اداکرنیکی رکھتا ہے تو قرض لینا جائز ہے۔

تیرھوین فصل نسبت صوفیہ کے احوال کے بیان مین

شفاء العلیل ترجمہ قول الجمیل مین جو کیفیت نسبت صوفیہ مندرج ہے اوسکا قدرے خلاصہ
لکھا جاتا ہے کہ نسبت اللہ تعالیٰ کے انتساب اور ارتباط سے عبارت ہے اور نسبت کی
حقیقت اور ماہیت کیفیت ہے جو نفس ناطقہ مین حلول کرگئی ہے از قسم تشبیہ بفرشتگان
جب بندہ اذکار و طاعت مین قایم رہتا ہے تو اوسکو ایک صفت حاصل ہوجاتی ہے جسکا
قیام نفس ناطقہ مین ہے اور اس توجہ کا ملکہ راسخہ پیدا ہوجاتا ہے پس نسبت کے اقسام مین
نسبت محبت نسبت عشق نسبت کسر نفسی یعنی نفس شکنی اور نسبت مشاہدہ عبارت
ہے ملکہ توجہ سے طرف ذات مقدس مبدء فیاض کے یعنی خالق فیض رسان دوجہان
کی طرف حال محویت اور استغراق کا حاصل ہو غرض ذکر و شغل سے اس نسبت کا حاصل کرنا ہے
کہ بہر حال دائم و قائم رہے اور ہمیشہ مشق جاری رہنے سے ملکہ راسخہ ہوجاوے اور زمان
اصحاب و تابعین مین دوام طہارت و کثرت عبادات و خلوت و خوف الٰہی و تلاوت قرآن
و سماعت احادیث متعلقہ خوف و رجا و رحمت الٰہی سے یہ نسبت حاصل ہوجاتی تھی اور یہی
نسبت مقصود ہے اور یہی متوارث ہے جو حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے ملی ہے

اور آداب ذکر و شغل کے جو اولیاء اللہ نے مقرر کئے ہین تو کوئی نادان اپنی فہم ناقص سے اسپر بدعت کا
گمان نکرے اس واسطے کہ حاصل کرنا نسبت موصوفہ کا زمان رسالت سے اب تک برابر چلا آیا ہے اگرچہ
طریقے اسکے حاصل کرنیکے بذریعہ ذکر و شغل کے نقشبندیہ یا قادریہ یا چشتیہ وغیرہ باختلاف قلیل مقرر ہوے
ہین پس اولیاء طریقت نے مانند مجتہدین شریعت کے قرآن و حدیث کے ظاہر و باطن و اشارات و کنایات
سے بطریق اجتہاد مسائل کا استنباط کیا ہے اور قواعد مقرر فرمائے ہین پس اصل اجتہاد کی اجازت جو قرآن
و حدیث سے ثابت ہے اوسپر بدعت کا گمان کرنا سراسر غلط ہے لیکن حضرت صحابہ کو بسبب روشنی آفتاب
رسالت کے تحصیل نسبت کے واسطے اشغال مقرر کرنیکی ضرورت نتھی جیسے صحابہ کرام کو قرآن و حدیث
کے فہم مین قواعد صرف و نحو کی ضرورت نتھی اہل عجم اور عرب اس وقت کے اوسکے محتاج ہین لیکن متاخرین
کو بسبب بعید ہونے زمان رسالت کے البتہ اشغال مذکورہ کی ضرورت ہوئی یعنی بغیر طریقون صوفیہ
کے حصول مقصود ممکن نہین جیساکہ اتباع مذاہب اربعہ کا علوم شریعت مین واجب ہے ویساہی صوفیہ
کے طریقون کی پیروی علم باطن کے حصول مقصود کے واسطے لازم ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدَانَا لِهٰذَا
وَمَا کُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَا اَنْ هَدَانَا اللّٰهُ المنة للہ تعالیٰ و تقدس کہ تمام ہوا یہ رسالہ مقامات اولیا برکات و
توجہات وارشادات سے ہمارے پیر و مرشد جناب مولانا محمد نعیم صاحب الملقب حضرت مسکین شاہ صاحب
مدظلہ العالی بذریعہ زبان قلم مولف کمترین جہان فقیر حقیر مسمی محمد خلیل الرحمن عفی اللہ عنہ و عن والدیہ ساکن
بلدہ دار السرور برہان پور مقیم شہر فرخندہ بنیاد حیدر آباد بتاریخ ۲۵ ماہ شعبان ۱۳۱۲ ہجری والحمد للہ اولاً و آخراً

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ والمنة کہ کتاب لاجواب مقامات اولیا مصنفہ مولانا محمد خلیل الرحمن صاحب
برہان پوری سلمہ الباری بتصحیح تمام و تنقیح مالاکلام از اہتمام احقر الانام محمد عبد الاحد عفی اللہ عنہ الصمد
مطبع مجتبائی واقع دہلی باواخر ماہ شعبان المعظم ۱۳۱۳ ہجری نبوی صلعم مطبوع گردید

سلک السلوک یہ کتاب سلوک میں بزبان فارسی اول درجہ کی کتاب ہے جس کو مولانا ضیاء الدین نخشبی رحمۃ اللہ نے جو حضرت فرید الدین گنجشکر رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفۂ خاص ہیں تصنیف فرمایا ہے مسائل سلوک کے ساتھ پند و نصائح اقوال بزرگان و تمثیل و حکایات مع اشعار و قطعات اور رباعیات دلچسپ بہت خوبی سے لکھے ہیں مطبع نے نہایت اہتمام سے اس کو طبع کیا ہے۔

کلمات طیبات فارسی مجتبائی اس مجموعہ میں حضرت غوث الثقلین و حضرت میرزا جانجاناں شہید رحمۃ اللہ و حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ و حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ کے مکتوبات ہیں۔

لطائف قدوسی مشتمل بر حالات حضرت شیخ عبد القدوس صاحب گنگوہی رح مجتبائی مولفہ مولانا رکن الدین سجادہ نشین و صاحبزادہ حضرت شیخ المشائخ عبد القدوس گنگوہی رحمۃ اللہ اس میں حضرت کے مفصل حالات ابتداء سے آخر تک بطور سوانح عمری لکھے ہیں

منتخب مکتوبات قدوسی حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی رحمۃ اللہ جن میں خاص سلوک و اسرار باطنی کا بیان ہے عجیب و غریب چیز ہے

اخبار الاخیار از حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ بزرگان و اولیائے کرام کے حالات حضرت شیخ نے کمال شرح و بسط سے لکھے ہیں عجیب کتاب ہے

مقامات مظہری الموسوم بلطائف خمسہ فارسی مجتبائی اس میں حضرت شمس الدین حبیب اللہ مظہر جانجاناں شہید رحمۃ اللہ کے مقامات مکتوبات ملفوظات حالات معمولات ہیں جنکو حضرت شاہ غلام علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ نے جو آپکے خلیفۂ خاص ہیں لکھا ہے اور آخر کتاب میں ایک رسالہ حضرت مولانا شاہ عبد الغنی صاحب دہلوی مجددی رحمۃ اللہ کا ہے۔ قابل دید کتاب ہے

مرقعۂ کلیمی فارسی اصلی محشی در دعوت اعمال از شاہ کلیم اللہ جہان آبادی رحمۃ اللہ

آداب الطالبین مع رسالہ رفیق الطلاب و الباب ثلاثہ وغیرہ۔

مفتاح العاشقین از حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلی۔

ارشاد الطالبین فارسی از قاضی ثناء اللہ صاحب رحمۃ اللہ پانی پتی در مسائل تصوف مع ضمیمہ یک مکتوب حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ منیری رح مشتمل بر عقائد ضروری و فوائد دین متین۔ مجتبائی

حسنات العارفین فارسی معروف شطحیات دارا شکوہ قادری۔ مجتبائی اس کتاب میں بہت سے اولیاء اور عارفوں کے شطحیات [illegible]

ہدایۃ الطالبین فارسی از حضرت شاہ احمد سعید صاحب نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ اس میں علاوہ اذکار و اشغال کے نسبتوں کا حال بھی لکھا ہے اور خصوصاً اپنا حال جو بتوجہ قطب زمان حضرت شاہ غلام علی شاہ صاحب رح فیضیاب ہوئے ہیں اور نیز بعض اذکار عالم رویا میں بڑے پیر صاحب سے حاصل ہوئے ہیں۔ یہ عجیب کتاب ہے۔

نظام القلوب فارسی از ملفوظات حضرت نظام الدین اورنگ آبادی خلیفہ حضرت شاہ کلیم اللہ جہان آبادی رح مجتبائی

دلیل العارفین ملفوظات حضرت خواجہ معین الدین چشتی مرتبہ حضرت خواجہ قطب الدین رح

در المعارف از مولانا رؤف احمد برادر حضرت شاہ ابو سعید رح ملفوظ حضرت شاہ غلام علی شاہ صاحب

در مکنون ترجمہ انوار العیون از حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی رح در حالات شاہ عبد الحق ردولوی رح

کشکول شریف محشی در اذکار و اشغال از شاہ کلیم اللہ جہان آبادی۔ ایضاً مع ترجمہ اردو

مرقعہ شریف فارسی اصلی در اعمال و اوراد از حضرت شاہ کلیم اللہ جہان آبادی

ایضاً مع ترجمہ اردو۔

جواہر خمسہ فارسی اصلی کا اردو ترجمہ کتاب مثل عنقا ناپید ہے مرزا محمد بیگ صاحب نے اردو زبان میں اسکا ترجمہ کیا ہے اور بنظر سہولت تین حصوں میں منقسم کیا ہے پہلے میں دو جوہر دوسرے میں ایک تیسرے میں بقیہ فی الحال پہلا

قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین

شائقین دین متین و طالبان اہل الیقین کو مژدہ ہو کہ ان دنوں ایک کتاب نادر الوجود کمیاب تصنیف منیف
حضرت قدوۃ اہل اللہ نخبۂ عارفان حق آگاہ شیخ الشیوخ جناب مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ
افضال ایزدی سے حقیر کو ہاتھ آئی چونکہ اس زمانہ میں مذاہب اہل بدعت کی کثرت ہو گئی ہے اسلئے ایسی کتاب کا
شائع ہونا نہایت ضروری سمجھکر کاتب کو دے کے تین نسخے قلمی صحت کے لئے نہایت تلاش سے اور بھی
بہم پہنچائے اور حمید زمن جناب مولانا محمد احسن صاحب کی خدمت میں بھیجکر استدعا اس کی تصحیح اور بتقید
حضرت محشی کی گئی یہ تینوں نسخے بھی اغلاط سے پاک تھے لیکن حضرت مصحح رحمہ اللہ نے بڑی محنت اور
جانفشانی سے ازالۃ الخفا اور دوسری کتابوں سے کہ جن کے حوالے شاہ صاحب نے دئے تھے مقابلہ
فرماکر اسکی عبارت کو درست کیا اور مضامین مشکلہ پر تحشیہ بھی فرمایا اس کتاب کے مضمون کا خلاصہ یہ ہے
کہ اول ایک ایسی صفت بیان کی ہے کہ جس پر مدار تفضیل کا ہے پھر یہ ثابت کیا ہے کہ یہ صفت خاص وجہ کمال
صرف شیخین ہی میں تھی انکے سوا دوسرے صحابہ میں نہ تھی اور اس کے ساتھ ہی دلائل عقلی و نقلی بھی
پیش کئے ہیں پھر شیخین کے مآثر کا بیان ہے اور جو مطاعن کہ ہر فرقہ مخالف کے لوگ کرتے ہیں انکے
جواب الزامی اور تحقیقی بھی مندرج ہیں پھر مآثر اور مطاعن ختنین کے بھی اسی طرح ذکر کئے ہیں پھر وہ
اسرار بیان کئے ہیں جنکا وجود حضرات شیخین میں پایا جاتا ہے اور ان مقامات کو اقوال ارباب کشف
و کرامات سے مثالیں دیکر اس طور پر بیان کیا ہے کہ تھوڑی استعداد والے بھی اسکو بخوبی سمجھ سکتے ہیں
آخر میں اپنا مکاشفہ بیان فرمایا ہے کہ ہم نے ارواح شیخین کو ایسی حالت میں پایا اور دوسرے اصحاب
کی ارواح کو اس کیفیت میں اور ختم رسالہ اس مضمون پر کیا ہے کہ اسکا سوال روحانی ہم نے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی روح پر فتوح سے کیا تو وہاں سے بھی ہمارے دل پر یہ القا ہوا کہ یہی امر حق ہے غرضکہ یہ کتاب لاجواب
خوشخط پاکیزہ کاغذ پر صحت کیساتھ چھاپی گئی ہے جو شائق کہ چشم دل سے اسکے منتظر تھے منگائیں اور لطف اٹھائیں

المشتہر

محمد عبد الاحد مالک و مہتمم مطبع مجتبائی دہلی

بعون صانع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان
مطبع منشی نولکشور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قطعہ

عاجز نواز دوسرا تجسا کوئی نہین	رنجور کا انیس ہے ہمدم علیل کا
سائل ہون مجھکو قید کم و بیش کی نہین	مختار ہے کریم کثیر و قلیل کا

سب تعریفین اُس خدا کے واسطے ہین جو مالک ہے اور [illegible] ہے اور جواد و کریم اور غالب اور رحیم اُسی نے آسمانون اور زمینون کو اور دونون جہان کے کامون کو اپنی حکمت اور تدبیر سے بنایا اور جن و انسان کو اپنی عبادت ہی کے لیے پیدا فرمایا جیسا کہ مولوی روم فرماتے ہین بیت ما خلقت الجن و الانس را بجز عبادت نیست مقصود از جہان پس ارادہ کرنے والون کے لیے کھلا راستہ ہے اور تھکنے والون کے واسطے دلیل عمدہ لیکن خدا تعالی جل شانہ جسکو چاہے ہدایت کرے اور جسکو چاہے گمراہ کرے اور مستحق ہدایت کو بھی وہ خوب جانتا ہے اور رحمت کاملہ نازل ہو حضرت رسول خدا خاتم انبیا پر اور اُنکے اچھی پیروی

چارہ نہین چھوٹ گیا تو پھر حاصل ہونا ممکن نہین جس آدمی نے اسکو حاصل کیا
گویا سعادت ابدی لے لی اور جسنے اسکو چھوڑا وہ ہمیشہ کو بدبخت ہوا واقعی
یہ کام بڑا سخت ہے اور اسمین خطرہ بہت ہے اس وجہ سے اسکے ارادہ کرنے والے
کم ہوے ہین اور ارادے والون مین اس راہ پر چلنے والے کم ہین اور جو
چلتے ہین انہین سے کم مطلب کو پہونچتے ہین اور جو لوگ انہین سے مقصد
حاصل کر لیتے ہین وہ البتہ خداے تعالے کے اچھے بندے ہین آنکو اللہ تعالی
اپنی محبت اور معرفت عنایت کرتا ہے اور توفیق اور عصمت اپنی طرف سے
قوت دیتا ہے اور آنکو اپنی رضامندی سے جنت عطا فرماتا ہے اللہ تعالے ہمکو
اور سب احباب کو ایسے لوگون مین کر دیوے جب کہ عبادت کو ان اوصاف کے
ساتھ معلوم کیا تو اسمین غور و تامل سے نظر کی کہ اس راہ کو بندہ کیونکر قطع کرے
اور آن اسبابون کو دیکھا کہ جنکی وجہ سے سلامتی کے ساتھ اس راہ کو طے کر سکے
جیسا علم و عمل و آلہ و حیلہ وغیرہ ہین اسواسطے کہ بے اسکے ایسی دشوار گذار
راہون سے گذرنا محال ہے بلکہ آن مہلکات اور موانع مین رہ جاتے ہین
کہ جنسے پھر نکلنا دشوار ہو خداے تعالے سب کو آنسے بچاوے آسپر
کئی کتابین اس راہ کے چلنے مین مین نے بنائین جیسے کیمیاے سعادت
وغیرہ جنمین بہت باریک باتین بیان کی ہین پر یہ کتابین عام فہم نہین اسلیے
ناواقفون نے آنپر اعتراض کیے اور بے سمجھے جو کچھ زبان پر آیا کہہ سنایا
لیکن یہ تعجب کی بات نہین اسواسطے کہ خداے تعالے کے کلام سے بہتر
کوئی کلام نہین ہے جب کفار نے اسی کو اساطیر الاولین کہا یعنے پہلون کی

حکایتین بتلائین تو اور کلام کا کیا ذکر ہی شعر مانجی اللہ والرسول معنا
الوری تکلیف اٹھا تسپر بھی مین نے دین کی روسے سب خلقت کو مہر کی نگہ سے
دیکھا اور خداے تعالے سے دعا مانگی کہ مجکو ایسی کتاب تصنیف کرنے کی توفیق دے
کہ جسپر سب اجماع کرین اور اُسکے پڑھنے سے سبھون کو نفع ہو چونکہ خداوند تعالے
دعا بیچارون کی قبول کرتا ہی جیسا کہ کسی کا قول ہی شعر خدایا ہاتھ اُٹھاؤن عرض
مطلب سے بھلا کیونکر ۞ کہ ہی دست دعا مین گوشہ دامان اجابت کا ۞ میری دعا
منظور ہوئی اور اپنے فضل سے اس بھید کو جتلادیا اور ایسی ترتیب عجیب
الہام کی کہ وہ اور کتابون مین نہ پڑے وہ ترتیب جسکو مین بیان کرتا ہون یہی
کہ اول جو چیز بندے کو خواب غفلت سے جگاوے اور اس راستے پر
آمادہ کرے اندیشہ بلند ہوتا ہی اور توفیق خاص خداوند اس طرح پر ہی کہ بندہ
اپنے آپکو اللہ تعالے کی عمدہ نعمتون مثل گویائی و زندگی و قدرت و
عقل وغیرہ مین غرق جانکر خیال کرے کہ کوئی میرا منعم ہی جسنے مجکو سب
آفات سے بچاکر ان نعمتون مین سلامت رکھا ہی اور اس عطاے نعمت پر
مجھسے اداے شکر کا مطالبہ کریگا اور شکر کرنے مین غفلت کرونگا تو سب
نعمتین مجھ سے چھین لیویگا اور مجکو عذاب کریگا اور اسی بات کے واسطے
اُسنے رسول بھیجے ہین اور اُنھون نے خبرین دی ہین کہ تمھارا ایک پروردگار
ہی قادر اور حی اور عالم اور مرید و متکلم اور حکم کرنے والا اور منع کرنے والا اور
قدرت رکھتا ہی اس بات پر کہ اگر تم نافرمانی کروگے تو عذاب کریگا اور اگر
بندگی کروگے تو ثواب دیگا اور جانتا ہی دل کی باتون کو اور چھپے کامون کو

اور اُسنے وعدہ اور وعید کیا ہی اور قوانین شریعت کے قبول کرنے کو حکم فرمایا ہی
جب کہ یہ باتین اُسکے دل مین آوینگی تب اپنے دل مین ڈریگا کہ میرا کیا حال ہوگا
اور اُسوقت بہت درد مین مبتلا ہوگا یہانتک کہ راہ خلاص ڈھونڈھیگا جب
کوئی رستہ نکلیگا تو عقل کے زور سے سب صنعتون کو دیکھ کر استدلال صانع پر
لائیگا تب البتہ اُسکو علم اور یقین جیسی[۵] باتون کا حاصل ہوگا اور معلوم ہوگا کہ یقینًا
میرا کوئی پروردگار ہی جسنے مجھکو عبادت اور امر و نہی کو فرمایا ہی یہ پہلی دشواری ہی
جو بندے کو عبادت مین پیش آتی ہی اور یہ گھاٹی علم کی ہی پس جب بے علم کے
کوئی صورت نجات کی نہین تو چار ناچار اُسکے قطع کرنے مین مصروف ہووے
اُسکے دلائل کو علماے آخرت سے سیکھنے کا ارادہ کرے جو کہ راہ نما اور چراغ
است مین شعر شمع از پے علم باید گداخت * کہ بے علم نتوان خدا را شناخت
شعر دیگر چاہیے شکست جہل تو تحصیل علم کر * وابستہ یہ طلسم ہی لوح کتاب کا
تا کہ اِس منزل کو اللہ تعالی کی مدد سے طی کرے اور اُسکو غیب پر یقین
حاصل ہو جسنے کہ جان لیوے کہ میرا خدا ایک ہی بے کسی شریک کے جسنے پیدا کیا
اور ظاہر اور باطن سے اپنی خدمت اور عبادت کا حکم فرمایا اور کفر و گناہ سے
منع کیا ہی اور ارشاد فرمایا کہ جو بندگی کرے اُسکو ہمیشہ کو ثواب ہی اور جو نافرمانی
کرے اُسکو مدام عذاب ہیں جب اتنی پہچان اُسکو ہوگی تو ضرور اپنے مالک کی
اطاعت مین چست ہو کر عبادت مین متوجہ ہوگا لیکن اتنے جاننے سے
اُسکو یہ نہ معلوم ہوگا کہ عبادت کے فرائض اور واجب کیا ہین تب اُسکو
اور علم کی ضرورت ہوگی جب اُسپر مطلع ہوگا یعنی جب یہ جان لیویگا کہ خدا تعالے

[۵] یعنی ذات و صفات خدا تعالے کی اور جو کچھ آخرت کی باتین اُسنے بیان فرمائین

مسئلہ ۱۲ بیمار کی تنگ اور سخت راہ کو گھاٹی کہتے ہین جہان گذرنا دشوار ہوتی ہی

ایسا ہی اور عبادت مین فرض واجب ہیے ہین تو اب عبادت حق مین مصروف
ہونا ضرور ہی اُسوقت دیکھیگا آپ کو انواع اقسام کے گناہون مین ملوث
اور کہیگا کہ مین تو معاصی پر مصر ہون اُس ذات پاک کی حضور مین کس طرح
حاضر ہون اور گناہون کی حالت مین کہ سراسر صورت ناپاک اور پلید ہی کیونکر
عبادت کرون جب تک کہ توبہ کرکے بالکل گناہون سے پاک نہو جاؤن اشعار
بندگی سے جو کہ وان مقصود ہی * حاضری خدمت معبود ہی * بندہ جو ناپاک
نطفے سے بنا * اور غلاظت مین گناہون کی سنا * کس طرح اُسکا وہان ہووے
حضور * جب تلک لیوے نہ توبہ سے طہور * مصرع * جبلہ توبہ ہمہ جہان کند نیست *
مرگ حاضر غائب از حق بود نیست * اس صورت مین اُسکا گھائی توبہ کی خواہش
ہوگی جب اللہ کی عنایت سے اس سے بخوبی گذر جائیگا اور اُسکو جیسا چاہیے
ویسا ہی قطع کریگا تو پھر آپ کو قابل عبادت جانکر ارادہ عبادت کا دل مین
ٹھہراویگا تب معلوم ہوگا کہ بہت باتین مجکو اس کام سے روکنے والی ہین
جس وقت اسمین غور و تامل کرکے دیکھیگا تو چار چیزین حارج معلوم ہونگی ایک
دنیا دوسری خلقت تیسری شیطان چوتھی نفس پس انکے بغیر دفع کیے
اس کام مین قدم رکھنا ممکن نہین اب چار و ناچار انکے دفع کرنے مین مصروف
ہوگا اور یہ سب گھاٹیون مین سخت ہی انکو بھی چار چیزون کے اختیار کرنے سے
ہٹانے کا ارادہ کریگا پہلے دنیا کو چھوڑنا شعر نکہت گل کہتی جاتی ہی زبان موج سے
قابل نظارہ رنگ گلشن عالم نہین * دوسرے خلقت سے علیحدہ ہونا شعر
آگاہ اُس جہان سے نہین غیر بیخودان * جاگا وہی ادھر سے جو موند آنکھ سو گیا

تیسرے شیطان سے لڑنا جو سکھاتے نفس کو لذات اور شہوات سے بچانا اور ڈرانا
شعر نفس شیطان زد کر ہما راہ ما + رحمتت باد اشفاعت خواہ ما + نہین
شیطان ہی خفیہ دشمن ہے + نفس سرکش بھی اپنا رہزن ہے + دونون موذی بہت
ستاتے ہین + راہ بے فائدہ بتاتے ہین + جب ان موانع سے اس طرح پر
فارغ ہوگا تو پھر اصلی کام کا ارادہ کریگا تب بھی اسکو بہت سی چیزین اس امر
مانع ہونگی جو کہ غرض اصلی سے باز رکھین اول رزق اسواسطے کہ نفس پکاریگا
کہ مجکو بغیر رزق کے قیام نہین ہوسکتا تو نے جد لیا اور خلق کو چھوڑا تو میرا
قیام کس طرح ہوگا شعر شب چو عقد نماز بر بندیم + چہ خورد بامداد فرزندم +
دوسرے کاربار کا وسوسہ کیونکہ نہین معلوم کہ کام کا انجام کیا ہوگا اچھا
ہوگا یا برا اور اس سے دل پر یہ چھا جاتا ہے کہ ایسا نہو کہ کسی بلا مین پھنس
جاؤن تیسرے ہر طرف سے مصائب اور سختی کا آنا خاص کر اس شخص کو جو
خلق کو چھوڑ دے اسواسطے کہ جب انکو چھوڑا اور انسے علیحدگی اختیار کی
تو وہ اسکو ہر طرح کے رنج اور تکلیف پہونچاوینگے اور انکی وجہ سے طرح طرح کی
مصیبتین اور تکلیفین پہونچینگی اور ان تکلیفون مین کیسا غصہ کھانا ہوگا چوتھے
فتنہاے الہی کہ ہر ساعت اور ہر گھڑی اسپر بطور امتحان نئی ہی وارد
ہونگی اور کبھی انمین سے موافق طبیعت کے بھی ہونگی اس گھاٹی کا نام
عوارض کی گھاٹی ہے اسکو بھی چار طرح سے دفع کرنا ضرور ہوگا یعنے پہلے مانع کو
خدا پر بھروسا کرنے سے دفع کرے کہ رزق کے باب مین توکل کرے کیونکہ
حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہین شعر جہنون نے ان تسعے لرزق +

وہ رزق فی غشا و تا ... اور دوسرے مانع کو خدا کے سپرد کرنے سے
یعنی وسوسے کے وقت یہ سمجھنا کہ برے وسوسے سے کیا ہوتا ہے جو خدا
چاہیگا وہی ہوگا **شعر** بفکر ہجز ذکر خدا وسوسہ ایست * شر مے ز خدا بدار
کمین وسوسہ چند * تیسرے مانع کہ بلاؤن پر صبر کرنے سے اور رضاے
الہی پر راضی ہونے سے **اشعار** بغیر صبر بوقت بلا نشاید * بجز رضا بقضاے
خدا نشاید * از انچہ رفت قلم سرمکش دگر نہ بیا * برون رو از خطا وگر نہ نشاید
جب یہ باتین اختیار کرے اس گھاٹی سے بڑھ جاوے تو پھر عبادت پر کمربستہ ہو
اسوقت نفس کاہل اور ضعیف کو عبادت اور یاد پروردگار مین راغب اور
خوش نپائیگا بلکہ نفس مائل آرام اور غفلت اور جھوٹ اور فضول اور حمق اور
حرص اور جہل کی طرف ہوگا اس حالت مین ضرور ہے کہ کوئی ایسی چیز ہو کہ نفس کو
عبادت کی طرف رغبت دلاوے اور شر اور معصیت سے بچاوے اور یہ چیز
خوف اور رجا ہے یعنی یہ خیال کرنا کہ خداے تعالی نے عبادت کرنیوالون کو
کیسے کیسے انعام و اکرام کا وعدہ فرمایا ہے اور گنہگار کو کس کس طرح کے عذابون سے
ڈرایا ہے پس اگر نفس اسسے آگاہ ہوگا تو رجاء ثواب اور خوف عذاب اسکے لیے
عبادت اور ترک معصیت کا باعث ہوگا اسکا نام بواعث کی گھاٹی ہے جسکو
طے کی جب اسکو خوف و رجا سے کاٹا اور عبادت کی طرف متوجہ ہوا تو پایا
آپکو فارغ ہر ایک مانع اور شاغل سے اور راغب عبادت پر پس بہ نشاط
و رغبت و شوق تمام عبادت مین مصروف ہوا و راسی طرح ایک مدت تک اسمین
مشغول رہا اس اثنا مین ایسی عبادت مین کہ جسکے واسطے اتنی کد و کاوش

کی تھی اُسکو دو آفتین بڑی پیش ہونگی ایک عُجب یعنی خود بینی دوسری ریا یعنی
نمایش اور یہ دونون تمام عبادت کو کھو دیتی ہین اس گھاٹی کا نام قوادح ہے
اب اسکو ریا کے دفع کرنے کے لیے تو اخلاص یعنی دل سے صرف خدا ہی کی
عبادت کرنے کی حاجت ہوگی اور عُجب کے دفع کے لیے خدا کے احسان کی
یاد کی ضرورت ہوگی **شعر** منت منہ کہ خدمت سلطان ہمیکنم ٭ منت شناس ازو
کہ بخدمت بداشتت ٭ تاکہ جو کام کرے وہ ضائع نہو اور سلامت رہے جب
اس سے فارغ ہوکر عبادت کریگا تو اب البتہ اسکی عبادت پوری ہوگی یعنی
جیسا چاہیے ویسا ہی کام حاصل ہوگا اسواسطے کہ جتنے مانع تھے سب کو
دفع کر کے مصروف ہوا ہے پس جب کوئی خدشہ نرہا اور توجہ خدا کی طرف
ہوئی تو دیکھیگا آپ کو انواع رحمت الٰہی مین غریق جو اسکو خدائے تعالیٰ نے
عنایت فرمائی ہین اسوقت مین اس بات کا ڈر ہے کہ شکر سے غافل نہو جاوے
اور کفران نعمت کر کے مرتبہ بلند اور مقام علیا سے گر جاوے اور معبود کا
مغضوب ہو یہان پیش آویگی اُسکو گھاٹی حمد اور شکر کی جب آدمی شکر کر کے
اس سے فارغ ہوگا اور اپنی طاقت کے موافق حمد کیے جائیگا تو تھوڑی مدت کے
بعد دیکھیگا آپ کو میدان شوق اور محبت الٰہی مین پھرتا ہوا اور وہان سے
رضا اور اُنس کے باغ مین پہونچا ہوا اس طرح کہ خلعت انعام ایزدی در بر ہوگا
اور تاج اور اکرام سرمدی برسر اور اسکا حال ایسا ہوگا کہ تن دنیا مین اور دل
آخرت مین اور ہر وقت منتظر خدا کے پیغام کا رہیگا اور دنیا کو ناپاک جانیگا
اور خلقت سے رنجیدہ ہوگا چنانچہ اسوقت مین اسکے پاس قاصد رب العالمین کے

له قوادح جمع قادح کی یعنی توڑنے والی یعنی وہ چیزین جو عبادت مین خلل ڈالتی ہین اور نقصان ۱۲

بہشت کے باغون کی خوشخبری سنکر آوینگے اور خوشنودی پروردگار کے
مزاج کی سنا وینگے کہ تیرا رب تجسے راضی ہے ناراض نہین اور اسکو خداوند
تعالے کے پاس دنیا سے لیجاتے ہین اور بہشت کے باغون مین ٹھہراوین
اس جگہہ اپنے نفس ضعیف کو بڑی بادشاہت پر دیکھیگا اور ہر وقت اور ہر لحظہ
اپنے سردار باوقار کی طرف سے ایسے انعام اور اکرام کا مشاہدہ کریگا کہ جسکی
صفت کوئی نہین کر سکتا اور ہمیشہ ترقی پر رہیگا پس کیا خوب یہ بندہ ہے
اور کیسی اچھی یہ نعمت ہے اور کیسا عمدہ یہ کام ہے کہ جسکے سبب سے یہ مرتبہ ملا
مین اللہ تعالے سے چاہتا ہون کہ اللہ تعالی ہمکو اور سب مسلمانون کو یہ نعمت
عظمے عطا فرماوے اور ہمکو اُنمین سے نہ کرے کہ جنکو سوا سے زبانی تقریر کے
اور ظاہری آرزو اور غیر موثر سننے اور دیکھنے کے اس امر مین کچھ نفع حاصل نہین ہے
اور ہمارے علم کو ہمپر حجت نہ کرے اور توفیق ایسے کامون کی عنایت فرماوے
جنسے خود راضی ہو کیونکہ وہ بڑا بخشنے والا ہے اور سب کریمون سے بڑھ کر کریم ہے
یہ ترتیب تھی جو مجکو اللہ تعالی نے الہام فرمائی پس حاصل اس بیان کا یہ ہے
کہ سالک کو سات گھاٹیان پیش آتی ہین پہلی علم کی دوسری توبہ کی
اور تیسری عوائق اور چوتھی عوارض اور پانچوین بواعث اور چھٹی قوادح
اور ساتوین حمد و شکر کی اور یہی اس رسالے مین ہین اور ان ساتون کو
سات فصلون مین مختصر کرکے بیان کرتا ہون اور چند باریک باتین
شامل کرکے عرض کرتا ہون اللہ نیکی کا ہدایت کرنے والا ہے سوا اسکے
کسی کو کچھ طاقت نہین وہ بڑا برتر ہے

فصل اول بیان علم کی بھلائی کا

اے دلدادۂ عبادت و اخلاص تجھکو لازم ہے کہ پہلے علم سیکھے اسواسطے کہ علم
مرکز ہے یعنے اسپر دونون جہان کے کامون کا مدار ہے اور جان لے کہ عبادت
اور علم دو بڑے جوہر ہین جنکے سبب سے تمام کتابین اور سکھلانا معلمون
اور نصیحت ناصحون کی تیرے دیکھنے اور سننے مین آئی ہین بلکہ انکے سبب سے
اللہ تعالی نے کتابین اور رسول بھیجے اور زمین و آسمان اور جو کچھ انکے درمیان ہے
پیدا کیا چنانچہ دیکھو اللہ تعالے خود فرماتا ہے اَللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ
وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ یَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَیْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ
عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا
یعنے اللہ وہ ہے جسنے بنائے سات آسمان اور زمین بھی اتنی اترتا ہے حکم انکے بیچ
تا تم جانو کہ اللہ ہر چیز کر سکتا ہے اور اللہ کی خبر مین سمائی ہے ہر چیز کی یہ آیت
شرف علم کے لیے خصوصاً علم توحید کے واسطے کافی و وافی ہے اور دوسری جگہہ
فرماتا ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ یعنی ہمنے پریون اور
آدمیون کو نہین پیدا کیا مگر تاکہ بندگی کرین یہ آیت شرف عبادت اور
توجہ الی اللہ کرنے کو کافی ہے چاہیے ان دونون کامون کو سب سے بڑھ کر
جانے کیونکہ علم اور عبادت دونون جہان کی پیدایش کے سبب ہین پس لازم ہے
بندے کو کہ بجز انکے دوسرا کام نکرے اور انکے سوا دوسری طرف نظر نہ ڈالے
اسواسطے کہ انکے سوا جو کچھ ہے سب لغو اور باطل ہے جب کہ شرف علم اور عبادت کا
معلوم ہوا تو اب جان تو کہ علم عمل سے بہتر ہے کیونکہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

نصیحتیں بہت کہیں گو مترجم نے علحدگی مضمون کی رعایت سے ہر ایک چیز کی ایک فصل مقرر کر دی

فرمایا ہی کہ عالم کی بڑائی عابد پر ایسی ہی کہ جیسے میری بڑائی امت پر ہی اور فرمایا ہی
کہ عالم کی طرف ایکبار دیکھنا خدا کو بہت پیارا ہی ایک برس کی عبادت سے جو
نماز روزہ کے ساتھ ہو اور فرمایا ہی اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کہ مین تمکو
دکھلاؤن سب سے بہتر بہشتیون کو یارون نے عرض کیا کہ ارشاد ہو یا رسول اللہ
وہ کون ہین فرمایا کہ میری امت کے عالم ہین اس سے معلوم ہوا کہ علم عبادت سے
بہتر ہی لیکن بندے کو بے عبادت کے چارہ نہین اور علم بے عمل سے کچھ حاصل نہین
شعر علم چندانکہ بیشتر خوانی ✽ چون عمل در تو نیست نادانی ✽ اسواسطے کہ
علم مثل درخت کے ہی اور عبادت اسکا پھل ہی اگرچہ درخت کو بسبب اصل[152]
ہونے کے پھل پر شرف ہوتا ہی لیکن نفع پھل ہی سے حاصل ہوتا ہی جب کہ یہ بات
معلوم ہوئی کہ بغیر دونون کے گذارہ نہین تو ضرور ہی بندے کو دونون کے
حاصل کرنے مین کوشش کرے جیسا حسن بصری رح نے فرمایا ہی کہ علم اس طرح سے
حاصل کرو کہ عبادت سے نہ رہ جاؤ اور عبادت اس طرح پر کرو کہ علم سے نہ رہ جاؤ
غرض یہ کہ علم اس طرح حاصل کرو کہ عبادت کو مانع نہو اور عبادت ایسی کرو کہ علم
سے محروم نہ ہو تمہ جب یہ معلوم ہوا کہ دونون امر ضروری ہین تو اب یہ جاننا چاہیے
کہ علم کا عبادت پر مقدم رکھنا بہتر ہی کیونکہ علم اصل اور راہ نما ہے عبادت کا ہی
اور اسی وجہ سے پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ علم عمل کا امام[153] ہی اور عمل علم کا
تابع ہی اور تقدیم علم کی عمل پر اور اسکے امام ہونے کے دو سبب ہین اول
سبب یہ ہی کہ عبادت ہو سکے اسلیے کہ عبادت بے معبود کے پہچانے نہین
ہو سکتی اور معبود کا جاننا علم پر موقوف ہی اور جب معبود کا نام و صفت معلوم نہو

[152] [illegible]

[153] امام کے معنی پیشوا ہین اسلئے ہر کام کے پیشوا کا امام لقب ہی اور نماز کا امام بھی اسی سبب سے اس لقب سے مشہور ہی

اور یہ نہ جانتے ہوں کہ کن باتوں کو انھیں اعتقاد کرنا چاہیے اور کون سی
باتوں کا اعتقاد کرنا چاہیے تو ایسے معبود کی عبادت کس طرح ہو سکتی ہے کیونکہ
ایسا بھی تو ہو سکتا ہے کہ نادانستگی کی صورت میں کوئی چیز خدا کی ذات و صفات میں
ایسی سمجھ لیجاوے کہ وہ حق اور درست نہو اس سبب سے عبادت سراسر ضائع
ہو جاویگی پس ضرور ہوا کہ اس چیز کو سیکھنی چاہیے کہ جسکا کرنا شریعت میں واجب ہے
اور جسکا چھوڑنا ضرور ہے تاکہ امر کے موافق بجالاوے اور نہی سے باز رہے
اسواسطے کہ عبادت کیونکر ہو سکتی ہے جب تک کہ یہ نجانے کہ عبادت کیا ہے اور
کس طرح ہے اور کس طرح بچ سکتا ہے اس گناہ سے کہ جسکا حال معلوم نہو کہ گناہ ہے
اور نہ اس سے بچنے کا حال معلوم ہو پس ضرور ہوا کہ پہلے عبادت شرعی مثل
طہارت اور روزہ اور نماز وغیرہ مع انکے سب احکام اور شرائط کے سیکھے تاکہ انکے
سبب سے عبادت کرسکے اسواسطے کہ اکثر ایسا ہوگا کہ آدمی کسی ایسے کام کو کیے جاوے
جو سنت کا مخالف ہو اور عبادت کا مفسد یا کوئی عبادت میں ایسی مشکل پیش آوے
کہ نہ اسکو خود جانے اور نہ کوئی ایسا شخص ملے کہ جس سے پوچھے پس خود سیکھ لینا
واجب ہوا اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ یہ سب کام باطن کی عبادت پر موقوف ہیں
جو دل کے ساتھ علاقہ رکھتی ہے اور جسکا سیکھنا ضرور ہے مثل توکل و تفویض و رضا
و توبہ و اخلاص وغیرہ تاکہ انپر عمل کرے اور انکی ضدوں کا بھی جاننا واجب ہے
جیسا غصہ اور طول امل اور حسد اور ریا اور کبر اور عجب وغیرہ تاکہ انسے بچے
اسواسطے کہ تن کا پاک رکھنا اور ظاہر کی عبادت تو ایک حصہ عبادت کا ہے
اور دل کا پاک رکھنا اور اسکی عبادت ننانوے حصے عبادات کے ہیں

سنت طریقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عبادات میں اور ...

اور ان چیزون کا جاننا اور اُنپر عمل کرنا نص قرآن سے فرض ہی چنانچہ قرآن
شریف مین خداے تعالے فرماتا ہی وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْا اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِيْنَ
یعنی خدا پر بھروسا کرو اگر تم ایمان والے ہو دوسری جگہ فرماتا ہی وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ
اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ یعنی خداے تعالی کا شکر کرو اگر تم اُسکو پوجتے ہو اور
جگہ فرماتا ہی وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ یعنے تو صبر کر اور تجھسے صبر
ہو سکیگا اللہ ہی کی مدد سے اور جگہ مین ارشاد ہی وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا
یعنے چھوٹ آ اُسکی طرف سب سے الگ ہو کر اسی طرح اس باب مین بہت سی
آیتین ہین جیسے نماز و روزے کی فرضیت مین وارد ہین پھر اب کونسا سبب ہی
کہ نماز و روزے کو تو فرض جانے اور اِنکو فرض نجانے حالانکہ فرمانے والا
دونون کا ایک ہی ہی اور کتاب بھی ایک ہی بلکہ ان فرائض سے تو ایسے غافل ہو
کہ کسی کا نام بھی نہین جانتے نہین معلوم کسکے کہنے سے یہ اعتقاد پیدا کیا ہی
شاید کسی دنیا دار کے کہنے پر عمل کیا ہوگا جسنے بھلے کام کو برا بتایا اور برے کو
بھلا سمجھایا اور جن علمون کو خداے تعالے نے اپنی کتاب مین نور اور حکمت
اور ہدایت نام رکھا ہی اُنکو بالکل چھوڑکر ہمہ تن مال حرام کے حاصل کرنے مین
متوجہ ہوئے ذرا اس بات کا بھی خوف چاہیے کہ اگر ان فرائض مین سے تھوڑی
چھوڑکر نفل نماز و روزہ مین مشغول ہو گے تو وہ کچھ نفع نہین کریگا بہت دفعہ
ایسا ہوتا ہی کہ آدمی کھانا اور پینا اور سونا یا کوئی اور مباح چیز چھوڑ دیتا ہی
یا کسی ایسے گناہ پر اصرار کرتا ہی کہ جو دوزخ مین جانے کا سبب ہو اور گمان کرتا ہی
کہ مجھکو ان باتون سے خداے تعالی کی نزدیکی حاصل ہوگی حقیقت مین یہ گمان

باطل ہے اور ان سب مین بڑا دنیا کا لالچ ہے اور طول امل جسکو آدمی اپنی نادانی سے
نیت خیر سمجھا کرتا ہے حالانکہ طول امل بڑی مصیبت اور گناہ ہے یا یہ کہ غصہ اور
بیصبری کیا کرے اور اسکو یہ سمجھے کہ مین خدا ے تعالی کی درگاہ مین عجز اور
انکسار کرتا ہون یا ہمیشہ دکھلاوے کے کام کیا کرے اور جانے کہ مین خدا کی حمد
کیا کرتا ہون یا گمان کرے کہ لوگون کو نیکی کی طرف بلاتا ہون پس گناہون کو
طاعت کی جگہ سمجھکر خدا سے تعالی سے بعوض سخت عذاب کے بڑے ثواب کی
امید رکھتا ہے حقیقت مین یہ بڑی غفلت اور دھوکا ہے اور نادان عابدون کو
تو بڑی ہی مصیبت ہے اسکے بعد سمجھنا چاہیے کہ ظاہر کے عملون کو باطن کے
عملون کے ساتھ ایک علاقہ ہے کہ جسکے سبب سے انکو اصلاح ہوجاتی ہے اور انھین کی
وجہ سے وے فاسد ہوجاتے ہین جیسے اخلاص اور ریا اور عجب اور
ذکر منت وغیرہ جو شخص ان اعمال باطن کو عبادت مین نجانے اور نہ انکی
تاثیر کا طریقہ پہچانے اور نہ اسکو انسے بچنے کی کیفیت معلوم ہو تو ممکن نہین ہے
کہ اسکا کوئی عمل ظاہری سلامت رہے پس اس صورت مین اسکے
دونون کام ظاہر اور باطن کے خراب ہونگے اور بدبختی کے سوا اسکے پاس
کچھ اور باقی نہ رہیگا اسی وجہ سے رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ عالم کا سونا جاہل کی نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور بے علم عمل کرنے والا
کام کا بگاڑ زیادہ کرتا ہے بہ نسبت آراستگی کے اور فرمایا ہے کہ نیک بختون کو
علم غیب سے سکھلاتے ہین اور بدبختون کو علم سے محروم رکھتے ہین اور بے علمی کی
بدبختی کا یہ سبب ہے کہ علم نہ سیکھا اور بے علم کے عمل کیا تا کہ قیامت کو اسکو

سفید نہوا اسلیے پہلے زمانے کے زاہدون نے علم کے سیکھنے مین بہت مبالغہ
کیا ہی اور سب کامون پر علم کا سیکھنا مقدم رکھا اسواسطے کہ مدار کار عبودیت کا
علم ہی اور عبادت بے علم کے ممکن نہین ہی تو بالضرور علم کا سیکھنا عبادت پر
مقدم ہی اور دوسرا سبب تقدیم علم کا عبادت پر یہ ہی کہ علم کے سبب سے
خدا تعالے کا ڈر زیادہ ہوتا ہی جیسا اللہ تعالی آپ فرماتا ہی اِنَّمَا
یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا یعنی اللہ کے بندون مین سے ڈرتے
وہی ہین جنکو سمجھ ہی اسواسطے کہ جب کوئی اُسکو نہ پہچانے جیسا چاہیے
تو ہرگز اُسکے موافق اُسکی تعظیم نہ کریگا اور نہ اتنا ڈریگا کہ جتنا جاننے والا ڈرتا ہی
اس سے معلوم ہوا کہ سب عبادتین علم سے حاصل ہوتی ہین اور اُنکے سوا
خدا تعالی کی عبادت مین بندے کو اور کوئی غرض نہین پس لازم ہی
راہ آخرت پر چلنے والون کو کہ علم کو سب چیز پر مقدم جانین اب یہان
یہ سوال پیدا ہوتا ہی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ
ہر ایک مرد اور عورت مسلمان پر علم طلب کرنا فرض ہی تو وہ کونسا علم ہی
جسکا حاصل کرنا سب پر ضروری ہی اور تعریف اُسکی کیا ہی اور بندے کو
کام مین کتنا حاصل کرنا چاہیے اُسکا جواب یہ ہی کہ جن علمون کا سیکھنا
فرض اور لازم ہی وہ تین علم ہین اول توحید یعنی خدا کو ایک جاننا دوسرا
علم سِر جو دل کے ساتھ علاقہ رکھے تیسرا علم شریعت اور ہر ایک کی مقدار
کہ کتنا کتنا ہر ایک کو سیکھنا چاہیے یہ ہی کہ علم توحید مین اتنا جاننا ضروری ہی
کہ دین کے اصول کو پہچان لیوے اور اصول یہ ہین کہ آدمی جان لیوے

سے مراد اس سے وہ علم ہی جسکا تعلق دل سے ہی

١٧ سے شریعت کے تین طریقے ہین مراد اس سے احکام کاروبار ظاہری کے جیسے نماز روزہ بیع وشرا نکاح وغیرہ کے مسائل

حی مرید متکلم سمیع بصیر حدوث کے گمانون سے مبرّا اور سب نقصانون سے
پاک جو بات بہت مخلوقات پر ممکن ہے اُسکے لائق نہین یہ وہ کسی شی کے مشابہ ہے
نہ کوئی شے اُسکے مشابہ مکان اور اطراف سے بھی منزہ ہے اور پھر رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے معجزات دیکھ کر جانے کہ وہ خدا کے رسول ہین اور خدا کے احکام پہونچانے
مین امین اور اس بات پر بھی اعتقاد کیا جسپر پہلے لوگون نے اعتقاد کیا ہے
کہ خدا تعالی کو آخرت مین دیکھینگے اور قرآن خدا کا کلام ہے غیر مخلوق اور
حرف اور آواز کی جنس سے نہین اور کسی فرشتہ یا کسی آدمی کے جی مین کوئی
بات بے اُسکے حکم کے نہین آتی اور بغیر خدا کے اذن کے کوئی شے حرکت نہین
کرسکتی سب امور اُسکی قدرت اور ارادہ اور مشیت سے متعلق ہین اور خیر و شر
و نفع و نقصان اور کفر و ایمان سب اُسی کی طرف سے ہے مخلوقات مین سے
کسی کے لیے کوئی کام اُسپر ضروری نہین یہ جسکو چاہے اپنے فضل سے
ثواب دیوے اور جسکو چاہے اپنے عدل سے عذاب دیوے اور جو کچھ
صاحب شرع علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنی زبان مبارک سے آخرت کے باب مین
فرمایا ہے مثل قیامت اور نامۂ اعمال اور عذاب قبر اور منکر نکیر کا پوچھنا اور میزان
عدل اور صراط سب سچ ہے انپر پہلے لوگون کا اعتقاد تھا اور انھین پر اعتقاد
کرنے کا حکم ہے اور پہلے اس سے کہ دین مین کوئی نئی بات ظاہر ہو اسپر سب نے
اجماع بھی کیا ہے پھر آدمی نے دل کے کامون کو خیال کیا اور اُسکی ضروری چیزون کو
اور باطن کی ممنوع باتون کو بھی جنکی تفصیل اس کتاب مین آویگی دھیان کیا
یہان تک کہ انکا علم حاصل ہوگیا اور پھر جس بات کے کرنے کی حاجت تھی

اُسکو بھی جان لیا جیسے پاکی اور روزہ اور نماز ثواب علم کی بابت خدا کا فرض ادا کیا اور علماے امت محمدی مین داخل ہوا اور اگر اس علم پر جو سیکھا ہر عمل بھی کیا تو علم کی بڑی بزرگی اور بے اندازہ قدر حاصل ہوگئی اور اسوقت یہ گھاٹی طی ہوئی اور پیچھے چھوٹی اور بے اندازہ ثواب حاصل ہوا۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

دوسری فصل توبہ کی گھاٹی کا بیان

طالب عبادت کو علم سیکھنے کے بعد لازم ہر کہ گناہون سے توبہ کرے اور توبہ کی ضرورت دو چیزون کے سبب سے ہر اول یہ کہ عبادت کرنے کی توفیق ہووے اسواسطے کہ گناہون کی بُرائی آدمی کو عبادت سے محروم کرتی ہر اور رسوائی اور خواری کا پھل لاتی ہر کیونکہ گناہون کی بیڑی عبادت کی طرف نہین جانے دیتی اور گناہون کا کیے جانا دل کی سیاہی سے ہوتا ہی یہ ہر کہ دل جب سختی اختیار کرتا ہر تو گناہ کرنے کی پروا نہین کرتا اور اگر خداے تعالے کی رحمت شامل حال نہو تو گناہ آدمی کو کفر تک پہنچا دیوین

شعر رحمت قدم نہ رنجہ کرے گر تری ادھر ٭ یارب ہی پھر تو کون ہمارے گناہ کا

پس کس طرح توفیق طاعت کی ہو اُس شخص کو جو ہر وقت گناہون اور بُرائی کی سختی مین رہے اور ایسے آدمی کو کب راستہ مل سکتا ہی جو گناہ پر ہٹ کیے جاے اور کس طرح خدا کے قریب ہو سکتا ہر مناجات مین جو گناہون کی ناپاکی مین بھرا ہوا ہی حدیث شریف مین ہر کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی

کہ جسوقت بندہ جھوٹ بولتا ہی تو اسوقت دونون فرشتے اُس سے جدے
ہو جاتے ہین اسواسطے کہ اُسکے منھ سے بو آنے لگتی ہی پس ایسی زبان کو خدا
تعالے کے ذکر کی صلاحیت کیونکر ہو سکتی ہی اور گنہگار کو یقیناً عبادت کی بھی
توفیق کم ہوگی اور اگر شاذ و نادر بڑی دشواری سے کچھ عبادت کریگا تو اُسمین
کچھ حلاوت اور صفائی نہوگی کیونکہ گناہون کی خرابی اور توبہ نکرنے مین یہ باتین
کہان کسی نے درست کہا ہی کہ اگر آدمی رات کو عبادت اور دن کو روزہ رکھے
تو معلوم کر لے کہ گناہون مین مقید ہی انھون نے ہی عبادت سے روک
رکھا ہی شعر ہو گیا دامن تر نور حقیقت کو حجاب * کس طرح ابر مین خورشید
نہ پنہان ہوگا * دوسرا سبب توبہ کی ضرورت کا یہ ہی کہ عبادت قبول ہو
کیونکہ قرض خواہ قرضدار کا تحفہ نہین لیا کرتا ہی اور توبہ کرنا گناہون سے
اور اہل حقوق کا راضی کرنا فرض عین ہی اور اکثر عبادت جو بندہ کرنا چاہتا ہی
وہ نفل ہی پس جب کہ فرض عین ذمہ پر ہو تو نفل کیونکر قبول ہوگی اور کیونکر
ہو سکتا ہی کہ مباح اور حلال کو چھوڑکر حرام ویسے ہی کیا کرے اور کس منھ سے
اپنے مالک سے راز و نیاز کرے اور اُس سے سب کچھ مانگے جب وہ غلام
ناراض ہو یہ اُنکا حال ہی جو گناہ پر اصرار کیے جاوین اب اگر یہ پوچھو کہ توبہ
خالصة کس طرح ہوتی ہی اور بندے کو کیا کرنا چاہیے کہ سب گناہون سے
پاک ہو جاوے تو جانو کہ توبہ ایک عمل ہی دل کے اعمالون مین سے اور غرض
اس سے یہ ہی کہ دل گناہون سے پاک ہو جاوے ہمارے مرشد حضرت
شیخ ابو المعالی رح نے توبہ کی تعریف مین فرمایا ہی کہ توبہ خدا کے خوف سے

ترک کرنا ایسے گناہ کے اختیار کا ہی کہ اُس طرح کا گناہ پہلے کر چکا ہو اس
تعریف سے معلوم ہوا کہ توبہ کرنے کے لیے چار شرطین ہین اول یہ کہ
گناہ کے اختیار کو پکے جی سے چھوڑے یعنی یہ ٹھان لے کہ کبھی اسکے گرد پھر نجاؤنگا
پس اگر کوئی شخص گناہ اس طرح ترک کرے کہ دل مین اُسکے یہ ہو کہ شاید پھر
یہ گناہ ہو جاویگا تو وہ تائب نہوگا بلکہ گناہون کا چھوڑنے والا کہلاویگا
دوسری شرط توبہ کی یہ ہی کہ ایسے گناہ سے توبہ کرے جو پہلے اُسنے
کیے ہون اسواسطے کہ اگر ایسے گناہ کبھی کیے ہی نہین تو تائب نہین کہلاویگا
بلکہ متقی کہلاویگا نظر برین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کفر سے تائب
نہین کہ سکتے ہین بلکہ متقی کہ سکتے ہین اسلیے کہ آپ پہلے ہی سے کافر نہ تھے
اور حضرت عمر رض کو تائب کہ سکتے ہین کہ وہ پہلے کافر تھے پھر مسلمان ہوا تھا
تیسری شرط توبہ کی یہ ہی کہ جو گناہ اُسنے کیا ہی وہ اُس گناہ کے مثل ہو
جسکو یہ چھوڑنا چاہتا ہی اور مماثلت درجہ اور عذاب مین چاہیے ظاہری
شباہت کی ضرورت نہین مثلاً کوئی اپاہج آدمی جسنے پہلے زنا کیا تھا
یا رہزنی کی تھی اگر اپنے اُن افعال سے توبہ کرے تو اُسکی توبہ قبول
ہوگی اسواسطے کہ توبہ کا دروازہ کھل رہا ہی بند نہین ہوا یہان یہ سوال
ہوتا ہی کہ اُس سے اُسوقت مین اختیار زنا اور رہزنی کا چھوڑنا ممکن نہین
اسلیے کہ جب وہ قادر زنا وغیرہ پر نہین ہی تو وہ اُسکا تارک بھی نہین ہی
بلکہ عاجز ہی تو اُسکا جواب یہ ہی کہ اگرچہ وہ زنا اور رہزنی پر قدرت نہین رکھتا
مگر اُنکے ہم وزن کی مثل پر قادر ہی یعنی جو گناہ کہ درجے مین زنا کے برابر

یا زیادہ ہین انسے تارک ہو سکتا ہے مثلاً زنا کی تہمت اور غیبت اور چغلی کھانا
کہ یہ اگرچہ زنا سے صورت مین علیحدہ ہین لیکن بُرائی کی راہ سے درجے مین
برابر ہین اور گناہ کا درجہ بدعت کے مرتبہ سے کم ہوتا ہے اور بدعت کفر سے
کمتر ہے پس جو آدمی زنا اور زہر خوری سے اور اُن سب گناہون سے جنکے کرنے سے
بالفعل عاجز ہے توبہ کرے تو درست ہے چوتھی شرط توبہ کی یہ ہے کہ توبہ خدا کے
حکم کی تعظیم اور عذاب دردناک کے ڈر سے کرنی چاہیے دنیا کے لیے یا لوگون کے
خوف سے یا تعریف کی خواہش سے یا فقر فاقہ کے ڈر سے توبہ نہو یہ ہین شرائط
وارکان توبہ کے اگر انکے بموجب توبہ ہوگی تو البتہ درست ہوگی اب جن سببون سے
کہ دل توبہ کی طرف رجوع کرتا ہے اُنکو سننا چاہیے کہ وے تین ہین اول یہ ہے کہ
اپنے گناہون کی بُرائی کو یاد کرے دوسرے یہ کہ خدا تعالی کے عذاب کی
سختی یاد کرے جسکے تحمل کی طاقت نہین رکھتا تیسرے یہ کہ اپنی کمزوری اور
کسی بہانہ کا پیش نہ جانا یاد کرے اور اس طرح سوچے کہ جب مجھمین آفتاب کی گرمی
اور حاکم کے پیادے کی مار اور چیونٹی کے کاٹنے کی برداشت نہین تو دوزخ کی
آگ اور اُسکے دربانون کے گرزون کی مار اور سانپون اور بچھوون کے کاٹنے کی
سہار جو اونٹون کی گردنون کے برابر ہوتے ہونگے کیونکر ہوگی اگر ان باتون کا رات دن
خیال رکھے تو سب گناہون سے توبہ خالص حاصل ہو جاوے کہ پھر کبھی گناہ کے
گرد بھی نجاوے اور توفیق اللہ کے ہاتھ ہے پس اگر کوئی کہے کہ رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم نے تو یہ شرطین ارشاد نہین کی توبہ کے معنی پشیمان ہونے کے فرمائے ہین
تو اسکا جواب یہ ہے کہ اول تو پشیمانی پر بندے کا اختیار نہین آدمی بہت سی چیزون سے

پشیمان ہونا چاہتا ہی مگر نہین ہو سکتا اور توبہ کرنے کا اسکو اختیار ہی اور
یہ بھی یقینی بات ہی کہ اگر کوئی اس سبب سے پشیمان ہووے کہ لوگون مین میرا
مرتبہ کم ہو گیا یا کسی گناہ مین مال خراب ہو گیا تو یہ ندامت توبہ نہین ہوگی بلکہ
گناہ ہی ہوگا اس سے معلوم ہوا کہ حدیث شریف مین جو پشیمانی مذکور ہی اسمین
صرف ظاہر کی پشیمانی ہی مراد نہین بلکہ اسمین کچھ اور بھی شرط ہی یعنی وہ ندامت
مراد ہی جو خداے تعالی کی تعظیم اور اسکے عذاب کے ڈر سے ہو جس سے کہ
آدمی توبہ خالص کی طرف متوجہ ہو جاوے اور جو تین باتین کہ ہمنے توبہ مین
ذکر کی ہین وہ اسی طرح کی ہین کہ جب انکو یاد کرکے نادم ہو تو البتہ یہ ندامت
گناہ کے چھوڑنے کا سبب ہوگی اور اسکا اثر آگے کو باقی رہیگا اور بالفعل بھی
دل مین عاجزی پیدا کریگی اسی لیے ان چیزون کو شرائط توبہ مین داخل کیا ہی
پھر اگر کوئی یون کہے کہ آدمی سے کیونکر ممکن ہی کہ اس سے کوئی چھوٹا یا بڑا
گناہ نہو انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام باوجودے کہ سب سے اشرف ہین انکے
باب مین بھی اختلاف ہی کہ انکو یہ مرتبہ نصیب ہوا ہی یا نہین تو اسکا جواب
یہ ہی کہ یہ بات محال تو نہین بلکہ ممکن ہی جسکو خداے تعالی نصیب کرے
اور توبہ کی شرطون مین یہ بھی تو ہی کہ آدمی کوئی گناہ قصداً نکرے لیکن اگر
بھولے سے ہو جاوے تو وہ معاف ہی اور یہ بات جسکو خداے تعالی توفیق دے
اسپر بہت آسان ہی ہان اگر کوئی یون کہے کہ توبہ کرنے سے مجکو یہ امر مانع ہی
کہ دل مین گذرتا ہی کہ مین پھر گناہ کرونگا تو ایسی توبہ کرنے سے کیا فائدہ ہی
تو اسکا جواب یہ ہی کہ یہ ایک شیطان کا دھوکا ہی کس طرح معلوم ہوا کہ دوسرے

گناہ سے کرنے تک زندہ رہیگا شاید توبہ کرنے کے بعد ہی مر جاوے اور دوسرے
گناہ کی نوبت نہ پہونچے باقی رہی یہ بات کہ اس بات کا خوف ہی کہ دوبارہ گناہ مین
نہ ملوث ہو جاؤن تو چاہیے کہ اپنے دل سے سچی توبہ کرلیوے پورا کرنا خدا کا کام ہے
اگر یہ توبہ تمام ہو گئی تو یہی غرض تھی اور اگر پوری نہوئی تب بھی پہلے گناہون سے
بری ہو گیا صرف نیا گناہ ہی باقی رہا یہ کتنا بڑا فائدہ ہی غرض کہ دوبارہ گناہ کے
ڈر سے توبہ سے باز نہ رہے کیونکہ یقیناً توبہ کرنے سے دو فائدون مین سے
ایک ضرور حاصل ہوگا اب گناہون سے نکلنے اور دشمنون سے چھوٹنے کا
طریقہ بیان کیا جاتا ہی واضح ہو کہ سب گناہ تین طرح پر ہین اول چھوڑ دینا
اُن کامون کا جنکا کرنا ضروری ہی مثلاً نماز روزہ زکوۃ وغیرہ پس ایسے گناہون سے
نجات کی صورت یہ ہی کہ یہ چیزین اگر چھوٹ جائین تو اپنی طاقت کے موافق
ادا کرنی چاہیئین دوسرا وہ کہ بندے اور خداے تعالی کے درمیان ہین ہر
جیسا شراب پینا اور باجون کا سننا اور سود کھانا وغیرہ ان سے باہر آنے کی
تدبیر یہ ہی کہ نادم ہو کر پکا ارادہ کرے کہ پھر کبھی ایسا کام نکرونگا تیسرا وہ
گناہ ہی کہ آپسمین بندون کے درمیان ہو یہ بڑا سخت اور مشکل ہی اسکی کئی
قسمین ہین مال مین جان مین آبرو مین لونڈی یا عورت مین یا دین مین
پس اگر گناہ مال کا ہی مثلاً کسی کا مال ناحق لے لیا واجب ہی کہ اسکو واپس
کر دیوے اور نہو سکے تو مالک سے معاف کرا دے اور اگر مالک موجود نہو
تو اسکی روح کے لیے صدقہ کرے اور یہ بھی نہو سکے تو بہت ہی نیکی کرے
اور اللہ تعالی سے عاجزی کرتا رہے کہ وہ اپنے کرم سے قیامت کے دن

اُسکو خوش کر دیوے اور اگر گناہ جان مین ہو یعنی کسی کا خون کیا ہو تو اُسکے
وارثون کے پاس جاوے تا کہ وہ بدلہ لیوین یا معاف کر دیوین اور نہو سکے تو
خداے تعالی سے عجز و انکسار کے ساتھ عرض کرے تا کہ وہ مدعی کو راضی کر دیوے
اور اگر گناہ آبرو کا یعنی کسی کی غیبت کرنی یا بہتان باندھنا اور گالی دینا وغیرہ ہیں
اُسکا علاج یہ ہے کہ آپ کو اُسکے سامنے جھوٹا بنا دے اور عذر کرے بشرطیکہ
اُسکے غصے کا ڈر نہو اور اگر یہ جانے کہ میرے کہنے سے اُسکو اور زیادہ غصہ ہوگا
تو خداے تعالی سے اُسکی مغفرت کی دعا مانگے اور لونڈی اور عورت کے باب مین
بہتر یہ ہے کہ ظاہر نکرے بلکہ خداے تعالی سے التجا کرے تا کہ قیامت کے دن
اللہ تعالی اُنکو راضی کر دیوے اور دین کا گناہ یہ ہے کہ مثلاً کسی کو کافر یا گمراہ کہدیا
تو یہ بہت سخت ہے اسوقت چاہیے کہ اُس آدمی کے سامنے آپ کو جھوٹا بناوے
اور ہو سکے تو معاف کرا دے اور نہین تو خداے تعالی سے بہت سی عاجزی اور
ندامت کے ساتھ عرض کرے تا کہ خداے تعالی اُسکو راضی کر دیوے غرض اس سے
یہ ہے کہ اپنے مقدور بھر مدعیون کو راضی کرے اور نہو سکے تو آشتی اور عاجزی سے
خدا کی درگاہ مین عرض کرے کہ وہ اپنے کرم سے قیامت کے دن اُنکو راضی کر دیوے
خدا کے فضل سے امید ہے کہ بندے کا صدق اور تضرع دیکھکر اپنے خزانہ رحمت سے
وہ دشمنون کو راضی کر دیگا پس جبکہ اس کہنے کے موافق انسان نے عمل کیا اور
گناہون کے چھوڑنے کا ارادہ مصمم کر لیا تو سب گناہون سے باہر ہو گیا اور اگر
گناہ چھوڑنے کا ارادہ کر کے توبہ کر لی لیکن جو باتین فوت ہوئی تھین اُنکو ادا نکیا
اور دعویدارون کو راضی نکیا تو وہ بیشک پوچھی جاویگی اور باقی سب معاف

ہوجاوے گی سنیے یار دیقین کرو کہ توبہ کی گھاٹی بہت سخت ہی اور اسکا خطر بہت
بڑا ہی یہان تک کہ لوگون نے بیان کیا ہی کہ ابو اسحاق اسفرائنی رحمہ اللہ جو بڑے بزرگون
مین سے تہے وہ فرماتے ہین کہ تیس برس سے مین خدا تعالے سے توبہ نصیب
طلب کرتا تہا مگر منظور نہین فرماتا تہا ایکبار مین نے تعجب سے عرض کیا کہ سبحان اللہ
تیس برس سے ایک ضرورت کو طلب کرتا ہون پوری نہین ہوتی خواب مین دیکہا
کوئی کہتا ہی کہ تو تعجب کرتا ہی اور اس اپنی حاجت کو بہت چھوٹی سمجہتا ہی کیا نہین
جانتا کہ مین خدا تعالے سے کیا مانگتا ہون تیری درخواست یہ ہی کہ اللہ
تعالی تجکو دوست رکہے بفحواے اس آیت کے اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ
وَیُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ یعنی اللہ کو خوش آتے ہین توبہ کرنے والے اور خوش
آتے ہین ستہرائی والے پس یہ آرزو کچہ چھوٹی آرزو نہین ہی یہان سے
معلوم کرنا چاہیے کہ یہ بزرگ دین کے کامون اور دل کی درستی مین اور آخرت کے
سامان کا کتنا بندوبست کرتے تہے اب توبہ کے نکرنے سے نقصان
ہوتا ہی اسکو جاننا چاہیے کہ گناہون کے سبب سے شروع مین تو دل سیاہ
اور سخت ہوتا ہی اور انجام کار نوبت کفر تک پہونچتی ہی جسکے سبب سے ہمیشہ کو
بدبخت ہوجاتا ہی اللہ تعالی ہمکو اس سے بچاوے ڈرنا چاہیے اور ابلیس

وبلعم باعور کی کہانی کو بھولنا نچاہیے کہ پہلے انھون نے گناہ کیا تھا مگر آخر کو
کافر ہوگئے اور ہمیشہ کو ہلاک ہونے والون کے ساتھ ہلاک ہوے ای عزیز
خبردار ہو اور کوشش کر شاید کہ گناہون کا اصرار اپنے دل سے اُکھاڑ سکے
کسی بزرگ نے کہا ہی کہ گناہون کے سبب سے دل سیاہ ہوجاتا ہی اور سیاہی کی
علامت یہ ہی کہ گناہ کرنے سے ڈر معلوم نہو اور عبادت مین کچھ مزہ نہ ملے
اور نصیحت کی بات دل مین اثر نکرے اور نیز لازم ہی کہ کسی گناہ کو کم نجانے
اکثر ایسا ہوتا ہی کہ کبیرہ گناہ کیا کرے اور آپ کو تائب سمجھے کہمش ابن حسن جو کہ
ابدال تھے اُنسے روایت ہی کہ وہ کہتے تھے مین نے ایک گناہ کیا ہی اُسکے
بدلے چالیس برس سے رورہا ہون اُنسے پوچھا وہ کونسا گناہ ہی بیان کیا
کہ ایکبار ملاقات کو میرا بھائی آیا تھا مین نے اُسکے واسطے مچھلی خریدی
اور ہاتھ دھوتے وقت مٹی ہمسایہ کی دیوار سے لے کر ہاتھ دھولائے اُس دن سے
نادم ہون کہ بے اجازت مین نے دوسرے کی چیز مین کیون تصرف کیا
یہ گناہ ہی جسپر چالیس برس سے روتا ہون اور کہتے ہین کہ ایک بزرگ نے
کرایہ کے مکان مین بیٹھ کر خط لکھا اور چاہا کہ اُس گھر کی دیوار کی مٹی سے
خشک کرون دل مین خیال آیا کہ یہ کرایہ کا گھر ہی اسکی خاک سے خشک کرنا
مناسب نہین پھر خیال کیا کہ یہ تھوڑی سی بات ہی اسکا مضائقہ نہین آخر
خشک کر لیا غیب سے آواز آئی شعر جو سمجھے ہین یہ خاک لینی سہل
قیامت کو دیکھینگے اسکی سزا پس ای عزیز غافل مت ہو اور اپنے نفس سے
حساب کر اور توبہ مین جلدی کر موت کا حال معلوم نہین کب آوے دنیا کے

قریب ہین مت آ اور اپنے باپ آدم علیہ السلام کا حال یاد کر انکو خدا نے
اپنی قدرت سے پیدا کر کے بہشت مین رکھا باوجود اس رتبے کے دیکھ تو
اُنکے ساتھ کیا معاملہ ہوا فقط ایک ہی گناہ کیا تھا کہ جسکے عوض مین بہشت مین
نرہنے دیا کہتے ہین کہ خدا سے تعالے نے فرمایا کہ اے آدم تیرا ہین کیسا ہمسایہ
تھا عرض کیا کہ بہت اچھا ارشاد ہوا کہ اے آدم ہمارے پاس سے چلا جا
اور تاج کرامت کا سر سے اوتار رکھ ہمارے پاس نافرمان کا کام نہین
کہتے ہین کہ حضرت آدم دوسو برس تک روئے جب خدا ے تعالی نے
اُنکی دعا قبول فرمائی اور ایک گناہ معاف کیا یہ حال پیغمبرون کا ہی جو
برگزیدہ ہین اور ایک گناہ سے زیادہ نہین کیا اور اسپر دوسو برس تک
روئے اور توبہ کی پس کیا حال ہوگا اُن لوگون کا جنکے گناہون کے
شمار نہین اسپر روز مرہ کیے چلے جاتے ہین توبہ کا تو کیا ذکر ہی اور
اگر توبہ کر کے توڑ دیوے اور دوبارہ گناہ صادر ہو دے تو چاہیے
کہ اسی وقت پھر توبہ کر لیوے اور اپنے نفس کو سمجھا دیوے کہ
شاید آیندہ گناہ کرنے سے پہلے مرجاؤن اسی طرح جب گناہ کرے
تب ہی توبہ کرے اور شیطان کے بہکانے سے توبہ کرنی نچھوڑے بلکہ
جتنے گناہ کرے اُس سے زیادہ توبہ کرتا رہے کسی بزرگ نے مضمون
حدیث قدسی کا اس رباعی مین نظم کیا ہی رباعی باز آ باز آ ہر آنچہ ہستی
باز آ + گر کافر و گبر و بت پرستی باز آ + این درگہ ما درگہ نومیدی نیست
صد بار اگر توبہ شکستی باز آ + رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی

تونے سمجھا ہی کیا عذاب خدا + کون اُس سے تجھے بچاویگا + تجھ مین اتنی کہان کی
طاقت ہو + کہ اُٹھا لیوے ایسی آفت کو + پائیگا توجزا شرارت کی + اپنے
اس ظلم بے نہایت کی + آہ غافل تجھے خیال نہین + تجکو معلوم اپنا حال نہین +
توبہ کرنے کا وقت آپہونچا + در توبہ پہ تو نہین آتا + نفس کو اس طرح ملامت کر +
پھر تو منہہ پھیر اپنے مطلب پر + یعنی اندوہ دل سے ہو گریان + ہاتھ اٹھا کر تو
ہووے یون نالان + ای نوازندہ زمان و زمین + تیرے در پیہ بندہ
مسکین + دور در سے ترے پھرا مارا + لیک کچھ بن نہین پڑا چارا + نفس
شیطان سے ہو کے زار و نزار + در پہ آیا ہے لے گناہون کا بار +
معذرت کے سوا نہین کچھ زاد + تیرے در کے سوا نہین فریاد + میرے
اعمال پر نظر مت کر + کر خدا اپنی مغفرت پہ نظر + کون تیرے سوا مری دے
داد + کس سے جا کر مین مانگون اپنی مراد + اب رحمت سے تو گناہون کو دھو
کردے اب آئینہ مرے دل کو + نفس عصیان کا زندگی بھر تک + لوح
سینہ سے میرے کردے حک + تیرے الطاف کا بھروسا ہی + تو مرادون کا
دینے والا ہی + جب تلک میری جان مین ہو جان + یاد تیری رہے مجھے ہر آن +
یا الٰہی تو کر دعا مقبول + بطفیل رسول و آل بتول + اسکے بعد یہ دعا پڑھے
اَللّٰهُمَّ يَا مُجْلِيَ عَظَائِمِ الْاُمُوْرِ يَا مُنْتَهٰى هِمَّةِ الْمَهْمُوْمِيْنَ يَا مَنْ اِذَا
اَرَادَ شَيْئًا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ اَحَاطَتْ بِنَا ذُنُوْبُنَا اَنْتَ الْمَذْخُوْرُ لَهَا
يَا مَذْخُوْرًا لِكُلِّ شِدَّةٍ كُنْتُ اَدَّخِرُكَ لِهٰذِهِ السَّاعَةِ فَتُبْ عَلَيَّ
اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ترجمہ در نظم ہو کشایش ترے فضل سے

بخشش تو طلب کرے اور عبادت میں مصروف ہو تو اب توبۂ نصوح حاصل ہوئی
اور تمام گناہوں سے بالکل ایسا ہی ہو گیا کہ جیسا آج ماں کے پیٹ سے
پیدا ہوا ہو اور خدا تعالے نے اُسے دوست بنایا اور ثواب اور رحمت
اور رحمت اتنی ہوئی کہ اُسکا بیان نہیں ہو سکتا اور عذاب اور دنیا کی
بلا سے نجات پائی اور اس گھاٹی کو اللہ تعالے کی مدد سے قطع کیا اور
اُسی کو سب کچھ طاقت ہے

تیسری فصل عوائق کی گھاٹی کا بیان

علم اور توبہ کے بعد عبادت کرنے والے کو لازم ہے کہ سب موانع کو دفع
کرے تاکہ عبادت درست ہو جاوے اور کہتے ہیں کہ سب روکنے والے
چار ہیں اُنہیں پہلا مانع دنیا ہے اُسکا دفع کرنا اس طرح ہو سکتا ہے
کہ آپ اُس سے بچکر علیحدہ ہو جاوے اور اُسمیں زاہد بنجاوے شعر
یہ حال ہوا اُسکے فقیروں سے پیدا ۔ آلودہ دنیا جو ہے سگ یہ ہے اُسکا
اور دنیا کا چھوڑنا دو وجہ سے بیان کیا گیا اول درستی عبادت کے لیے
کیونکہ دنیا کی رغبت عبادت کو مانع ہے اسواسطے کہ جب ظاہر میں دنیا کی
تلاش ہو اور باطن میں بھی اسکا خیال رہا تو عبادت کیونکر ہوگی دل تو
ایک ہے ایک شی کی طرف مشغول ہوکے دوسری طرف کیونکر مشغول ہوگا
دنیا اور آخرت کی مثال دو سوتوں کی سی ہے کہ جب ایک کو راضی کریگا
دوسری ناراض ہوگی یا یہ کہ دنیا و آخرت کی مثال شرق و غرب کی سی ہے

جتنا ایک کی طرف نزدیک ہوگا اتنا ہی دوسرے سے دور ہوجاویگا
اور دنیا جو ظاہر میں عبادت کو منع کرتی ہے خود ظاہر ہے چنانچہ حضرت
ابی درداء رضہ کی نقل ہے کہ کہتے تھے کہ مین نے عبادت اور تجارت کو
جمع کرنا چاہا مگر نہو سکی ناچار تجارت کو چھوڑ کر عبادت کی طرف متوجہ ہوا
شعر اگر جمعیت دل ہے تجھے منظور قانع ہو ۔۔ کہ اہل حرص کے کب کام خاطر خواہ
ہوتے ہین ۔۔ اور حضرت عمر رضہ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے تھے اگر دنیا
و آخرت جمع ہوتی تو مجھ پاس ہوتی اُس قوت کے سبب سے جو خدائے تعالیٰ نے
مجکو عنایت کی ہے جب یہ حال ہو تو فنا ہونے والی شی کا نقصان
اُٹھانا بہتر ہے اور دل کا دنیا مین پھنسنا اسواسطے عبادت سے روکنا ہے (یعنی دنیا ۱۲)
کہ جب وہ طلب دنیا مین لگا ہوا ہے تو عبادت مین کیونکر مصروف
ہوسکتا ہے ایک دل سے دو شغل کا ہونا ممکن نہین چنانچہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسنے آخرت کو اختیار کیا اُسکی دنیا
گئی اور جسنے دنیا کی محبت اختیار کی اُسکی آخرت مین خسارہ ہوا اسنے گویا
باقی چیز یعنی آخرت کو فانی دنیا پر اختیار کر دیا اس سے معلوم ہوا کہ جب
آدمی کا ظاہر دنیا مین پھنسا ہوا اور باطن اُسکا طالب تو عبادت کی
طرف متوجہ ہونا ممکن نہین البتہ اگر دنیا کو بالفعل چھوڑ دیا جاوے
اور ظاہر و باطن مین اُس سے علاقہ اُٹھا لیا جاوے تو عبادت
ہوسکتی ہے بلکہ عبادت کرنا بہت آسان ہوجاوے سلمان فرماتے ہین
کہ جب بندہ دنیا کو چھوڑ دیتا ہے تو اسکا دل حکمت سے روشن ہوجاتا ہے

اور اسکے سبب سے سب عضو عبادت مین اسکے مددگار ہوتے ہین دوسرا
سبب یہ ہے کہ عمل کا ثواب بہت حاصل ہوگا کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ دو رکعت نماز عالم زاہد تارک دنیا کی خدا کے نزدیک بہت بہتر ہین
سب عابدون کی عبادت سے جو قیامت کے دن تک کرتے رہین پس جب کہ
عبادت کرنے والے کو دنیا کے چھوڑنے سے یہ مرتبہ ملتا ہے تو ضرور ہے کہ دنیا کو
ترک کرے تاکہ زاہد ہوسکے اب دنیا مین زاہد ہونے کو سننا چاہیے کہ علما کے نزدیک زہد
دو قسم پر ہے ایک وہ جس پر بندے کا اختیار ہے دوسرا جو بندے کی طاقت سے
باہر ہے اور جو زہد کہ بندے کے اختیار مین ہے وہ تین چیزین ہین ایک یہ کہ جو
چیز دنیاوی اپنے پاس نہو اسکی خواہش نکرے دوسری جو چیز دنیا کی موجود ہو
اسکو دور کرے تیسری دنیا کی خواہش دل مین سے نکال دے اور وہ زہد
کہ بندے کے اختیار مین نہین یہ ہے کہ دنیا کی رغبت اسکے دل مین سے بالکل
زائل ہوجاوے اور زہد اختیاری تتمہ ہے زہد غیر اختیاری کا ہے پس جو شخص
اختیاری کو بجا لاوے یعنی غیر موجود کی طلب نکرے اور موجود کو دور کرے اور
دل سے دنیا کا خیال نکال ڈالے تو غیر اختیاری اسکو آپ حاصل ہوجائیگا یعنی
دنیا سے دل بالکل سرد ہوجائیگا میرے نزدیک زہد حقیقی کے یہی معنی ہین اور
ان تینون مین بڑا سخت دنیا کی خواہش کا دل سے نکالنا ہے اسواسطے کہ بہت
آدمی دنیا کو ظاہر مین چھوڑ دیتے ہین اور باطن مین دوست رکھتے ہین
اور غرض اصلی زہد سے یہی ہے کہ دنیا کی خواہش دل مین نرہے جیسا
کہ اللہ تعالے فرماتا ہے تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ

لا یریدون علوا فی الارض ولا فسادا والعاقبۃ للمتقین

یعنی وہ گھر پچھلا ہم دینگے انکو جو نہین چاہتے چڑھنا ملک مین اور

نہ بگاڑ ڈالنا اور آخر بھلا ہے ڈروالون کا پس خدا تعالی نے سعادت

آخرت کو دنیا کی خواہش نکرنے پر مشروط فرمایا ہے نہ دنیا کے ترک کے ساتھ

اس سے معلوم ہوا کہ دل سے دنیا کی رغبت کا کھونا مقصود ہے شعر از رستگی

تا رحم آیدش پس آرزو مندی کہ چنین می بایدش جب بندہ اسکے چھوڑ دینے پر

قادر ہوگا تو خدا تعالی دنیا کی چاہ آپ اسکے دل سے نکال دیگا

چھوڑنے کی تدبیر کو معلوم کرنا چاہیے کہ تمام اسباب دنیا کے چھوڑنے کا یہ ہے کہ

آفتون اور عیبون کو یاد کرے اس باب مین بزرگون نے بہت باتین

بیان کی ہین چنانچہ ایک انمین سے یہ ہے کہ ایک بزرگ نے کہا کہ مین نے

دنیا کو اسلیے چھوڑا کہ اسمین نفع کم اور رنج بہت ہے اور جلد فنا ہونے والی

اور اسکے شرکا خسیس ہین ہمارے مرشد نے اس بزرگ کے قول مین بھی ایک

بات نکالی اور فرمایا کہ اس قول سے بھی دنیا کی رغبت پائی جاتی ہے اسواسطے

کہ جب کوئی کسی شے کی جدائی کی شکایت کرے تو معلوم ہوا کہ اسکے وصل کو

دوست رکھتا ہے اور جو چیز کہ شکوون کے سبب سے چھوڑتا ہے تو معلوم ہوا

کہ اگر کوئی روک نہوتی تو قبول کرلیتا اور فرمایا کہ دنیا کی برائی مین پوری بات

یہ ہے کہ دنیا خداے عزوجل کی دشمن ہے اور طالب مولی خدا کا دوست ہے

پس ضرور ہے کہ دوست کے دشمن کو دشمن جانے اور فرمایا کہ دنیا ایک مردار ہے

ظاہری خوشبو اور آرایش سے بنی ہوئی ہے پس عقلمند اسکو چھوڑ دیتے ہین

اور بہت لوگ ایسے ہین اسکا ظاہر دیکھ کر فریب کھا جاتے ہین رہی یہ بات کہ زہد کا حکم
دنیا مین فرض ہی یا مستحب تو اسکو یون جاننا چاہیے کہ زہد حلال اور حرام
دونون مین ہوتا ہی حلال چیزون مین زہد کرنا مستحب ہی اور حرام مین
فرض جو لوگ کہ عبادت مین مستقیم ہین انکو حرام مردار کے برابر ہی کبھی بے ضرورت
حرام کھانے پر ہاتھ نہ بڑھاوین اور ضرورت کے وقت بھی بقدر ضرورت کھاوین
اور حلال مین زہد ابدالون کا درجہ ہی وہ حلال کو بھی بقدر ضرورت سے
زیادہ مردار کے برابر جانتے ہین اور حرام تو انکے نزدیک آگ کے برابر ہی اسکے
کھانے کا کبھی انکے جی مین خیال بھی نہین آتا دنیا کی طرف سے دل ہٹ جانے
کے یہی معنی ہین یعنی اسکی طرف سے ایسا دل کو ہٹا لیوے کہ پھر کچھ
خواہش نرہے شعر این جہان دام ست ودانہ اش آرزو ٭ ورگریز
از دانہاے دام او ٭ اب اگر کوئی یہ کہے کہ کیونکر ہو سکتا ہی کہ باوجود انکی
لذتون اور خواہشون کے دنیا آدمی کے نزدیک حرام آگ کے برابر
اور حلال مردار کے برابر ہو جاوے تو اسکا جواب یہ ہی کہ جس آدمی کو
اللہ تعالیٰ توفیق خاص عنایت فرماوے اور وہ آفتین اور خرابیان دنیا کی
جانتا ہو وہ ایسا ہی ہوگا جیسا بیان کیا گیا مگر جو لوگ کہ دنیا کے عیبون سے
اور اسکی آفتون سے خبر نہین رکھتے اور اسپر فریفتہ ہین وہ اس بات سے
بہت تعجب کرینگے پس اس باب مین ایک مثال لکھتا ہون جس سے
یہ بات خوب سمجھ مین آجاوے مثال اسکی ایسی ہی کہ کسی نے حلوا نفیس
سب میوے اور خوشبوئین یعنی بادام اور شکر اور کشمش اور زعفران ال

شکر وغیرہ ڈالکر خوب بکلف بنایا اور تھوڑا سا زہر قاتل چھپا کر
ملا دیا ہے جسکو ایک آدمی نے اسکو دیکھ لیا مگر دوسرے نے نہین دیکھا
اب اگر حلوائی وہی حلوا ان دونون کے سامنے کھانے کو رکھے تو جو آدمی
زہر سے آگاہ ہے اسکے کھانے کی کبھی خواہش نکریگا اور اسکو آگ کے برابر
جانیگا کیونکہ وہ اسکی خرابی سے خبردار ہے اسکو بادام وغیرہ جو اسکی لذت
اور آرایش کے لیے ہین فریب نہین دے سکتے مگر یہ بیچارہ جو پوشیدہ
زہر سے خبر نہین رکھتا دیوانہ ہوکر برغبت تمام کھالیویگا اور اکثر ایسا بھی
اتفاق ہوگا کہ اس بیچنے والے کو وہ ملامت کرے اور کہے کہ شاید تو
دیوانہ ہے جو ایسا حلوا نفیس نہین کھاتا اور اس سے احتراز کرتا ہے
یہ مثال ان لوگون کی ہے جو دنیا کے عیب معلوم کرکے اسکو حرام جانتے ہین
اور ان نادانون کی جو لاعلمی سے اسکی طرف رغبت کرتے ہین اور اگر اس
حلوا مین زہر کی جگہ تھوک رینٹ ملا دیوے کہ اسکے دیکھنے والے کو
اگر وہ معلوم ہو پس جس آدمی نے اسکو تھوک رینٹ وغیرہ ملاتے دیکھا ہے وہ
ہرگز بلا ضرورت اسکے کھانے کی خواہش نکریگا اور دوسرا جو اسکے
عیب سے خبر نہین رکھتا چاہ کر کھالیویگا یہ مثال ان لوگون کی ہے جو
حلال کو بھی مردار کے برابر جانتے ہین اور ان لوگون کی جو بیدون جانے
اسپر راغب ہین دونون آدمی طبیعت مین تو برابر ہین مگر علم اور جہل مین
مختلف یعنے اگر جاہل کو عالم کے برابر معلوم ہوتا تو وہ اسکو کبھی نکھاتا
اور اگر عالم بھی جاہل کی طرح سے نجانتا تو وہ بھی خوشی سے کھالیتا اس سے

معلوم ہوتا ہے کہ سچائی دل میں ہے طبیعت میں نہیں یہ بات بڑی مفید اور
ظاہر ہے جس شخص کو عقل اور انصاف ہوگا وہ اسکے سچا ہونے کا مقر ہوگا اب
اگر کوئی یون کہے دنیا میں سے تھوڑا سا حاصل کیے بغیر آدمی کو چارہ نہیں یعنی
اسقدر کہ نفس کی زندگی کا سہارا ہو پھر کیونکر سچا ہو سکتا ہے تو اسکا جواب یہ ہے
کہ بقدر حاجت زہد میں مقصود نہیں بلکہ اس زیادتی میں زہد کرنا چاہیے جسکے
[illegible] ضرورت نہیں اور [illegible] نفس کو اتنی
قوت رہے کہ خداے تعالی کی عبادت کرسکے زیادہ کھانے اور لذت کی کچھ ضرورت
نہیں اور خداے تعالی کو اختیار ہے چاہے کسی چیز کے وسیلے سے قوت دیوے
اور چاہے بے کسی چیز کے قائم رکھے جیسا کہ فرشتون کو قوت دی ہے اور جب
کسی چیز کے وسیلے سے قوام دیوے تو اختیار ہے کہ ایسی چیز کے وسیلے سے عنایت
کرے جو کہ بندے کے پاس ہو جسکو حاصل کرسکتا ہو یا ایسی شی سے قوام دیوے
کہ جو حاصل اسکے قبضے اور قدرت میں ہو مگر بغیر طلب اور سعی کے ایسی جگہ سے
پہنچا دیوے کہ بندے کو اسکا حال بھی معلوم نہو جیسا کہ خود فرماتا ہے وَمَنْ
يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ یعنی جو کوئی اللہ سے
ڈرے خدا اسکے لیے مشکل سے نکلنے کی تدبیر کردیتا ہے اور ایسی جگہ سے روزی دیتا ہے
کہ اسکو معلوم نہو غرض کہ بندہ کسی حال میں رزق کی طلب اور خواہش کا محتاج
نہیں اور اگر اسپر بھی بے طلب کے رہ نہیں سکتا تو چاہیے کہ طلب میں نیت یہ ہو
کہ اسکے سبب سے مجکو عبادت میں تقویت حاصل ہو نہ کہ لذت اور شہوت دنیاوی کے
البتہ اس نیت سے دنیا کا حاصل کرنا خیر میں شامل ہوگا اور زہد کے بھی مخالف نہوگا

شکل کس طور سچ جانین بھلائے کام اپنے جنس والون ہی نے سچی ہین +
علاوہ ازین پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے زمانہ عزلت کو بیان کر دیا ہی
اور عزلت والون کو جتلا دیا ہی اور خلقت سے جدا ہونے کو فرمایا ہی اور اسمین
شک نہین ہی کہ حضرت ہمارے لیے ہمیشہ بھلائی چاہتے ہین اور ہمسے زیادہ
ہمارے ناصح ہین پس چاہیے کہ جسوقت آدمی اپنے زمانے کو حضرت کے
فرمانے کے موافق پاوے تو آنکے حکم کو بجالاوے اور انکی نصیحت کو قبول کرے
اور کچھ شک نکرے اور نکمی باتون سے اپنا نقصان نکرے اسواسطے کہ
وے سب لوگون سے زیادہ بھلائی آدمی کی خواہ وہ کسی زمانے مین ہو جانتے تھے
اور آپ کا قول یہ ہی کہ عبد اللہ ابن عمرو ابن عاص فرماتے ہین کہ ہم رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوسے تھے کہ آپ نے فتنے کا ذکر کیا
اور فرمایا کہ جس وقت تم لوگون کو عہد پر ثابت نہ دیکھو اور امانت مین خیانت
ہو وہ فتنے کا زمانہ ہی عبد اللہ ابن عمرو ابن عاص فرماتے ہین کہ مین نے
عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مین اس زمانے مین کیا کرون
فرمایا کہ اپنے گھر مین بیٹھ رہو اور اپنی زبان کی محافظت کر اور جو جانتا ہو

۴۳

اُسپر عمل کر اور جو بجانتا ہو اُس بات کو چھوڑ اور تجھے چاہیے کہ اپنا فکر کرے اور دوسرے کا چھوڑ دے اور ایک دوسری حدیث شریف مین آیا ہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ ہرج کے دن ہونگے لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلعم ہرج کسکو کہتے ہین فرمایا کہ وہ ایسا زمانہ ہی کہ لوگ اپنے پاس والون سے بے خوف نہون اور اور حدیث مین حضرت ابن مسعود رضی سے ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حارث ابن عمیر کو فرمایا کہ اگر تیری عمر دراز ہوگی تو تجھپر ایک زمانہ آویگا کہ اُس زمانے مین نصیحت کرنے والے بہت ہونگے اور عمل کرنے والے کم اور مانگنے والے زیادہ ہونگے اور دینے والے تھوڑے اُس زمانے مین عالم تابع ہواے نفسانی کے ہونگے ابن مسعود رضی فرماتے ہین کہ مین نے عرض کیا کہ وہ زمانہ کب ہوگا حضرت نے فرمایا کہ جن دنون مین نمازین قضا کرین اور رشوت لیوین اور دین کو تھوڑی سی دولت دنیا کے بدلے بیچ دے ڈالین اُس وقت اُس زمانے کے لوگون سے دور رہ مصنف کتاب فرماتے ہین کہ جو کچھ اُن حدیثون مین بیان کیا ہی مین نے اپنی آنکھ سے اپنے زمانے مین دیکھ لیا پھر تو اب بجز عزلت کیا کرنا چاہیے پہلے زمانے کے بزرگون نے اُس زمانے اور اس زمانے کے لوگون سے دور رہنا پسند کیا اور گوشہ نشینی اختیار کی اور گوشہ نشینی ہی کا سب کو حکم دیا اور اسمین کچھ شک نہین کہ وہ لوگ ہمسے زیادہ دانا تھے اور انکا زمانہ بھی ہمارے زمانے سے کہین بہتر تھا اور بعد اُنکے زمانہ ابتر ہی ہوتا جاتا ہی چنانچہ یوسف ابن اسباط رح فرماتے ہین کہ مین نے سفیان ثوری رح کی زبانی سُنا ہی کہ وہ کہتے تھے

قسم ہے اُس خدا کی کہ جسکے سوا دوسرا خدا نہین اس زمانے مین عزلت حلال ہو گئی ہے پس جب کہ سفیان ثوری رح کے زمانے مین گوشہ نشینی حلال ہوئی تو ہمارے وقت مین واجب اور فرض ہونی چاہیے اور سفیان ثوری رح سے روایت کرتے ہین کہ انھون نے عباد خواص کو خط لکھا کہ تو ایسے زمانے مین ہے جس سے اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پناہ مانگتے تھے حالانکہ اُنکو ہمسے زیادہ علم تھا پس ہمارا کیا حال ہوگا کہ ہم اُسی زمانے مین ہین اور علم کی کمی ہے اور صبر بھی اتنا نہین اور بھلائی کے مددگار تھوڑے ہین اور لوگون کا فساد بہت سا اور حضرت عمر خطاب رضنے فرمایا ہے کہ اکیلے بیٹھنے مین برے لوگون کی ہمنشینی سے آرام ہے یعنی علیحدہ بیٹھ رہنا برے لوگون کے پاس بیٹھنے سے بچاتا ہے اور سفیان ابن عیینہ کہتے ہین کہ مین نے سفیان ربی رح سے کہا ہے مجھکو کوئی بہتر بات تبلائیے فرمایا کہ لوگون سے بہت کم شناسائی ست کر مین نے کہا کہ حدیث شریف مین تو آیا ہے کہ بہت لوگون سے ملنا چاہیے اسواسطے کہ ہر ایک ایمان والے کی ایک شفاعت ہوگی سفیان ثوری نے جواب دیا کہ کوئی برائی بجز ملنے والے کے اور کسی سے بھی حاصل ہوئی ہے مین نے کہا کہ کوئی نہین پھر مرنے کے سالہا بعد مین نے اُنکو خواب مین دیکھا عرض کیا کہ مجھکو کوئی وصیت کیجیے یہی جواب دیا کہ لوگون سے ملاقات کم کر اسواسطے کہ اُنسے خلاص ہونا بہت دشوار ہے شعر ظلمت چہ بہ کہ ظلمتہاے خلق * سر بر زدان کس کہ گیر دپاے خلق * اور فضیل رح نے فرمایا ہے کہ یہ وہ زمانہ ہے کہ جسمین زبان کو روکنا چاہیے اور چھپ کر کسی جگہ مین بیٹھ رہیے اور اپنے دل کا علاج کیجیے

اور جو باتین دین کی معلوم ہوئی اسکو کر لیے اور جو بات نئی نظر آوے اُس سے نکر بیٹھے
داؤد طائی رح فرماتے ہین کہ دنیا مین روزہ رکھ اور آخرت مین افطار کر اور
لوگون سے بھاگ جیسا شیر سے اور ابو عبد اللہ رح نے فرمایا ہے کہ مجکو سب دانا وُن نے
یہ نصیحت کی ہے کہ اگر تجکو لوگون کی شناسائی ناپسند ہو تو جان کہ مجکو خدا تعالی نے
ایک بڑا کام دیا ہے دوسرا سبب عزلت اختیار کرنے کا موجب ہے یہ ہے کہ لوگ
سب عبادت کی ہوئی کو کھو دیتے ہین کیونکہ اُنکے سبب سے ریا آجاتی ہے یحیی ابن معاذ رازی رح نے فرمایا ہے کہ لوگون کا دیکھنا ریا ہے
اسی لیے پہلے زمانے کے زاہدون نے ایک دوسرے کی ملاقات
بیان کرتے ہین کہ ہرم ابن حیان رض نے حضرت اویس قرنی رض سے کہا کہ
رہ کر باہم ملاقات کرین اویس قرنی رح نے فرمایا کہ دعا بیٹھے بیٹھے اور
ملاقات کی رکھنی ایک دوسرے کے ملنے سے بہتر ہے اسواسطے کہ ملاقات مین
سراسر بناوٹ اور ریا ہے اور سلیمان خواص کو کہا کہ ابراہیم ادھم رح آئے ہین
تم اُنکی ملاقات کو کیون نہین جاتے جواب دیا کہ میرے نزدیک شیطان سے
ملنا ابراہیم ادھم کی ملاقات سے بہتر ہے اُنسے اس بات کا بڑا تعجب معلوم ہوا سلیمان نے
کہا یہ مین نے اس وجہ سے کہا کہ اگر مین ابراہیم ادھم کی ملاقات کرون تو مجھے
ریا کرنی ہوگی اور شیطان کو دیکھون تو پرہیز کرون ہمارے مرشد نے ایک
عارف سے ملاقات کی اور دیر تک ایک مجلس مین بیٹھے رہے آخر مین جب دعا
مانگ کر اُٹھے تو ہمارے مرشد نے کہا کہ مجھے یاد نہین کہ کسی جگہ اس مجلس سے
زیادہ تر امیدوار بیٹھا ہون عارف نے کہا کہ مین بھی اس جگہ سے زیادہ خائف

کسی مجلس مین نہین بیٹھا تم اچھی اچھی باتین اور حدیثین اور علمون کی باتین
کرتے تھے اور تمھارے ساتھ مین بھی ایسی ہی باتین کرتا تھا پس ہم دونون میں
ریا تھی اس بات کے سنتے ہی مرشد صاحب بہت روئے یہان تک کہ بیہوش
ہوگئے اور گر پڑے یہ حال عابدون اور زاہدون کی ملاقات کا ہی جو ہر وقت
سب برائیون سے نافر ہین اُن لوگون کا کیا حال ہوگا جو ہر وقت دنیا مین پھنسے
اور عبادت مین کاہل ہین بلکہ شر مین گرفتار اور معرفت سے جاہل ہین اب
ایسا وقت ہی کہ زمانہ بالکل خراب ہوگیا ہی اور لوگ تباہ ہوگئے یہان تک کہ اگر
کوئی عبادت کرے تو اُسے ایسا روکین کہ ہرگز نہ کرسکے اور اگر کچھ عبادت کی بھی
تو اُسکو ضائع کردیوین اسلیے ضرور ہی کہ انسے گوشہ اختیار کرے اور خداے تعالے
سے زمانے کی خرابی اور زمانے کے لوگون کی تباہی سے پناہ چاہیے
کیونکہ وہی اپنے فضل اور رحمت سے سب کا نگہبان ہی اب یہ معلوم کرنا چاہیے
کہ خلقت سے علٰحدہ ہونے اور گوشہ نشینی کا کیا حکم ہی اور اُسکا طریقہ کیا ہی
اور کتنا ضروری ہی یعنی ہر ایک آدمی کو کتنا بچنا چاہیے پس اس کام مین دو طرح کے
آدمی ہین ایک وہ کہ خلقت کو اُنسے دین مین کوئی غرض نہین کہ کوئی علم کی
بات سنین یا کوئی حکم شرعی پوچھین ایسے لوگون کو چاہیے کہ جمعہ و جماعت اور
حج اور وعظ کی مجلس اور حاجت ضروری کے سوا خلقت سے نہ ملین اور اس طرح
پوشیدہ رہین کہ کوئی اُنکو نجانے اور نہ وہ کسی کو پہچانین اور اگر کوئی شخص کسی
مصلحت کے سبب سے دین و دنیا کے کامون مین بالکل ملنا چھوڑ دیوے
تو جائز نہین ہی مگر اس طرح پر کہ کسی ایسی دور جگہ جا رہے کہ وہان جمعہ اور جماعت

اُسپر واجب ہو جیسے پہاڑ اور ٹاپو وغیرہ غالباً امام جو خلقت کو چھوڑ کر دور
رہتے ہین یہی وجہ ہے یا یہ کہ یقیناً جانے کہ جماعت اور جمعہ مین حاضر ہونے سے
ثواب کی نسبت وہ ضرر زیادہ ہوگا جو جمعہ وغیرہ کے لیے آمد وشد مین لوگون کے
اختلاط سے اِسکو پہونچیگا تو اُسوقت چھوڑ دینا جمعہ اور جماعت کا جائز ہے مین نے
مکہ معظمہ مین مشائخ کبار مین سے ایک عالم کو دیکھا کہ بے عذر جمعہ وجماعت کے
واسطے حرم شریف مین حاضر نہین ہوتے تھے اور مین اُنسے کچھ حاصل کرنے کو
جایا کرتا تھا مین نے اُنسے اِس بات کا سبب پوچھا جواب دیا کہ جمعہ او رجماعت کے
ثواب سے لوگون مین ملنے کا گناہ زیادہ ہے حاصل اِس سے یہ ہے کہ معذور کے
عذر پر کچھ عتاب نہین ہے خداے تعالی سب کا حال خوب جانتا ہے پس بہتر یہ ہے
کہ جمعہ اور جماعت اور خیرات وغیرہ مین لوگون سے ملے اور اُنکے سوا سب کامون مین
علیحدہ رہے اور اگر دوسرے طریقے پر عمل کرنا چاہے یعنی کسی عذر کی وجہ سے
جمعہ اور جماعت مین حاضر نہو سکے تو لوگون سے جدا جا رہے تاکہ اُسپر یہ بات فرض ہی
نہو اور تیسرے طریقے مین یعنی شہر مین رہ کر لوگون کی ملاقات کے عذر سے
جمعہ اور جماعت کو چھوڑ دیوے یہ بات بڑی سوچ کی ہے اور اسمین خطرہ غلطی کا
بھی ہے مگر پہلے دونون طریقے صاف ہین اللہ تعالی اپنے فضل سے مدد کرے
اور دوسرے وہ آدمی ہے جو پیشوا ہو اور لوگون کو دین کے کامون مین اُسکی
طرف حاجت زیادہ ہو یعنی علم سکھلاوے یا حکم خدا اور حقوق کو بتلاوے
یا غیر مذہب والون کو رد کرے یا لوگون کو کہہ سنکر نیکی کی طرف بلاوے ایسے
آدمی کو خلقت سے جدا ہونا نہین چاہیے بلکہ اُسکو چاہیے کہ خلقت مین رہ کر

انکو نصیحت کرے اور احکام آخرت انکو سناوے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ آپ نے فرمایا جس وقت بدعتین ظاہر ہوویں اور عالم چپ ہو رہین تو ایسے عالمون پر خدا تعالی کی پھٹکار ہے اگرچہ یہ وقت ہے کہ جس وقت خلقت مین رہتا ہوا اور اگر خلقت مین نہو تو بھی اسکو جائز نہین ہے کہ علحدہ ہو کر بیٹھ رہے چنانچہ استاد ابوبکر بن فورک نے ارادہ کیا کہ لوگون سے جدا ہو کر عبادت کرون اسواسطے بعضے پہاڑون مین پھر ایکبار آواز سنی کہ اے ابا بکر جب تو خلقت پر خدا تعالی کی حجت ہے تو اللہ تعالی کے بندون سے کیون علحدہ ہوا یہ سنکر پھر آئے اور خلقت مین رہے انکو لوگون مین رہنے کا یہی سبب تھا اور ناصر بن احمد نے مجھسے استاد اسحاق کا حال بیان کیا کہ انھون نے جبل لبنان کے عابدون سے کہا کہ اے بناس پتی کے کھانے والو تم نے امت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو بد اعتقادون کے پنجون مین چھوڑ دیا ہے اور آپ گھانس کھانے مین مصروف ہوے عابدون نے جواب دیا کہ ہمکو طاقت لوگون کی صحبت کی نہین ہے تجکو خدا تعالی نے اتنی قوت دی ہے تجھے لازم ہے کہ خلقت کو نصیحت کرے اسکے پیچھے آپ نے کتاب جامع الجلی والخفی تصنیف کی لیکن یاد رہے کہ ایسے آدمی خلقت کے ملنے میں بڑے سخت کامون کے محتاج ہین اول صبر کرنا اور علم عظیم اور نظر دقیق اور خدا تعالے سے ہمیشہ مدد چاہنا دوسرے باطن مین سب سے

علیحدہ رہنا اگرچہ ظاہر مین اُنسے ملا ہوا ہو جو وہ اُس سے بات کرین تو یہ بھی
بولے اگر ملنے آوین تو ہر ایک کے مرتبے کے لائق تعظیم کرے اور بیٹھنے کی جگہ دے
رہے اور جو اس سے نہ ملے اُسکو غنیمت جانے اگر وہ نیکی کرتے ہون تو اُنکی
مدد کرے اور اگر خرابی مین ہون تو اُنکو منع کرے اور مخالفت کرے اگر جانے
کہ قبول کرینگے تو اُنکے سب حق بجالاوے مثلاً ملنے کو جانا اور بیمار کو پوچھنا
اور جس کام کو کہین اُسکو اپنی طاقت کے موافق کر دینا اور کچھ بدلا نہ لینا
اور اگر ہو سکے تو اُنکو کچھ دیوے اور اُنسے طلب نکرے اور جو کچھ خود دیوین
تو جتنے کی وسعت نہ ہووے اور اگر کچھ تکلیف دیوین تو تحمل کرے اور کسی طرح
بدلہ نہ لیوے اور کچھ رنج ظاہر نکرے اور اپنی ضروریات کو اُنسے چھپاوے
اور جہانتک ہو سکے اپنی حاجات آسانی یا دقت سے پوشیدہ پوری کرے
باوجود اسکے آخرت کے لیے بھی ذخیرہ کرے مبیت کچھ عدم کا بھی خیال
اور دل تجھے یان چاہیے گو عزیز مصر ہو پر یاد کنعان چاہیے چنانچہ حضرت
عمر خطاب رض نے فرمایا ہے کہ اگر مین رات کو سورہون تو اپنی عمر ضائع کرون اور
اگر دن کو سورہون تو رعیت کی خرابی ہووے ان دو چیزون مین کس طرح
نیند آوے اور اس طرح کی زندگی کہ تن آنسے ملا ہوا ہو اور دل سے دور ہے
بہت دشوار ہے ابن مسعود رض نے فرمایا کہ لوگون سے اتنا ملنا چاہیے کہ دین مین
نقصان نہو لیکن مصنف علیہ کے نزدیک جب فتنہ اٹھے اور دین کا کام ایسا ہو کہ عام کو
نہ پوچھین اور دین کے کامون کے حاصل کرنے مین سعی نکرین اور اُسکو
ضروری نہ جانین ایسے وقت عالم بھی معذور ہے اسکو چاہیے کہ گوشہ اختیار کرے

اور لوگون سے دور رہے اور ظلم کو دبا بیٹھے اور جگہ جو ڈر ہے کہ زیادہ ہو وہی ہو
جسکو مین بیان کرتا ہون یہ ہے شرکت کا حکم اور خلقت سے دور رہنے کا اسکو
خوب سمجھ لینا چاہیے کیونکہ اسمین بڑے ضرر ہین اور بڑے جھگڑا ہے اسکا یہ ہی اللہ
اور مدد کر اب اس بیان سے یہ اعتراض ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا ہے کہ تمکو جماعت کا ساتھ لازم ہے اسواسطے کہ خداے تعالے کا
ہاتھ جماعت پر ہے اور شیطان آدمی کا بھیڑیا ہے اکیلے کو پکڑ لیتا ہے اور حضرت نے
فرمایا ہے کہ شیطان تنہا کے ساتھ ہے اور دو تن سے دور ہے اور گوشہ نشینی مین
یہ بات کہان ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ جیسا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
یہ قول فرمایا ہے ویسا ہی یہ بھی فرمایا ہے کہ گھر کو لازم پکڑ اور گوشہ گیری کا حکم کیا ہے
اور خراب زمانے مین لوگون سے دور رہنے کو فرمایا ہے اور ان دونون مین تناقض
نہین ہے کیونکہ حضرت نے جو فرمایا ہے کہ جماعت کو لازم پکڑو اسمین تین احتمال ہین ایک
یہ کہ لزوم جماعت کا امر دین اور حکم شرع مین مراد ہو یعنی کوئی بات خلاف اجماع
مت کرو اسواسطے کہ اس امت کا اتفاق گمراہی پر نہوگا پس خلاف اجماع جیسے سب
علماء دین کا اتفاق ہے باطل اور گمراہی ہے نہ یہ کہ درستی دین کے لیے لوگون سے
جدا ہونا اس سے مراد ہے دوسرے یہ کہ جماعت سے جماعت جمعہ وغیرہ مراد ہو کہ
دین کی قوت اور جمال اسلام کا ہے اور برکات سے خالی نہین کیونکہ جب کفار جماعت
اسلام کی دیکھینگے تو انکو ہیبت اور غصہ پیدا ہوگا اور یہی ہمارا بھی قول ہے کہ گوشہ
نشین کو چاہیے کہ کار خیر مین لوگون کا شریک ہو اور باقی کامون مین ان سے
جدا رہے اور احتراز کرے تیسرے یہ کہ لزوم جماعت کا زمانہ فتنہ مین ایسے

بیان عزلت کی گھاٹی کا

شخص کے لیے ارشاد ہو جو کار دین مین ضعیف ہو یعنے جو شخص دین مین سست
اور زمانہ بھی فتنے کا ہو تو وہ بالضرور جماعت کو لازم جانے مگر جو شخص دیندار
صاحب بصیرت ہو فتنے کے زمانے مین گوشہ اختیار کرے اور جمعہ اور جماعت کے
سوا باہر نہ نکلے چنانچہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اختلاط سے بچنے کو فرمایا ہو
اور خلوت کا حکم کیا ہو اگر کوئی دین کی درستی کے لیے چاہے کہ بالکل لوگون سے
جدا ہو جائے اور جمعہ اور جماعت مین بھی نہ آوے تو وہ کسی پہاڑ یا جزیرے مین
جا رہے اور ایسے آدمی کو تو خداے تعالی جمعہ اور جماعت خود ہی میسر کر دیتا ہو
تا کہ ثواب سے نہ رہ جائے اسواسطے کہ جماعت کا بہت بڑا ثواب ہو جو لوگ خراب
ہو گئے ہین ابدالون کا بیان کرتے ہین کہ وہ جمعہ اور جماعت مین حاضر ہوتے ہین
اور ساعت بھر مین روے زمین پر جہان چاہین چلے جاتے ہین زمین خود
انکے لیے کھنچ جاتی ہو انکو جو کچھ خداے تعالی کے یہان سے ملا ہو خدا اور زیادہ دے
شعر هنيئا لارباب النعيم نعيمهم * وللعاشق المسكين ما يتجرع * طوطیان در شکرستان
کامرانی میکنند * وز تحسر دست بر سر میزند مسکین مگس ۱۲ اور یہ جو رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ میری امت کے رہبان وہ لوگ ہین جو مسجدون مین

ہیں اور اس سے یہ نکلتا ہی کہ آپ نے لوگون سے جدا رہنے کو منع فرمایا
تو یہ حکم غیر زمانہ فتنہ مین فرمایا ہی جیسا کہ ہمنے پہلے بیان کیا اور مسجد مین بھی
رہنے کا ڈر نہین لیکن لوگون سے اختلاط کرے یعنی اس طرح رہے کہ دست
با کار و دل بایار یعنی ظاہر انسے اختلاط ہو اور باطن مین رب سے ارتباط اور یہی
ہماری غرض عزلت سے ہی یہ غرض نہین کہ دل انسے ملا ہوا ہو اور تن سے
دور ہو اسی بات مین حضرت ابراہیم ادہم نے فرمایا ہی کہ جسکا یہ مضمون ہی شعر
رہو اس طور لوگون مین کہ گویا ہی مین خلوت ہو ۔ نہو جز ذکر حق الفت و
خلقت سے وحشت ہو ۔ اب اگر کوئی اس بیان کی رو سے مدرسون مین
اور صوفیون کی خانقاہ کے رہنے کے باب مین متردد ہو تو یہ تردد بیجا ہی
کیونکہ یہ لوگ آخرت کی راہ کے چلنے والے ہین اس کام کے لیے یہ طریقہ
بہت بہتر اسواسطے کہ اسمین دونون فائدے ہین ایک یہ کہ ایسے مکان مین
رہنے سے لوگون سے تنہائی میسر ہی دوسرے جمعہ اور جماعت اور سب
نیک کامون مین انکے شریک ہونا ہی پس ایسے آدمی کو عزلت والون کی بھی
سلامتی ہی اس ثواب کے جو سب مسلمانون کو ملتا ہی حاصل ہوتی ہی غرض کہ
مدرسہ اور خانقاہ کا رہنا بہت اچھا ہی اسی لیے اکثر عارف لوگون ہی مین
رہتے ہین تا کہ لوگون کو انسے فایدہ حاصل ہووے اور انکا حال دیکھ کر
وہی طریقہ اختیار کرین کیونکہ کر دکھلانا کہنے سے زیادہ تاثیر رکھتا ہی اور
اس بیان سے ظاہر ہوتا ہی حکم اس بات کا کہ مرید کو پیر سے وقت مجاہدہ
اور ریاضت کے اختلاط کرنا چاہیے یا نہین اس طرح کہ اگر پیر اگلے مشائخون کے

بیان عوائق کی لکھائی کا

طرف پیر سے ہووے تو مرید کا پیرادہ دیگر سو خدا کے رستہ ہین اور دین کی پختگی ہو
اُس سے اختلاط ہی چاہیے شعر خلوت از اغیار باید نی زیار پوستین
بہر وسے آمد نی بہار * اور اگر اس طرح پیر نہو اور پہلے بزرگون کی رسم کا تارک ہو
تو ہم بیہی کو چاہیے کہ پیر کو چہوڑ کر آپ گوشہ اختیار کرے باقی رہی یہ بات کہ گوشہ نشین
مدرسہ اور خانقاہ کو چہوڑ کر اپنی بہتری کے لیے اور کسی جگہ جا بیٹہ سکتا ہی
یا نہیں تو اسکا جواب یہ ہی کہ مدرسہ اور خانقاہ آدمی کے لیے مثل قلعہ کے ہی
کہ چورون اور رہزنون سے بچاتا ہی اور جو شخص اُس سے باہر ہی وہ جنگلی ہی تباہ
ہو جاویگا کیونکہ شیاطین کے سوار گروہ گروہ پہرتے ہین یہ ڈر ہی کہ وہ پکڑ کر
گرفتار کر لیوین اور تمام محنت تباہ اور ضائع کر دیوین پس ضعیف آدمی کو
چاہیے کہ قلعہ نہ چہوڑے اور اگر مرد قوی اور صاحب بصیرت ہو ایسا کہ
دشمن پر غالب آ سکے تو اُسکو قلعہ اور جنگل دونون برابر ہین مگر تا ہم قلعہ
بہتر ہی اور دینی بہائیون کی ملاقات بہی اس حکم سے مستثنی ہی کہ برادر دینی کی
زیارت کرنا عبادت کا جوہر ہی اور خداے تعالی کی نزدیکی کا سبب ہی اور
اسکے سوا بہت سے فائدے ہین لیکن دو باتون کا خیال رکہنا چاہیے
ایک یہ کہ بہت ملاقات کو بچاوے جیسا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہی کہ کبہی کبہی ملنا چاہیے کہ محبت زیادہ ہووے دوسرے یہ کہ ملاقات کا
حق نگاہ رکہے یعنی ریا اور بناوٹ اور لغو اور غیبت سے بچے تا انکو اور آپکو
گناہ مین نہ ڈالے اب اس بات کو معلوم کرنا چاہیے کہ گوشہ نشینی تین چیزون کے
اختیار کرنے سے آسان ہو جاتی ہی ایک یہ کہ عبادت مین مشغول رہے اسواسطے

کہ عبادت مین مشغول ہونا اور خدا کے ساتھ رغبت کرنا آدمی کو خلق سے
ہاتھے سے باز رکھتا ہی کیونکہ آدمی کے ساتھ انس رکھنا افلاس کی نشانی ہی
جب آدمی اپنے نفس مین لوگون کی ملاقات کی خواہش پاوے تو سمجھ لے کہ
اسکی بیکاری کا سبب ہی یعنی نفس خالی نہین رہ سکتا اگر عبادت کا شغل نہین
تو لوگون سے ملنے کا شغل جو اسکو مقصود ہی چاہتا ہی جب کوئی آدمی عبادت
مین مشغول ہو جیسا کہ عبادت کا حق ہی تو اسکو مناجات کا مزہ حاصل ہوگا
اور خداے تعالی کے ساتھ اور اسکے کلام کے ساتھ انس حاصل ہوگا اور
غیرون کی صحبت سے بالکل علحدہ ہوگا کہ حدیث شریف مین آیا ہی کہ حضرت
موسی صلوة اللہ علی نبینا وعلیہ جب کہ مناجات اور خداے تعالی کا کلام سننے
مراجعت کرتے لوگون سے بھاگتے اور دونون کانون مین انگلیان کرلیتے
تاکہ لوگون کی بات نہ سنین کیونکہ اسوقت مین لوگون کی باتین انکو گدھے کی سی
آواز معلوم ہوتی تھی پس ہمارے مرشد کے قول پر عمل کرنا چاہیے کہ انھون نے
فرمایا ہی خداے تعالی کو اپنا رفیق بنا اور لوگون کو چھوڑ یکسو ہو جا رباعی جو شمع
صفات حق پہ پروانہ ہو + لبریز طلا اسکا پیمانہ ہو + ہی مرد وہی جو سب سے
یکسو ہو کر + خود محو جمال روے جانانہ ہو + دوسرے یہ کہ دنیا دارون سے
کسی طرح کی طمع نہ رکھے کس واسطے کہ جب کسی سے فائدہ کی توقع نہوگی اور ضرر کا
ڈر نہوگا پس اسکا عدم وجود برابر معلوم ہوگا تیسرے یہ کہ جو خرابیان کہ اختلاط مین
ہین انپر خوب خیال رکھے پس جب ان تینون چیزون کو اختیار کریگا تو تنہا
رہنا آسان ہو جاویگا اور لوگون کی صحبت سے بچا رہیگا اللہ تعالی ہر ایک کام کی

توفیق دینے والا ہے تیسرا روکنے والا عبادت سے شیطان ہے تو طالب عبادت کو
شیطان سے لڑنا اور اسکو مغلوب کرنا لازم ہے دو وجہ سے اول یہ کہ شیطان
ایسا دشمن ہے کہ جسکی صلح کی توقع نہیں بلکہ آدمی کو جب تک ہلاک نہیں کر لیتا ہے
چین سے نہیں بیٹھتا پس ایسے دشمن سے بے خوف رہنا نہایت غفلت پر
دلالت کرتا ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ شیطان آدمی کی دشمنی ہی کے لیے پیدا
کیا گیا ہے اور رات دن اسکی فکر میں رہتا ہے اور وہ اُس سے غافل ہے اور
اسکو ایک اور دشمنی خاص عابد کے ساتھ ہے وہ یہ ہے کہ یہ تو ہمیشہ عبادت
حق میں مشغول رہتا ہے اور سب خلق کو اپنے کہنے اور کرنے سے عبادت کی
رغبت دلاتا ہے اور یہ کام شیطان کے مخالف ہے پس گویا عابد شخص ہر وقت
اسکو غصہ دلاتا ہے اسی لیے وہ بھی اسکی عداوت اور ہلاکت پر کمر باندھے رہتا ہے
اور وہ کیونکر اس شخص کے ساتھ دشمنی نکرے وہ تو اپنے دوستوں کے
ساتھ بھی یعنی کفار اور گمراہ اور اہل بدعت کے ساتھ بعضے وقت دشمنی کرتا ہے
عابد کے ساتھ تو مخالفت ہی ہے کیونکر عداوت نکریگا پس اب اسکو آدمیوں کے
ساتھ میں تو دشمنی عام ہے اور عابد کے ساتھ بسبب علم و عبادت کے دشمنی خاص
اور اسکو بڑا ضروری کام عابد کا گمراہ کرنا ہے اور اس باب میں اسکے بہت
مددگار بھی ہیں جسمین سب سے زیادہ خواہش نفسانی اور نفس ہیں اور اُسکے
اسباب اور دروازے اور داخل ہونے کی جگہ ایسی ہیں کہ عابد کو اُنکی خبر بھی
نہیں یحییٰ بن معاذ رح نے سختی مقابلہ شیطان میں سچ کہا ہے کہ شیطان
فارغ ہے اور آدمی مشغول اور وہ آدمی کو دیکھتا ہے اور یہ اسکو نہیں دیکھتا وہ اسکا

نہین بہولتا اور یہ اسکو بہول جاتا ہی پس جب یہ حال ہو تو بغیر اُسکے لڑائی
اور مغلوب کرنے کے کیا علاج ہی اور شیطان کے مغلوب کرنے کے دو طریقے ہین
ایک یہ کہ بعضے علماء کہتے ہین کہ شیطان کے دفع کرنے کی تدبیر خداے تعالی سے
پناہ طلب کرنے کے سوا کوئی نہین[1] کس واسطے کہ شیطان ایک کتا ہی خداے
تعالی نے اسکو آدمی پر مسلط کر دیا ہی اگر اُسکے دفع کرنے مین مشغول ہوگا تو
مفت اپنا وقت ضائع کریگا اور رنج اُٹھاویگا بہتر یہی ہی کہ اُسکے مالک کی طرف
رجوع کرے اور اُس سے پناہ چاہے تاکہ وہ اُسکو ہٹا لیوے دوسرے یہ کہ
اور عالم کہتے ہین کہ شیطان کے دفع کرنے کا طریقہ ریاضت اور مجاہدہ ہی اور
اُسکی مخالفت کرنا اور ہمارے نزدیک اچھا طریقہ یہ ہی کہ دونون طریقون کو اکٹھا
کر لیوے یعنی خداے تعالے سے شیطان کے شر سے پناہ چاہے جیسا کہ ہمکو
حکم ہی اگر بعد خدا کے پناہ چاہنے کے شیطان کو اپنے اوپر غالب دیکھے تو جان لیوے
کہ یہ خداے تعالی کی طرف سے آزمایش ہی کہ اُسکو ہمپر مسلط کر دیا ہی تاکہ ہمارے
صبر اور مجاہدے کی قوت ظاہر ہو جاوے جس طرح کبھی کافرون کو ہمپر مسلط
کر دیتا ہی کہ ہمارے صبر کا امتحان لے باوجود اسکے کہ اُنکے شر دفع کرنے پر قادر ہی
بعد اسکے معلوم کرنا چاہیے کہ محاربہ شیطان کے ساتھ اور اُسکو مغلوب کرنا تین طرح سے
ہی پہلے یہ کہ اُسکے مکر اور حیلون کو جانے کیونکہ جو شخص اُسکے مکر و حیلہ سے خبردار
ہو جاویگا وہ اُسپر دلیری نکر سکیگا جیسا کہ چور جس وقت جان لیتا ہی کہ گھر والا جاگتا ہی
تو بھاگ جاتا ہی دوسرے یہ ہی کہ اُسکے وسوسے[2] پر التفات نکرے اور اپنے دل کو
اُسکی طرف نہ لگاوے کیونکہ شیطان ایک کتا بھونکنے والا ہی اگر کوئی اُسکی طرف

[1] یعنی اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم [illegible]

[2] [illegible] وسوسے [illegible] دل مین [illegible] اسی شیطان کا بہکانے سے ہوتے ہین ۱۲

متوجہ ہوگی تو بچا ہوگا اور اگر اسکا دھیان نہ کریگا تو چھپا چور رہیگا

کیونکہ دل اور زبان سے خدا سے تعالے کے ذکر مین مشغول رہے

آیا ہے کہ خدا سے تعالے کا ذکر شیطان کے پہلو مین ایسا ہوتا ہے

جیسا آدمی کی پسلی مین آکلہ کی بیماری ہوتی ہے یعنے جیسے آکلہ کی بیماری گوشت کو

کھا لیتی ہے اسی طرح ذکر خدا کا شیطان کے گوشت کو کھا لیتا ہے اب اسکے مکر اور

وسواس کو معلوم کرنے کا طریقہ سننا چاہیے کہ شیطان کے وسوسے مثل

تیرون کے ہین انکو ہمیشہ پھینکتا رہتا ہے اور وہ اسوقت معلوم ہون کہ جب

قسمین خطرون کی معلوم ہوجاوین اور شیطان کے حیلے بمنزلہ جال اور پھندے کے ہین

جو اسنے بچھا رکھے ہین انکی حقیقت اسوقت معلوم ہو کہ سب قسمین مکر کی اور

انکی وضع دریافت ہوجاوے اب خطرون کی اصل معلوم کرنی چاہیے کہ خدا

تعالی نے آدمی کے دل پر ایک فرشتہ مقرر کر دیا ہے وہ ہمیشہ اسکو نیکی کی طرف

بلاتا رہتا ہے اسکا نام ملہم ہے اور اسکے بلانے کو الہام کہتے ہین اور اسکے مقابلہ

ایک شیطان کو بھی مسلط کر دیا ہے وہ ہر وقت شر کی طرف

اسکو وسواس بولتے ہین اور اسکے بہکانے کو وسوسہ کہتے ہین

فرمایا ہو کہ کبھی کبھی شیطان خیر کی طرف متوجہ کرتا ہو مگر غرض اسکی بد ہوتی ہو اور
فضل کی طرف بلاتا ہو در حاصل اسکا روکنا افضل سے ہوتا ہو اور کبھی خیر کی طرف
بلانا اسکا اس وجہ سے ہوتا ہو کہ اس خیر کے سبب سے کوئی ایسا گناہ
حاصل ہو جسکی سزا اس خیر کے ثواب سے زیادہ ہو جیسا عجب وغیرہ ان چیزون کے
سوا خدا ے تعالی نے آدمی کی پیدایش مین ایک طبیعت بھی پیدا کی ہو کہ وہ آدمی کو
ہمیشہ لذت اور شہوت کی طرف خواہش دلاتی ہو خواہ نیک ہو یا بد ہو پس حقیقت مین
دواعی تین چیزین ہین جب یہ مقدمہ معلوم ہوا تو اب جاننا چاہیے کہ سب خطرے
جو آدمی کے دل مین پیدا ہوتے ہین اور اسکو کسی کام کے کرنے یا چھوڑنے کے
سبب ہوتے ہین وہ سب خدا ے تعالی کی طرف سے ہین اور چار قسم پر ہین ایک
قسم وہ ہو کہ پہلے ہی خدا ے تعالی بندے کے دل مین پیدا کرے اور اسکو صرف خاطر
کہتے ہین یعنی جی مین آنے والی اور ایک قسم یہ ہو کہ آدمی کی طبیعت کے موافق پیدا
کرتا ہو اسکو نفس کی خواہش اور ہوا کہتے ہین اور ایک قسم یہ ہو کہ فرشتے الہام کرنے والے
کے حکم کے بعد پیدا ہوتی ہو اسکو الہام کہتے ہین اور ایک قسم یہ کہ بعد ابھارے
وسواس کے پیدا ہو اسکو وسوسہ کہتے ہین یہ چارون قسمین خواطر کی ہین جب
یہ تقسیم معلوم ہو چکی تو اب جان لو کہ جو خطرہ کہ پہلے ہی خدا کی طرف سے ہوتا ہو
وہ کبھی خیر کی طرف ہوتا ہو واسطے اکرام اور الزام حجت کے اور کبھی شر کی طرف
ہوتا ہو واسطے امتحان اور محنت کے اور ملک کی طرف سے جو خطرہ ہوتا ہو وہ سوا خیر کے
اور شر نہین ہوتا کیونکہ وہ نصیحت اور ارشاد ہی کے لیے مقرر کیا گیا ہو اور
شیطانی خطرہ خاص بدی اور گمراہی کے واسطے ہوتا ہو اور کبھی خیر کے لیے ہو

تو مکر سے خالی نہوگا اور جو خطرہ ہواے نفس کی طرف سے ہو اسمین بھی شر کے
سوا کبھی خیر نہین ہوتی اور بعضون نے سلف مین سے کہا ہی کہ اسکا حال بھی خطرہ
شیطانی کا سا ہی یعنی کبھی بظاہر خیر ہوتی ہی مگر حقیقت مین شر ہی اب یہان
تین باتون کا اور دریافت کرنا ضرور ہی پہلے خاطر خیر اور خاطر شر مین فرق کرنا دوسرے
خاطر شر ابتدائی اور شیطانی اور ہوائی مین فرق کرنا اور ہر قسم کے دفع کرنے کی تدبیر جاننا
تیسرے خاطر خیر ابتدائی اور الہامی اور شیطانی مین تمیز کرنا تاکہ جو کچھ خداے تعالی
اور ملہم کی طرف سے ہو اسکا اتباع کرے اور جو شیطان کی طرف سے ہو اس سے بچے اور
ایسا ہی خاطر ہوائی مین بھی ان لوگون کے نزدیک جو اسکے کبھی خیر ہونے کے قائل ہین
تمیز کرنا درمیان خاطر خیر ابتدائی و الہامی و درمیان خاطر ہوائی ان لوگون کے
نزدیک جو [illegible] شیطانی کی طرح گاہ خیر اور گاہ شر سمجھتے ہین
امر اول [illegible] اگر یہ منظور ہو کہ خاطر خیر اور خاطر شر مین فرق معلوم ہوجاوے تو
تین ترازوون مین سے ایک مین تولنا چاہیے تاکہ اصل بات دریافت ہوجاوے
اول ترازو تو شرع شریف ہی پس جو بات دل مین آئی ہی اسکو شرع کے سامنے پیش
کرنی چاہیے اگر موافق شرع کے ہو تو اسکو خیر جانے اور اگر کسی طرح کا شرعاً مین
شبہ یا [illegible] ہو تو شر [illegible] چاہیے اور اگر شرع مین اسکا حال نہ معلوم ہو تو دوسری
ترازو مین تولنا چاہیے یعنی اسکو صلحاء اور پیشواؤن کے حال کے مطابق کرین
پس اگر اس کام مین پیروی صلحا کی ہو تو خیر ہی ورنہ شر اور اگر اس طرح سے بھی کچھ
ظاہر نہو تو اسکو تیسری ترازو مین تولنا ضرور ہی یعنی ہواے نفس کے سامنے پیش کرنا
پس اگر وہ بات ویسی چیزون مین سے ہو کہ اپنے نفس کو لذت ہی تو خود بخود [illegible]

خوف الٰہی سے تو جانے کہ یہ خاطر خیر ہی اور اگر ایسی چیزون مین سے ہو جسکی
طرف نفس کو خواہش ہوتی ہی خود بخود بدون اسکے کہ توقع ثواب کی ہو تو جانے
کہ یہ خاطر شر ہی اسواسطے کہ نفس کی خواہش ہمیشہ بری ہی کی طرف ہی اسمین خیر
کبھی نہین ہوتی پس جب ان تینون طرح سے دیکھیگا تو البتہ خیر اور شر مین
فرق معلوم ہو جائیگا امر دوم یعنی خاطر شر مین معلوم کرنا کہ ہواے نفس کی
طرف سے ہی یا شیطان کی طرف سے ہی یا خداے تعالی کی طرف سے ابتدا ہی
اسمین بھی تین طرح سے دیکھنا چاہیے اول یہ کہ اگر اُس خاطر کو ایک طرح پر پاوے
تو جانے کہ خداے تعالی کی طرف سے یا ہواے نفس کی طرف سے اور اگر
متردد ہو تو شیطان کی طرف سے ہی ایک عارف نے کہا ہی کہ ہواے نفس مثل
چیتے کے ہوتی ہی کہ تھوڑی سی لڑائی سے دور نہین ہوتا اور شیطان کی مثال
بھیڑیے کی سی ہی کہ ایک طرف سے اسکو ہٹا دو دوسری طرف سے چلا آوے
دوسرے یہ کہ اگر اس خطرے کو بعد کسی گناہ کے پاوے تو خداے تعالی کی
طرف سے جانے کیونکہ اُس گناہ کی شامت مین عذاب و اہانت منظور ہی
اور اگر یہ خطرہ ابتدائی ہی گناہ کے بعد نہین تو شیطان کی طرف سے ہی اسواسطے
کہ شیطان ہر وقت بہکانے کو پھرتا ہی تیسرے یہ کہ اگر اُس خطرے کو کسی وقت
خداے تعالے کے ذکر سے کم اور سست نہ پاوے تو ہواے نفس کی طرف سے ہی
اور اگر خاطر کو ذکر کرنے مین کمی اور سستی دیکھے تو شیطانی وسوسہ ہی اسواسطے
کہ شیطان ذکر سے پیچھے چھپ جاتا ہی اور غفلت کی حالت مین پھر وسوسہ کرتا ہی
تیسری بات یعنی خاطر خیر مین فرق معلوم کرنا کہ خدا کی طرف سے ہی یا فرشتے کی

تو اسمین بھی تین طرح سے دیکھنا چاہیے اوّل یہ کہ اگر ہمیشہ یہ خاطر قوی اور یقین ساتھ معلوم ہو
تو خداے تعالی کی طرف سے ہے اور اگر تردد ہو یعنی ایک طرح پر نہین تو فرشتے کی طرف سے ہو اسلیے کہ
فرشتہ نصیحت کرنے والے کے طور پر ہر طرح سے بہر قسم نصیحت کرتا رہتا ہے دوسرے یہ کہ اگر
وہ خاطر کسی طاعت کے بعد معلوم ہو تو خداے تعالی کی طرف سے ہے بزرگی
اور عزت دینے کے لیے اور اگر کسی عبادت کے بعد نہین ہے بلکہ ابتدائی ہے
تو اکثر فرشتے کی طرف سے ہے تیسرے یہ کہ اگر یہ خاطر اصول مین اور علوم باطنی مین
ہے تو خداے تعالی کی طرف سے ہے اور اگر فروع اور ظاہر کے اعمال مین ہے تو اکثر
فرشتے کی طرف سے ہے اسواسطے کہ فرشتے کو بندے کے باطن کی خبر نہین اور
جو خاطر خیر کہ مکر اور دھوکے کے طور پر نفس یا شیطان کی طرف سے ہین تو انکو اس طرح
خیال کرکے دیکھے کہ جو کام خاطر مین گذرے اگر نفس کو اسمین خوش پاوے کہ
نڈر اور بیباک اور اسمین جلدی کرتا ہے اور آہستگی نہین کرتا اور اسمین ڈرتا نہین
اور دل مین اندھیرا پاوے کہ اوسکو روشنی نہین کرتا تو شیطان کی طرف سے سمجھکر
اس سے بچنا چاہیے اور اگر نفس کو اسکے خلاف پاوے یعنی نڈر اور بیباک
نہین اور آہستگی سے کام کرتا ہے اور جلدی نہین کرتا اور ڈرتا ہے نتیجہ دنیا بین اور
مآل کار پر نظر کرتا ہوا اندھا ہو کر کام نہین کرتا تو وہ خداے تعالی یا فرشتے کی
طرف سے ہے اب خوشی اور آہستگی وغیرہ الفاظ سے جو غرض ہے اسکو سننا چاہیے
کہ مراد خوشی سے یہ ہے کہ بدون توقع کسی فائدے کے اسکے کرنے مین نفس کو
آسانی ہو اور ڈھیل چند جگہ کے سوا سب جگہ بہتر ہے مثلاً لڑکی جسوقت بالغ ہو
تو جلد نکاح کر دینا چاہیے اور قرض کے ادا کرنے مین جلدی کرنا ضروری ہے اور

مردے کو جلد دفن کرنا لازم ہی اور مہمان کو کھانا کھلانے مین دیر نکرے اور
توبہ کرنے مین ڈھیل کرنا اچھا نہین ان کامون کے سوا کسی جگہہ پر جلدی کرنی
مناسب نہین اور خوف سے جو مراد ہی اسمین دو باتون کا احتمال ہی یا تو یہ کہ
خوف ہو کہ جیسا چاہیے ویسا مجھسے پورا اور ادا نہوگا یا یہ کہ دیکھیے خداے تعالے
قبول فرماتا ہی یا رد کر دیتا ہی اور مآل کار پر نظر کرنا یہ ہی کہ اس فعل کو خوب
دیکھکر یقین کر لیوے کہ اسمین بہتری اور ہدایت ہی اور قیامت کے دن
اسمین ثواب کی امید ہی خاطر کی پہچان کے لیے ان تینون باتون کا جاننا
ضروری ہی اور ان باتون مین خوب غور کرنی چاہیے کہ اسمین نہایت
نازک باتین اور عمدہ اسرار ہین اللہ ہی ہی اپنے فضل سے توفیق دینے والا
اب شیطان کے مکرون کو معلوم کرنا چاہیے کہ شیطان آدمی سے سات طرح پر
مکر کرتا ہی پہلے یہ کہ خود عبادت ہی سے روکتا ہی اسوقت اگر خداے تعالے
توفیق دے تو دل کو یہ سمجھا کر شیطان کو ہٹا دیوے کہ مجھکو عبادت کرنا ضروری ہی
اسواسطے کہ مجھکو آخرت کے توشے بغیر چارہ نہین اور دنیا مین آخرت کا توشہ
عبادت ہی سے ہو سکتا ہی شعر طویل راہ ہی کوئی نہین انیس ورفیق ٭ بڑا
غضب ہی جو اس راہ مین نہو توشہ ٭ اب دوسرا جال پھیلاتا ہی اور آخرت کے
توشے کے لیے ڈھیل کرنے کو کہتا ہی یعنی کہتا ہی کہ پھر کریو اسوقت بھی اگر
خداے تعالی توفیق دے تو کہدیوے کہ میری موت میرے اختیار مین نہین ہی
نہین معلوم اتنی دیر تک زندہ رہون یا نہ رہون اور اگر آج کے کام مین کل تک کا
توقف کرون تو کل کا کام کب کرونگا کیونکہ ہر روز کے لیے ایک کام

مقرر ہی شعر کوئی دم فرصت جسے ملجائے سمجھے مغتنم * رہ گیا بس جسنے کہا
کام کل پر آج کا * تب تیسری طرح سے مکر کرتا ہی اور عبادت مین جلدی
کرنیکو کہتا ہی تاکہ جیسا حق عبادت کا ہی ویسا ادا ہو اور سمجھاتا ہی کہ جلدی
فارغ ہو فلان فلان کام کرنیکو ہی پھر اگر خداے تعالی توفیق دے تو یہ کہکر
اُسکو رد کر دیوے کہ تھوڑی عبادت احتیاط اور آہستگی کے ساتھ ادا ہو تو
بہتر ہی بہت سے کام بیکار ہونے سے شعر پالانگی بغایت خود بہتر
[illegible] چوتھی طرح سے آکر کہتا ہی کہ لوگون کے دکھلانے کو
خوب عبادت کرنی چاہیے اور غرض اُسکی یہ ہوتی ہی کہ ریا مین ڈالکر خراب
کر دیوے پس اگر اللہ تعالی کا فضل شامل ہو تو کہدیوے کہ لوگون کا دیکھنا میرے
کس کام آویگا خدا کا دیکھنا کافی ہی شعر چو رو بے پرستیدنت در خداست *
اگر جبرئیلت نه بیند رواست * پانچوین طرح سے یون سامنے آتا ہی اور عجب کی
باتین سکھلاتا ہی کہتا ہی کہ آج تجھ جیسا کونسا دوستدار بندہ ہی تیرے علم اور
تیری شب بیداری کی کون برابری کرسکتا ہی اُسوقت خداے تعالی اگر
توفیق دیوے تو یہ کہدیوے کہ خداے تعالی کا شکر و احسان ہی جو مجھکو ایسا
پیدا کیا اگر اُسکی توفیق شامل نہوتی تو میری اور میری عبادت کی کیا قدر ہوتی
شعر گر از حق نه توفیق خیرے رسد * کی از بندہ خیرے بغیرے رسد * چھٹی
ایسی طرح ہی کہ اُسکی کسیکو خبر نہین ہوتی مگر جو عالم کہ دانا اور بیدار ہون وہ
[illegible] کہ کہے عبادت کو خوب چھپا کر ادا کر خداے تعالی بندون پر تیرا حال آپ
ظاہر کر دیگا اور اُسکی غرض اس سے ریاء خفی مین ڈالنے کی ہوتی ہی خدا تعالی کی

مدد سے اُسکو اس طرح ہٹادیوے کہ ای ملعون اُسوقت تک تو عبادت فاسد
کرنے کے پیچھے پیش آتا تھا اب درستی کے طور پر فاسد اور تباہ کرنے کو سامنے آیا ہی
مجکو عبادت کے ظاہر ہونے سے کیا کام ہی مین تو بندہ ہون بندگی کرنا میرا
کام ہی خداے تعالی کو اختیار ہی خواہ ظاہر کرے یا پوشیدہ رکھے شعر
اگر بمہر بخواند مزید الطافست ٭ وگر بقہر براند درون ما صافست ٭ اور خلقت کے
اختیار مین کیا ہی جو اُنکے آگے عبادت ظاہر کرنے سے کچھ مجکو حاصل ہوگا اسی
طرح سے دلیل یون کہتا ہی کہ تجھے عمل کی کیا ضرورت ہی اسواسطے کہ اگر تجکو ازل سے
سعید اور نیکبخت بنایا ہی تو عمل کی کچھ حاجت نہین اور اگر بدبخت اور شقی پیدا
کیا ہی تو عمل کرنے سے کچھ فائدہ نہین اگر خداے تعالی بچاوے تو اُسوقت
خدا کی توفیق سے اُس سے کہے کہ ای ملعون مین بندہ ہون بندے پر فرمانبرداری
پروردگار کی لازم ہی جو حکم کہ سعادت یا شقاوت کا اُسنے کیا ہی وہ جانے مجکو
اُس سے کچھ کام نہین شعر نہین بندے کو کوئی چیز غیر از بندگی لازم ٭ سعادت
اور شقاوت دونون قبضے مین ہین خالق کے ٭ قطع نظر اسکے مین کسطرح سے
عمل کا محتاج ہون اگر نیکبخت ہون تو ثواب کی زیادتی چاہتا ہون اور اگر
نعوذ باللہ بدبخت ہون تو بھی محتاج ہون کیونکہ اپنی نفس کو ملامت کرنے سے
باز رہون یعنی یہ نہ کہون کہ یہ بدبختی تیرے سبب سے ہوئی ہی سواے اسکے
آگ مین فرمانبردار ہوکر جانا نافرمانی کرکے جانے سے بہتر ہی باوجودیکہ
مین جانتا ہون کہ خداے تعالی کسی کو عبادت پر عذاب نہین کریگا بلکہ
ثواب کا وعدہ فرمایا ہی اور اُسکا وعدہ خلاف نہین ہوگا شعر رقیب درگذرد

بیش ازین مکن نخوت ٭ کہ بسا کسان در دست خاکسار انند ٭ چوتھا
روکنے والا نفس ہی طالب عبادت کو نفس سے بھی بچنا لازم ہی جو ہر وقت
خرابی کی طرف بلاتا ہی اور نفس سب دشمنون سے زیادہ ہی اور اُسکی بلا بھی تمام
بلاؤن سے سخت ہی اور اُسکی دوا اور علاج بھی بہت مشکل ہی دو سبب سے
اول یہ کہ یہ دشمن اپنے اندر کا ہی اور گھر کے چور کا دفع کرنا بہت دشوار ہی شعر
ہمہ میرے روایت جان تو ٭ بہین جنبانیم عدو اعدو ٭ دوسرا سبب یہ ہی
کہ یہ دشمن آدمی کا محبوب ہی اور محبوب کا عیب معلوم نہین ہوا کرتا اپنے نفس کی
سب خرابیان بہتر معلوم ہوتی ہین اسکے سوا نفس آدمی سے بہت نزدیک ہی
اسلیے اُسکا عیب معلوم نہین ہوتا کیونکہ سُرمے کی سلائی جب تک دور ہوتی ہی
تو نظر آتی ہی اور جب آنکھ مین ڈالتے ہین تو دیکھ نہین سکتے پس جبکہ نفس کا
یہ حال ہو تو کیا عجب ہی کہ بہت جلد آدمی کو فضیحت اور ہلاکت مین ڈالے
اور اُسکو خبر تک نہو مگر یہ کہ خداے تعالیٰ اپنے فضل سے رحم فرماوے بہان
اب ایک لطیف بات سننی چاہیے کہ اگر خوب غور کیا جاوے تو سب فتنون کی
اصل یہی نفس امارہ معلوم ہوتا ہی اور جتنی آفتین خلقت کو پیش آئی ہین
یا قیامت تک پیش آوینگی سب کا سبب یہی نفس ہی جو کوئی کسی بلا مین
گرفتار ہوا ہی یا تنہا نفس کے سبب سے ہوا ہی یا نفس اور شیطان دونون کے
سبب سے کیونکہ پہلے نافرمانی خداے تعالیٰ کی شیطان سے ہوئی ہی اور سبب
اُسکا بعد تقدیر الٰہی کے جو سب سے پہلے ہی ہوا سے نفس تھی بعد اتنی ہزار
برس کی عبادت کے کبر و حسد نے اُسکو دریاے ضلالت مین گرایا چنانچہ

ہمیشہ کو غرق ہوا وہان پر نہ شیطان تھا نہ خلق بلکہ نفس سکے تکبیر
اُسکے ساتھ یہ کچھ معاملہ کیا بعد اسکے گناہ حضرت آدم سے سرزد ہوا اور اُسکا
سبب بھی شہوت اور نفس تھا کیونکہ نفس نے اپنی ہمیشہ کی زندگی کے لالچ سے
اُنکو بلا مین ڈالا یہان تک کہ شیطان کے بہکانے سے اور نفس کی خواہش کے
سبب سے خداے تعالی کے ہمسایہ اور بہشت سے نکل کر دنیا مین آ سکے
اُس دن سے اُنکی اولاد پر کیا کیا خرابیان گذرتی ہین اور ہمیشہ گذرینگی
بعد اسکے ہابیل قابیل کی حکایت کو دیکھنا چاہیے کہ حسد اور بخل کے سبب سے
نافرمانی کی اُسکے بعد ہاروت اور ماروت کا حال دیکھو کہ شہوت کے سبب سے
گنہگار ہوے اسی طرح پر قیامت تک خلقت مین نفس کے سبب سے فتنہ اور
فساد رہیگا اور اگر نفس کا سبب نہو تو سب خلقت نیکی کرنے مین مصروف رہے
پس جب نفس ایسا دشمن ٹھہرا تو اس طرح کے دشمن سے بچاو کرنا عقلمند کو
ضروری ہی اور طریق اور حیلہ اُسکے دفع کرنے کا بہت مشکل ہی اسواسطے کہ اور
دشمنون کی طرح ایک دفعہ مغلوب کرنے سے اسکا ضرر دور ہونا ممکن نہین کیونکہ
یہ مرکب اور آلہ ہی اور اُسکی برائی کے سبب سے دفعۃً اُسکو مطلق العنان بھی

سواری کا ۱۲ اوزار ۱۲

نہیں کر سکتے پس ضرور ہے کہ ان دونوں طریقوں کے درمیان میں ایک طریقہ
اختیار کرے یعنی اسکی پرورش اور تقویت تو اتنی کرے کہ بیکار کام کی برداشت
کر سکے اور اسکو اتنا ناتوان کرے اور قید میں رکھے کہ وہ اپنے اختیار میں
رہے غرض نفس کے علاج میں آدمی کو بڑی باریک بات اور دشوار طریقے کا
محتاج ہونا پڑتا ہے اور وہ طریقہ یہ ہے کہ نفس پر روک کر تقوی کی لگام دے
تاکہ دونوں فائدے مذکورہ حاصل ہوں آپ اگر کوئی کہے کہ نفس تو جانور
نافرمان اور سرکش ہے اسکو کیونکر قابو میں لاویں اور کس حیلے سے ایسے
سرکش کو لگام دی جاوے تو اسکا جواب یہ ہے کہ یہ بات بہت درست ہے
نفس ایسے قابو ہی ہے تاہم اسکا حیلہ یہ ہے کہ پہلے اسکو نرم کر لینا چاہیے
تاکہ اسکو لگام دینا آسان ہو اور اس لگام کے جاننے والوں نے بیان کیا ہے
کہ نفس کا نرم کرنا تین چیزوں سے ہو سکتا ہے اول تو یہ کہ تمام شہوتوں اور
لذتوں سے روک رکھے کیونکہ سرکش جانور کو جب گھاس دانہ نہ ملے تو
تابع ہو جاتا ہے دوسرے یہ کہ اسپر عبادت کا بہت سا بوجھ لاد دے اسلیے
کہ جب گدھے پر بہت بوجھ لادتے ہیں تو نرم ہو جاتا ہے خاص کر اسکو تنگی میں
جب گھاس کم ملے تیسرے یہ کہ خدا تعالی سے مدد چاہے اور اسکے
سامنے روئے کیونکہ بغیر مدد خدا تعالی کے اس سے چھٹکارا نہیں ہو سکتا
حضرت یوسف علیہ السلام نے باوجود پیغمبر ہونے کے کیا فرمایا تھا
اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ کہ نفس ہر وقت بدی کا
حکم کرتا رہتا ہے مگر یہ کہ خدا تعالی اپنا رحم فرما دے جب ان تینوں چیزوں

عمل کریگا تو نفس نافرمان فرمانبردار ہوجاویگا اُسوقت جلدی سے تقوی کی
لگام اُسکو دے کہ اُسکی بدی سے بے کھٹکے ہونا چاہیے اب تقوی کو جاننا چاہیے
کہ وہ کیا چیز ہے تقوی ایک بہت نایاب خزانہ ہے اگر اُسکو قابو مین کر لیا تو تمام
نیکی اور رزق اور ثواب اور بڑی لوٹ حاصل ہوئی گویا تمام بھلائیان دنیا و
آخرت کی اپنے پاس اکٹھی کر لین اس ایک خصلت مین سب
نیکیان جمع ہین قرآن شریف مین غور کرو تو بہت جگہ پر اسکا ذکر فرمایا ہے
اور بہت ثواب اسکے ساتھ مین لگایا ہے اور بہت بھلائیان اُسکی طرف
نسبت کی ہین اُنہین سے بارہ باتین جو تقوی کے ساتھ بیان فرمائی ہین
گنوائے دیتا ہون ایک تو صرف مدح اور ثنا ہے جیسا کہ فرمایا ہے وَاِنْ تَصْبِرُوْا
وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ یعنے اگر تم صبر کرو اور تقوی کرو پس یقینا
وہ عزم کے کامون مین سے ہے یعنے ایسے کامون مین سے ہے جسکا ارادہ کرنا
ضروری ہے دوسرے دشمنون سے حفاظت حاصل ہوتی ہے قولہ تعالے
وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا یَضُرُّكُمْ كَیْدُهُمْ شَیْئًا یعنے اگر صبر کرو اور تقوی کرو تو تمکو
اُنکا مکر کچھ نقصان نکریگا تیسرے خداے تعالی کی طرف سے مدد ملتی ہے قولہ تعالی
اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَالَّذِیْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ یعنے اللہ تعالی ایسے لوگون کے ساتھ ہے
جو تقوی کرین اور اُن لوگون کے ساتھ ہے جو نیک کام کرین چوتھے سختیون سے
نجات ملتی ہے اور رزق حلال حاصل ہوتا ہے اللہ تعالی فرماتا ہے وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ یَجْعَلْ
لَّهٗ مَخْرَجًا وَّیَرْزُقْهُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ یعنے جو کوئی تقوی کرے اُسکو خداے تعالی
سب سختیون سے نجات دیتا ہے اور ایسی جگہ سے روزی دیتا ہے جسکا حال

فصل تیسری

اسکو معلوم ہو پانچوین عمل کی درستی قوله تعالی یاایها الذین اتقوا الله وقولوا
قولا سدیدا یصلح لکم اعمالکم یعنے اے ایمان والو تقوی کو [illegible]
تاکہ خداے تعالی تمھارے عملون کی درستی کرے چھٹوین گناہ بخشے [illegible]
اسی آیت کے بعد ویغفر لکم ذنوبکم فرمایا ہے یعنی [illegible]
یعنی فائدہ ہے کہ تمہارے گناہ بخش دیگا ساتوین خداے تعالی کی [illegible]
ہوتی ہے قوله تعالی ان الله یحب المتقین یعنی [illegible]
رکھتا ہے آٹھوین عبادت قبول ہوتی ہے قوله تعالی انما یتقبل الله
من المتقین یعنے الله تعالی متقیون سے [illegible]
نوین خدا کے نزدیک بزرگی حاصل ہوتی ہے قوله تعالی ان اکرمکم عند الله
اتقکم یعنے خداے تعالی کے نزدیک تم مین سے بزرگ وہ ہے جو تقوی زیادہ رکھے
دسوین دونون جہان کی خوشخبری قوله تعالی الذین امنوا وکانوا یتقون
لہم البشری فی الحیوة الدنیا وفی الاخرة یعنی جو لوگ ایمان لائے
ہین اور تقوی والے انکو دنیا و آخرت مین خوشخبری ہے گیارھوین دوزخ کی آگ سے
نجات ملتی ہے قوله تعالی ثم ننجی الذین اتقوا یعنی دوزخ پر سب گذرینگے پھر
ہم متقیون کو بچا لینگے بارھوین بہشت مین ہمیشہ رہنا خداے تعالی
فرماتا ہے اعدت للمتقین یعنی بہشت متقیون کے لیے بنائی گئی ہے غرض کہ دونو
جہان کی خوبیان تقوی مین رکھی ہین پس اس تقوی سے بھول کر بھی [illegible]

ہونا چاہیے اور یہ بھی یاد رہے کہ عبادت میں تین چیزیں اصل ہیں ایک
توفیق اور تائید خداے تعالی کی یہ خاص متقیون کے لیے ہے جیسا اللہ تعالے
فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ یعنی خداے تعالی متقیوں کے ساتھ ہے دوسرے
عمل کی درستی اور نقصان کا نہ رہنا یہ بھی متقیون کے لیے ہے جیسا اللہ تعالی نے
فرمایا ہے یُصْلِحْ لَکُمْ اَعْمَالَکُمْ یعنی اگر تم تقوی کروگے تو درست کر دیگا تمہارے لیے
تمہارے کام تیسرے عمل کا قبول ہونا یہ بھی متقیوں کو حاصل ہوتا ہے جیسا
فرماتا ہے اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰہُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ یعنی متقیوں کے سوا کسی کا عمل قبول نہیں کرتا
انہیں تینوں پر عبادت کا مدار ہے اسواسطے کہ عمل کرنے سے پہلے توفیق ہونی چاہیے
بعد اسکے نقصان کی درستی چاہیے تاکہ عمل تمام ہووے اسکے پیچھے عمل تمام
ہو چکا وے تو قبول ہونا ضرور ہے اسی وجہ سے سب عابد انکی خواہش رکھتے ہیں
اور انکے لیے ہمیشہ عاجزی کیا کرتے ہیں یوں کہا کرتے ہیں کہ خداوندا ہمکو
عمل کی توفیق دے اور ہمارے عمل کے نقصان پورا کر اور جو کچھ ہم عمل کریں
اسکو قبول کر اور ان سب کا خداے تعالی نے تقوی کے ساتھ وعدہ فرمایا ہے
اور یہ سب باتیں متقیوں کو عنایت ہوتے ہیں گو وہ خواہش کریں یا نکریں
پس تمکو بھی تقوی کرنا لازم ہے اگر عبادت کرنا چاہتے ہو بلکہ اگر دنیا اور
عقبے کی سعادت لینا چاہتے ہو تقوی کرو اور اس [illegible] ایک بات کو خوب
سوچ کر دیکھو کہ تمام عمر تمنے عبادت کی اور [illegible] تک کہ مطلب
حاصل ہوا کیا غرض ہوگی کہ یہ ساری عبادت قبول ہو مگر اللہ تعالی نے
فرمایا ہے اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰہُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ یعنی تقوی والوں کے سوا خداے تعالی

اسکی عبادت قبول نہین کرتا ہیں مدار کار عبادت کی قبولیت کا تقوی ہے
اثر ... سے حضرت عائشہؓ نے فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو دنیا کی کوئی چیز خوش نہین آتی تھی جیسا متقی خوش معلوم ہوتا تھا
اور قتادہؓ نے فرمایا ہے کہ توریت مین لکھا ہے کہ ای فرزند آدم تقوی کی راہ پر چلا
جا ... بیان کرتے ہین کہ عامر بن قیس رات دن مین ہزار رکعت
نماز کی ادا کرتے اور جسوقت بستر پر آتے تو نفس سے کہتے کہ ای ... کے
خدا کی قسم ... مین تجھسے راضی نہین ہوتا ہون جب تک تقوی نہ کرے
اور مرتے وقت رونے لگے انسے پوچھا کہ رونے کا کیا سبب ہے ... دیا کہ
خداے تعالی کا فرمانا رولاتا ہے اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ یعنے متقیون کے سوا
کسی کا عمل قبول نہوگا شعر عفو باشد لیک کو فردا امید * کہ بود شرمندہ از تقوی
روسفید * اب ایک اور اصل الاصول کو غور کرکے دیکھنا چاہیے کہ ایک ... نے
اپنے پیر سے کہا کہ مجکو کچھ وصیت فرمائیے پیر نے کہا کہ مین تجکو وصیت
کرتا ہون جو خداے تعالی نے سب ... کو فرمائی ہے وَلَقَدْ وَصَّیْنَا
الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ مِنْ قَبْلِکُمْ وَاِیَّاکُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ یعنی بیشک ان لوگون کو
وصیت کی ہے جو تمسے پہلے کتاب دیے گئے ہین اور تمکو بھی یہی وصیت ہے کہ تقوی
کرو غور کا مقام ہے کہ خداوند تعالی سب سے زیادہ بندے کی بہتری ...
اور سب سے زیادہ خیرخواہ اور مہربان ہے اگر اسکے نزدیک کوئی خصلت
جہان مین بندے کے لیے تقوی سے بہتر ہوتی اور سب خوبیون کی جامع اور
ثواب مین زیادہ اور بندگیون مین بزرگ اور ... کو بھی زیادہ ... ہوتی

تو خداے تعالی بندون کو اسی کا حکم فرماتا اور اسی کی وصیت کرتا ہین جبکہ اگلے پچھلون کو تقوی ہی کی وصیت کی اور اسی ایک خصلت پر اکتفا کیا تو معلوم ہوا کہ یہ خصلت دنیا و آخرت کو جامع ہی اور سب کامون کو کافی ہی اور عبادت کے بلند مرتبون پر پہونچانے والی ہی اور ایسی اصل ہی کہ جو کوئی تامل کرے اور اسپر عمل کرے تو اسکو کافی ہو اور زیادہ حاجت نرکہے جب اس خصلت کا حال کچھ معلوم ہوا تو اسکا دریافت کرنا بھی بہت ضرور پڑا اب بے مفصل بیان کے کوئی علاج نہین ہی کیونکہ اسکی طرف کل احتیاج ہی لیکن یہ معلوم ہی کہ جو کام سب مین نادر اور عمدہ ہوتا ہی اسکے حاصل کرنے مین دقت بھی زیادہ ہوتی ہی پس جیسی خصلت بڑی ہو ویسا ہی اسکے لیے مجاہدہ کرنا اور اسپر قائم رہنا سخت مشکل ہی کیونکہ ہر کام کی عظمت باندازہ محنت اور شدت بمقدار مشقت ہوتی ہی اللہ تعالی فرماتا ہی وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا یعنے جو کوئی ہماری راہ مین کوشش کرے ہم اپنا راستہ دکھلا دیتے ہین پس ہوشیار ہو کر سننا چاہیے اور اول اس خصلت کے معنی کو سمجھکر پھر اسپر عمل کرنے پر چست اور مضبوط ہونا چاہیے اور اللہ تعالی سے اس باب مین مدد مانگنی چاہیے پس ہمارے بزرگون کے کہنے کے موافق تو تقوی یعنی دل کا پاک کرنا ہی اُن گناہون سے جو اب تک نہین کیے ہین تاکہ ایسی طاقت حاصل ہو جاوے کہ اس گناہ کے نکرنے کا پکا ارادہ کر سکے اور گناہ مین اور متقی مین پردہ پڑ جاوے اور قرآن شریف مین تقوے کو تین معنون مین ارشاد فرمایا ہی ایک خداے تعالی کا خوف اور ہیبت جیسا فرمایا ہی

وایّایَ فَاتّقُونِ یعنے مجھ ہی سے ڈرو دوسرے اطاعت اور عبادت کے معنون مین جیسے یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقَاتِہٖ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اسکے ترجمے مین فرمایا ہو کہ ای ایمان والو خداے تعالے کی اطاعت کرو جیسا اُسکا حق ہو تیسرے معنی دل کا پاک کرنا گناہون سے اور تقوی کے اصلی اور حقیقی معنی یہی ہین وہ دونون پہلے نہین ہین کیونکہ خداے تعالے فرماتا ہو وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَیَخْشَ اللّٰہَ وَیَتَّقْہِ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفَآئِزُوْنَ یعنے جو لوگ خداے تعالی کی اور اُسکے رسول کی اطاعت کرین اور اللہ تعالی سے ڈرین اور تقوی کرین وہی ہین چھٹنے والے اس آیت مین پہلے اطاعت اور خوف کا ذکر کیا بعدہ تقوی کا ارشاد فرمایا اس سے معلوم ہوا کہ تقوی اطاعت اور خوف کے سوا ہی اور وہ دل کا پاک کرنا ہو جیسا ہمنے کہا ہو اور بزرگون نے کہا ہو کہ تقوی کے تین درجے تقوی شرک سے اور تقوی بدعت سے اور تقوی گناہون فرعیہ سے ان تینون کو خداے تعالی نے ایک آیت مین ذکر کیا ہو قولہ تعالی لَیْسَ عَلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِیْمَا طَعِمُوْٓا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاَحْسَنُوْا وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ یعنے ڈر نہین ہو اُن لوگون کو جو ایمان لائے اور نیک کام کیے ہین اُن چیزون مین کہ کھاتے ہین جب کہ تقوی کرین اور ایمان لائے ہین اور نیک کام کیے اور تقوی کیا اور ایمان لائے اور تقوی کیا اور نیکی کی خداے تعالی نیک کام والون کو دوست رکھتا ہو پس پہلی جگہ تقوی شرک سے ہو اور ایمان کہ اُسکے ساتھ ذکر کیا ہو اُس سے توحید مراد ہو دوسری جگہ تقوی بدعت سے مراد ہو اور اُسکے ساتھ ایمان جو ذکر کیا ہو سنت اور جماعت کے اقرار کرنے سے غرض ہے

تیسری جگہ تقویٰ گناہون ذریعہ سے مقصود ہی چونکہ استقامت اسپر دشوار تھی اسلیے اُسکو احسان کے مقابل کیا اور احسان کے معنی طاعت کرنا اور ٹھہرنا ہی تقویٰ پر معاصی ذریعہ سے اس ایک آیت مین تینون مرتبے اکٹھے کیے مرتبہ ایمان کا اور مرتبہ سنت کا اور مرتبہ استقامت کا اطاعت پر علماء نے جو تقویٰ کے معنی بیان کیے ہین وہ تو یہی ہین لیکن تقویٰ کے معنی بچنا فضول حلال سے بھی شرع مین مستعمل ہی جیسا کہ حدیث شریف مین پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم سے مشہور ہی کہ متقیون کو متقی اسلیے کہتے ہین کہ وہ مباح کو چھوڑ دیتے ہین یعنی جن چیزون مین کچھ ڈر نہین انکو اسواسطے چھوڑ دیتے ہین کہ کہین ڈر والی چیزون مین نہ پڑ جاوین اسلیے مجھکو بہتر یہ معلوم ہوتا ہی کہ تقویٰ کے ایسے معنی بیان کرون جسمین علماء کے قول کے بموجب بھی معنی پائے جاوین اور حدیث شریف کے بموجب بھی تا کہ تعریف جامع اور مانع ہو جاوے اور وہ معنی یہ ہین کہ تقویٰ بچنا ہر ایک شی سے ہی جس سے دین مین ضرر کا خوف ہو اسواسطے کہ جو بیمار پرہیز کرتا ہی اُسکو محاورہ عرب مین متقی کہتے ہین اسلیے کہ وہ ہر ایک مضر چیز سے خواہ کھانے کی ہو یا پینے کی بچتا ہی پس جو چیزین کہ دین مین مضر ہین دو طرح ہین ایک تو صرف حرام اور گناہ ہین دوسرے فضول حلال اسواسطے کہ فضول حلال مین مشغول ہونا نوبت گناہ اور حرام تک پہونچا دیتا ہی جو کوئی دین کے مضرات اور بڑے گناہون سے پرہیز کرنا چاہے تو وہ فضول حلال کو چھوڑے غرض تقویٰ کی تعریف جامع اور مانع یہ ہی کہ ہر ایک شی دینی کی مضر سے بچے اور مضر دین کی فضول حلال اور گناہ ہین یہ تفصیل ہی تقویٰ کی اب جاننا چاہیے

که تقوی حرام سے فرض ہی اگر ایسا نہ کریگا تو لائق عذاب کے ہوگا اور اور فضول
حلال میں تقوی کرنا بہت بڑا کام ہی اسکے چھوڑنے سے قیامت میں حساب
اور بہشت جنت سے رکے رہنے کی سزا کے قابل ہوگا جو آدمی کہ حرام سے
تقوی کرے وہ متقیوں کے نیچے والے درجے میں ہی اور فضول حلال سے تقوی
کرنے والے کا بڑا مرتبہ ہی اور جو شخص دونوان کو جمع کرے یعنی فضول حلال
اور گناہ سے بچے اسکا تقوی پورا ہی جیسا چاہیے یہ تقوی کے معنی اور اسکا بیان
ہی اسکو خوب طرح سمجھ بوجھ لینا چاہیے اب باقی رہا یہ کہ ان معنون پر کیونکر عمل کرنا
اور ان معنون کی رو سے نفس کو تقوی کا لگام کس طرح دیا جاوے تو اسکی
تفصیل نفس میں اس طرح ہی کہ اپنی تمام طاقت کے موافق اسپر قیام کرے اور
نفس کو سب گناہون سے روکے اور فضول حلال سے بچا رکھے اور جب
یہ عمل آنکھ اور کان اور زبان و دل و شکم و فرج سب عضوون میں ملحوظ رکھا
تو تقوی کر لیا اور نفس کو تقوی کا لگام دیا لیکن یہان یاد رکھنے اور جاننے کی
یہ بات ہی کہ جو کوئی تقوی کرنا چاہے تو ان پانچون عضوون کو جو خبر ہین یعنی آنکھ
کان زبان دل شکم انکو اس چیز سے بچا دے کہ دین میں نقصان لاتی ہی
جیسے گناہ اور حرام اور فضول حلال جب یہ محفوظ رہینگے تو امید ہی کہ سب عضو
بچے رہینگے اور تقوی جامع اور مانع پر قیام حاصل ہوگا اب ان پانچون
عضوون کو جدا جدا لکھنا ضرور ہی اور ہر ایک کے بیان میں حرام اور فضول
جو ہر ایک سے متعلق ہی اس کتاب کے لائق بیان کیا جاویگا آنکھ کی حفاظت
وبیان آنکھ کی حفاظت کرنا لازم ہی کیونکہ وہ بہت آفتون اور فتنون کی

سبب ہے اور آنکھ کے کام مین یہ تین باتین خیال رکھنی چاہیین جو اصل ہین پہلی
اصل یہ ہے کہ خداے تعالی نے فرمایا ہے قُل لِلمُؤمِنِینَ یَغُضُّوا مِن اَبصَارِھِم
وَیَحفَظُوا فُرُوجَھُم ذٰلِکَ اَزکٰی لَھُم اِنَّ اللّٰہَ خَبِیرٌ بِمَا یَصنَعُونَ
یعنے خاص مومنون کو کہدو کہ آنکھون کو نیچی رکھین اور شرمگاہون کو حفاظت
کرین یہ بات انکو زیادہ پاک کرنے والی ہے اور جو کام وہ کرتے ہین خداے تعالے
اسکو جانتا ہے اس آیت مین غور کیا تو اگرچہ چھوٹی سی آیت ہے مگر تین بڑے
معنی دریافت ہوے ادب کرنا اور خبردار کرنا اور دھمکانا ادب کرنا تو ان لفظون سے ہے
قُل لِلمُؤمِنِینَ یَغُضُّوا مِن اَبصَارِھِم پس غرض اس سے اطاعت ہے اگر اطاعت نہوگی تو
بے ادب ہوگا اور بے ادب کو مجلس سے نکال دیتے ہین اسواسطے کہ وہ اس لائق
نہین کہ مجلس مین کھڑا ہو اس نکتے کو خوب سمجھ لو ہمین بہت کچھ فائدہ ہے اور
خبردار کرنا اس طرح ہے کہ فرمایا ہے وہ پاک کرنے والی زیادہ ہے انکو یعنی انکے دلون کو
اسواسطے کہ جب تم آنکھ بند نکروگے تو سب طرف دیکھوگے پس ہر طرف دیکھنے سے
کبھی نظر حرام پر بھی جا پڑیگی پھر اگر قصداً حرام کو دیکھوگے تو کبیرہ گناہ ہے اور کبھی
ایسا بھی اتفاق ہوگا کہ دل اسکی طرف متعلق ہوجائیگا اور اس وجہ سے ہلاک
ہوجاؤگے اور اگر مباح پر نگاہ پڑے تو اکثر دل اسمین مشغول ہوگا اور وسوسے
دل مین آوینگے اور پھر وہ شاید ہاتھ نہ آوے تو پریشان رہو اور بھلائی سے جدا ہوجاؤ
لیکن اگر آنکھ بند کرو تو ان بلاؤن سے آرام مین رہو اس باب مین حضرت عیسی
صلوٰۃ اللہ علی نبینا وعلیہ نے فرمایا ہے کہ نظر سے ڈرو کیونکہ نظر شہوت کو دل مین
بوتی ہے اور عاقل کو یہی ایک بلا کافی ہے ذوالنون رح نے فرمایا ہے کہ آنکھ بند کرنا آرزو کے قید

اچھا پردہ ہے پس جب کہ آنکھ کو بند کرو اور بے فائدہ دیکھنے سے بچاؤ تو سب
وسوسون سے آرام مین فارغ دل رہو اور تہدید یہ ہے کہ فرماتا ہے کہ خداے تعالی
جانتا ہے جو کام کرتے ہین جو کوئی خداے تعالی کے سامنے ہونے سے ڈرے
اسکو گناہون کے بچنے کے لیے یہ بات کافی ہے یہ اصل تو کتاب اللہ سے تھی
دوسری اصل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عورت کی
خوبیون کو دیکھنا شیطان کے تیرون مین سے ایک زہر کا بجھا ہوا تیر ہے جو کوئی
اسکو چھوڑ دے خداے تعالی اسکو عبادت کا مزہ چکھا دیتا ہے جسکے سبب سے
وہ خوش ہو جاے گے اور عبادت کا مزہ اور مناجات کی لذت پانی بہت بڑی نعمت ہے
اور یہ بات درست اور یونھین ہے جیسا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے
جسنے آزمایا ہو وہ اسکا مزہ جانتا ہے کہ نظر کا روکنا بے فائدہ چیزون سے عبادت کی
لذت اور حلاوت دل کی صفائی پیدا کرتا ہے کسی کا قول درست ہے مصرع ڈھیلے اچھے ہین
جو ہووے نہ حیا آنکھون مین ۞ تیسری اصل یہ ہے کہ اپنے سب عضوون کو دھیان
کرے کہ ہر ایک کو کس لیے پیدا کیا ہے اسی کام کے لیے اسکو برتے مثلاً پاؤن بہشت کے
باغون اور محلون مین جانے کے لیے پیدا کیے ہین اور ہاتھ شراب کے پیالے اور میوہ
بہشت کے لینے کے لیے پیدا کیے ہین اس طرح پر سب عضوون کو خیال کرے
اور اسی طرح آنکھ کو سمجھے کہ پروردگار عالم کے دیدار کے لیے پیدا کی ہے کہ دونون جہان مین
اس سے بہتر کوئی بزرگی نہین جیسا کہ مولانا روم فرماتے ہین شعر آدمی دید است
باقی پوست است ۞ دید آن دیدہ کہ دید دوست است ۞ پس اپنی آنکھ کا بچانا ایسی
بزرگی کے حاصل کرنے مین بہت ضرور ہے پس جب ان تینون اصلون مین غور کرو تو

آنکھ کی حفاظت کے لیے کافی ہے **کان کی حفاظت کا بیان** شخص و فضول سے کان کی حفاظت کرنا ضروری ہے دو چیزون کے سبب سے ایک یہ کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ سننے والا اسکے واسطے کا ساتھی ہے دوسرے یہ کہ سننے سے دل مین خطرے اور وسوسے پیدا ہوتے ہین اور تن اور دل کو اور طرف مشغول کرتے ہین یہان تک کہ دل مین عبادت کا کچھ خیال بھی نہین رہتا اور جو بات دل مین کان کے وسیلے سے جاتی ہے مثل کھانے کے ہے کہ پیٹ مین جاتا ہے کہ کوئی کھانا مفید ہے کوئی مضر اور کوئی غذا ہے کوئی زہر قاتل لیکن کھانے کی نسبت بات دل مین زیادہ ٹھہرتی ہے کیونکہ کھانا معدے مین سونے کے سبب یا کسی اور سبب سے جاتا رہتا ہے اور بات کا اثر دل مین اکثر ایسا ہوتا ہے کہ مدت تک رہتا ہے بلکہ تمام عمر نہین جاتا پس اس سے بدتر کونسی چیز ہوگی کہ تمام عمر جسکا رنج دل سے دور نہو اور ہمیشہ اُسکے سبب بلا مین گرفتار رہے اور اُسکے سبب سے دل مین وسوسہ پیدا ہوکر اسکو بلا مین ڈالے پس اگر نکمی باتون کے سننے سے کان کی حفاظت کرین تو سب بلاؤن سے محفوظ رہین اللہ مددگار ہے **زبان کی حفاظت کا بیان** زبان کا نگاہ رکھنا اور روکنا لازم ہے کہ یہ سب عضوون مین زیادہ نافرمان ہے اور اُسکا فساد بہت ہے سفیان بن عبد اللہ رضی نے فرمایا کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرے حق مین کونسی چیز زیادہ خوفناک ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک پکڑکر فرمایا کہ یہ ہے یونس ابن عبد اللہ نے فرمایا ہے کہ میرا نفس گرمی کی شدت مین بصرے مین روزہ رکھ سکتا ہے

کہ ایک کلمہ بے فائدہ نہیں چھوڑ سکتا پس جب کہ نفس کا حال اس باب میں
ایسا ہو تو آدمی کو لازم ہے کہ زبان کی نگہبانی میں جس طرح ہو سکے کوشش
کرے اور ان پانچ اصل کو غور کر کے دیکھے پہلی اصل یہ ہے کہ ابو سعید خدری نے
بیان کیا ہے کہ جب آدمی صبح کو سوتا اٹھتا ہے تو سب عضو زبان سے کہتے ہیں
کہ تجھکو خدا کی قسم دیتے ہیں اور آرزو کرتے ہیں کہ تو سیدھی رہیو کیونکہ جب تو
سیدھی رہیگی تو ہم سب سیدھے رہینگے اور اگر تجھ میں کسی طرح کی کجی ہوگی تو
ہم میں بھی خرابی ظاہر ہوگی یعنے زبان کا بول سب عضوون میں توفیق اور
خرابی کا اثر کرتا ہے اور اسی قول کے موافق مالک دینار رح کا قول ہے کہ جب دل میں
سختی اور تن میں سستی اور رزق میں کمی معلوم ہو تو جان لے کہ کوئی کلمہ
بے فائدہ زبان سے سرزد ہوا ہے دوسری اصل زبان کی نگہبانی میں وقت کی
حفاظت ہے اسواسطے کہ اکثر جو بات خداے تعالی کے ذکر کے سوا زبان پر آتا ہے
لغو ہے اسمین بے فائدہ وقت ضائع ہوتا ہے حسان ابن سنان رح جھونپڑے کے
پاس کو گذرے اور کہا یہ جھونپڑا کسنے بنایا ہے اسکے بعد اپنے نفس کی طرف متوجہ
ہوے اور کہا کہ اے نفس مغرور جس بات سے کچھ حاصل نہیں اسکے پوچھنے سے
کیا فائدہ ہے پس ایک سال کے روزون کی اسکو سزا دی واقعی وہ کیا اچھے
لوگ ہیں جنھون نے دین کے باب میں اتنا بندوبست کیا ہے اور افسوس ہے

ان غفلت والون پر جنھون نے نفس کی باگ ڈھیلی چھوڑ دی ہو جس طرف
چاہے چلا جاوے تیسری اصل زبان کی حفاظت مین نیک عمل کی حفاظت ہی
اسواسطے کہ جو کوئی زبان کو نہ بچاوے اور بہت باتین کیا کرے تو بیشک
لوگون کی غیبت مین گرفتار ہوگا جیسا کسی نے کہا ہو کہ جو کوئی بہت باتین
کرے غلطی بہت کریگا اور غیبت مثل بجلی کے ہو سب طاعتون کو جلا کر خاک سیاہ
کر دیتی ہی جیسا کسی بزرگ کا قول ہو جو کوئی غیبت کرتا ہو اسکی مثل ایسی ہو
کہ دانتی سے کاٹکر سب اپنی نیکیون کو پورب پچھم پہاڑ دکھن مین پھینکتا ہو
بیان کرتے ہین کہ ابوسعید کو کہا کہ کسی شخص نے تمھاری غیبت کی ہی ابوسعید نے
طباق خرمے کا اسکے پاس بھیجا اور کہا کہ مین نے سنا ہو کہ تمنے اپنی نیکیان
مجکو تحفہ دی ہین اسواسطے اسکا بدلہ یہ خرمے کا طباق تمھارے پاس بھیجا ہو
اور ابن مبارک کی مجلس مین غیبت کرنے کا ذکر آیا ابن مبارک نے کہا کہ
اگر مین غیبت کرون تو مان باپ کی کرون اسواسطے کہ نیکی لینے کے لیے
ماں باپ ہی سزا وار ہین حاتم اصم رح کی ایک رات عبادت معمولی قضا ہو گئی
اسکی عورت نے تعزیت کی حاتم نے جواب دیا کہ ایک جماعت نے رات کو
عبادت کرکے صبح کو میری غیبت کی انکی نماز قیامت کے دن میری ترازو مین
ہوگی چوتھی اصل یہ ہو کہ سفیان ثوری رح نے فرمایا کہ وہ بات زبان سے
مت کہہ جو تیرے دانتون کو توڑے اور کسی اور بزرگ نے کہا ہو کہ زبان کو
مت کھول تاکہ کام تجھپر تنگ نہ کردے مثل ہو کہ بہت سے کلمے اپنے
کہنے والون کو کہتے ہین کہ ہمسے باز آؤ یعنی مت کہو کچھ ہمارے کہنے مین

فائدہ نہین اُنقصان ہی ہی پانچوین اصل یہ کہ آخرت کی آفتین یاد کرے
اور اُسکی خرابی خیال کرے اور اسمین ایک اور نکتہ ہی کہ دو حال سے خالی نہین
کہ جو بات کہیگا وہ حرام ہی یا حلال یا فضول اگر حرام ہی تو اسمین ایسا عذاب ہی
جسکی آدمی کو طاقت نہین رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ معراج کی
رات مین نے ایک جماعت کو دوزخ مین دیکھا کہ مردار کھاتے تھے مین نے کہا
کہ اے اخی جبرئیل یہ کون ہین جواب دیا کہ یہ وہ لوگ ہین کہ آدمیون کا گوشت
کھاتے تھے یعنے غیبت کیا کرتے تھے اور اگر وہ بات مباح ہی تو اسمین چار
آفتین ہین ایک یہ کہ کراماً کاتبین کو بے فائدہ کام مین مصروف کیا حالانکہ
آدمی کو ضرور ہی کہ کراماً کاتبین کو رنجیدہ نہ کرے اور اُنسے حیا کرے دوسری
یہ کہ بیہودہ باتین کرنی گویا خداے تعالی کی درگاہ مین لغو ہزل کا خط لکھنا ہی
پس اس بات سے بچنا ضرور ہی اور سوچنا چاہیے کہ اسکا مآل کیا ہی
بزرگون مین سے ایک بزرگ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ فحش بکتا تھا
اس بزرگ نے کہا کہ او آدمی تو ڈرتا نہین کہ خداے تعالی کی جناب مین
کیسا خط لکھتا ہی ڈرا اور خوف کر کہ کل کو ندامت اور حسرت ہو تیسری یہ کہ
جو تو کہتا ہی قیامت کے دن پادشاہ جبار کی درگاہ مین تمام عالم کے روبرو
پڑھا جاویگا چوتھی یہ کہ قیامت مین عیب اور ملامت کرینگے کہ تو نے
کسواسطے کہا اور اپنے پروردگار سے شرم نہ کی اور اُسوقت کوئی دلیل
نہ چلیگی آخر دوزخ مین ڈال دینگے **شعر** سیہ بختی مین ای سود نہین طول
سخن لازم ٭٭ ہمط خامے کے سر کٹوائیگی ایسی زبان دانی ٭٭ جو کوئی غور کرے

اسکو یہ اصول کافی ہین اللہ تعالیٰ توفیق دینے والا ہی دل کی حفاظت کا

بیان دل کی حفاظت اور اعضا کی حفاظت سے دشوار ہی اور اسکا
درجہ بھی بڑا ہی اور اسکی حفاظت کا طریق بھی بہت سخت اور باریک ہی
اِس کام مین بھی پانچ اصل کافی کو یاد رکھنا چاہیے اصل پہلی قول اللہ
تعالیٰ کا یَعلَمُ خَائِنَةَ الاَعیُنِ وَمَا تُخفِی الصُّدُورُ یعنے جانتا ہی
آنکھون کی چوری اور جو کچھ سینون مین پوشیدہ ہی اور فرمایا وَاللّٰہُ یَعلَمُ
مَا فِی قُلُوبِکُم یعنے خدا تمھارے دلون کی بات جانتا ہی اِنَّہٗ عَلِیمٌ بِذَاتِ
الصُّدُورِ یعنے حقیقت مین وہ سب سے زیادہ دلون کی بات جانتا ہی دیکھو
کتنی جگہ اسکا ذکر خداے تعالیٰ نے فرمایا ہی اور پھر مکرر بیان فرمایا پس
اگر انصاف سے دیکھو تو یہی ایک بات یعنی خدا کا علم واطلاع ہونا امور
دلی پر حفاظت دل کے لیے کافی ہی اسواسطے کہ معاملہ خداے تعالیٰ کے
ساتھ ہی اور خداے تعالیٰ چھپی باتین جانتا ہی اور پوشیدہ جاننے والے کا
معاملہ بڑا سخت ہی اور یہ جان لو کہ وہ تمھارے دل کا سب احوال دیکھتا ہی
اور جانتا ہی یعنے خیر اور شر اور ریا اخلاص ذکر غفلت جہل علم لالچ
(دکھلاوا ۱۲ خالص اللہ کیواسطے ۱۲ غافل بیخبر یاد الٰہی سے ۱۲)
توکل وغیرہ سب دیکھتا ہی اور جانتا ہی دوسری اصل یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ
(خدا پر بھروسا ۱۲)
علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ خداے تعالیٰ عملون اور صورتون پر نظر نہین کرتا
بلکہ نیتون اور دلون کو دیکھتا ہی پس جب کہ دل نظرگاہ خداے تعالیٰ کا ہی
تو تعجب ہی کہ آدمی اپنے منھ اور تن کو تو دھووے اور میل وغیرہ سے صاف
رکھے اور بہت کچھ بناؤ کرے کہ کہین کوئی اسکے کسی عیب پر خبردار نہو جاے تو

کیونکہ تن بدن خلق کے دیکھنے کی جگہہ ہی اور دل کو کہ خداے تعالی کے
دیکھنے کی جگہہ ہی حرص وہوا سے ناپاک رکھے اور اسکے پاک کرنے اور
سنوارنے کی فکر نہ کرے اور اس بات سے نہ ڈرے کہ اللہ تعالے اسکی
ایسی خرابیون کو دیکھتا ہی کہ اگر آدمی اس سے خبردار ہوون تو سب بیزار
ہو جائین اور اپنے درمیان مین سے نکال دین تیسری اصل یہ ہی کہ دل
بادشاہ ہی اور سب عضو اسکے تابع ہین جب بادشاہ نیک ہوگا تو رعیت بھی
نیک ہوگی جیسا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ آدمی کے
تن مین ایک گوشت کا ٹکڑا ہی اگر وہ درست ہو تو سب تن درست ہوگا
اور اگر بگڑیگا تو سب تن بگڑیگا وہ گوشت کا ٹکڑا دل ہی پس جب کہ درستی
سب عضوون کی دل کی درستی پر موقوف ہی تو ضرور ہی کہ اسکی درستی مین
بہت کوشش کیجاوے چوتھی اصل یہ ہی کہ آدمی کے حق مین دل ایک
نفیس جوہرون کا خزانہ ہی کہ ایک انمین سے عقل ہی اور سب مین بڑا
جوہر نفیس معرفت خداے تعالی کی ہی کہ وہ دونون جہان کی بھلائی کا سبب ہی
یہ بھی دل ہی مین ہوتا ہی شعر ارض وسما کہان تری وسعت کو پا سکے
میرا ہی دل ہی وہ کہ جہان تو سما سکے ٭ اور نیز وہ بینائی جسکے سب سے

خداے تعالی کا شرف قربت حاصل ہو دل ہی مین ہی اور نیت خالص عبادت مین
جسپر ہمیشہ کا ثواب موقوف ہی یہ بھی دل ہی مین ہی اور طرح طرح کے علوم اور حکمتین
جنکے سبب سے بندے کا شرف ہی دل مین بھرے ہین شعر عالم دل عالمی ست
ہر دو جہان اندرو مکیست کہ ہر دم کند عزم تماشاے دل ہو پس ضرور ہی کہ ایسے
خزانے کو چورون اور رہزنون سے بچاوے تاکہ ان نفیس جوہرون کو آفت نہ پہونچے
او کسی دشمن کا اسپر ہاتھ نہ پہونچے پانچوین اصل یہ کہ مین نے اپنے دل مین جو تامل
کیا تو پانچ باتین ایسی دریافت کین جو اور عضوون مین نہین ایک یہ کہ دشمن
اُسی کا ارادہ کرتا ہی اور ہر دم اُسی کی تاک مین ہی وہی الہام اور وسوسے کی جگہ ہی
شیطان اور فرشتہ اُسکو خیر اور شر کی طرف اپنی اپنی باری بلاتے رہتے ہین
دوسری یہ کہ دل کا بکھیڑا بہت ہی اسمین خواہش اور عقل دونون ہین اور دل
دو لشکرون کی لڑائی کی جگہ ہی ایک خواہش نفس مع اپنے لشکر کے دوسری عقل
مع اپنے لشکر کے غرض دل اُنکے جدال و قتال مین رہتا ہی پس ضرور ہی کہ ایسے
خوف کی جگہ مین اسکو بچاوین اور غافل نہون تیسری عوارض اُسکو زیادہ ہین
اسواسطے کہ خواطر تیرون کی بوچھار ہی کہ مینھ کے مانند ہمیشہ دل پر برستے ہین اور
آدمی کو اُنکے روکنے کی قدرت نہین اسلیے کہ دل آنکھ کی طرح دو پلک کے درمیان نہین
کہ جس وقت پلک بند کرے یا کسی اندھیری جگہ مین جا بیٹھے تو آنکھون کی خرابی سے

بچ رہے اور زبان کی طرح بھی نہیں کہ ہونٹوں اور دانتوں کے درمیان ہے جب
چاہے بند کر لیوے بلکہ دل تو خواطر کا نشانہ ہے کہ ہر گز اسکے روکنے پر قدرت نہیں
کسی طرح پر اسکی حفاظت نہیں کر سکتا پھر ان سب کے ساتھ نفس جلدی کرنے والا
خواطر کے پیچھے لگا ہوا ہے اسکا روکنا بڑا دشوار ہے اور بڑی محنت ہے چوتھی یہ کہ دل کی
حفاظت کرنی اسواسطے زیادہ مشکل ہے کہ وہ غائب ہے اکثر کسی بلا میں گرفتار ہو جاتا ہے
اور خبر نہو پانچویں یہ کہ آفتیں اسکی طرف جلد دوڑتی ہیں اور دل کا حال بدلنے میں
بہت تیز ہے یعنی صلاح سے فساد کی طرف اور ایمان سے کفر تک جلد پھر جاتا ہے
خدا اس سے پناہ دے کسی نے کہا ہے کہ دل کی کیفیت کے بدلنے میں ہانڈی کے
ابال سے بھی زیادہ جلدی کرتا ہے اور نعوذ باللہ منہا اگر دل لغزش کرے تو ابتدا
اسکی سیاہی اور خدا کے سوا دوسرے کی طرف رغبت کرنی ہے اور انجام کار کفر کی مہر
اسپر لگ جاتی ہے اور یہ بھی ہے کہ قساوت یعنی سختی دل کی تھوڑی سی بات ہے
اور خدا سے تکبر کرنا اسکا انجام کار ہے دیکھو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَبیٰ وَاستَکبَرَ
وَکَانَ مِنَ الکَافِرِینَ انکار کیا اور تکبر کیا اور تھا کافروں میں سے یعنے تکبر کا بیج
دل میں تھا کفر کا پھل دیا اسی وجہ سے خدائے تعالیٰ کے خاص بندے اپنے

دنون سے ڈرتے اور کانپتے اور روتے رہتے ہین اور تمام عمر اسی مین بتاتے تہی
خداے تعالی انکی تعریف مین فرماتا ہی یَخَافُونَ یَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِیْہِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ
یعنے اُس دن سے ڈرتے ہین جسمین آنکھین اور دل بدل جاوینگے غرض کہ
دل کا کام بہت سخت مہم ہی اور اسکے صلاح کی باتون کی تفصیل بھی بہت ہی
اس مختصر مین اسکی گنجائش نہین **شعر** دیدہ دل ہست بین الاصبعین ٭
چون قلم در دست کاتب ای حسین ٭ دیندار عالمون نے اس باب مین بہت
کتابین تصنیف کی ہین یہان تک کہ قریب ستر کے نیک خصلتین دل کی اور
اسی قدر بری بیان کی ہین جو کوئی دین کے کام کو ضروری جانے اور خواب
غفلت سے بیدار ہو اور خداے تعالی کی درگاہ سے توفیق پاوے اسکو
یہ کام دشوار نہین کہ وہ کتابین ڈھونڈے اور عمل کرے ہم اس کتاب مین
انہین سے چند صفتین ایسی بیان کرینگے جنکے علاج کرنے کے بغیر چارہ نہین اور
وہ شمار مین چار ہین طول امل عجلت حسد کبر اور چار چیزین انکے مقابلے مین
بہتر ہین کوتاہی امل آہستگی کامون مین خیرخواہی خلق تواضع یہ وہ صفتین ہین
جنکے بغیر چارہ نہین اب خبردار ہو کر سنو کہ ہر ایک مین کتنی آفتین ہین
اور چست ہو کر ہر ایک آفت کے دور کرنے کی تدبیر کرو **اول طول امل**
کہ آدمی کو تمام خیر کی چیزون سے روکتی ہی اور شر کی طرف رغبت دلاتی ہی
اور طرح طرح کی بلاؤن اور آفتون مین ڈالتی ہی اور تمام خرابیان اسی سے
نکلتی ہین پس جب آدمی اپنے امل کو طول دے یعنے لمبی آرزوئین جی مین
ٹھانے تو اسمین چار آفتین پیدا ہونگی ایک طاعت کا چھوڑنا اور اسمین

ٹالا کرنی کہ پھر کرونگا ابھی تو بہت دن ہین اسی لیے یحیی ابن معاذ رازی نے
کہا ہی کہ طول امل سب بھلائیون سے الگ کرتی ہی دوسری توبہ کا پیچھا ڈالنا اور اُسمین
سستی کرنی مثلاً یہ سوچنا کہ ابھی کیا ہی ابھی تو بہت دن ہین میری عمر ابھی
تھوڑی ہی آئی ہی اور مجھہ مین توبہ کرنے کی طاقت ہی جب چاہونگا توبہ کرونگا
اور اکثر یون ہو کہ موت آوے اور عمل کی درستی سے پہلے پہچاوے مثلاً
کوئی کہے کہ ضعیفی مین توبہ کرونگا اور جوان ہی مر جاوے اور بڑھاپے کی
نوبت بھی نہ پہونچے تیسری مال کے جمع کا لالچ کرنا اور دنیا مین مشغول ہونا
اور آخرت کی تیاری نہ کرنی مثلاً یہ سوچنا کہ آخر عمر مین مفلسی سے ڈرتا ہون
کہ اس وقت کوئی پیشہ نہ کر سکونگا اور کھانے پینے سے عاجز ہونگا اسلیے
کچھ جمع کر لینا ضرور ہی تا کہ بیماری وغیرہ کی حالت مین میرے کام آوے اور
اسی طرح کی اور باتین دنیا کی رغبت دلاتی ہین اور لالچ کو زیادہ کر دیتی ہین
یہان تک کہ خیال آتا ہی کہ جاڑون مین کیا کھاؤنگا اور گرمیون مین کیا پہنونگا
شاید بڑی عمر ہو اور غیرون کا محتاج ہون بڑھاپے کی احتیاج بہت سخت ہی
چوتھی دل کا سخت ہو جانا اور آخرت کو بھول جانا سو اسواسطے کہ جب امید
دراز ہوئی تو موت اور گور کو کیونکر یاد کریگا اور دل کی صفائی اور نرمی موت
اور گور کے یاد کرنے سے ہوتی ہی یا عذاب ثواب اور آخرت کے احوال یاد کرنے سے

اور جس دل مین ان باتون مین سے کوئی نہو تو صفائی اور نرمی دل کی کہان سے ہو قوله تعالیٰ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْأَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوبُهُمْ یعنی دراز ہوئی انپر مدت پس سخت ہوگئے اُنکے دل اس سے معلوم ہوا کہ اگر آدمی امل دراز کرے تو طاعت تھوڑی ہوگی اور توبہ مین تاخیر ہوگی اور گناہ بہت کریگا اور حرص اور غفلت بہت ہوگی بلکہ اس بات کا بھی ڈر ہے کہ آخرت برباد کرے یہ سب طول امل کی بدولت ہوگا پس اس سے بدتر کونسا عمل ہے اور کون سی آفت اس سے زیادہ ہے اور اگر امل کوتہ کرے اور موت کو قریب جانے اور بھائیون اور دوستون کا حال یاد کرے کہ اُنکو اچانک ایسے وقت موت نے آدبایا کہ گمان بھی نہ تھا شاید تیرا بھی حال ایسا ہی ہو شعر خواب غفلت سے ہو بیدار کہ آئی پیری ٭ نہین مہتاب یہ ہے روشنی صبح رحیل ٭ ایسا ہی غافل خبردار ہوا اور یاد کر کہ جو کچھ عون بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ اکثر شخص جنکو دن بھر کی امید تھی اُنکو رات آنے تک کی نوبت نہ پہونچی اور جو کل کے منتظر رہے اُنھون نے کل کی صورت بھی نہ دیکھی اگر تم موت اور اسکے آنیکا دھیان رکھو تو کبھی طول امل کو بھلا نہ جانو حضرت عیسیٰ بن مریم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہین کہ دنیا مین تین ہی دن ہین ایک وہ جو گذر گیا اُسمین سے تو آدمی کے ہاتھ مین کچھ نہ رہا اور ایک آنے والا اُسکا حال معلوم نہین کہ پاویگا یا نہین تیسرا دن وہ ہے جسمین کہ آدمی موجود ہے وہ البتہ اختیار مین ہے پس جس وقت مین موجود ہے اُسکو غنیمت جانے اور جو نیکی کرنی ہو سو کرے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی ایسا ہی کہا

فرمایا ہی کہ دنیا تین ساعت سے زیادہ نہین ساعت گذشتہ مین سے
بندے کے پاس کچھ نہین رہتا اور آیندہ ساعت کا کچھ حال معلوم نہین کہ ملے
یا نہ ملے تیسری ساعت وہ ہی جسمین موجود ہی پس حقیقت مین دنیا ایک
ساعت سے زیادہ نہین اور ہمارے مرشد نے ان دونون قولون سے بڑھکر
فرمایا ہی کہ دنیا تین سانس ہی ایک دم وہ کہ لے چکا اُسمین تو جو کیا سو کیا
وہ تو اب قابو مین نہین ہی دوسرا دم وہ جو لیگا اُسکا حال معلوم نہین کہ
آوے یا نہین کیونکہ اکثر لوگ ایک سانس سے دوسری تک نہین پہونچے ہین
تیسرا دم وہ جو لے رہا ہی پس حقیقت مین ایک دم سے زیادہ پر اختیار نہین
چاہیے کہ اُسی دم توبہ اور طاعت کرے دوسرے دم تک زندگی کا بھروسا
کیا ہی اور رزق کا سوچ نہ کرنا چاہیے کیونکہ جس زمانے تک رزق کی فکر ہی
شاید جب تک زندہ رہے یا نہ رہے اور کیا نادانی کی بات ہی کہ آدمی ایک
ساعت اور ایک دم کا غم کرے اور دوسرے دم مین چل بسے یاد کرو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے اسامہ رض کے حق مین کیا فرمایا تھا جب کہ اُنھون نے
ایک لونڈی بوعدہ ایک مہینے کے خریدی تھی کہ اُسامہ بڑا دراز امل ہی مجھکو
تعجب نہین آتا اس ایک مہینے کے طول امل سے قسم ہی خدا کی مین نے کوئی
قدم نہین رکھا اس گمان پر کہ دوسرا اُٹھاؤنگا یا نہین اور کوئی لقمہ نہین
اُٹھایا کہ گمان کیا ہو کہ نگلونگا یا نہین شعر حال ہی مجھ ناتوان کی مرغ بسمل کی
تڑپ * ہر قدم پر ہی گمان یان رہ گیا وان رہ گیا * پس اگر کوئی طالب
عبادت اس بیان پر خیال کرے اور دن رات سوچا کرے تو البتہ اُسکی امل

خداے تعالی کی عنایت سے کوتاہ ہو جاوے اور پھر دیکھے کہ اسکا نفس
عبادت مین کیسی جلدی کرتا ہی اور کیا زہد و توبہ مین تعجیل کرتا ہی اور دل
خداے تعالی سے خائف ہوتا ہی اور امیدوار ہوتا ہی کہ آخرت مین بھلائی ملے
یہ سب باتین خدا کے فضل سے ایک ہی خصلت کے سبب ہین اور وہ امل کی
کوتاہی ہی کہتے ہین کہ زرارہ بن ابی اوفی کو بعد مرنے کے خواب مین دیکھا
پوچھا تمھارے نزدیک کون عمل بہتر ہی جواب دیا کہ رضا بقضاے خداے تعالی
اور کوتاہی امل پس خیال کرو اور اپنی تمام کوشش اسی اصل بزرگ مین
صرف کرو کیونکہ یہ دل کی اصلاح کے لیے بہت موثر ہی اور اللہ مددگار ہی
حسد کا بیان جان لو کہ حسد عبادت کا مفسد ہی اور گناہون کا سبب ہی
اور یہ ایسا مرض ہی کہ جسمین عوام اور جاہلون کا تو کیا ذکر ہی بہتیرے عابد
اور عالم گرفتار ہین یہان تک کہ اسکے سبب سے دوزخ مین جاوینگے
چنانچہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چھ آدمی چھ چیزون کے سبب سے
دوزخ مین جاوینگے عرب کے لوگ تعصب اور عداوت کے سبب سے یعنے
ظلم پر اپنی قوم کی مدد کرنے سے اور حاکم ظلم کی وجہ سے اور گانون کے رئیس
تکبر کی جہت سے اور سوداگر دغابازی کے باعث اور روستائی یعنے عوام
جہل کے سبب سے اور عالم حسد کی جہت سے پس جو بلا کہ عالمون کو دوزخ مین
ڈالے اس سے بچنا واجب ہی اور یہ ایسی بلا ہی کہ اسکی بدولت پانچ خرابیان
پیدا ہوتی ایک خرابی عبادتون کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی
کہ حسد نیکیون کو اس طرح کھا لیتی ہی جیسے آگ لکڑی کو دوسرے برے کام

سرزد ہونے جیسے وہب نے کہا کہ حاسد کی تین علامتین ہین حاضر ہو تو
خوشامد کرے اور غائب ہو تو غیبت کرے اور مصیبت مین دیکھے تو خوش ہو
علاوہ ازین خدائے تعالیٰ کا حکم کرنا حاسد کے شر سے پناہ مانگنے کے لیے
حسد کی مذمت مین کافی ہے جیسا کہ فرمایا وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ یعنی
حسد کرنے والے کی برائی سے جسوقت حسد کرے جس طرح شیطان اور
ساحر کے شر سے پناہ مانگنے کا حکم فرمایا ہے اسی طرح حاسد سے پناہ مانگنے کا
حکم کیا تیسری خرابی بیفائدہ کا غم واندوہ مع بوجھ گناہ کے جیسا ابن سماک نے
کہا کہ کوئی ظالم کسی مظلوم کی صورت پر مین نے نہین دیکھا سوا حاسد کے
کہ وہ اپنی بیعقلی سے برابر غم اور مصیبت مین ہے سچ ہے شعر حاسد کو ایک دم
نہین صحت جہان مین ہے رنج حسد ہی جان ہے جب تک کہ جہان مین ہے چوتھی دل کا
اندھا ہونا یہان تک کہ خدائے تعالیٰ کے حکمون کو سمجھ نہ سکے سفیان ثوری رح نے
فرمایا ہے کہ خاموشی بہت کرنی چاہیے تا کہ تقوی ہاتھ آوے اور دنیا کی حرص
نہ کرنی چاہیے کہ جو بات سنے وہ یاد رہے اور کسی کو طعنہ نہ دینا چاہیے تا کہ
لوگون کی زبان سے چھٹی ہو اور کسی پر حسد نہ کرو تا کہ جلد سمجھنے لگو پانچوین
محرومی اور رسوائی کہ حاسد نہ کسی مراد پر غالب آوے اور نہ دشمن پر اسکے
کوئی مدد کرے جیسا کہ حاتم اصم رح نے فرمایا ہے جس کسی کو کینہ ہو وہ بے دین ہے
اور جو کوئی غیبت کرے وہ عابد نہین اور جو کوئی چغلی کھاوے وہ امانت دار
نہین اور جو کوئی حسد کرے اسکی کوئی مدد نہین کرتا اور سچ تو یہ ہے حاسد کی
کیونکر مراد حاصل ہو کیونکہ اسکی غرض تو یہ ہوتی ہے کہ خدا کی نعمت ایک مرد

مسلمان سے زائل ہو جاوے اور دشمنون پر اُسکو کس طرح مدد دیوین آسکے
دشمن تو مسلمان خدا کے بندے ہین ابو یعقوب رح نے کہا ہے کہ ای خدا ہمکو
صبر دے اسپر کہ تیری نعمتین پوری ہون تیرے بندون پر اور اُنکے احوال
نیک ہون اور یہ تو معلوم ہو چکا ہے کہ حسد ایسی بیماری ہے کہ طاعتون کو تباہ
کرے اور گناہون کی خرابی زیادہ کرے اور بدن کے آرام سے روک رکھے
اور روشنی دل کو زائل کر دے اور دشمنون پر فتح پانے اور کسی مراد کے
حاصل ہونے سے محروم کرے پس کونسا درد اس سے زیادہ دردناک ہے ایسے ہی
آدمی کو لازم ہے کہ نفس کا علاج کرے اور اُسکو اس درد سے بچاوے شعر

عقبۂ زین صعب تر در راہ نیست ٭ ای خنک آنکس حسد ہمراہ نیست ٭

عجلت کا بیان عجلت ایسی خصلت ہے کہ تمام مقصدون کو خراب
کر دیتی ہے اور لوگون کو گناہون مین گرفتار کر دیتی ہے اس خصلت مین
چار آفتین ہین ایک یہ کہ عابد کسی عبادت مین کسی درجے کا طالب ہوتا ہے
اور اُسمین کوشش کیا کرتا ہے اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اُسکے ملنے مین جلدی
کرتا ہے حالانکہ ابھی اُسکا وقت نہین ہوتا آخر عجلت کے سبب سے نومید
ہو کر عبادت کو چھوڑ دیتا ہے اور اس سبب سے اس رتبے سے محروم رہتا ہے
اور یا اُسکے حاصل کرنے مین اسقدر مبالغہ اور مجاہدہ کریگا کہ اسی عجلت کے

سبب سے تھک رہیگا پس عجلت مین افراط و تفریط یعنی زیادتی و کمی دونون بری ہین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارا دین محکم ہے اسمین نرمی اور آہستگی کے ساتھ آؤ اور مثل ہے دوڑ چلے نہ اکھڑ پڑے دوسرے یہ کہ اگر عابد کو کوئی حاجت پیش آوے اور خداے تعالی سے بہت کوشش کے ساتھ دعا مانگے اور قبولیت مین جلدی کرے اور وقت سے پہلے بناوے اس سبب سے اسکی رغبت کم ہو اور دعا کو ترک کرکے غرض سے محروم رہ جاوے تیسرے یہ کہ کوئی اسپر ظلم کرے اور وہ بد دعا کرنے مین جلدی کرے یہان تک کہ کوئی مسلمان اسکی بد دعا سے ہلاک ہو جاوے اور اکثر بد دعا کرنے مین حد سے گذر جاوے اور یہ خود گناہ ہے چوتھے یہ کہ عبادت کی اصل تقوی ہے اور تقوی کی اصل چیزون کو احتیاط سے دیکھنا ہے پس جو کوئی کہ کامون مین جلدی کرے وہ کھانے اور پینے اور لباس اور کلام اور ہر کام مین تامل اور غور نہ کریگا اسلیے جلد گمراہی مین گرفتار ہوگا اور لغزش مین پڑیگا خلاصہ یہ کہ شعر صبوری کند ہر کرا دین بود * کہ تعجیل کار شیاطین بود * کبر کا

بیان اس خصلت کو مہلک کہتے ہین کیونکہ خداے تعالے فرماتا ہے اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ یعنی نافرمانی کی اور تکبر کیا اور کافرون کے گروہ سے ہوگیا پس معلوم ہوا کہ یہ خصلت اور خصلتون کی طرح نہین ہے جسکا نقصان ظاہر کے اعمال مین ہو بلکہ اس خصلت مین اصل ایمان کا نقصان ہے نعوذ باللہ منہا اگر مستحکم ہو اور غالب آجاوے تو قابل علاج نرہے اور سب سے کمتر جو آفتین اس خصلت مین پیدا ہوتی ہین چار ہین

ایک محروم رہنا حق سے اور دل کا اندھا ہونا خداے تعالی کی نشانیون کی
پہچان سے اور اُسکے حکمون کی سمجھ سے جیسا خداے تعالے فرماتا ہی
سَاَصْرِفُ عَنْ اٰیَاتِیَ الَّذِیْنَ یَتَکَبَّرُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ یعنی ہٹا دونگا مین
اپنی آیتون سے اُن لوگون کو جنھون نے ناحق زمین پر تکبر کیا دوسری
غصہ اور بغض خداے تعالے کا جیسا فرمایا اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْتَکْبِرِیْنَ
یعنے خداے تعالی تکبر والون کو دوست نہین رکھتا ہی روایت کرتے ہین
کہ موسیٰ نے فرمایا کہ اے رب بڑا دشمن خلقت مین تیرے نزدیک کون ہی
ارشاد ہوا کہ جس کسی کے دل مین تکبر ہو اور سخت زبان ہو اور حق سے
آنکھ بند ہو اور ہاتھ کا بخیل ہو اور بدخلق ہو تیسری ذلت اور عذاب
دنیا مین حاتم اصم رح نے کہا کہ تین حال مین مرنے سے بچنا چاہیے تکبر اور
حرص اور اترانے مین اسواسطے کہ تکبر والا جب تک ذلیلون کے ہاتھ
سے ذلت نہ اٹھائیگا دنیا سے نہ اٹھیگا شعر تکبر عزازیل را خوار کرد
بزندان لعنت گرفتار کرد اور لالچی جب تک کہ ایک روٹی کے ٹکڑے
اور پانی کے گھونٹ کا محتاج نہوگا نہین مریگا اور اترانے والا جب تک
اپنے پاخانہ اور پیشاب مین آلودہ نہوگا مرنے کا نہین چوتھے آخرت کا
عذاب اور دوزخ کی آگ جیسا بیان کرتے ہین کہ خداے تعالی نے
فرمایا ہی کہ بزرگی میری چادر اور بڑائی میرا تہ بند ہی جو کوئی انمین مجھ سے
جھگڑے اسکو دوزخ کی آگ مین ڈالونگا پس جو خصلت کہ احکام حق کی
معرفت اور آیات الٰہی کے دھیان اور فہم کو مانع ہو جو کہ اصل کار ہی اُسکا

حاصل سواے غصہ خداے تعالی اور ذلت دنیا اور آگ آخرت کے کیا ہوگا عاقل کو سنجا ہیے کہ اس سے غافل رہے اور اپنے نفس کو اس سے دور کرے درست نہ کرے یہ تھوڑی سی آفتین ان چار خصلتون کی ہین جو ہمنے بیان کین جب ان خصلتون مین اتنی آفتین ہین اور اُنسے حفاظت بھی ضروری ہے پس لازم ہے کہ ہر ایک کی تعریف اور حقیقت کو جانین اور اُنسے طریق نگاہداشت ہر ایک کا پہچانین پس اس باب مین ہر ایک مین بہت بہت باتین ہین کتاب احیاء العلوم مین ہمنے بہت کچھ لکھا ہے اور اس جگہ چار فصلون مین وہ باتین لکھتے ہین جنکے جانے بدون چارہ نہین

پہلی فصل امل کے بیان مین ہمارے اکثر علمانے بیان کیا ہے کہ امل کے معنی بھروسا کرنا زندگی پر آیندہ کو یقینا اور کوتاہی امل کے معنی یقینی بھروسا نہ کرنا بلکہ بقید مشیت خداے تعالی خواہ اُسکے علم اور ارادے کے یا بشرط خیر اور صلاح کے بھروسا کرنا پس اگر اپنی زندگی کو آیندہ کے لیے حکمی اور یقینی جانے مثلاً یون سمجھے کہ مین دوسرے دن یا دوسری ساعت یا دوسرے دم تک بیشک زندہ رہونگا تو امل اُنمین داخل ہوگا اسواسطے کہ یہ حکم غیب پر ہے اور اگر خدا کی مرضی کی قید کرے یعنے کہے کہ اگر خدا چاہے تو مین کل تک جیونگا یا خدا کے حکم سے یہ کام اس طرح ہوگا یا بشرط خیر یون ہوگا تو کوتاہ امل مین داخل ہوگا اس سبب سے کہ اپنے ارادے کو خدا کے حکم اور ارادے کے ساتھ معلق کیا ہے اور ایسا ہی چاہیے کہ بشرط مرضی الٰہی یا حکم خداوندی یا بشرط

خیر وصلاح اپنی زندگی کا ذکر کیا کرے اور اس سے غرض یاد کرنا دل کا ہے
نہ زبان کا اور مقصود دل کا اسپر ثابت رکھنا اب جاننا چاہیے کہ امل دو
طرح پر ہے ایک امل خاص لوگون کی دوسری امل عام لوگون کی امل عوام کی
یہ ہے کہ دنیا جمع کرنے اور اسکے فائدہ اُٹھانے کو زندگی اور بقا چاہیے اور
یہ محض گناہ ہے اور کوتاہی امل اسکے برخلاف ہے اور امل خواص یہ ہے کہ زندگی کی
خواہش عمل خیر کے پورا کرنے کے لیے ہو جس عمل مین کہ صلاح یقینی نہین
اسواسطے کہ ایسا اکثر ہوتا ہے کہ وہ عمل بذات خود خیر ہے مگر اس بندے کے لیے
خیر نہین اور اسکے سبب سے وہ شاید آفت مین پڑجائے جب یہ ٹھہری
تو بندے کو لائق نہین کہ جب کوئی نماز یا روزہ شروع کرے تو کہے کہ مین
اسکو پورا ہی کرونگا کیونکہ یہ غیب کی بات ہے اور خواہش یہ بھی نہ کرے
کہ مین اسکو پورا ہی کرون اسواسطے کہ شاید اسکی بھلائی اسمین نہو بلکہ
چاہیے کہ عمل کی خواہش بشرط خیر و مشیت الٰہی کرے تاکہ امل کے عیب سے
چھٹی پاوے جیسا خداے تعالیٰ نے اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو فرمایا ہے
وَلَا تَقُولَنَّ لِشَيْءٍ إِنِّي فَاعِلٌ ذَٰلِكَ غَدًا إِلَّا أَن يَشَاءَ اللَّهُ یعنی مت کہ کسی چیز کو کہ
مین البتہ کل اسکو کرونگا مگر یہ کہ خدا چاہے اور برخلاف اس امل خاص کے
نیک نیت ہے اور نیک نیت کو مجازاً امل کی ضد بولتے ہین کیونکہ نیک نیت والا
امل سے بچ رہتا ہے اور نیک نیت کے معنی ارادہ عمل کا یقیناً ابتدا مین کرے
اور اسکے تمام کرنے مین مشیت ایزدی بیان کرے اور خداے تعالے کو
سونپے اور ابتدا مین یقینی ارادہ کرنا اور تمام کرنے مین خدا کو سونپنا اور

بیان عوائق کی گھاٹی سی

... ثنا کرنا اسی سبب سے فرق ہے کہ استیما ... کچھ ڈر نہیں اور اتمام مین ...

... ہے ... معمول کا ... نہیں معلوم ... پہنچیگا یا نہیں دوسرا

... خبر نہیں کہ اسمین اسکی بھلائی ہے یا نہیں اول ڈر کے سبب

... نیت چاہنی ضروری ہے اور دوسرے ڈر کے واسطے اسکو سونپنا

... ہے اور عمل کو تباہ کرنے کا عمدہ علاج موت کا یاد کرنا ہے اور سب سے بڑھ کر

علاج مرگ مفاجات کا یاد کرنا ہے جسمین آدمی جھٹ پٹ اچانک مر جاتا ہے

دوسری اصل حسد کے بیان مین حسد کے معنی یہ ہین کہ کسی

مسلمان کی نعمت کو جسمین اسکی بہتری ہے یہ چاہنا کہ اسکے پاس سے جاتی رہے

... جسکا یہ ارادہ نہو کہ اسکی نعمت زائل ہو جاوے بلکہ یہ چاہے کہ جیسی

اسکے پاس ہے ویسی ہی میرے پاس بھی ہو اسکو حسد نہیں کہتے ہین بلکہ

غبطہ بولتے ہین یعنی چاو اور یہ جائز ہے اور حسد کے برخلاف نصیحت ہے یعنی

خیرخواہی اور وہ یہ ہے کہ مسلمان کے لیے ایسی نعمت کے رہنے کی خواہش کرے

جسمین اسکی بھلائی ہو پس اگر کوئی پوچھے کہ ہم کیونکر جانین کہ اسمین بھلائی ہے

ہمارے مرشد رح نے فرمایا ہے کہ آہستگی اور توقف مین یہ فرق ہے کہ
توقف کسی کام مین مصروف ہونے سے پہلے ہوتا ہے جب تک کہ
اُس کام کے ہونیکا وقت بخوبی آجاوے اور آہستگی اُن کامون مین
مصروف ہونے کے بعد جس سے ہر ایک حصہ اُسکا بخوبی ادا ہو جاوے
اور تدبیر آہستگی کی یہ ہے کہ جو خطرے ہر کام مین جلدی کرنے سے
پیدا ہوتے ہین اُنکا دھیان کرے اور جو خوبیان آہستگی برتنے سے
ہر کام مین پیش آتی ہین اُنکو خیال کرے اور اس طرح کی باتون کے
خیال کرنے سے آدمی کو تامل اور توقف کا حوصلہ ہو جاتا ہے اور تعجیل سے
ان کامون مین رُک جاتا ہے

چوتھی فصل کبر کے بیان مین

کبر ایک خطرہ ہے کہ آدمی کے دل مین اپنی بڑائی اور عظمت اور غیرون کو
خوار سمجھنے کا آیا کرتا ہے اور تکبر کرنا اُسکا تابع ہے اور ایک خطرہ ہے جسے ضعت
یعنی فروتنی کہتے ہین کہ جس سے آدمی اپنے نفس کو کم کرے اور خوار جانے
اور اُسکے تابع تواضع ہے عوام اور خواص کی تواضع اور تکبر جدا جدا ہے عام
لوگون کی تواضع یہ ہے کہ کمتر لباس پہننا اور کھانا اور گھر اور سواری بھی
ایسی ہی رکھنا اور تکبر اُنکا یہ ہے کہ بہتر لباس ہو اور کھانا اور گھر اور سواری

عمدہ ہو بلکہ ہر مطلب بہتر سے بہتر طلب کرے اور خاص لوگون کی تواضع
قبول کرنا حق بات کا ہی جس کسی سے ہو خواہ چھوٹا ہو یا بڑا وضیع ہو یا شریف
اور خاصون کا تکبر یہ ہی کہ حق بات نہ سنے اور یہ بڑا سخت گناہ ہی اور علاج
عام لوگون کی تواضع کا یہ ہی کہ اپنے حال کو اور درمیان کے اور آخر کے حال کو
سوچ کر دیکھے کہ اول مین تو وہ ایک پانی ناپاک تھا اور درمیان مین اپنے
اندر نجاست کو اٹھائے پھرتا ہی اور آخر کو ایک سڑا ہوا مردار ہو جائیگا اور
علاج تواضع خواص کا یہ ہی کہ عذاب خداے عزوجل کا اُن لوگون کو جو حق
چھوڑ دین اور باطل مین مصروف ہووین یاد کرنا چاہیئے

بیان حفاظت شکم کی

حفاظت شکم کی اور اُسکی اصلاح لازم ہی اور درستی شکم کی دشوار ہی
اور سالک کے لیے بہت بڑی مہم ہی اور اُسکا ضرر بہت ہی اور اثر قوی ہی
اسواسطے کہ پیٹ سب گناہون کا چشمہ اور کھان ہی سب اعضا مین
قوت اور ضعف اور عصمت اور معصیت شکم ہی سے پیدا ہوتی ہی پس
اگر ہمت عبادت کی ہو تو لازم ہی کہ شکم کی حفاظت کرے اول حرام اور
شبہ حرام سے اور پھر فضول حلال سے اور بچنا حرام اور شبہ حرام سے
تین چیزون کے سبب سے ضرور ہی اول یہ کہ خداے تعالی نے فرمایا ہی
اَلَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰی ظُلْمًا اِنَّمَا یَاْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِہِمْ
نَارًا وَسَیَصْلَوْنَ سَعِیْرًا یعنے جو لوگ کہ یتیمون کا مال ظلم سے کھاتے ہین
وہ حقیقت مین اپنے پیٹ مین آگ کھاتے ہین اور آخر کار دوزخ مین
جاوینگے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو گوشت حرام سے

پیدا ہوا اُسکے لیے آگ سب سے بہتر ہی دوسرے یہ کہ حرام یا شبہ کا کھانے والا
درگاہ خدا سے نکالا ہوا ہی اُسکو عبادت کی توفیق حاصل نہین ہوتی کیونکہ وہ خدا ے
تعالی کی درگاہ کے لائق نہین جب تک کہ پاک نہو مین کہتا ہون کہ جب اللہ
تعالی نے حالت جنابت مین مسجد مین آنے سے منع فرمایا ہو اور بے وضو قرآن
شریف کو چھونے سے روکا ہو حالانکہ یہ دونون امر مباح سے ہوا کرتے ہین
تو جو شخص حرام اور شبہ کی نجاست مین غرق ہوگا اُسکو کیونکر اپنی بارگاہ مین
بار لیویگا اور جو زبان کہ حرام یا شبہ سے آلودہ ہو اُسکو خدا ے تعالی کے
ذکر کی توفیق کیونکر ہوگی یحیی بن معاذ رازی رح نے فرمایا ہی کہ عبادت
خدا ے تعالی کی خزانے کے اندر ہی اُس دروازے کی کنجی دعا ہی اور دندانے
کنجی کے حلال کھانا ہی پس جس کنجی کے دندانے نہون وہ دروازہ نہین
کھول سکتی اور بے دروازہ کے کھولے خزانے کے اندر سے عبادت کا ہاتھ آنا
دشوار ہی تیسرے یہ کہ حرام اور شبہ کا کھانے والا نیک کامون سے محروم
رہتا ہی اور اگر اتفاقاً کوئی نیکی کرے تو قبول نہین ہوتی بلکہ اُلٹی اُسی کے
سر ماری جاتی ہی پس ایسے فعل سے محنت کے سوا کچھ حاصل نہین چنانچہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ بہت ایسے شب بیدار ہین جنکو
جاگنے کے سوا کچھ فائدہ نہین اور بہت ایسے روزہ دار ہین جنکو بھوک
پیاس کے سوا کچھ حاصل نہین اور ابن عباس رض نے فرمایا ہی کہ جسکے پیٹ مین
حرام کا کھانا ہو اللہ تعالے اُسکی نماز نہین قبول فرماتا یہ حرام کا حال ہی
اب فضول حلال کو معلوم کرو کہ فضول حلال عابدون کے لیے

آفت ہے اور عبادت کرنے والوں کے واسطے بلا اور ہم نے فضول
حلال کھانے کی بابت میں فکر کیا تو دس آفتیں ایسی پائیں کہ
جو عبادت کی خرابی ہیں اول ان میں پہلی یہ کہ زیادہ کھانے سے
دل سخت ہو جاتا ہے اور نور اسکا زائل ہو جاتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا ہے کہ دلون کو زیادہ کھانے پینے سے مت مار ڈالو کیونکہ دل
مثال زراعت کے ہے اور کھیتی زیادہ پانی سے بگڑ جاتی ہے **شعر**
اندرون از طعام خالی دار ۔ تا درو نور معرفت بینی ۔ دوسری یہ
بہت کھانا سب اعضاؤن کے لیے خرابی لاتا ہے جب آدمی کا پیٹ بھر جاوے
تو اسکی آنکھون کو واہیات دیکھنے کی آرزو ہوگی اور کانون کو فضول
سننے کی خواہش ہوگی اور زبان کو بیہودہ بکنے کی طاقت ہوگی اسی طرح
ہاتھ پاؤن شرمگاہ وغیرہ کا حال ہوگا اور اگر بھوکا رہے تو سب عضو
تھکنے سے کھڑے رہینگے اوستاد ابوجعفر رحمہ نے فرمایا ہے کہ شکم
ایسا عضو ہے کہ اگر بھوکا رہے تو سب عضو گناہ کی طرف سے سیر رہیں اور اگر یہ
بھر جاوے تو سب عضو گناہ کے بھوکے رہیں غرض یہ کہ سب قول اور فعل
آدمی کے اسکے کھانے اور پینے کے موافق ہوتے ہیں اگر آدمی کے پیٹ میں حرام
کھانا ہوگا تو قول اور فعل حرام پیدا ہونگے اور اگر کھانا فضول حلال کھاویگا تو قول

اور جنس سے ... پینا اور سونگہنا گویا کہ کھانا سب اقوال وافعال کا تخم ہوا اور اقوال
اور افعال اسکے پودے ہیں جو اسمیں سے نکلتے ہیں تیسری یہ کہ بہت کھانے سے
سمجھ اور ... کم ہو جاتی ہے کیونکہ پیٹ بھرنے کے سبب سے زیرکی جاتی رہتی ہے
شیخ سعدی فرماتے ہیں **شعر** تہی از حکمتی بعلت آن * کہ پری از طعام
تا بینی * ابو سلیمان دارانی رضہ نے فرمایا ہے کہ اگر دین دنیا کے کسی کام میں مصروف
ہونا چاہتے ہو تو کھانا مت کھاؤ جب تک اس کام کو انجام نہ کرلو کیونکہ
کھانے سے عقل زائل ہو جاتی ہے اور حقیقت میں بھی ایسا ہی ہے جیسا انھون نے
فرمایا ہے جسنے آزمایا ہو وہ اسکا حال خوب جانتا ہے چوتھی یہ کہ بہت کھانے سے
عبادت بھی کم ہوتی ہے اسواسطے کہ جب آدمی بہت کھا دیگا تو تمام بدن سست
ہو جاویگا اور نیند غلبہ کریگی پھر کتنی ہی کوشش عبادت میں کرے ہرگز
نہ کرسکیگا نیند میں مردے کے مانند پڑا رہیگا اور کبھی اتفاقاً عبادت کی بھی
تو حلاوت اور لذت حاصل نہوگی کسی بزرگ نے کہا ہے جس وقت آدمی کا
پیٹ بھرے تو آپکو اپاہج جانے حضرت یحیی علیہ السلام نے شیطان کو دیکھا کہ
اسکے ہاتھ میں پھندے ہیں انھون نے پوچھا کہ یہ کیا چیز ہے شیطان نے کہا
کہ یہ شہوتون کے پھندے ہیں جنکے سبب سے میں آدمیون کا شکار کرتا ہون
حضرت یحیی نے فرمایا کہ انمین کوئی ایسا پھندا بھی ہے جس سے مجکو پھنسایا ہو
اسنے کہا نہیں مگر ایک رات تم زیادہ کھا کر سست ہو گئے تھے اسوقت
مین نے نماز سے روک رکھا تھا حضرت یحیی علیہ السلام نے فرمایا کہ اب ہرگز پیٹ بھر
کے نہ کھاؤنگا شیطان نے کہا کہ میں بھی اب کبھی سچ نہ کہونگا اور کسیکو نصیحت کی

بات ہو گی کہ [illegible] انکا حال ہے جنہون نے تمام عمر مین ایک رات زیادہ کھایا تھا
پس انکا کیا حال ہوگا جو تمام عمر مین ایک رات بھوکا نہ رہ سکین اور عبادت
کرنے کی شیرینی نہ چکھین سفیان ثوری رح نے فرمایا ہے کہ عبادت ایک پیشہ ہے
اور اسکی دکان گوشہ اور اسکا اوزار بھوک پانچوین یہ کہ بہت سے کھانے سے
حلاوت عبادت کی جاتی رہتی ہے ابوبکر نے فرمایا ہے کہ جسدن سے مین
مسلمان ہوا ہون پیٹ بھرکر کھانا نہین کھایا تاکہ عبادت کی حلاوت
حاصل ہو اور اپنے پروردگار کے شوق کے سبب سے پانی سیر ہوکر نہین پیا
اور ابو سلیمان دارانی رح نے فرمایا کہ میرے نزدیک عبادت با حلاوت
اسوقت ہے کہ میرا پیٹ پیٹھ سے ملا ہوا ہو چھٹے بہت کھانے سے حرام اور
شبہ کی چیز کا شمار ہونیکا ڈر ہے اسواسطے کہ حدیث شریف مین آیا ہے حلال
قوت سے زیادہ حاصل نہین ہوتا اور حرام بہت ملتا ہے ساتوین یہ کہ بہت
کھانے سے دل اور تن کا مشغول رہنا ہے پہلے تو حاصل کرنے مین بعدہ
تیار کرنے مین بعدہ اسکے کھانے مین بعد اسکے پچانے مین آٹھوین یہ کہ
سکرات موت کی سختی زندگی کی لذت کے موافق ہوتی ہے جسکو زندگی مین
مزہ بہت حاصل ہوگا اسپر موت کی سختی بہت آویگی نوین یہ کہ کھانے کی

زیادتی سے ثواب کا نقصان ہے یعنے بہت کھانے سے آخرت مین ثواب کم ہوجاتا ہے جیسا کہ خدا تعالی ارشاد فرماتا ہے اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِي حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا فَالْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَفْسُقُوْنَ

یعنے تمنے اپنی آرزوؤن کو دنیا مین پورا کیا اور اُنسے نفع اُٹھایا اس سبب سے سخت عذاب کا بدلا پاؤگے کیونکہ تم زمین مین ناحق کے تکبر کرتے تھے اور تم نافرمانی کیا کرتے تھے اسی وجہ سے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دنیا کو پیش کیا اور فرمایا کہ اس شرط سے قبول کرو کہ آخرت مین نقصان نہ آوے لیکن آپ نے تب بھی فقر کو اختیار کیا یہ بات اور لوگون کو بڑی دلیل ہے کہ دنیا کے سبب سے آخرت مین نقصان ہوتا ہے حضرت عمرؓ کا حال بیان کرتے ہین کہ ایکدفعہ پیاس کے وقت پانی طلب کیا ایک شخص نے اپنے برتن مین سے پانی دیا کہ جسمین شہد کے بھگو رکھے تھے جب حضرت عمرؓ نے پانی پیا تو میٹھا اور ٹھنڈا پایا اسی وقت منہ مین سے الگ کیا اور آہ کھینچی اس شخص نے کہا کہ پانی تو میٹھا اور سرد ہے حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اسی سبب سے مین نے نہین پیا ای شکیبت اگر مجھکو آخرت کا ڈر نہوتا تو مین بھی تمہارے کھانے پینے مین شریک ہوتا دوسرے یہ کہ بہت کھانے کے سبب قیامت مین حساب دینا اور ملامت سننا اور رُکا رہنا اور عتاب الٰہی سننا ہوگا اس سبب سے کہ فضول حلال اور خواہشون کی طلب مین ادب کا لحاظ نہ رکھا کیونکہ دنیا کے حلال حاصل کرنے مین حساب ہوتا ہے

اور یہودیوں سے قرض لیا ہے حالانکہ یہودیوں کے حق میں خدا تعالیٰ نے
فرمایا ہے اَکّٰالُوْنَ لِلسُّحْتِ یعنے وہ بہت کھاتے ہیں حرام یعنی خاص حرام
کھانے والے ہیں اور یہ بھی دلیل لاتے ہیں کہ بعض صحابہ نے ظالم بادشاہوں کا
زمانہ دیکھا ہے اور اُسوقت میں اُنکا صلہ لیا ہے جیسا حضرت ابوہریرہؓ
اور حضرت ابن عمرؓ اور حضرت ابن عباسؓ نے اور بعضے کہتے ہیں کہ بادشاہوں کا
دیا ہو کسی غنی فقیر کو لینا درست نہیں اسواسطے کہ وہ ظالم ہیں اور اکثر
اُنکا مال ظلم اور حرام کا ہے اور حکم اکثر پر ہے اُنکے مال سے بچنا ضروری ہے اور
بعض متاخرین نے کہا ہے کہ جسکا حال یقینی معلوم نہیں اُسکا لینا فقیر کو
جائز ہے غنی کو درست نہیں البتہ اگر فقیر کو بھی یقینی معلوم ہو کہ یہ مال غصب کا
ہے تو اُسکو بھی لینا درست نہیں اور اگر لیکر مالک مال کو دیوے تو جائز ہے
اور فقیر کو بادشاہوں سے لینے میں کچھ حرج نہیں اسواسطے کہ اگر وہ بادشاہ کا
مال ہے تو مالک کے ہاتھ سے فقیر کو ملا اور اگر مال غنیمت یا عشر یا خراج ہے تو
اُسمیں فقیر کا حق ہے اور اسی طرح عالم کو بھی جائز ہے حضرت علی ابن ابی طالبؓ نے
فرمایا ہے کہ جو شخص اپنی خواہش سے مسلمان ہو اور ظاہر میں قرآن پڑھے
مسلمانوں کے بیت المال میں اُسکا حق دوسو درہم سالانہ ہے اور بعضی روایت میں
دوسو دینار سالانہ ہیں اگر دنیا میں نہ ملیگا تو آخرت میں پاویگا جب یہ حال ہے
تو گویا فقیر اور عالم اپنا حق ہی لیتے ہیں اور حق کے لینے میں کچھ حرج نہیں ہے
اور یہ ایسے مسئلے ہیں کہ انمیں بغیر بہت سی تلاش اور تحقیق کے فتویٰ نہیں ہوسکتا
اور تحقیق میں مطلب رہ جائیگا اور اگر کسی کو ان مسائل میں کمال تحقیق حاصل کرنا

منظور ہو تو کتاب احیاء العلوم مین کتاب حلال اور حرام کے بیان کو
دیکھنا چاہیے رہی یہ بات کہ بازاری لوگ یا بہائی برادر کچھ ہدیہ بھیجین تو
کیا کرنا چاہیے کیونکہ بازاریون کا حال جھوٹ بولنے اور معاملات کے باب مین
بے پروائی کرنے کا معلوم ہی تو اسکا جواب یہ ہی کہ جب کسی شخص کا ظاہر درست
اور نیک ہو تو اسکا ہدیہ لے لینے مین مضائقہ نہین اور زیادہ تلاش کرنی
اور یہ کہنا کہ زمانہ خراب ہی واجب نہین کیونکہ یہ مسلمان پر بدگمانی کرنی ہی
اور ہمکو نیک گمان کرنے کا حکم ہی اور اصل اس باب مین یہ ہی کہ یہان دو چیزین
ہین ایک حکم شرع اور اسکا ظاہر دوسرے حکم تقوی اور اسکا حق شرع کا حکم
ہی کہ جب آدمی کو کوئی چیز دیوے جو بظاہر نیک ہی تو اسکو لے لے اور یہ نہ پوچھے
کہ یہ کیسی ہی اور کہان سے آئی ہی جب تک اسکو یقینًا نہ معلوم ہو کہ یہ چیز
چھینی ہوئی ہی یا کہ حرام ہی اور تقوی کا حکم یہ ہی کہ کسی سے کچھ نہ لیوے
جب تک اسکو خوب دریافت نہ کرلے جب معلوم ہو جاوے کہ اسمین کچھ
شبہ نہین تو لیوے اور نہین تو پھیر دیوے مصنف رح نے اربعین مین
کہا ہی یہان ایک باریک دقیقہ ہی جس سے اہل ورع غافل ہین وہ یہ ہی
کہ جب کوئی نیا آدمی جسکا حال معلوم نہو کوئی چیز دیوے اگر تو اب اس سے
پوچھے کہ کہان سے لایا ہی تو وہ رنجیدہ ہوگا اور بدگمانی ہوگی اور یہ دونون
حرام ہین اور اگر کسی دوسرے سے تحقیق کریگا تو یہ بدگمانی اور مسلمان کے
عیب کا ڈھونڈھنا ہی اور یہ بھی حرام ہی اور ترک ورع کا حرام نہین ایسی جگہ
اگر کسی لطیف طرح سے بچا جائے تو بچے اور نہین تو قبول کرلے اور کہا ہے

۱۰۹
اور تقوی جس ... ہونے کا اور شبہ حرام ہونے کا ہو افضل ہے

سو واسطے کہ دل خوش کرنا کسی مسلمان کا ایک جائز بات ہین اس ورع سے
افضل ہی بیان کرتے ہین کہ ابوبکر صدیق کا ایک غلام اُنکے واسطے دودھ لایا
جب پی لیا تو غلام نے کہا کہ اگر آپ کے پاس اس سے پہلے کچھ لیکر آتا تھا
تو آپ اُسکا حال مجھسے پوچھتے تھے یہ کیا بات ہی کہ دودھ کا حال مجھسے نہ پوچھا
حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا کہ اسکا حال کس طرح پر ہی غلام نے کہا کہ
مین نے ایک قوم کے لیے زمانۂ جاہلیت کے منتر پڑھے تھے اُسکے بدلے
مین مجکو یہ دودھ ملا تھا حضرت ابوبکر صدیق رضہ نے یہ سُنکر گلے مین اُنگلی
ڈالی اور سب قی کردیا اور فرمایا کہ یارب اتنی بات میرے اختیار مین تھی جو
کچھ گوشت پوست مین پیوست ہوگیا ہی اُسکو تو کافی ہی لیکن اس بیان سے
ایسا نہ سمجھنا چاہیے کہ شاید تقوی شرع کے مخالف ہی کیونکہ شریعت آسانی ہی
ہی اور تقوی دشواری جیسا کہا ہی کہ تقوی متقی پر توشے کے عقاب سے بھی
زیادہ تنگ ہی باوجود اسکے تقوی شریعت کے مخالف نہین ہی بلکہ دونون کی
ایک اصل ہی اسواسطے کہ شریعت کے دو حکم ہین ایک جواز دوسرا افضل جوازکو
شرع بولتے ہین اور افضل کو تقوی کہتے ہین حقیقت مین یہ دونون ایک ہی ہین
اگرچہ ظاہر مین ایک دوسرے کے مخالف ہی اب اگر کوئی کہے کہ جب مین
سب کامون مین بہت احتیاط اور تلاش کرونگا تو سب کام ایکبارہی
مجھپر دشوار ہو جاوینگے اور اس زمانے مین موافق قوت کے بھی حلال
روزی حاصل نہوگی تو اُسکا جواب یہ ہی کہ تقوی کا طریقہ بہت دشوار ہی
جو کوئی تقوی کرنا چاہیے تو سختیون کی برداشت کرنے پر چھاتی ٹھوک لے

نہین تو تقویٰ ہرگز میسر نہوگا اسی وجہ سے بہت سے عابدون نے

کوہ لبنان وغیرہ مین رہنا اختیار کرلیا اور گھاس اور جنگلی میوون کے

کھانے پر اکتفا کیا کیونکہ انمین کسی طرح کا شبہہ نہین ہے جو کوئی صاحب

ہمت تقویٰ مین بڑا مرتبہ حاصل کرنا چاہے تو سختیون کی برداشت کرے

اور صبر کرے اور متقیون کا طریقہ اختیار کرے تب اُنکے مرتبے کو پہونچے

شعر مُتقی ہونا بہت دشوار ہے ؂ اصل تقویٰ صابرون کا کار ہے ؂ اور جو

شخص خلق کے ساتھ رہے اور جس جگہ سے وہ کھائین وہ بھی کھائے

اُس صورت مین چاہیے کہ اپنے کھانے کا حال مردار کا سا سمجھے کہ بے ضرورت

اُسکی خواہش نہ کرے اور اسقدر کھاوے کہ عبادت کرسکے اتنا کھانا

نقصان نہین کرتا اگرچہ اصل مین کچھ شبہہ بھی ہو کیونکہ اس مقدار تک

معذور ہے اسی سبب سے حضرت حسن بصری رح نے فرمایا ہے کہ بازار خراب

ہوگئی تمکو قوت پر التفات کرنا لازم ہے اور وہب ابن ورد سے نقل ہے

کہ ایک دن یا دو دن یا تین دن بھوکے رہتے پھر ایک روٹی لیتے اور پانی مین

بھگو کر کھا لیتے اور کہتے کہ ای رب تو جانتا ہے کہ اگر مین نہ کھاؤن تو عبادت

نہ کرسکون اسواسطے کھاتا ہون نہین تو ہرگز نہ کھاتا ای رب اگر یہ کھانا

حرام ہے یا مشتبہ مجھے معذور رکھیو مین کہتا ہون کہ یہ دونون حالتیں

اُن لوگون کے ہین جو بڑا مرتبہ تقویٰ کا حاصل کرنا چاہین اور جو لوگ اُنکے

سوا ہین اُنکو بقدر تلاش اور احتیاط کے تقویٰ ہوسکتا ہے یہان تک

حرام کا بیان تھا اب حلال کا حال اور اُسکی حد دریافت کرنی چاہیے

[حاشیہ: [illegible] ... حال اضطرار کی ... اُسکے مردار کی ... مگر اسقدر ... متقیون کی ... [illegible] ... اور امام مالک ... [illegible] ... اضطرار کی ... [illegible]]

کہ آدمی کو کتنا حاصل کرنا چاہیے اور کتنے سے حبس اور حساب لازم
آتا ہے اور کس قدر ادب کے موافق ہے اور فضول سے خارج جسکے سبب
حبس اور حساب لازم نہ آوے پس معلوم کرنا چاہیے کہ کسب حلال
تین طرح پر ہے ایک یہ کہ مال حلال فخر اور بڑائی اور ریا اور کثرت
مال کی نیت سے حاصل کرے پس ایسا کام برا ہے اور ظاہر کی برائی کی
جہت سے تو حبس اور حساب اور ملامت اور عیب کرنے کے لائق ہے اور
برائی نیت کے سبب دوزخ کے عذاب کے لائق ہوگا دوسری قسم یہ ہے
کہ حلال نفس کی خواہش اور آرزو کے لیے حاصل کرے یہ بھی قسم شر کی ہے اسمین
بھی حبس و حساب کے لائق ہوگا جیسا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے کہ دنیا کے حلال مین حساب ہے تیسری قسم یہ ہے کہ اتنا حاصل کرے
جو اسکو عبادت کرنے مین قوت دے یعنے جسوقت معذور ہو جاوے
تو اتنا لیوے جتنا اسکو عبادت پر مدد دے اس سے زیادہ حاصل
نہ کرے یہ قسم نیک اور ادب کے موافق ہے اسپر کچھ حساب اور عتاب نہین
بلکہ مدح اور ثنا کے لائق ہے جیسا کہ مولوی روم فرماتے ہین شعر زاید از لقمہ
حلال اندر دہان + میل خدمت عزم رفتن آنجہان + اور اس طرح کے
مال حلال حاصل کرنے کی دو شرطین ہین ایک حال دوسرا قصد حال یہ ہے
کہ حلال کو ایسی صورت مین لیوے کہ نہ لینے کی صورت مین مواخذے کے
قابل ہو یعنی اگر یہ مال نہ لیویگا تو مثلاً فرض یا سنت یا نفل ترک ہو جاوگی
اور حال آنکہ یہ چیزین مباح کے ترک کرنے سے افضل ہین اسواسطے کہ

دنیا کے مباح کا ترک کرنا صرف فضیلت میں داخل [illegible]
سنت نہیں پس ایسی حالت میں لیویگا تو معذور ہوگا اور [illegible]
اسکے لینے سے تقویت عبادت کی غرض ہو اور یہ [illegible]
کو دل میں خیال کرلے کہ اگر میرا ارادہ تقویت کا نہوتا [illegible]
ان دونوں شرطوں کے ساتھ حاصل کرنے میں خیر اور نیکی [illegible]
میں سے ایسا بھی نہ کریگا تو وہ خوبیوں میں داخل ہوگا [illegible]
دنیا کی خواہش کے لیے حلال حاصل کرنے میں گناہ ہے یا نہیں [illegible]
یہ ہے کہ عذر کی حالت میں لینا تو فضیلت ہے اور اسکو خیر اجر [illegible]
اور خواہش اور شہوت کے واسطے لینا شر ہے جسپر حساب [illegible] اور ملامت
اور عیب لازم آتا ہے ایسا گناہ نہیں کہ دوزخ کی آگ [illegible] ہو جسے
حساب کو معلوم کرنا چاہیے کہ حساب وہ ہے کہ قیامت کے دن پوچھا جائیگا
کہ تونے کہاں سے حاصل کیا اور کس جگہ صرف کیا اور حاصل کرنے کے وقت
کیا غرض تھی کہ کیوں لیتا ہوں اور کس جگہ صرف کرونگا اور جسے اسکو
کہتے ہیں کہ ایک مدت تک قیامت کے میدان میں بہشت کے جانے سے
خوف اور سختیوں کے ساتھ [illegible] پیاسا اور ننگا رکھا جائیگا پھر اگر کوئی
کہے کہ جب اسے تعالی نے حلال کردیا تو ملامت اور عیب کرنے کا کیا سبب
اسکا جواب یہ ہے کہ ملامت اور عیب کرنے کا سبب ترک ادب ہے مثلاً
کسی شخص کو بادشاہ کے دستر خوان پر بٹھلا دیں اور وہ قواعد اور
آداب کا کچھ لحاظ پاس نہ کرے تو ضرور قابل عیب اور ملامت کے ہوگا

اگرچہ اُسکو کھانے کی اجازت ہے اور اس باب مین اصل یہ ہے کہ خیال کر لیوے کہ بندے کو عبادت کے لیے پیدا کیا ہے پس بندے کو ضرور ہے کہ وہ اپنا ہر ایک کام اس طرح کرے کہ وہ کسی نہ کسی وجہ سے عبادت مین شامل ہو اور ہر طرح سے اُسکی عبادت کی طرف متوجہ ہو اور جو ایسا نہ کرے بلکہ نفس کی پیروی کرے جسکے سبب سے پروردگار کی عبادت سے رہ جاوے تو البتہ مستحق ملامت اور عیب کا ہوگا اسواسطے کہ دنیا خدمت بجالانے کے لیے ہے نہ نعمتین اُڑانے کو **شعر** ای تو نارستہ ازین فانی رباط + توجۂ دانی صحو و سکر انبساط + اسی کے موافق شیخ سعدی رح فرماتے ہین **شعر** خوردن برای زیستن و ذکر کردنست + تو معتقد کہ زیستن از بہر خوردنست + یہ اس بات کا بیان تھا کہ نفس کو تقوی کا لگام دینا چاہیے اسکو خوب سمجھو اور اسپر عمل کرو تاکہ دنیا و آخرت مین نیکی حاصل ہو انشاء اللہ تعالی اور اللہ توفیق دینے والا ہے اب ان عوائق یعنی دنیا اور خلق اور شیطان اور نفس کے علاج کا بیان ہوتا ہے **علاج عوائق** طالب عبادت کو لازم ہے کہ اس گھاٹی کے علاج مین بہت سعی و کوشش کرے اور اس گھاٹی کو جو سب سے بڑی اور سخت ہے اور جس سے گذرنا بہت دشوار ہے اور فتنہ بھی بہت ہے قطع کرے اسواسطے کہ جو کوئی ہلاک ہوا اور خدا تک نہ پہونچا یا دنیا کے سبب سے یا خلقت کے باعث یا شیطان کی وجہ یا نفس کے ذریعہ سے ہلاک ہوا ہے اور خدا کے راستے مین یہ چارون حارج ہین اب ہر ایک مین ایک بات باریک کافی بیان کیجاتی ہے دنیا سے

غور کرنا اور بچنا ضروری ہی اسواسطے کہ عابد تین حال سے خالی نہین یا عبادت کے باب مین بصیرت والون مین ہی یا ہمت والون مین یا غفلت والون مین اگر اہل بصیرت مین سے ہی تو اسکو اتنا جاننا کافی ہی کہ دنیا خدا کی دشمن ہی اور خداے تعالی اسکا دوست ہی پس دوست کے دشمن سے دوستی رکھنا گویا دوست کے ساتھ دشمنی کرنا ہی اور دنیا عقل کو گم کرتی ہی اور اسی عقل کے سبب سے کچھ قدر ہوتی ہی پس دنیا سے یہ بھی ایک نفرت کا باعث ہونا چاہیے اور اگر اہل ہمت مین سے ہی تو یہ جانے کہ دنیا کی خرابی یہانتک ہی کہ عبادت سے بالکل روک دیتی ہی اور یہ بہت برا ہی اور اگر اہل غفلت مین سے ہی تو یہ خیال کرنا چاہیے کہ دنیا جانے والی ہی یعنے یا وہ جدا ہو جائیگی یا مین اس سے علیحدہ ہو جاؤنگا پس ایسی شی کے طلب کرنے سے بجز عمر ضائع کرنے کے کیا فائدہ ہی **شعر**

عمر مت کھو رایگان دنیا سے کر بیلو تہی ٭ اس بیوفا سے ایکدن غافل بہت پچتائیگا ٭ اور شیطان سے بچنے کے لیے خداے تعالی کا قول کافی ہی جو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرمایا ہی قُل رَّبِّ اَعُوذُ بِکَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ وَاَعُوذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ یعنی کہ اے محمد کہ اے پروردگار مین پناہ مانگتا ہون تجھسے شیطان کے وسوسون سے اور پناہ مانگتا ہون تجھسے اے پروردگار اس سے کہ حاضر ہون میرے پاس شیطان پس جب کہ سب سے زیادہ عاقل اور فاضل اور سب عالم اور مخلوقات اور پیغمبرون سے بہتر کا یہ حال ہو کہ وہ خداے تعالی سے پناہ مانگنے کے محتاج ہین تو اورون کا

حال باوجود کمال نادانی اور نقصان عمل و غفلت کے کیا ہوگا شعر

پیش ما است خشتی ریح عشق نشیند اسی ... صد ... گم ... تو بود آتہ پیش ...

مولانا فرماتے ہیں شعر دنیا نداب آب عزت چند بیشتر نہ بیتا ...

اوج آب ... ہست ... با خیال اجلال و اقبال ... چون

خیال ان چشم اشک را ستون بود اشک من باید کہ صد جیحون بود اور خلاصہ

مقصد یہ ہے کہ اگر نفس کے ساتھ اختلاط کروگے اور خواہش نفس میں انکی

موافقت کروگے تو گنہگار ہوگے اور آخرت کو ضائع کروگے اور اگر انکے ہاتھ

مخالفت کروگے تو دنیا کے کام ہو یا کر وہ خراب کرینگے اور ... دینگے

اور تمہیں ... انکی عداوت میں مبتلا ہو جاؤ گے اور تعریف اور تعظیم کرینگے تو فتنے

اور عجب کا ڈر ہے اور سوا اسکے انکا حال اپنے ساتھ مرنے کے بعد خیال کرو کہ

جب کہ مر جاتے ہیں تو گور میں رکھ آتے ہیں تو کچھ دنون کے بعد کس طرح بھول جاتے ہیں

نہ ذکر تک بھی زبان پر نہیں لاتے گویا کہ اسکو کبھی نہیں دیکھا تھا اور نہ اسنے

انکو کبھی دیکھا تھا شعر نہ پایا جو گیا اس باغ سے ہرگز سراغ اسکا نہ پھر بھی

صبا ایدھر نہ پھر آئی نظر شبنم ۔ اور گور میں خدا تعالی کے سوا کوئی ساتھ نہوگا

پس اب ذرا مقام غور ہے کہ یہ کتنا بڑا نقصان ہے کہ اپنا ایسا اچھا زمانہ ان ہیچ

خلقت کے ساتھ ضائع کیا جاوے اور خدا تعالی کی خدمت کو جسکی طرف

آخرکار جانا ضروری ہے چھوڑ دیا جاوے اور نفس کا یہ حال ہے کہ نفس کی بری

خواہشوں اور حالات پر نظر کرنا کافی ہے یعنے شہوت کے وقت چوپایہ ہوجاتا ہے

اور غصے کی حالت میں درندہ بنجاتا ہے اور گناہ کی حالت میں لڑکا بنجاتا ہے

اور ہمت کے وقت فرعون ہو جاتا ہی اور بھوک مین دیوانہ ہی اور پیٹ
بھرے پر مستانہ جب اسکا پیٹ بھرے تو بے قابو ہو جاوے اور
بھوکا رکھین تو بیہودہ ہو جاوے پس اسکا حال گدھے کا سا ہی کہ
دانا پاوے تو لوگون کو ستاوے اور بھوکا رہے تو غل مچاوے
کسی بزرگ رح نے فرمایا ہی کہ نفس کی خرابی اور جہل یہ کچھ ہی کہ اگر گناہ
یا کوئی اپنی آرزو حاصل کرنا چاہے تو پھر اگر کوئی خدا کے واسطے دیوے
اُسکے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور سب انبیا اور کتابون
اور اگلے بزرگون کو شفیع لاوے اور اُسکو موت اور گور اور قیامت
اور بہشت اور دوزخ کا حال یاد دلاوے ہرگز رو براہ نہووے اُس گناہ
اور خواہش سے باز نرہے جب اُسکو روٹی نہ دو تو البتہ شہوت چھوڑے
یہ نفس کی جہل کا حال ہی اسلئے لازم ہی کہ آدمی اُس سے غافل نرہے اسکا
حال جو خداے تعالی نے فرمایا ہی وہی حق ہی قولہ تعالی اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌ
بِالسُّوْٓءِ یعنی البتہ نفس بدی کا بہت حکم کرتا ہی جس کسیکو سمجھ ہو اُسکو
نصیحت کافی ہی شعر ہمارا کام کہدینا ہی یارو ٭ پھر آگے کوئی مانو یا
نہ مانو ٭ بعضے صالحون سے روایت ہی جنکا نام احمد رحمہ بلخی ہی انھون نے
فرمایا کہ میرا نفس میرے ساتھ جھگڑنے لگا کہ جہاد کو چل مین نے کہا
سبحان اللہ خداے تعالی تو فرماتا ہی اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌ بِالسُّوْٓءِ اور
یہ مجھکو نیکی کرنے کو کہتا ہی یہ نہین ہو سکتا ہی مین نے نفس سے کہا کہ
تو تنہائی سے گھبرا کر کہتا ہی کہ اس بہانے سے لوگون کی ملاقات کرون

مثال زبان کا اختیار نہوگا تو نہین معلوم کہ کس وقت کیا کلمہ سرزد ہو جاوے
اور موجب حبط عمل ہو ابن عباسؓ سے پوچھا کہ آپ ایسے دو آدمیون کے
حق مین کیا فرماتے ہین کہ ایک انمین سے بہت نیکی کرتا ہی اور برائی بھی بہت
کرتا ہی اور دوسرا تھوڑی نیکی کرتا ہی مگر بدی بھی تھوڑی کرتا ہی فرمایا کہ کوئی نیکی
سلامتی کے برابر نہین اور میرے اس بیان کی مثال مریض کا حال ہی
اسواسطے کہ بیمار کے علاج کے بھی دو برابر حصے ہین ایک دوا کھانا دوسرا
پرہیز کرنا پس اگر دونون کریگا تو بیمار آپ ہی اچھا ہو جاویگا اور اگر دونون
نکر سکے تو پرہیز کرنا بہتر ہی اسواسطے کہ بغیر پرہیز کے کوئی دوا فائدہ نہین کرتی
مگر پرہیز کرنا بغیر دوا کے بھی فائدہ کرتا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا ہی کہ ہر ایک دوا کی اصل پرہیز ہی اور کہتے ہین کہ ہندوستان کے طبیب
اسی سبب سے بیمارون کا علاج اسی پرہیز سے کرتے ہین اور اسکو مدتون
کھانے اور پینے اور باتین کرنے سے روکتے ہین تاکہ بغیر دوا کے اچھا ہو جاوے
اس سے معلوم ہوا کہ تقوی اصل ہی اور متقی مرتبے مین عابد سے بڑھ کر ہی اسلیے
آدمی کو چاہیے کہ تقوی کرنے مین بہت کوشش کرے شعر کام ہی تقوی ہی
اور زہد و صلاح ۔ دو جہان مین انسے ہوتی ہی فلاح ۔ اب بیان سے چارون
عضوون کے علاج کا بیان ہی جو کہ اصل ہین پہلا عضو آنکھ ہی اسمین اتنا جاننا
کافی ہی کہ دین و دنیا کا مدار کار دل پر ہی اور دل کا فساد اور خطرے اور شغل
اکثر اوقات آنکھ کے سبب سے ہوتے ہین اسی سبب سے حضرت امیر المومنین
علی رضہ نے فرمایا ہی کہ جو کوئی اپنی آنکھ کی حفاظت نہ کرے اسکے نزدیک

دل کی کچھ قیمت نہیں دوسرا عضو زبان ہے اور زبان کے باب میں آدمی کو
یہ جاننا کافی ہے کہ نفع اور قیمت آدمی کی اور ثمرہ تمام محنت اور مجاہدہ کا عبادت
اور طاعت ہے اور عبادت کا ہمیشہ ہونا اور اسکا ضائع ہونا اور فساد اکثر
اوقات زبان کی بناوٹ اور غیبت کے سبب سے ہوتے ہیں کیونکہ زبان
ایک کلمہ کہنے سے ایک سال بلکہ [illegible] سال اور [illegible] سال کی محنت کھو دیتی ہے
یعنی اتنی مدت جو محنت اور مشقت کرکے جو عبادت کی تھی وہ بعوض ایک
کلمے کے کھو دیتی ہے اسی سبب سے کہا ہے کہ کوئی چیز زبان کے سوا سخت قید کے
لائق نہیں تیسرا عضو شکم ہے شکم کے باب میں یہ بات سمجھنا کافی ہے کہ آدمی کی
اصلی غرض عبادت ہے اور کھانا پانی ایسے تخم ہیں جنسے عمل اُگتے ہیں پس اگر
تخم اچھا ہوگا تو کھیتی بھی اچھی ہوگی اور خوب اُگے گی اور جو تخم خراب ہوگا تو
نہ کھیتی اچھی ہوگی اور نہ خوب طرح اُگیگی بلکہ زمین کو ایسا خراب کردیگی کہ پھر
درست نہو معروف کرخی رح نے فرمایا ہے کہ جس وقت تو روزہ رکھے دھیان رکھ کہ
کس چیز سے افطار کرتا ہے اور کسکے پاس افطار کرتا ہے اور کسکا کھانا کھاتا ہے
کیونکہ اکثر ایسا کھانا ہوتا ہے کہ تیرے دل کو ایسا بدل دیوے کہ پھر کبھی درست نہو
اور بہت کھانے ایسے ہیں کہ رات کے قیام سے باز رکھیں اور بہت دیکھنا
ایسا ہوتا ہے کہ قرآن شریف کی صورت پڑھنے سے محروم رکھے اور اکثر ایسا
اتفاق ہوگا کہ آدمی ایسا کھانا کھاوے کہ اسکے سبب سے ایک سال کے
روزوں سے محروم رہے پس آدمی کو قوت کے حاصل کرنے میں بہت غور
اور احتیاط چاہیے اگر اپنے پروردگار کی عبادت کرنے کا ارادہ ہے اور قوت سے

فصل تیسری

غرض قوت حلال ہی جب قوت حاصل ہو جاوے تو چاہیے کہ ادب سے کھاوے
یعنی بقدر حاجت جیسا کہ پہلے بیان کیا ہے نہین تو پیٹ کا گدھا ہوگا کھانے کا
بوجھ اٹھانے پھریگا اور ناحق اپنا وقت اور عمر ضائع کریگا اسواسطے کہ مین
یقینی جانتا ہون بلکہ اپنی آنکھ سے دیکھا ہے کہ جسوقت پیٹ بھر جاتا ہے
تو کچھ عبادت نہین ہو سکتی اور اگر نفس پر جبر کرکے کچھ عبادت کی بھی تو نہین
لذت اور حلاوت نہ پاویگا اسی سبب سے کہا ہے کہ بہت کھانے کے ساتھ حلاوت
عبادت کی طمع مت رکھ کیونکہ نفس بے عبادت اور عبادت بے لذت مین
کیا نور ہوگا اسی وجہ سے ابراہیم ادہم رح نے فرمایا ہے کہ کوہ لبنان مین بہت
مردان خدا دیکھے سب نے مجھکو یہ وصیت کی کہ جب تم دنیا کے لوگون مین جاؤ
تو انکو چار نصیحتین کیجیو ایک یہ کہ جو کوئی بہت کھائیگا عبادت کی لذت کبھی
نہ پائیگا دوسرے یہ کہ جو کوئی بہت سوئیگا تو اسکی عمر مین برکت نہوگی تیسرے
یہ کہ جو کوئی آدمی لوگون کی رضامندی چاہیگا وہ خداے تعالی کی رضا
کبھی حاصل نہ کریگا چوتھے یہ کہ جو کوئی بہت باتین کریگا واہیات اور غیبت مین
گرفتار ہوگا اور ڈر ہے کہ دنیا سے مسلمان نہ اٹھے سہل تستری رح نے فرمایا ہے
کہ ان چارون خصلتون مین بہت خیرات ہین اور ابدال جو مرتبہ ابدالی کو
پہونچے ہین انھین چارون خصلتون کے سبب سے یعنی کم کھانے اور
کم سونے اور کم بولنے اور کم ملنے کے سبب سے ایک عارف نے کہا ہے کہ سارا
سرمایہ بھوک ہے یعنے سلامتی اور فراغت اور عبادت اور حلاوت اور علم نافع
اور عقل وغیرہ سب ہمکو بھوک کے سبب سے حاصل ہوتے ہین پوچھا عضو دل ہے

دل کے باب مین یہ دریافت کرنا بس ہی کہ دل سب اعضا کی اصل ہی اگر وہ خراب ہوگا تو سب عضو ناسد ہونگے اور اگر دل نیک ہوگا تو کل عضو نیک ہونگے اسواسطے کہ دل بمنزلہ درخت کے ہی اور سب عضو شاخون کی جگہ ہین اور شاخین درخت کے سبب سے سرسبز رہتی ہین اور صلاح فساد شاخون کا درخت کی صلاح فساد پر موقوف ہی یا دل بمنزلہ بادشاہ کے ہی اور سب عضو رعیت کی جگہ ہین اگر بادشاہ نیک ہوگا تو رعیت بھی نیک ہوگی اور اگر بادشاہ بد ہوگا تو رعیت بھی بد ہوگی غرض یہ کہ آنکھ اور زبان اور شکم وغیرہ کی صلاح دل صلاحیت پر دلالت کرتی ہی جب ان عضوون مین کچھ خلل معلوم ہو تو معلوم کرلے کہ دل کے فساد اور خلل کے سبب سے ہی بلکہ دل کا فساد بہت ہی پس ہمت اور قصد اسی کی طرف صرف کرنا چاہیے اور اسی کی درستی مین مصروف ہونا چاہیے تاکہ سب عضوون کی درستی ایک دفعہ حاصل ہوجاوے اور آرام ملے شعر اکسیر بر مہوس آشنا نہ ناز کرنا بہتر ہی کیمیا سے دل کا گداز کرنا ❊ بعد اسکے معلوم کرنا چاہیے کہ دل کا کام بہت دشوار ہی اسواسطے کہ اسکی بنا سے کار خواطر پر ہی اور خواطر اختیار مین نہین پس ضرور ہی کہ اپنی طاقت کے موافق دل کو خواطر سے روکین اسی وجہ سے دل کی اصلاح اہل اجتہاد پر بہت دشوار ہی جیسا کہ ابو یزید رح نے فرمایا ہی کہ مین نے دس دس برس تک دل اور زبان اور نفس کا علاج کیا ان تینون مین دل کا علاج بہت دشوار معلوم ہوا پس لازم ہی کہ ان چارون خصلتون کے چھوڑنے مین بہت کوشش کرے جو مین نے پہلے بیان کین ہین یعنے

طول امل اور عجلت اور حسد اور کبر ان چارون کے چھوڑنے کی کوشش کے
اسی واسطے دوبارہ بیان کیا کہ اکثر عالم اور عابد ان مین مبتلا ہین بہت سے
عابد ہین کہ وہ طول امل مین گرفتار ہین اور اسکو نیک نیت سمجھتے ہین
اسی سبب سے نیک کامون مین سستی کرتے ہین اور بہت ایسے ہین
کہ کسی نیک کام کے حاصل کرنے مین جلدی کرتے ہین اور جلدی کے
سبب سے وہ کام نہین ہوتا یا دعا کے قبول ہونے مین جلدی کرتے ہین
اور مطلب سے رہ جاتے ہین یا کسی کو بددعا کرنے مین جلدی کرتے ہین اور
پھر ندامت حاصل ہوتی ہے جیسا حضرت نوح علیہ السلام کا حال بیان فرماتے ہین اور بہت
ایسے ہین کہ اپنے برابر والون پر حسد کرین اور نصیحت کرنے سے باز رہین
اس باب مین سفیان ثوری رح نے فرمایا ہے کہ مین عالمون اور عابدون کے
سوا اپنے خون سے نہین ڈرتا لوگون نے اس بات کو اُنسے ناپسند کیا انھون نے
کہا کہ مین نے نہین کہا بلکہ ابراہیم نخعی نے بیان کیا ہے اور ایک روایت
عطا رح سے ہے کہ سفیان ثوری نے ہمسے کہا ہے کہ تم عالمون سے ڈرو خصوص کر
جو تمھارا بڑا دوست ہے اگر وہ تمسے جھگڑے ایک انار پر اس طرح تم انار کو
میٹھا بتاؤ اور وہ کھٹا تعجب نہین کہ پادشاہ ظالم سے کہکر تمھارے مارڈالنے کی
کوشش کرے اور مالک دینار رح نے فرمایا کہ مین عالمون اور عابدون کی
گواہی سب خلقت کے واسطے سن لون مگر انھین سے ایک دوسرے پر
کبھی گواہی نہ سنون کیونکہ وہ ایک دوسرے کے حاسد ہین اور فضیل رح نے
اپنے لڑکے سے کہا کہ میرے واسطے عالمون اور عابدون سے علیحدہ گھر

خریدنا کیونکہ ایسے لوگون کے پاس رہنا خوب نہین کہ جو مجھ سے کوئی خرابی دیکھین تو
خوار کرین اور نعمت دیکھین تو حسد کرین اور حقارت سے دیکھین اور بہت عابد ایسے ہین
کہ دو رکعت نماز کی رات کو پڑھکر لوگون سے اتنا تکبر کرتے ہین گویا اُنپر احسان رکھتے ہین
یا خداے تعالی کے یہان سے اُنکو بہشت مین رہنے یا دوزخ کی آگ سے بچنے کی خوشخبری
ملی ہے یا شاید آپ کو نیک بخت ٹھہرایا ہے اور دوسرون کو بدبخت باوجود ان سب باتون کے
فقیری کا لباس پہنتے ہین اور اس لباس سے اپنی پارسائی جتاتے ہین شعر
غافل خدا کی یاد پہ مت بھول زینہار + اپنے تئین بھلادے اگر تو بھلا سکے ** بیان
کرتے ہین کہ فرقد سبخی رح حسن بصری رح کے پاس کمل پہنے ہوے آئے اور حسن رح
لباس فاخرہ پہنے بیٹھے تھے فرقد رح نے حسن رح کے لباس کو ہاتھ مین لیکر دیکھا
حسن نے کہا کیا دیکھتے ہو میرا کپڑا اہشتیون کا سا ہے اور تمھارا دوزخیون کا سا
مین نے حدیث شریف سُنی ہے کہ بہت دوزخیون کا لباس کمل کا ہوگا اور یہ فرمایا
کہ زہد کپڑون مین رکھا ہے اور تکبر سینون مین خدا کی قسم تمھارا تکبر کملون مین
زیادہ ہے نرم کپڑا پہننے والون سے پس ای طالب ان چارون آفتون سے بچ
خاص کر تکبر سے کیونکہ ان تینون سے گناہ ہوتا ہے اور تکبر سے کفر ابلیس کی
حکایت مت بھول اُسکو تکبر ہی کے سبب سے کفر حاصل ہوا ہے اور خداے تعالی کی
طرف متوجہ ہو تا کہ وہ ان سب سے اپنے فضل سے بچا دے اب بیان
عوائق اربعہ یعنی دنیا و خلق و شیطان و نفس کے دور کرنے کی تدبیر سُنی چاہیے
کہ جب آدمی سوچ سمجھکر دیکھے تو جانے کہ دنیا کو ہمیشگی نہین اور نقصان نفع سے
زیادہ ہے اور اُسکے نتیجے یہ ہین کہ طلب دنیا مین بدن کا رنج اور دل کا شغل ہے اور

آخرت مین عذاب دردناک اور حساب دراز ہو پس ضرور ہوا کہ دنیا کی
زیادتی سے بچنا چاہیے اور اسمین سے صرف بقدر ضرورت لیوے جسکے
بغیر خداے تعالی کی عبادت نہ کر سکے اور اسکی نعمت اور لذت کو
بہشت کے واسطے چھوڑ دیوے شعر دنیا کسے تمام نکرد ہر چہ گیر
مختصر گیر۔ اور خلقت کو بیوفا جانے اور اسی سبب سے لوگون سے
ملنا ترک کرے مگر جسمین ضرورت ہو یعنی جمعہ جماعت وغیرہ مین مضائقہ
نہین اور ان لوگون سے ملنا چاہیے جنکی ملاقات سے نقصان نہو اور
شیطان کو جانے کہ ہر وقت چست ہو اور ہمیشہ عداوت مین مصروف ہو
اپنے پروردگار سے اس سگ لعین سے پناہ مانگے اور اسکے حیلون سے
غافل نہ رہے اسکو خدا کے ذکر سے دور کرے اور اسکا خوف نہ کرے کیونکہ
جب تم اسکے دور کرنے کا پختہ ارادہ کریگا تو خدا کے فضل سے یہ امر بہت آسان
ہوجائیگا چنانچہ خداے تعالی نے ارشاد فرمایا ہے اِنَّہٗ لَیْسَ لَہٗ سُلْطٰنٌ
عَلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰی رَبِّھِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ یعنے نہین ہے قدرت شیطان کو
ان لوگون پر کہ ایمان والے ہین اور اپنے رب پر بھروسا کرتے ہین ابو حازم
رح نے سچ فرمایا ہے کہ دنیا اور شیطان کیا چیز ہین جو دنیا گذر گئی خواب تھی
اور جو باقی ہے وہ خواہشین ہین اور شیطان کا یہ حال ہے کہ اگر متابعت کرے
تو کچھ نفع نہ کرے اور اگر نافرمان ہو تو کچھ نقصان نہین کر سکتا اور جب
نفس کو کسی چیز مضر یا مہلک کی طلب مین دیکھنا چاہیے عقلا کی طرح سے
جو انجام کار پر نظر کرتے ہین نہ لڑکون کی طرح سے کہ انکا خیال شروع کام پر

ہوتا ہی اور انجام کے نقصانون کو دھیان نہین کرتے اور تلخی کے سبب
دوا کھانا چھوڑ دیتے ہین پس چاہیے کہ نفس کو تقوی کا لگام دیوے اور سب
خرابیون اور فضول باتون سے اُسکو منع کرے مثلاً غیر کی طرف بے سبب
دیکھنا اور زیادہ بولنا یا زیادہ کپڑا پہننا اسی طرح پر سب فضول کامون سے
روکے اسواسطے کہ فضول کے لینے کی ضرورت نہین جو ضروری چیزین ہین وہ
زندگی کے واسطے ہین اُنکو خداے تعالی نے خود فراخ کردیا ہی مثلاً پانی ہوا
یا رزق جن چیزون کے ساتھ زندگی ہی وہ کثرت سے موجود ہین اور جسکی
طرف احتیاج نہین اُسکو کم پیدا کیا ہی یعنی جو اُنکو ہین کہ کام مین مضر ہین
اُنسے اُنکو مستغنی کردیا ہی پھر فضول کے لینے کی کیا ضرورت ہی پس جب کہ
آدمی نے دنیا کو ترک کیا اور زاہد ہوا گویا کہ ہزارون نام بہتر حاصل کرلیے اور
خدا کی درگاہ مین تارکین دنیا مین داخل ہوا اور اُن لوگون مین ہو گیا
جو خداے تعالی کی محبت والے کہلاتے ہین اور جب شیطان سے لڑائی کی
تو خداے تعالی کے راستے مین مجاہدین مین شامل ہوا اور اُن لوگون مین
داخل ہوا جنکی شان مین خداے تعالی نے شیطان کو فرمایا ہی اِنَّ عِبَادِی
لَیْسَ لَکَ عَلَیْهِمْ سُلْطٰنٌ یعنی تجکو میرے بندون پر قوت نہین ہی اور جب کہ تقوی کیا
تو متقیون مین شامل ہوا جنکے واسطے دنیا و آخرت کی بھلائی ہی اور بہت سے
ملائکہ مقربین سے بڑھ گیا جب یہ کام کرلیے تو بڑی سخت گھاٹی کو قطع کیا
اور جو چیزین مانع تھین اُنکو پیچھے ڈالا اور یاد رہے کہ یہ گھاٹی جب ہی تک
سخت ہی کہ سالک کو خوف ہو اور بزدل ہو جاوے لیکن اگر بزدل نہو اور

ذریعہ شیخ کے خدا تعالی کی عنایت سے آسان ہوجاوے شعیر حاصل ہ سلوک مین
جو منزلین ہین کیا واسطے اس راہ مین تو ہمت مردانہ چاہیے اب میری غرض چارون آگے کے
بیانات سے یہی تھی جو کہ سنائی ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم **فصل چوتھی عوارض**
کی گھاٹی کا بیان عارض اسکو کہتے ہین جو پیش آوے سالک کو لازم ہے کہ ایسے
عوارض کو دفع کرے جو عبادت سے منع کرتے ہین اور ہمنے پہلے بیان کیا ہے کہ عوارض
چار ہین ایک انمین سے نفس کا مطالبہ رزق کے لیے ہے اسکا دفع کرنا خدا کے تعالی پر
توکل کرنے سے ہوگا اور توکل کی ضرورت کے دو سبب ہین ایک یہ کہ عبادت کرنے کے لیے
فراغت حاصل ہوجاوے اسواسطے کہ بے توکل کے عبادت نہین کرسکتا اور
عبادت مین دل کی فراغت شرط ہے اور فراغت دل کی متوکلون کے سوا
کسی کو نہین ہوتی کیونکہ اگر متوکل نہوگا تو ظاہر مین رزق کی طلب مین مشغول ہوگا
اور دل مین بھی اسی کا ارادہ بھرا ہوا ہوگا بلکہ میرے نزدیک جس کسی کا دل
ایسا ضعیف ہو کہ جب تک کوئی چیز نہو قرار نہ پکڑے تو ایسے لوگون کو کوئی
بڑا کام دنیا و آخرت کا کم میسر ہوتا ہے اپنے مرشد سے مین نے سنا ہے کہ دو
آدمیون کے سوا سب کو خواہ کسی کو کوئی کام میسر نہین ہوتا ایک متوکل کو
دوسرے دلیر کو واقعی یہ کلام بہت جامع ہے اسواسطے کہ جو دلیر آدمی کسی کام کو
شروع کرتا ہے تو بہت قوت سے شروع کرتا ہے اور کسی چیز کے روکنے سے
اس کام کو نہین چھوڑتا اسکا کام البتہ اسکی مراد کے موافق ہوتا ہے اور
مطلب تک پہونچ جاتا ہے اور جو شخص متوکل ہے اگر وہ کسی کام کو شروع کرنا چاہے
تو خداے تعالی کے وعدے پر یقین کرکے بڑی قوت سے شروع کرتا ہے اسکو

خدا تعالیٰ کی ذمہ داری کا بالکل بھروسا ہوتا ہو وہ کسی انسان کے ڈرانے یا شیطان کے
بہکانے پر خیال نہین کرتا اسی لیے وہ بھی البتہ اپنے مطلب کو حسب دلخواہ پا لیتا ہی
مگر جو بیچارہ کہ سست دل اور ناتوان ہو کہ ہمیشہ تردد وتفکر مین رہے اور گدھے کی
طرح نقصان پر اور مرغ کی طرح پنجرے مین ہر وقت مالک کے گھاس دانے کا منتظر رہے
ایسا آدمی بڑے کام کا ارادہ نہین کرسکتا اور جو ارادہ کرتا ہو تو مطلب کو کم پہونچتا ہی
دنیا دارون کو بھی دیکھنا چاہیے کہ بے جان و مال کے صرف کیے بڑے مرتبے کو
نہین پہونچتے بادشاہ دوسری ولایت لینے کو جان و مال صرف کرتے ہین اور
دشمن پر تلوار اس ارادے سے مارتے ہین کہ یا تو بادشاہت ہاتھ آویگی یا
خود مر جاینگے کہتے ہین حضرت معاویہ رضہ نے حضرت علی رضہ کے ساتھ لڑائی کے
دن جب دونون لشکرون کو دیکھا تو فرمایا جو کوئی بڑا کام حاصل کرنا چاہے تو جان کا
خیال چھوڑ دے اور بڑے سوداگر لوگ مال کے حاصل کرنے کو جہاز مین سوار
ہوتے ہین اور دریا اور جنگل کا سفر اختیار کرتے ہین اور جان و مال خطر مین ڈالتے
جب کچھ پیدا کرتے ہین اور بازاری بیچارہ کہ جسکا دل کمزور ہو اور ارادہ بھی سست
اور دل کے ملانے کو مال اور نفس اور عیال سے جدا نہین کرسکتا ہمیشہ گھر سے
دکان مین اور دکان سے گھر مین رہتا ہو اسی لیے ایسا آدمی بادشاہون یا
سوداگرون کی طرح بڑا کام حاصل نہین کرسکتا بلکہ دکان پر اگر ایک پیسہ یا ٹکا حاصل
کریوے تو اُسکے نزدیک بڑا عظیم کام حاصل ہو جاوے یہ دنیا کے طلب کرنے والون کا
حال ہو مگر آخرت کے حاصل کرنیوالون کا کچھ اور حال ہو یعنی جو لوگ طالب آخرت ہین
اُنکا مال سرمایہ توکل اور سب طرف سے دل کا علیحدہ کرنا ہوتا ہو شعر پشۂ دنیا ہین

۱۲۹

توکل سے کوئی خوب نہین + اپنے تسلیم سے زیادہ کوئی محبوب نہین + اسواسطے کہ
جسوقت آدمی نے توکل کیا تو فراغ دلی سے خدا تعالی کی عبادت کرسکتا ہے اور
بے خوف زمین پر سفر کرسکتا ہے اور کسی کی طرف ہرگز التفات نہین کرتا ایسے آدمی
بیشک وشبہ بادشاہ ہین اور لوگون مین عزت اور آزادی انھین کو حاصل ہے واقع مین
روئے زمین کے بادشاہ یہی لوگ ہین اسواسطے کہ جہان چاہتے ہین جاتے ہین
اور جہان دل چاہتا ہے ٹھہر جاتے ہین اور جو کام سب سے بڑا ہے مثلاً عبادت یا علم اگر
اسکا قصد کرین تو انکا کوئی روکنے والا نہین سب جگہ انکے نزدیک برابر ہین اور
سب دن یکسان ہین چنانچہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمانا ہے کہ جس کسی کا
یہ ارادہ ہو کہ مین سب آدمیون سے بڑھکر ہوجاؤن وہ چاہیے کہ تقوے کرے اور
جسکا ارادہ ہو کہ مین سب سے زیادہ غنی ہون وہ اللہ تعالی کے پاس کی چیزون پر
اپنے پاس کی چیزون سے زیادہ بھروسا کرے اور جسکا یہ ارادہ ہو کہ مین
سب سے زیادہ قوی ہون وہ خدا تعالی پر توکل کرے سلیمان خواص رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے
کہ جو شخص سچے دل سے خدا تعالی پر توکل کرے تو بادشاہ اور امیر اور غریب
سب اسکے محتاج ہوجاتے ہین وہ کسیکا محتاج نہین ہوتا ہے کیونکہ اسکا مالک غنی ہے
ابراہیم خواص رح فرماتے ہین کہ ایک جوان کو مین نے جنگل مین دیکھا کہ گویا
چاندی سے ڈھلا ہوا ہے مین نے کہا کہ کہان جاتے ہو جواب دیا کہ مکے کو پوچھا
کہ بغیر سامان اور توشہ کے جواب دیا کہ اے سست الیقین جسنے آسمانون اور
زمین کو اپنی قدرت سے سنبھال رکھا ہے وہ مجکو بھی بے زاد راحلہ کے مکے پہنچا
دیگا ابراہیم فرماتے ہین جب مین مکے مین پہنچا تو اسکو طواف کرتے دیکھا

اسنے مجھے دیکھ کر کہا کہ اے شیخ تو بھی تاب ویسا ہی سست یقین ہے شعر
فی السماء رزقکم نشنیدہ مرد زمین یستی چہ پہ چشیدہ ۞ اور ابو شقیق رحمہ اللہ نے
حاتم اصم کو کہا کہ مین نے سنا ہے کہ تم بے زاد راحلہ کرتے ہو جواب دیا کہ میرا
زاد راحلہ چار چیزین ہین ابو شقیق نے کہا وہ چارون کیا ہین حاتم نے کہا کہ دنیا
و آخرت کو مین خدا ے تعالی کی پادشاہت جانتا ہون اور تمام خلقت کو خدا ے
تعالی کے بندے سمجھتا ہون اور سب روزیون کو خدا ے تعالی کے قبضے مین
دیکھتا ہون اور خدا ے تعالی کا حکم سب زمین پر جاری جانتا ہون اور دوسرا
سبب توکل کی ضرورت کا یہ ہے کہ اسکے چھوڑ دینے سے بڑا ڈر ہے کیونکہ خدا ے
تعالی نے اول رزق اور پیدائش کو ایک جگہ ذکر فرمایا ہے اَللّٰہُ خَلَقَکُمْ ثُمَّ رَزَقَکُمْ
یعنی اللہ نے تمکو پیدا کیا اور پھر رزق دیا اس سے معلوم ہوا کہ مثل پیدا
کرنے کے رزق دینا بھی خدا ے تعالی کی طرف سے ہے پھر وعدہ رزق کا فرمایا اِنَّ اللّٰہَ
ہُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّۃِ الْمَتِیْنُ یعنی اللہ تعالی البتہ وہ بڑا رزق دینے والا قوت والا ہے
اور پھر رزق کا ضامن ہوا ہے اور فرمایا وَمَا مِنْ دَآبَّۃٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی
اللّٰہِ رِزْقُھَا یعنے کوئی جاندار نہین زمین پر مگر یہ کہ اللہ پر اسکا رزق ہے اور پھر
رزق دینے کی قسم کھائی ہے فَوَرَبِّ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِنَّہٗ لَحَقٌّ یعنے قسم ہے پروردگار
زمین اور آسمان کی تحقیق وہ حق ہے پھر توکل کرنے کا ارشاد فرمایا وَتَوَکَّلْ عَلَی الْحَیِّ
الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ یعنے بھروسا کر اس زندہ پر جو کبھی نہین مریگا پس جو کوئی خدا ے
تعالی کے قول کا اعتبار نہ کرے اور اسکے وعدے کو پورا نہ جانے اور اسکی ضمانت پر
معتقد نہو اور اسکی قسم پر اعتماد نہ کرے اور اسکے فرمانے سے لاپروا ہو تعالی سے

شخص کا کیا حال ہوگا اور کیسی مختیون مین گرفتار ہوگا بخدا کہ اس سے دشوار
کوئی مصیبت نہین ہے اور ہم بڑی غفلت مین ہین شعر ہین توکل کن بلرزان
پای درست * رزق تو بر تو ز تو عاشق ترست * اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے ابن عمر رض کو فرمایا کہ اگر تو اوس زمانے تک زندہ رہے کہ جسمین لوگ
ضعف ایمان کے سبب سے ایکسال کا رزق جمع کرکے رکھینگے تو اوسوقت تو
کیا کریگا عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین پناہ مانگتا ہون
اللہ تعالی سے کہ مجھے خداے تعالی اون ناخدا ترسون کی شکل دکھا دے اور
حسن بصری رح نے فرمایا ہے کہ خدا کی لعنت ہو اوس قوم پر جو اوسکے فرمانے کو
مضبوط نہین جانتے اللہ تعالی رزق کے پہونچانے کی قسم کہاتا ہے اور انکو
یقین نہین آتا؛ و جب آیت وفی السماء رزقکم وما توعدون فورب
السماء والارض انہ لحق نازل ہوئی فرشتون نے کہا کہ بنی آدم
ہلاک ہوگئے کیونکہ اپنے پروردگار کو غصہ دلایا اوسکے فرمانے پر یقین نہ کیا
یہانتک کہ اوسنے رزق پہونچانے کی قسم کہائی اور اویس قرنی رح نے فرمایا ہے
کہ اگر تو خداے تعالی کی عبادت سب زمین اور آسمان والون کے برابر کرے
تو قبول نہو جب تک کہ اوسکے رزق پہونچانے پر یقین نہ کرے انسے پوچھا کہ
کس طرح پر یقین کرین جواب دیا اس طرح کہ رزق کے پہونچنے سے بے خوف
رہو ہرم ابن حبان نے اویس قرنی رح سے عرض کیا کہ ہم کہان رہین
کہا کہ شام مین ہرم نے کہا کہ شام مین کس طرح زندگی بسر کرتے ہین
اویس نے کہا کہ افسوس ہے ان دلون پر جو شک مین غرق ہین انکو نصیحت

کہا ... ہمیشگی اور بیان کرتے ہین کہ ایک کفن چور نے ابویزید بسطامی رح کے
ہاتھ پر توبہ کی ابویزید نے اسکا حال پوچھا اسنے جواب دیا کہ مین نے اتنی مدت مین
ایک ہزار گور کھودی ہین لیکن دو آدمیون کے سوا کسی کا قبلہ کی طرف منہ نہین
دیکھا ابویزید نے کہا کہ انکے منھ پھر جانے کا یہ سبب ہے کہ وہ رزق کے باب مین
خدا تعالے کے ضمانت کو مضبوط نہین جانتے تھے اب معنی توکل اور موضع
توکل اور اسکی تعریف اور تدبیر کو جدا جدا سننا چاہیے پس جان لو کہ لفظ توکل
مشتق وکالت سے ہے پس کسی پر توکل کرنے کے یہ معنی ہونگے کہ ہم اسکو اپنے
کام اور مصلاح کا وکیل اور ضامن جانے اور بے تکلف اسپر اکتفا کرے اور موضع
توکل کا بیان یہ ہے کہ توکل تین جگہ پر کرنا چاہیے ایک تو قسمت کی جگہ پر اس طرح
خدا تعالی پر اعتماد کرے کہ جو قسمت مین لکھ دیا ہے وہ کبھی نہ ٹلیگا اسواسطے
کہ خدا تعالی کا حکم نہین بدلتا دوسرے مدد طلب کرنے کی جگہ پر اس طرح سے
کہ جب اسکی راہ مین مجاہدہ کرے تو یقین جانے کہ خدا تعالی مددگار ہے تیسرے
رزق اور حاجت کی جگہ پر اور یہ بندے پر فرض ہے عقلی اور نقلی دلیل سے
اور جو چیز فرض ہے توکل کے ذکر کرنے سے یہی ہے حاصل یہ کہ توکل کی جگہ رزق
مضمون ہے یعنے وہ رزق جسکا خدا تعالی ضامن ہوا اور رزق کی چار قسمین ہین

مضمون اور مقسوم اور مملوک اور موعود رزق مضمون آدمی کی قوت اور وہ غذا ہی جسکے سبب سے زندگی رہیے اور تمام اسباب سے کچھ غرض نہین اور خداے تعالی اسی رزق کا ضامن ہوا ہی اسپر بندے کو توکل کرنا ضرور ہی عقلی اور نقلی دلیل سے اسواسطے کہ خداے تعالی نے ہمکو اپنی خدمت اور اطاعت کا حکم فرمایا ہی پس ضرور ہی کہ اسکے سبب سے ہماری زندگی بھی ہو تاکہ ہم عبادت مین مشغول ہون علماے فرقہ کرامیہ مین سے ایک نے اپنے مذہب کی اصل پر اچھا بیان کیا ہی کہ خداے تعالی پر تین سبب سے بندون پر رزق پہونچانا ضروری ہی پہلے یہ کہ وہ آقا ہی اور یہ ہم اسکے غلام ہین آقا پر بندے کا نفقہ واجب ہی جس طرح کہ بندے پر آقا کی خدمت ضروری ہی دوسرے یہ کہ خداے تعالی نے بندون کو رزق کا محتاج بنایا ہی اور اسکے حاصل کرنے کا رستہ نہین بتلایا اسواسطے کہ معلوم نہین کہ انکا رزق کیا شی ہی اور کس جگہ سے اور کب آویگا تاکہ بعینہ اسی وقت اور اسی جگہ پر ڈھونڈھ لیا کرین پس جب یہ حال ہی تو ضرور ہی خداے تعالی پر کہ انکی روزی کا ذمہ دار ہو اور انکا رزق انکو پہونچاوے تیسرے یہ کہ انکو خدمت اور طاعت کے لیے ارشاد فرمایا ہی بلکہ اسی کے لیے ایجاد کیا ہی اور رزق کی طلب عبادت کو مانع ہی اسی لیے خداے تعالی پر ضرور ہی کہ اسکی روزی پہونچانے کا کفیل ہو تاکہ فراغ دلی سے عبادت کرسکے لیکن یہ بات ایسے آدمی کی ہی جو ربوبیت کے اسرار سے واقف نہین اسواسطے کہ جو کوئی خداے تعالی پر کسی چیز کو واجب بتلاوے خطا پر ہی اور ہمنے اس غلطی کا حال علم کلام مین بیان کر دیا ہی اور رزق مقسوم

یہ ہو کہ خداے تعالی نے بندون کو جو کچھ کھاوین پیوین پہنین مقدر
معین اور وقت خاص پر تقسیم کر دیا ہو کہ اُس سے کم زیادہ اور پہلے پیچھے نہو
جیسا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ رزق تقسیم کر دیا گیا ہو
اُس سے فراغت حاصل ہو گئی نہ کسی متقی کے تقوے سے بڑہتا اور نہ کسی
گنہگار کے گناہ سے کم ہوا اور رزق مملوک وہ ہو جو دنیا کے مالون میں سے
بندے کی ملک مین موافق حکم اور تقدیر الٰہی کے آئے ہین اور رزق موعود وہ
کہ خداے تعالی نے متقیون سے وعدہ فرمایا ہو کہ بشرط تقوے کے حلال کی
وجہ سے بے محنت پہونچا دیوے جیسا فرمایا وَمَن یَتَّقِ اللّٰہَ یَجعَل لَّہٗ
مَخرَجًا وَّیَرزُقہُ مِن حَیثُ لَا یَحتَسِبُ یعنے جو اللہ سے تقوے کیا کریگا
اللہ تعالی اُسکے واسطے نکلنے کی جگہ اور رزق دیگا اُسکو ایسی جگہ سے کہ وہ
نہ جانے یہ قسمین رزق کی تھین اور توکل جو ضروری ہی رزق مضمون مین
ضروری ہو اور توکل کی تعریف یہ ہو کہ ہمارے بعضے عالمون نے کہا ہو کہ توکل کے
معنی دل سے خداے تعالی پر اعتماد کرنا اور قطع کرنا اور ناامید ہونا غیر اللہ سے
اور بعضون نے توکل کے معنی ترک تعلیق کے بیان کیے ہین اور تعلیق کے
معنی یہ ہین کہ اس بات کا دھیان پیدا کرنا کہ یہ جسم خداے تعالی کے سوا کسی اور
سبب سے قائم ہو پس توکل اُس دھیان کے چھوڑنے کا نام ہوا اور ہمارے
نزدیک دونون قول ایک ہی اصل پر راجع ہین وہ یہ ہین کہ دل سے یہ اعتماد
کرنا کہ قوام اصل کا خداے تعالی کے سبب سے ہو کسی دنیا کے مال کے باعث
یا کسی اور سبب سے نہین پھر خداے تعالی کو اختیار ہو چاہے کسی سبب

یا بغیر سبب کے اصل کا قوام کر دے جب یہ بات دل مین خیال کرے اور یقین
نہین کرے اور لوگون اور اسباب کی طرف سے دل بالکل برطرف کرلے تو
آدمی کو جیسا حق ہی ویسا توکل حاصل ہو تدبیر توکل کی جو چیزین توکل کا سبب
ہوتی ہین وہ یہ ہین کہ خداے تعالی کی ضمانت کو دھیان کرے اور بڑی
تدبیر یہ ہی کہ خداے تعالی کا جلال اور کمال اسکے علم اور قدرت مین یاد کرے
اور اسکی خلافت و بندگی اور سہو اور عجز اور نقصان سے پاک تصور کرے جب
بندہ ان ذکرون پر صبر و ثابت کریگا تو بیشک رزق دینے مین خداے تعالی پر
توکل کرنے لگیگا اب اگر کوئی پوچھے کہ کسی حال مین بندے کو رزق طلب کرنا
چاہیے یا نہین تو اسکا جواب یہ کہ رزق مضمون جو کہ غذا اور اصل کا قوام ہی
اور جسکے بغیر چارہ نہین اسکو طلب کرنا چاہیے نہین ہو سکتا اسواسطے کہ
وہ بندے کے لیے مثل صورت حیات کے ہی اور خداے تعالی کا کام ہی بندہ
نہ اسکے حاصل کرنے کی قدرت رکھتا ہی نہ دفع کرنے کی طاقت اور رزق مقسوم کے
طلب کرنے کی خود ضرورت نہین اسواسطے کہ ضروری رزق مضمون تھا اسکا
خداے تعالی آپ ہی ضامن ہوگیا ہی بلکہ رزق مضمون جن سببون سے
حاصل ہوتا ہی آدمی کو ان اسباب کا بھی طلب کرنا لازم نہین اسواسطے کہ
خداے تعالی کو اختیار ہی کہ کسی سبب سے پہونچا دے یا بے سبب کے
پہونچا دے پھر اسکو طلب کرنے کی کیا ضرورت ہی اسواسطے کہ خداے تعالی
ضامن مطلق ہوا ہی کسی سبب اور کسب کی شرط نہین کی قطع نظر اسکے ایسی
ایسی چیز کی طلب کیونکر ہوسکتی ہی جسکی جگہ معلوم نہین اسواسطے کہ

اسواسطے کہ وہ قسمت کا لکھا ہوا کب بدلتا ہی اور جو پیش آنے والا ہی کب ٹلتا ہی
البتہ ظاہر اسباب مین

۱۳۲

معلوم نہیں کہ کون سی چیز ہمارے رزق کا سبب ہے اور کیا چیز ہماری غذا ہے
اور یہ رزق طلب اور عدم طلب سے کم اور زیادہ نہیں ہوتا کیونکہ لوح محفوظ میں
مقدار اور وقت سب لکھ دیا ہے اور خدا کے تعالیٰ کا حکم نہیں بدلتا اور اسکی
قسمت میں بھی تغیر نہیں ہوتی اور اسی سبب سے ہے کہ رسول خدا صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے جسوقت ایک فقیر کو روٹی کا ٹکڑا دیا تو فرمایا اسکو کہ
اگر تو نہ آتا تو یہ تیرے پاس آتا اب اگر کوئی کہے کہ لوح [illegible]
عذاب اور ثواب لکھا گیا ہے پھر بھی ہم کو اسکا طلب کرنا [illegible] ہمارے
طلب اور عدم طلب سے ثواب عذاب زیادہ ہوتا [illegible] جواب یہ ہے
کہ ثواب کا طلب کرنا اسلیے ضروری ہے کہ خدا سے تعالیٰ نے [illegible]
واجب کر دیا ہے اور ترک کرنے سے عذاب کا وعدہ فرمایا ہے [illegible] اسکے
کہ ہم نیک عمل کریں ثواب کا ضامن نہیں ہوا اور رزق [illegible] ثواب [illegible]
[illegible] تھوڑی بات کا فرق ہے وہ یہ ہے کہ عالموں نے کہا [illegible] لوح محفوظ [میں]
لکھا ہے دو قسم پر ہے ایک مطلق بے کسی فعل کی شرط کے وہ تو رزق اور [موت]
جیسا کہ خدا کے تعالیٰ نے قرآن شریف میں بھی ان دونوں چیزوں کو [illegible]
اور مطلق بے کسی قید کے ذکر فرمایا ہے قوله تعالیٰ وَمَا مِن دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ
إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا یعنے کوئی حرکت کرنے والا زمین پر نہیں مگر یہ کہ اسکا رزق
خدا کے ذمے ہے اور فرمایا فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ
یعنے جسوقت انکی موت آویگی تو ایک ساعت آگے پیچھے نہ ہوگی اور [illegible]
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ چار چیزوں سے فراغت ہو گئی ہے ایک

ظاہر کی صورت سے جسکو خلق کہتے ہین دوسرے باطن کی خصلت سے
جسکو خُلق کہتے ہین تیسرے رزق چوتھے موت دوسری قسم بندے کے
فعل کے ساتھ متعلق ہی جو کہ ثواب عذاب ہی چنانچہ قرآن شریف مین بھی
خداے تعالی نے اسکو بندے کے فعل کے ساتھ مشروط کر کے ذکر کیا ہی
وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْكِتٰبِ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاَدْخَلْنٰهُمْ
جَنّٰتِ النَّعِيْمِ یعنے اگر کتاب والے ایمان لاوین اور تقوے کرین البتہ
ہم اُنکے گناہ بخش دین اور اُنکو بہشت مین داخل کرین اب یہان
یہ سوال ہوتا ہی کہ ہم رزق کے طالبون کو تونگر اور مالدار کہتے ہین
اور تارکون کو فقیر اور عاجز تو اسکا جواب یہ ہی کہ یہ قاعدہ [illegible] نہین کہ
کوئی طالب فقیر اور محروم نہو اور کوئی تارک مرزوق اور غنی نہو [illegible]
اکثر یہ ہی اور یہ اسرار الٰہی مین سے ہی کہ کسیکو کیا رکھا اور [illegible]
پھر اگر کوئی پوچھے کہ ہم جنگل بیابان مین بے توشہ [illegible] اور
سکونت گزین ہون یا نہین تو اُسکا جواب یہ ہی کہ اگر خداے [illegible] کے فرمانے پر
یقین کامل ہی تو چلا جاوے اور رہ پڑے نہین تو عوام کی طرح علائق مین
مشغول رہے اور مین نے امام ابو المعالی رح سے سنا ہی کہ جو کوئی خداے
تعالی کے ساتھ آدمیون کا سا معاملہ کرے خداے تعالی بھی اُسکے ساتھ [illegible]

ذمہ داری مین آدمیون کا سا معاملہ کرتا ہے اور یہ بات بہت اچھی ہے سوچنے
والے کی سمجھ مین بہت فوائد ہین اور یہ جو خداے تعالی فرماتا ہے کہ وَتَزَوَّدُوا
فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى یعنے توشہ لو تحقیق اچھا توشہ تقوے ہے اس سے توشے کا
لینا ضروری معلوم ہوتا ہے تو اسکی تاویل مین دو قول ہین ایک یہ ہے کہ توشے سے
مراد آخرت کا توشہ ہے اسی واسطے اِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى فرمایا ہے اور اِنَّ
خَيْرَ الزَّادِ طَعَامُ الدُّنْيَا (دنیا کا اور اسکا سامان ہے) نہین فرمایا دوسرے یہ کہ ایک قوم حج کے
واسطے آتے تو توشہ نہین لیجاتے تھے اور آدمیون سے مانگتے تھے اور تکلیف دیتے تھے
اسواسطے توشہ لینے کا حکم ہوا فرمایا یعنے اپنے مال مین سے توشہ لینا لوگون کے
پاس سے مانگنے اور انہیں تکلیف دینے سے بہتر ہے اب اگر کوئی کہے کہ متوکل بھی تو سفر مین
توشہ لیا کرتے ہین تو اسکا جواب یہ ہے کہ متوکل اکثر سفرون مین توشہ لیتے ہین مگر انکا
دل متعلق بہ توشہ نہین ہوتا بلکہ متعلق دل اور اعتماد صرف خدا پر رہتا ہے علاوہ ازین
توشہ سے نیت کسی مسلمان کی اعانت وغیرہ کی کر لیتے ہین خلاصہ یہ ہے کہ مطلب
توشہ کے لینے اور نہ لینے سے نہین بلکہ غرض دل سے ہے کہ دل سواے وعدہ اور ضمانت
خداے تعالی کے کسی طرف متعلق نہو اسواسطے کہ اکثر آدمی جو توشہ لیتے ہین انکا
دل خدا کی طرف رہتا ہے اور اکثر نہین لیتے اور انکا دل توشے سے متعلق ہوتا ہے
خدا کی طرف متوجہ نہین ہوتا علاوہ اسکے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور
آپکے اصحاب اور پہلے بزرگان نے بھی توشہ ساتھ لیا ہے اور اس سے صاف
معلوم ہوتا ہے کہ حقیقت مین توشہ لینا مباح ہے حرام نہین بلکہ دل کا متعلق
ہونا توشے کے ساتھ اور توکل خداے تعالی پر چھوڑ دینا حرام ہے اور آنحضرت

صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے توشہ لینے سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ اُنکا دل کھانے
پینے کی طرف راغب تھا حاشا وکلا یہ بات ہرگز نہین ہوسکتی بلکہ اُنکا دل خدا کی
طرف تھا اور خدا ہی پر اُنکا توکل تھا وہ تو وہ ہین کہ سب دنیا اُنکے سامنے پیش کی
اور تمام روے زمین کے خزانون کی کنجیان اُنکے پاس لائے اور اُنھون نے قبول
نہ کی لیکن توشہ نیت خیر کے سبب سے لے لیتے تھے نہ دل کی رغبت کے سبب سے اور
سنت ہی ظاہر کا اختیار نہین رہی یہ بات کہ سفر مین توشہ لینا بہتر ہے یا نہ لینا
تو یہ حکم اختلاف حال کے سبب سے مختلف ہوجاتا ہے یعنی اگر مسافر ضعیف ہے اور
بیان کرنا چاہتا ہے کہ توشہ لینا مباح ہے یا خود کوئی نیک کام کی نیت کرنا چاہتا ہے
تو ایسے آدمی کو توشہ لینا بہتر ہے اور اگر تنہا اور خدا کے ساتھ قوی دل ہے اور جانتا ہے کہ توشہ
خدا کی عبادت سے مانع ہوگا تو ایسے آدمی کو توشے کا ترک کرنا بہتر ہے اسکو خوب سمجھ لینا چاہیے
اللہ توفیق دینے والا ہے دوسرا عارضہ انجام کار کا ڈر ہے اور اسکا علاج یہ ہے کہ سب امور کو خدا
تعالی کے سپرد کرنا چاہیے اسکے دو سبب ہین ایک یہ کہ دل اُسوقت پریشان ہوجاتا ہے جسوقت کہ صلاح انجام کار
معلوم نہین تو البتہ دل پریشان رہیگا اور جسوقت کہ کام کو خدا تعالی کے سپرد کردیا اور جان لیا
کہ وہ خیر اور صلاح کے سوا نہین فرمادیگا تو اُسی وقت دل کا ڈر جاتا رہیگا اور ساکن
ہوجاویگا اور امن ہوجاویگا اور سکون دل کے واسطے بڑی نعمت اور غنیمت ہے ہمارے اُستاد
مجلسون مین یہ بات بہت فرماتے تھے کہ تدبیر کو اُسکے واسطے کر جسنے تجھے پیدا کیا ہے
تجھکو آرام ملیگا دوسرا سبب یہ ہے کہ آئندہ کو خیر اور صلاح حاصل ہوجاتی ہے اور اسلیے
کہ انجام کا حال معلوم نہین ہے تو بہت ایسا ہوگا کہ شر خیر کی صورت مین معلوم ہو
اور نقصان نفع کی صورت مین اور زہر شہد کی صورت مین ہے اور چونکہ آدمی کو

کرنے مین بہتری ہوگی جیسا فرض اور سنت کے ادا کرنے سے بہشت اور
ایمان حاصل ہوگا ایسی مراد کو البتہ مانگنا درست ہے مگر اسمین بھی تفویض کی
حاجت نہین اسواسطے کہ اسمین کسی طرح کا ڈر نہین ہے کیونکہ یہ بالکلیہ خیر
وصلاح ہے تیسرا وہ مطلب ہے کہ جسمین یقینی صلاح اور فساد کی خبر نہین
جیسے نوافل اور مباحات تو یہ قسم البتہ تفویض کی جگہ ہے اور بندے کے لیے
جائز نہین کہ ایسی مراد کو خواہ نخواہ طلب کرے بلکہ خیر اور صلاح کے ساتھ
شرط کرکے مانگے اگر اپنے ارادے کو خدا کی مشیت سے مشروط کریگا تو اسکو
تفویض کہینگے اور اگر شرط مشیت نہوگی اور یقینی سمجھ کر مانگیگا تو یہ بُری طمع ہے
اور ممنوع غرض یہ کہ تفویض کی جگہ وہ ہی مطلب ہے کہ اسمین خطرہ ہو یعنی جسکی
صلاح وفساد کا یقینی حال نہ معلوم ہوا ور تفویض کے معنی ہمارے شیخ نے
بیان کیے ہین کہ تفویض یہ ہے کہ جس چیز مین خطرہ ہو اسکو تدبیر حقیقی دانائے
مصلحت خلق پر چھوڑنا اور ہمارے نزدیک تفویض یہ ہے کہ خدائے تعالی سے
اُس چیز کی بہتری چاہے جسمین خطرے سے بیخوف نہون اور تفویض کی ضد طمع ہے
اور طمع دو طرح پر ہے ایک رجا کے معنون مین اسکے یہ معنی ہین کہ ایسی چیز کا
مانگنا جسمین کچھ خطر نہو یا خطر والی چیز کو مشیت کے ساتھ مشروط کرکے مانگنا
اور یہ قسم طمع کی بہتر شئی جیسا ابراہیم صلوات اللہ علی نبینا وعلیہ نے فرمایا وَالَّذِیْ
اَطْمَعُ اَنْ یَّغْفِرَلِیْ خَطِیْئَتِیْ یَوْمَ الدِّیْنِ یعنی وہ خدا کہ مین طمع رکھتا ہون
اُس سے کہ میری خطا قیامت مین بخش دے دوسری طمع مذموم ہے جسکے حق مین
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ طمع سے بچو کہ وہ سر دست فقیری ہے

اور ہمارے مرشد نے کہا ہے کہ طمع مذموم دو چیزین ہین ایک دل کا ساکن ہونا
ایسے نفع سے جسمین شک ہو دوسرے خواہ مخواہ ایسی چیز کو مانگنا جسمین
خطر ہو اور یہ طلب تفویض کے مقابل ہے اور تفویض کی تدبیر یعنے وہ امر جس سے
آدمی اپنے کام کو خدا پر سونپ دے یہ ہے کہ انجام کار کا خطر یاد کرے کہ اُس سے
مجکو خرابی بھی آ سکتی ہے اور بڑا علاج اسکا یہ ہے کہ اپنی عاجزی یاد کیا کرے کہ
خطرون مین مبتلا ہونے سے مین کس طرح بچ سکتا ہون یہ دونون باتین
اس بات پر کھینچ لاوینگی کہ بندہ سب کام خدا کے سپرد کر دیوے اور کسی کام کو
سواے شرط خیر اور صلاح کے طلب نہ کرے اب اُس خطر کو جاننا چاہیے
کہ جسکے سبب سے کامون مین تفویض ضروری ہے اُسکی تفصیل یہ ہے کہ خطر
دو طرح کے ہین ایک شک کا خطر کہ دیکھیے یہ چیز ہو یا نہو اور اس کام تک
پہونچین یا نہ پہونچین پس ایسی صورت مین شرط مشیت ایزدی کی حاجت
ہوتی ہے دوسرے فساد کا خطر کہ یقینی نہین معلوم کہ اُسمین بندے کیلیے
بہتری ہے یا فساد ایسی صورت مین البتہ تفویض کرنے کی حاجت ہوتی ہے اور
خطر کے بیان مین عالمون کی عبارت مختلف ہے بعضون نے کہا ہے کہ خطر
اُس کام مین ہے کہ جسکے بغیر نجات ممکن ہو اور کسی گناہ کا جمع ہونا اُسکے ساتھ
ممکن ہو پس ایمان اور سنت اور استقامت اس تعریف کی رو سے فعل خطر
نہین اسواسطے کہ بے سنت اور ایمان کے نجات ممکن نہین اور استقامت کے
ساتھ کوئی گناہ شامل نہین ہو سکتا جب ان چیزون مین خطر نہ ٹھہرا تو انکا طلب کرنا بحکم قطع
اور یقین کے جائز ہے ہمارے مرشد نے کہا ہے کہ فعل مین خطر کے یہ معنی ہین کہ کسی فعل مین

کوئی ایسی چیز پیش آوے کہ اس چیز میں مشغول ہونا فعل مذکور کے کرنے سے
بہتر ہو اور ایسا اتفاق مباحات اور سنن اور فرائض مین سب مین ہوگا
مثلاً کسیکو نماز کا وقت تنگ ہوگیا اور اُسنے اُسکے ادا کرنے کا ارادہ کیا اس
حالت مین کسیکو سامنے ڈوبتا یا جلتے ہوے دیکھا اس طرح کہ اُسکو بچا سکتا ہی
تو بچانا آگ یا پانی سے نماز کے ادا کرنے سے بہتر ہی پس اس تعریف کی رو سے
معلوم ہوا کہ نفلون اور مباحات اور بہت سے فرائض کو بھی طلب کرنا یقین کے
ساتھ جائز نہین ہی مگر یہان یہ شبہہ ہوتا ہی کہ کیونکر ہوسکتا ہی کہ خداے تعالی
بندے سے کسی چیز کو فرض کرے اور اُسکے چھوڑ دینے مین عذاب کا وعدہ
فرماوے اور اُسکے کرنے مین بندے کی بہتری نہو اُسکے جواب مین ہمارے
مرشد صحیح نے فرمایا ہی کہ جب خداے تعالی بندے کو کسی چیز کا حکم فرماتا ہی تو
قطع نظر عوارض سے اُسمین اُسکی بہتری ضرور ہوتی ہی اور کسی فرض چیز کو
بندے پر ایسا مشکل نہین کرتا کہ اُس سے اُسکو ضرر ہو الا اُس صورت مین
کہ بندے کی بہتری اُسمین ہووے اور بعض اوقات خداے تعالی
کوئی ایسا سبب پیدا کر دیتا ہی کہ اُسکی جہت سے ایک فرض کو ترک کرکے
دوسرے فرض اولی تر مین مشغول ہونا پڑتا ہی پس ایسی صورت مین بندہ
مستحق عذاب نہی ہوگا اور ثواب بھی پاویگا مگر مستحق ثواب اولی فرض کے ترک کرنے سے
نہوگا بلکہ دوسرے فرض اولی تر کے کرنے سے ہوگا امام ابو القاسم قشیری
سے مین نے سنا ہی کہ اس مسئلے مین فرماتے تھے کہ نماز روزہ جو بندے پر
خداے تعالی نے فرض کیا ہی بیشک اُسمین اُسکی بہتری ہی اور اسی لیے

فرما دے اگرچہ اس سے شربت عمدہ ہی مگر مریض کے لیے مصلحت جو کے پانی مین ہی
غرض یہی ہی کہ بندہ ... غرض نہین کہ بندہ شقوق پاکر
... جاننا چاہیے کہ ہمارے علما کے نزدیک یہ ہی کہ جو شخص
اپنا امر خدا کو سپرد کرے اگر اسکے لیے وہ اس کام مین کوئی عمدہ شق اسکے
واسطے ... خدا میرے لیے کر دے تو تفویض مین نقصان نہین ہوتا
سوا اسکے ... سے یہ غرض ہی کہ اسکی بہتری تو دونون شقون مین یعنی
مفضول اور افضل مین ہی مگر وہ خدا سے تعالی سے افضل کی طلب کرتا ہی جیسا کہ
کوئی مریض طبیب سے کہے کہ میری دوا شربت سے کرو جو کے پانی سے مت کرو
کہ میرے واسطے دونون مین شفا ہی تو ایسی بات کیون نہین کرتے کہ مجھکو فضل
اور بہتری دونون حاصل ہون اسیطرح بندے کو جائز ہی کہ خدا سے تعالی سے کہے
کہ میری بہتری افضل شق سے کر دے تاکہ مجھکو فضل و صلاح دونون حاصل
ہو جاوین لیکن یہ تمنا اس شرط سے جائز ہی کہ اگر خدا سے تعالی اسکی صلاح
غیر افضل سے کرے تو اسپر بھی راضی رہے ... کہ شاید کوئی کس سبب
افضل کا اختیار کرنا درست ہی اور صلاح کا اختیار درست نہین تو اسکا جواب
یہ ہی کہ ان دونون مین یہ فرق ہی کہ بندہ افضل اور مفضول کو تو جان لیتا ہی مگر
صلاح و فساد کو نہین جانتا اور یہ جو جملہ ہی کہ افضل کا طلب کرنا جائز ہی اسکے
یہ معنی ہین کہ بندہ خدا سے تعالی سے پہلے آرزو کرے کہ میری صلاح افضل مین
کر دے یہ نہین کہ بندے کو کسی امر مین ان امور سے حکومت ہی خدا تعالی پر
اسکو خوب سمجھنا چاہیے کیونکہ یہ بڑے باریک علمون اور اسرارون مین سے ہی

دلیل ہے اسواسطے کہ جس شخص کو کوئی چیز اچھی معلوم ہو اور آپ ہی اسکو اچھی کہے ہو تو
بیشک اُسکو زیادہ طلب کریگا چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے
جب دودھ آتا تو فرماتے کہ یا رب ہمکو اسمین برکت دے اور اس سے زیادہ
عنایت فرما اور دودھ کے سوا اور چیز جو کھانیکی ہوتی تو کہتے اس سے بہتر کوئی
چیز عنایت فرما دونون جگہ مین کوئی چیز کم سے راضی ہونے کی وضع نہین ہے
باقی رہی یہ بات کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شکر (اے بروی) اور
شر و خیر اور صلاح کی روایت نہین کی گئی تو اسکا حال ایسا ہے کہ سب کام
دل سے علاقہ رکھتے ہین اور زبان صرف دل کی بات کا بیان کرنیکے لیے ہے جب
کوئی کام دل مین حاصل ہوا تو بیان ظاہری کا کچھ اعتبار نہین اسکو خوب سمجھ لو
اور اللہ توفیق دینے والا ہے **چوتھا عارض** سختیون اور مصیبتون کے بیان مین
اور چونکہ ان چیزون کا تدارک صبر سے ہوتا ہے اسلیے بندے کو ایسے موقع مین
دو غرض سے صبر کی ضرورت ہے پہلی غرض یہ کہ صبر کرنے سے عبادت کر سکیگا
اسواسطے کہ سب عبادتون کا مدار صبر اور تحمل مشقت پر ہے جو کوئی صابر
نہو گا تو حقیقت مین اس سے کوئی عبادت نہو سکیگی کیونکہ جو کوئی خدا تعالی کی
عبادت کا ارادہ کرے اور اُسکے لیے سب طرح سے فارغ ہو اسکو چار طرح کی مصیبتین
اور محنتین پیش آوینگی اور ہر ایک مین حاجت صبر کی ہے اول یہ کہ کوئی ایسی عبادت
نہین کہ جسمین مشقت نہو اسواسطے کہ بجز مخالفت نفس کے جو کہ عیبون کا مانع ہے

مصیبتا بہت سخت ہے ... سختی اور نفس کی مخالفت کرنے اور اسپر صبر کرنا آدمی پر سب
کاموں سے سخت ہے اور اسی واسطے بندے کے لیے عبادت پر بہت سے
ثواب اور بہشتیں وارد ہوئی ہیں دوسرے یہ کہ جب بندہ کوئی چیز مشقت سے
کسب کرے اسکا اخفا کرنا ضرور ہے تاکہ وہ خراب نہو جاوے اور عمل کی حفاظت
صبر کرنا کل پر صبر کرنے سے سخت ہے تیسرے یہ کہ دنیا محنت کا گھر ہے جو کوئی
دنیا میں ہوگا اسکو بلاؤن اور مصیبتون اور سختیون سے کچھ چارہ نہیں ہے اور یہ
سختیاں بہت قسمون کی ہونگی مثلاً مصیبت اہل و اقارب اور برادر اور
یار دوستون کی کہ انکے مرنے یا جدے ہونے کے سبب ہو اور مصیبت نفس کی
جیسے انواع مرض اور درد میں مبتلا ہونا اور مصیبت آبرو کی مثلاً لوگ برا کہیں
اور غوغا مچاویں اور غیبت کریں اور تہمت لگاویں اور مصیبت مال کی کہ اسکے
نقصان ہونے اور جاتے رہنے سے ہو اور ان مصیبتون میں سے ہر ایک کا
ایک جدا عذاب ہے اور بندہ ہر ایک پر صبر کرنے کا محتاج ہے اگر صبر نہ کرے بلکہ
فریاد اور واویلا کرے تو عبادت سے رہ جاویگا چوتھے یہ کہ طالب آخرت کے
واسطے بلا اور محنت بہت ہوتی ہے جو شخص خدا سے نزدیک زیادہ ہوگا اسکے
واسطے دنیا کی مصیبتیں زیادہ ہونگی اور بلائیں بھی سخت ہونگی چنانچہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سب سے سخت بلائیں پیغمبرون پر ہیں
اسکے بعد اولیا پر اسکے پیچھے شہیدون پر اسکے بعد جو انکے پیچھے ہو غرض جو کوئی
ارادہ خیر کا کرے اور آخرت کے راستے پر چلنے کو سب چیزون سے علحدہ ہو
اسکو یہ سختیاں پیش آوینگی اگر انپر صبر نہ کیا اور انکی طرف التفات کی تو راہ سے

ہوجاویگا اور عبادت سے محروم رہیگا فضیل عیاض رح سے روایت
کرتے ہین کہ انھون نے فرمایا ہی جو کوئی آخرت کی راہ مین قدم رکھنا چاہے
تو چار طرح کی موت کو اختیار کرے مرگ سپید اور مرگ سیاہ اور مرگ سرخ اور
مرگ سبز موت سفید بھوک ہی اور موت سیاہ یہ ہی کہ لوگ برا کہین اوس
موت سرخ شیطان کی مخالفت کرنی اور موت سبز یہ کہ ہر طرح کی بلائین پے در پے آوین
دوسری غرض جسکے سبب سے صبر کرنا ضروری ہی یہ ہی کہ سب بھلائیان دنیا
وآخرت کی صبر ہی مین رکھی ہین مثلاً ایک یہ ہی کہ سختیون سے نجات کا حاصل
ہونا جیسا کہ خداے تعالی نے فرمایا ہی وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا
وَّیَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ یعنے جو کوئی صبر کے ساتھ پرہیزگاری اختیار
کرے خداے تعالی اوسکو سختیون سے باہر کردیگا اور ایک یہ ہی کہ دشمنون پر
غالب آنا چنانچہ خداے تعالی نے فرمایا فَاصْبِرْ اِنَّ الْعَاقِبَۃَ لِلْمُتَّقِیْنَ
یعنے صبر کر کیونکہ عاقبت متقیون کے واسطے ہی اور ایک مطلب حاصل کرنا
جیسا کہ خداے تعالی نے فرمایا ہی وَتَمَّتْ کَلِمَۃُ رَبِّکَ الْحُسْنٰی عَلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ
بِمَا صَبَرُوْا یعنی تیرے پروردگار کا وعدہ بنی اسرائیل کے لیے پورا ہوا انکے
صبر کے سبب سے اور ایک امامت اور پیشوائی ہی جیسا کہ فرمایا ہی وَجَعَلْنٰھُمْ
اَئِمَّۃً یَّھْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا چونکہ انھون نے صبر کیا اسواسطے
ہمنے انکو خلق کا امام بنایا کہ ہدایت کرین خلق کو ہمارے حکم کی اور ایک حمد و
ثنا ہی اِنَّا وَجَدْنٰہُ صَابِرًا نِعْمَ الْعَبْدُ اِنَّہٗٓ اَوَّابٌ یعنی ہمنے ایوب کو
صابر پایا ایوب نیک بندہ ہی ہماری طرف پھرنے والا اور ایک بشارت ہی

چنانچہ فرمایا ہے وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُم مُّصِيبَةٌ قَالُوا
إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ یعنی خوشخبری دے اُن لوگون کو
جب کہ اُنکو پہنچتی ہے اُنپر مصیبت کہتے ہین ہم بیشک واسطے اللہ کے ہین اور
ہم اُسی کی طرف پھرنے والے ہین اور ایک دوستی خداے تعالی کی طرف سے جیسا کہ فرمایا
إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الصَّابِرِينَ یعنے اللہ تعالی صبر کرنے والون کو دوست رکھتا ہے اور
ایک بہشت مین بڑے درجے حاصل ہونے جیسا کہ فرمایا ہے أُولَٰئِكَ يُجْزَوْنَ
الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوا یعنی اُنکو بدلا دیا جاویگا اونچے مکان اسواسطے کہ
اُنھون نے صبر کیا اور ایک بزرگی جیسے کہ فرمایا سَلَامٌ عَلَيْكُم بِمَا صَبَرْتُمْ
یعنے سلام ہو تمپر بسبب اسکے کہ تمنے صبر کیا اور ایک ثواب بے انتہا ہونا
جیسا کہ فرمایا إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُم بِغَيْرِ حِسَابٍ یعنی دیا جاویگا
صبر کرنے والون کو بدلا بے حساب یہان سے خداے تعالی کی عظمت اور عنایت کو
سمجھنا چاہیے کہ ایک ساعت کے صبر پر بندے کو کتنی بھلائیان دنیا اور آخرت کی
عنایت فرماتا ہے پس معلوم ہوا کہ دنیا اور آخرت کی بھلائی صبر ہی پر منحصر ہے تو لازم ہے کہ اس
خصلت کو عمدہ جانے اور اسکے حاصل کرنے مین بہت کوشش کرے اللہ اپنی عنایت سے توفیق
دینے والا ہے اب صبر کی حقیقت اور اسکا حکم سنو کہ لغت مین صبر کے معنی قید کے ہین یعنے
روکنا اللہ تعالی فرماتا ہے وَاصْبِرْ نَفْسَكَ ای احبس نفسک یعنی روک تو اپنے
نفس کو اور مراد اس جگہ روکنا نفس کو جزع سے یعنی فریاد وزاری کرنے سے اور
ہمارے علماء کے فرمانے کے موافق جزع کے یہ معنی ہین کہ سختی مین اپنی عاجزی کا
خیال کرے اور بعضون نے کہا ہے کہ جزع کے معنی یہ ہین کہ سختی سے چھوٹنے کا

ازیادہ خواہ تھوڑا ہو کرنا کسی حد پر کے معنی اس ارادے کا چھوڑ دینا ہی اور صبر
کرنیکی تدبیر یہ ہی کہ یون خیال کرے کہ تقدیر کی سختی کسی کے واویلا کرنے سے کم
و زیادہ اور پس و پیش نہین ہو سکتی پھر فریاد کرنے سے کیا فائدہ اور سب سے
زیادہ بہتر علاج یہ ہی کہ خدا تعالی کے ثواب کو جو سختی کے مقابلے مین وعدہ
کیا ہی یاد کرے اب سالک کو لازم ہی کہ ان چارون عوارض کو دور کرے اگر اس
سخت گھاٹی کو نہ طے کریگا تو یہ عوارض مقصود تک نہ پہونچنے دینگے بلکہ
عبادت کا خیال بھی دل مین نہ آنے دینگے واسطے کہ ہر ایک [illegible]
دنیا ہی شغل ہی اور ان چارون مین سخت اور دشوار رزق کا کام اور اسکی
تدبیر ہی کیونکہ یہ ایسی بلا ہی کہ تمام خلقت کو رنج مین ڈال رکھا ہی اور انکے
دلون کو مشغول اور عمرون کو ضائع کر رکھا ہی اور وہی باعث انکی سب
برائیون کا ہی کہ خدا تعالی کی خدمت اور اسکی درگاہ سے باز رکھکر
دنیا کے کام اور مخلوقات کی چاکری مین مصروف کیا ہی یہان تک کہ
وے بیچارے اسی کی بدولت دنیا مین غفلت اور ظلم اور رنج اور ذلت کے
ساتھ عمر بسر لے گئے اور آخرت مین نادم اور مفلس رہے اور حساب
اور عذاب انکے سامنے آیا شعر عمر گرانمایہ درین صرف شد * تا چہ
خورم صیف و چہ پوشم شتا * ای شکم خیرہ بنانی بساز * تا نکنی پشت
بخدمت دوتا * غور کیا چاہی کہ کتنی آیتین رزق کے باب مین خدا تعالی نے
نازل کین اور کتنی جگہ اسکا وعدہ فرمایا اور ضامن ہوا اور قسم کھائی اور اولیا
اور انبیا اور علما ہمیشہ لوگون کو یہی نصیحت کرتے رہے ہین کہ رزق کے

باب مین خدا پر توکل کرنا چاہیے لیکن باوجود ان سب امور کے لوگ
اس سے باز نہین آتے اور خداے تعالی کے وعدے پر دل کو مطمئن نہین کرتے
اسکا سبب یہ ہے کہ خداے تعالی کی نعمتوں اور اُسکے کلام پاک اور اُسکے
رسول پاک کے کلام مین فکر نہین کرتے بلکہ شیطان اور جاہلون کے
کہنے پر وہ بیان کرتے ہین یہانتک کہ شیطان نے اُنپر غلبہ پالیا ہے اور
جاہلون کی عادتین اور رسمین اُنکے دلون مین جگہ پکڑ گئی ہین کہ اُنکے دل
ضعیف ہوگئے اور یقین سست ہوگئے اور جو لوگ کہ صاحبان بصیرت و
مردان مجاہدہ ہین جسوقت اُنھون نے آسمانی سببون اور طریقون کو دریافت
کیا تو زمین کے اسباب پر کچھا التفات نہ کیا اور اللہ ہی کے ہو رہے اور شیطان کے
وسواس اور خلقت اور نفس کی طرف توجہ نہ کی اور اگر شیطان یا نفس یا آدمی نے
اُنکو وسوسہ کیا بھی تو اُسکے دفع کرنے اور مخالفت مین بمشقت تمام مصروف
ہوے اور اُسکا نتیجہ یہ ہوا کہ شیطان تو اُنسے ناامید ہوا اور خلقت نے
اُنسے منہ پھیر لیا اور نفس فرمانبردار ہوگیا اور خود اُنکا حال مستقیم ہوگیا
چنانچہ حضرت ابراہیم ادھم رح نے ارادہ کیا کہ بےسامان اور بغیر کسی
ساتھی کے جنگل مین جاؤن شیطان نے اُنکو بہکایا کہ یہ جنگل بڑا اجاڑ ہے
اور تیرے ساتھ کھانے پینے کا سامان نہین تباہ ہو جاویگا ابراہیم نے
نفس پر عزم کیا کہ اس جنگل مین بےسامان ہی جاؤنگا اور ہر میل کے
پیچھے ہزار رکعت نماز ادا کرونگا اور جیسا ارادہ کیا ویسا ہی کیا اور بارہ
برس تک اس جنگل مین رہے یہانتک کہ بیان کرتے ہین کہ ہارون رشید نے

جب برس حج کیا تھا اُس سفر مین ابراہیم کو دیکھا کہ ایک میل پر نماز ادا کرتے ہین
پاس آکر کہا کہ ای ابا اسحاق کیا حال ہی ابراہیم نے یہ قطعہ پڑھا قطعہ ہم نگاڑا دین کو
اپنے کہین دنیا ہی بچائے ؎ نہ کچھ دین ہی رہا باقی نہ دنیا کے مزے پائے ؎ عجب
نعمت ملی اُسکو کہ جو رب کا نے عاشق ؎ اور اُسکی ہی توقع پر یہ دنیا اُس سے چھٹ جائے
ایک صالح نے اپنا حال بیان کیا کہ مین ایک جنگل مین تھا شیطان نے میرے جی مین
وسوسہ ڈالا تو اکیلا اور بے توشہ ہی اور یہ جنگل مُہلک ہے نہ کہین اسمین آبادی
ہی نہ کوئی اسمین آدمی ہی مین نے اپنے نفس پر قصد کیا کہ جنگل کو اسی طرح جاؤنگا اور
راستہ چھوڑ دونگا تاکہ خدا تعالی کے سوا مجکو کوئی نہ دیکھے اور نہ کوئی چیز دیوے
اور مین کچھ نہ کھاؤنگا جب تک میرے منھ مین گھی اور شہد نہ ڈالینگے یہ ارادہ کرکے
بے راہ ہوکر چل دیا مین چلا جاتا تھا کہ ایک قافلے کو دیکھا راستہ بھولے ہوئے ہین
مین زمین پر لیٹ گیا اس خیال سے کہ وہ قافلہ مجکو نہ دیکھے مگر خداے تعالی نے
اُنکو مجھ تک پہونچا دیا یہان تک کہ اُنھون نے مجکو دیکھ لیا مین نے آنکھین بند کرلین
اُنھون نے میرے پاس آکر کہا کہ یہ بیچارہ رستہ بھولا ہوا ہی بھوک پیاس کے
سبب سے بیہوش ہوگیا شہد اور گھی لاکر اُسکے منھ مین ڈالو جب شہد اور گھی لاکر
میرے منھ مین ڈالنا چاہا تو مین نے دانت بند کرلیے اُنھون نے چھری منگائی
تاکہ میرا منھ کھولین اسپر مجھے ہنسی آگئی اُنھون نے کہا کہ تو دیوانہ ہی مین نے کہا
کہ نہین الحمد للہ کہ ہوشیار ہون اور کچھ اپنا قصہ اُنسے بیان کیا اور ہمارے
بزرگون مین سے کسی نے کہا ہی کہ طالب علمی کے دنون مین ایک مسجد مین ٹھہرا
ہم مین اگلے بزرگون کی طرح سے تنہا اور بے توشہ تھا شیطان نے مجکو وسوسہ ڈالا

اور کہا ہے [illegible] بزرگون سے سنتے [illegible] پہونچے آٹا اور ایسی مسجد مین [illegible] شہر سے آبادی
[illegible] مین [illegible] تو کسی نے دیکھتے [illegible] تیرے [illegible] کے پہنچنے کی خبر [illegible] مین نے کہا کہ خدا کی قسم
مین اس جگہ کے سوا [illegible] مین [illegible] جاونگا اور حلوا سے بادام کے سوا کچھ نہ کھاونگا
اس طرح کہ لقمہ [illegible] کوئی میرے منہ مین دیوے عشا کی نماز ادا کر کے مین نے مسجد کا
دروازہ بند کر لیا جب تھوڑی رات گذری تو کسی نے دروازے پر دستک دی
مین نے کچھ جواب نہ دیا جب بہت کھٹ کھٹایا تو مین نے دروازہ کھولا دیکھا تو
ایک بڑھیا ہے اسکے ایک ہاتھ مین طباق ہے اور ایک ہاتھ مین چراغ اور اسکے
ساتھ مین ایک لڑکا ہے حلوے کا طباق میرے سامنے رکھ کر کہا کہ یہ بادام کا حلوا
مین نے اپنے لڑکے کے لیے بنایا تھا جس وقت اسنے کھانے کا ارادہ کیا تو
ہمارے درمیان کچھ تکرار ہوئی یہان تک کہ اسنے قسم کھائی کہ مین یہ حلوا نہ کھاونگا
مگر کسی مسافر کے ساتھ وہ بڑھیا ایک لقمہ میرے منہ مین دیتی تھی اور ایک اپنے
لڑکے کے منہ مین پس جب کوئی صالحون کی ان باتون پر خیال کرے کہ نفس کے
ساتھ کس طرح مجاہدہ کیا اور شیطان سے کس طرح مخالفت کی تو اسکو تین فائدے
حاصل ہون ایک یہ کہ معلوم ہو جاوے کہ جتنا رزق تقدیر مین لکھا گیا ہے ہرگز
فوت نہوگا دوسرے یہ کہ رزق کے باب مین توکل کرنا بڑا کام ہے اسواسطے کہ
شیطان کو رزق مین بڑے وسوسے ہین یہان تک کہ ایسے بزرگون کو اس سے
چھٹی نہین ہوئی اور باوجود اتنی ریاضتون اور مجاہدون کے شیطان انسے
نا امید نہین ہوا اور اسکے دفع کرنے کے لیے انکو ان جھگڑون تک نوبت
پہونچی یاد رہے کہ اگر کوئی ستر برس تک نفس اور شیطان کے ساتھ مجاہدہ کرے

تو بھی اُنسے بے خوف نہین ہو سکتا اسواسطے کہ جب فرصت پائینگے اُسکو بہتیری
طرح سے وسوسے ڈالینگے بلکہ ایسے غافل کی طرح سے کہ اُسنے کبھی عبادت نہین کی ہو
اور اگر کسی طرح پیاس پر غالب آجائین تو اُسکو اس طرح فضیحت اور ہلاک کرین
جیسا مغرور اور غافل کو کرتے ہین تیسرے یہ کہ اُسکو معلوم ہو جاوے کہ بے کوشش
اور مجاہدہ کے کام تمام نہین ہوتا اسواسطے کہ بزرگان سلف بھی ایسی گوشت
اور پوست اور خون اور تن اور روح سے بنے ہوے تھے بلکہ ہماری نسبت تن مین
بہت ضعیف اور ہڈیون مین پتلے تھے مگر اُنکو دین کے کام مین علم کی قوت اور
نور یقین اور ہمت بہت بڑی تھی یہانتک کہ ایسے ایسے مجاہدے کیے اور ان
مقامون مین جیسا چاہیے ویسا قیام کیا پس ہمکو بھی اپنے نفس کا خیال چاہیے
اور اس درد کی اسی طرح دوا کرنی ضروری ہے تاکہ چنگے ہو جاوے تتمہ اُن مقامون کے
بیان مین جو عاشقون سے متعلق ہین یعنی توکل اور تفویض اور رضا اور صبر اِن چارون
چیزون مین کچھ باریک باتین لکھتا ہون خوب ہوشیار ہو کر سنو اور اُنپر عمل کرو
اللہ اپنے فضل سے توفیق دینے والا ہے پس توکل کے باب مین چار باریک باتین
ہین اول یہ کہ بندہ اس بات کو سمجھے کہ خداے تعالی نے میرے رزق کا اقرار
کیا ہے اور اپنی کتاب مین اُسکا ضامن ہوا ہے اگر مثلاً کوئی بادشاہ دنیا کا کسی سے
وعدہ کرے کہ مین آج کی رات تجھکو مہمان رکھونگا یا افطار کراؤنگا تو وس شخص کو یقین
ہوگا کہ بادشاہ سچا ہے جھوٹ نہین کہتا ہے اپنا وعدہ خلاف نہین کریگا یا مثلاً
کوئی بازاری یا یہودی یا نصرانی یا مجوسی یا اور کوئی وعدہ ضیافت کا کرے
تو اُسکے وعدے پر اعتماد ہو جاویگا اور اُسکے کہنے پر دل کو قرار ہوگا اور اس بات

کھانے کا فکر کریگا پھر کیا سبب ہی کہ بندہ خداے تعالی کے وعدے پر اعتماد
نہین کرتا اور اسکے فرمانے پر دل کو ثابت نہین رکھتا اور اسکی قسم کو سچ نہین
سمجھتا بلکہ رزق کے پہونچنے مین پریشان خاطر رہتا ہی یہ کیسی فضیحت
اور مصیبت ہی علاوہ ازین رزق کے باب مین شک کرنے سے ایمان مین خلل
پڑتا ہی اسی سبب سے خداے تعالی نے فرمایا ہی وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوا
اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِيْنَ یعنے خدا پر توکل کرو اگر تم ایمان والے ہو دوسرا نکتہ یہ ہی
کہ یہ بات سمجھے کہ رزق ازل سے تقسیم کر دیا ہی اور خداے تعالی کی تقسیم بدل نہین سکتی
پس حرص و طلب سے سواے دنیا کی خواری ذلت کے اور آخرت کے
نقصان اور شرمندگی کے کیا فائدہ ہی شعر گر تو نستانی بیاید بر درت ور تو ستانی
ویہ در بدرت ہی اسی سبب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی
کہ ہر ہر دانہ اور خرما کی گٹھلی پر لکھا ہوا ہی کہ یہ فلان ابن فلان کے لیے ہی پس
حریص کو زحمت کے سوا حرص کرنے سے کچھ فائدہ نہین ہمارے مرشد کا قول ہی
کہ جس دانہ کو تقدیر مین لکھ دیا ہی کہ فلانے کے دانت اسکو چبائینگے اسکو دوسرے کے
دانت نہین چبا سکتے تو بندے کو چاہیے کہ اپنا رزق بیٹھ کر عزت سے کھاوے اور
بے فائدہ ذلت نہ اٹھاوے کہ دین و دنیا کا نقصان ہی اور واقع مین یہ بات
بڑے کام کی ہی تیسرا نکتہ یہ ہی کہ انھین کا ارشاد ہی کہ مجکو توکل کرنے مین جس چیز نے
نفع دیا ہی وہ یہ ہی کہ مین نے اپنے دل مین کہا کہ رزق زندگی کے کام کا ہی ضرور ہی کہ
اسکے کام مین آویگا اور زندگی بندے کی خداے تعالی کے خزانے اور اسکے اختیار مین ہی
خواہ رزق دیوے یا نہ دیوے پس میری سعی کرنے سے حاصل ہی یہ نکتہ بھی

تحقیق والون کے لیے بہت لطیف اور کافی ہی جو تھا نکتہ یہ کہ ہمنے پہلے بیان کیا ہی کہ خداے تعالی بندے کے رزق کا ضامن ہوگیا ہی اور یہ رزق مضمون بندے کی غذا اور اُسکے قوام کا سبب ہی خواہ کھانے پینے کے باعث ہو یا بغیر کھانے کے حاصل ہو اسپر کچھ التفات نہین اسواسطے کہ خداے تعالی اُسکو بیشک اتنی روزی دیگا کہ جسکے سبب سے عبادت کرسکے اور غرض بھی رزق سے اتنی ہی ہی اور خداے تعالی قدرت ہی اگر چاہے بندے کی اصل کھانے پینے کے سبب سے قائم رکھے چاہے مٹی اور خاک سے قائم رکھے یا تسبیح اور تہلیل کے ساتھ مثل فرشتون کے قائم رکھے ہوسکتا ہی کہ بغیر ان سب باتون کے قائم رکھے اور غرض بندے کی عبادت کے واسطے قوام اور قوت ہی کھانا پینا مطلوب نہین اسی سبب سے زاہدون کو ایسے ایسے سیر و سفر طویل کی قوت ہوئی ہی اور دنون اور راتون کو کچھ کھایا پیا نہین یہان تک کہ بعضون نے دس دن تک کچھ نہین کھایا ہی اور بعضون نے ریت کھاکر عبادت کی ہی چنانچہ سفیان ثوری رح سے روایت کرتے ہین کہ مکے کے راستے مین اُنکے پاس خرچ ہوگیا پندرہ دن تک ریت کھائی اور ابو معاویہ کہتے ہین کہ مین نے ابراہیم ادہم کو دیکھا اُنھون نے بیس بیس دن تک مٹی کھائی ہین کہتا ہون کہ اس بات سے تعجب مت کرو کیونکہ خداے تعالی قادر ہی جو چاہے سو کرے دیکھو تو بہتیرے بیمار مہینے بھر تک نہین کھاتے اور زندہ رہتے ہین حالانکہ بیمار آدمی صحیح سے بہت ضعیف ہوتا ہی اور جو لوگ بھوک سے مرجاتے ہین اُسکا سبب یہ ہی کہ اُنکی عمر تمام ہو جاتی جیسے کوئی بہت کھانے سے مرجاتا ہی ابو سعید خراز کہتے ہین کہ میرا حال خداے تعالی کے ساتھ یہ تھا کہ مجھکو تین دن کے بعد

کھانا ملتا تھا اتفاقاً ایک دن مین ایک جنگل مین تھا کہ تین دن گذر گئے
اور کھانا نہ ملا کمزور ہو کر ایک جگہ بیٹھ رہا غیب سے مین نے آواز سنی کہ
کوئی کہتا ہی کہ ای ابو سعید کیا چاہتا ہی غذا یا طاقت مین نے سوچا کہ
غذا طاقت ہی کے لیے ہوتی ہی جب طاقت عنایت ہوتی ہی تو غذا لے کر
کیا کرونگا مین نے کہا کہ طاقت چاہتا ہون اسی وقت اٹھ کر چل دیا بارہ
دن تک اور نہ کھانا کھایا اور مجھ مین کچھ سستی نہ تھی غرض یہ کہ جب
بندہ متوکل دیکھے کہ خداے تعالی نے اسباب رزق اس سے بند کر لیے ہین
تو یقین کر لیوے کہ خداے تعالی کی یہ مرضی ہی کہ بے سبب طاقت دیوے
جیسے فرشتون کو دیتا ہی اور چاہیے کہ اس بات سے تنگ نہو اور بہت
شکر کرے کیونکہ جو اصل غرض تھی وہ عنایت کر دی اور بکھیڑا اور
پیچ کا قصہ دور کر دیا اور عادت کے علاقے اس سے دفع کیے اور اسکے لیے
اپنی قدرت کا طریقہ ظاہر کیا اور اسکا حال فرشتون کا سا کیا اور ایسی بزرگی
اسکو عطا فرما کر جانورون اور عام لوگون سے ممتاز فرمایا اسکو خوب غور کرو
کہ یہ بڑی اصل ہی اور اسمین بڑا نفع ہی ہر چند جو کچھ مین نے توکل کے بیان مین
لکھا ہی بہت ہی تھوڑا ہی پھر بھی اس کتاب کی لیاقت سے بیان زائد ہو گیا ہی
اسواسطے کہ عبادت کے کام مین بڑا کام توکل ہی بلکہ دین و دنیا کے کام کا مدار
اسی پر ہی پس جسکو عبادت کرنے کی ہمت ہو اسکو چاہیے کہ توکل پر
اپنا تکیہ کرے اور اسکا حق ادا کرے نہین تو ہرگز مطلب تک نہ پہنچیگا کیونکہ
اسکے بغیر کوئی چارہ نہین ہی شعر عبادت مین ترقی جز توکل کے نہین ممکن ہی

توکل نردبان ہے یعنے اس بام عبادت کا ۞ اور تفویض کے باب میں دو
اصل ہیں پہلی اصل یہ ہے کہ معاملات میں مختار انھیں کو کیا کرتے ہیں
جو ظاہر و باطن اور حال ومآل کی چیزوں سے اُس معاملے میں واقف ہوں
نہیں تو یہ ڈر ہے کہ انجام کار کچھ خرابی نہو جاوے مثلاً اگر ایک اشرفی کسی گنوار کو
دو کہ اسکو پرکھ دے تو اسمیں یہ خوف ہے کہ اگر وہ کھوٹی کو اچھی بتلا دیگا اور اُسکے
کہنے کا اعتبار کیا جاویگا تو نقصان ہوگا لیکن اگر کسی صراف کو دو تو البتہ بتلا دیگا
کیونکہ وہ پرکھنا جانتا ہے اور ایسا علم کہ سب کاموں کو جمیع وجوہ سے محیط ہو سکے
سواے خداے تعالی کے کسیکو نہیں پس کوئی شخص مستحق نہیں ہے کہ کسی کام میں مختار
ہو حکایت کرتے ہیں کہ ایک صالح کو خداے تعالی نے ارشاد فرمایا کہ مانگ جو مانگیگا
وہی پاویگا عرض کیا کہ خداوندا تو سب چیز کا عالم ہے اور میں سب چیز سے جاہل
ہوں میں کیا جانوں کہ مجھکو کیا چیز مانگنی چاہیے میرے لیے جو مناسب ہو تو
وہی مجھے عنایت فرما شعر بندہ چہ داند کہ چہ باید خواست ۞ داننده توئی
ہر انچہ بہتر آن وہ ۞ دوسری اصل یہ ہے کہ اگر کوئی آدمی تجھکو کہے کہ میں تیرے سب
کاموں کی تدبیر کرونگا اور جیسا چاہیے ویسا ہی اُسکے ساتھ محنت کرونگا سب
کام مجھکو حوالے کر دے اور جا تو اپنے ضروری کام میں مصروف ہو اور وہ شخص
تیرے نزدیک سب سے زیادہ عالم اور مشفق اور رحیم اور راست گو ہے تو تو اُسکے قول کا اعتبار
کریگا اور اُسکے کہنے کو بڑی نعمت سمجھیگا اور سب کام اُسکے سپرد کریگا اور ہر حال میں
اُسکا شکر ادا کریگا اور اگر وہ کوئی کام تیرے نفس کے مخالف کریگا تو تو اُسکو برا نہ جانیگا
بلکہ کہیگا کہ وہ میرے حال سے مجھسے زیادہ واقف ہے میرے واسطے اسمیں کوئی فائدہ

ضرور ہوگا جو تونے میرے واسطے اختیار کیا ہے پھر کیا سبب ہے کہ تو اپنے کامون کو
خداے تعالی کے سپرد نہین کرتا حالانکہ وہ آسمان اور زمینون کی تدبیر
کرنے والا ہے اور سب عالمون سے زیادہ عالم ہے اور سب سے زیادہ قدرت والا
ہے اور سب سے مہربان ہے تاکہ وہ اپنے کمال تدبیر سے جو تیرے حق مین مفید ہو
اسکو اختیار کرے اور اگر کوئی ایسی چیز ہو کہ اسکی حکمت تجکو نہ معلوم ہو تو بہی
راضی رہ کہ تیرے واسطے خیر اور صلاح ہے ع انچہ از دوست میرسد نیکوست *
اور راضی ہونا قضا پر اسمین بھی ایسی دو اصل کافی ہین کہ اُنسے اور زیادہ نہین
پہلی اصل یہ ہے کہ بندہ یہ معلوم کرے کہ رضا مین فائدہ حال اور مآل کا ہے حال کا
فائدہ یہ ہے کہ دل کا فارغ ہونا اور بے فائدہ کے غم سے بچنا جیسا پیغمبر صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے ابن مسعود رض کو فرمایا کہ اپنا غم کم کر کیونکہ جو تقدیر کا لکھا ہے ہو چکیگا
اور جو تیرا رزق نہین ہے وہ تیرے پاس نہ آویگا شعر کارساز ما بفکر کار ما *
فکر ما در کار ما آزار ما * اور مآل کا فائدہ یہ ہے کہ ثواب خداے تعالی کا اور اسکی
رضامندی ہے جیسا کہ فرمایا خداے تعالی نے رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ
وَرَضُوْا عَنْہُ یعنے خدا اُنسے راضی ہوا اور وہ خدا سے راضی ہوے
دوسری اصل یہ ہے کہ نافرمانی اور غصہ مین یعنی اگر رضا بقضا نہو تو اسمین خوف
نقصان عظیم اور کفر اور نفاق کا ہے اس آیت شریف کے معنی مین تامل کرو کہ
فرماتا ہے فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَہُمْ
ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْ اَنْفُسِہِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا
ترجمہ قسم ہے تیرے رب کی کہ وہ مومن نہونگے جبتک فیصلہ نچاہین اپنے باہمی

جو جھگڑا پڑا ہو آپسمیں پھر نہ پاویں اپنے دلوں میں تنگی اُس سے جو تو نے
فیصلہ کر دیا اور مان لیں بخوبی مان لینا پس دیکھو کہ قسم کے ساتھ ایمان کی نفی
فرمائی ہے اُن لوگوں سے جو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم پر راضی
نہ تھے پس جو خداے تعالی کے حکم پر راضی نہوگا اُسکا کیا حال ہوگا اور
ایک حدیث قدسی میں ہے کہ خداے تعالی فرماتا ہے جو کوئی میرے حکم سے
راضی نہو اور میری بلا پر صبر نہ کرے اور میری نعمتوں پر شکر نہ کرے
اُسکو کہدو کہ وہ میرے سوا اور خدا ڈھونڈھ لے یعنی چونکہ یہ ہمارے
حکم سے راضی نہیں ہے تو یہ نہ چاہتا ہوگا کہ ہمیں اسکا پروردگار رہوں
پس چاہیے کہ دوسرا خدا اختیار کرے جسکے ساتھ راضی ہو یہ انتہا درجہ کی
تہدید اور وعید ہے اور اسی حدیث شریف کا ترجمہ کسی شاعر نے کیا ہے
رباعی بجز رضا بقضا سے خدائی شاید ۞ بغیر صبر بوقت بلا نمی شاید ۞
ازانکہ رفت قلم سر مکش دگر نہ بیا ۞ برون رو از خط او گر ترا نمی شاید ۞
اور صبر کا حال یہ ہے کہ وہ ایک دوا ایک دوا تلخ ہے کہ اُسکا پینا طبیعت کو
نہیں بھاتا اور ایسا شربت ہے کہ نفس پر نہایت ناگوار ہے مگر مبارک ہے
کیونکہ سب نفعوں کا کھینچنے والا ہے اور سب ضرورتوں کا دور کرنے والا
پس جو دوا ایسی ہو عقلمند کو چاہیے کہ اُسکے پینے کے لیے نفس پر
جبر کرنے اور اُسکی تلخی پر صبر کرے کیونکہ ایک ساعت کی تلخی کے سبب سے
ایک برس بلکہ زیادہ کا آرام حاصل ہوگا اب صبر کے منافع سننا چاہیے
کہ صبر چار طرح پر ہے عبادت میں صبر کرنا اور گناہوں سے صبر کرنا او

دنیا کی زیادتی سے صبر کرنا اور محنتوں اور مصیبتوں پر صبر کرنا پس جو کوئی
[illegible] صبر کریگا تو اسکو بہت عبادت اور استقامت
حاصل ہوگی اور بہشت میں بہت ثواب ملیگا اور گناہوں میں گرفتار
ہونے سے محفوظ رہیگا اور اسکی بلاؤں سے دنیا میں اور عذاب سے
آخرت میں نجات پاویگا اور جو شر کہ صبر کرنے سے دفع ہوتے ہیں وہ
یہ ہیں کہ دنیا میں واویلا کرنے اور اسکی سختیوں سے بچ جاتے ہیں
اور آخرت میں اسکے عذاب سے نجات پاتے ہیں پس جو کوئی صبر نہ کرے
[illegible] واویلا کرے تو اسکے سب نفع جاتے رہینگے اور سب ضرر جسکو
[illegible] اسواسطے کہ جو کوئی مشقت طاعت پر صبر نہ کریگا تو اس سے
اس طرح طاعت نہ ہوگی اور جو عبادت کی حفاظت کرنے میں صبر نہ کریگا
اسکے سبب طاعت کم ہو جاویگی اور جو عبادت کی ہمیشگی پر صبر نہ کریگا بزرگ
اور بلند مرتبہ کو نہ پہونچیگا اور اسکو استقامت کا درجہ حاصل نہ ہوگا اور جو
گناہ [illegible] وہ گناہ میں گرفتار ہوگا اور جو فضول دنیا سے صبر نہ کریگا
وہ اسکے [illegible] کرنے میں مصروف ہوگا اور جو کوئی مصیبت پر صبر نہ کریگا
اسکو صبر کا ثواب نہ ملیگا غرض اسکو دو مصیبتیں ہونگی ایک تو صبر کے
ثواب کا فوت ہو جانا دوسرے اس چیز کا نہ ملنا اور کہتے ہیں کہ صبر کے

ثواب سے محروم ہونا مصیبت سے زیادہ سخت ہو فائدہ مترجم کہتا ہی
کہ حدیث شریف مین آیا ہی لمن لا صبر له لا ایمان له یعنی جسکو صبر نہین
اُسکو ایمان نہین پس اس سے زیادہ اور کونسا ضرر بے صبری کا خیال
آتا ہی کہ اس سے تو اصل ایمان ہی ہاتھ سے جاتا ہی نعوذ باللہ منہا حضرت
امیر المومنین علی نے ایک آدمی کی تعزیت کی اور فرمایا جو کچھ تقدیر مین
وہ ہوا اگر صبر کریگا تو ثواب لیگا اور اگر فریاد کریگا تو وہی ہوگا جو تقدیر تہا
اور عذاب ہوگا اسیواسطے اس تقریر کا حاصل سمجھ لینا چاہیے کہ علائق کا قطع
کرنا اور اُن چیزون کا چہوڑنا جنسے دل بستگی ہوگئی ہی اور خدا سے تعالی
توکل کی جہت سے اپنی عادت کو چہوڑ دینا اور کامون کی تدبیر ترک کر کے
خداے تعالی کو سپرد کرنا اور احکام الٰہی پر راضی ہونا اور بلاؤن پر صبر کرنا
اور نفس کو نافرمانی سے روکنا بڑا سخت علاج اور دشوار کام اور بہاری
بوجھ ہی لیکن رستہ سیدھا ہی اور اُسکا انجام محمود ہی مثلاً کسی شخص کے
باپ نے جو کہ مہربان اور غنی ہی آنکھون کے درد کے سبب اپنے عزیز بیٹے
خرما کھانے سے منع کیا اور سخت مزاج معلم کو سپرد کیا اور حجام کے پاس
حجامت یعنی خون نکلوانے کو لے گیا تو ان باتون کا سبب کیا بخل جانوگے
نہین نہین حقیقت مین یہ بخل ہرگز نہین کیونکہ جب وہ غیرون کے ساتھ
سلوک کرتا ہی اور اورون کو لیتا دیتا ہی اپنے پیارے بیٹے سے کیون بخل
کریگا لیکن جب اُسنے معلوم کیا کہ اس تہوڑے سے رنج مین اُسکا بہت سا
نفع اور بہتری ہوتی ہی اس سبب سے اُسکے ساتھ یہ معاملہ کیا غرض یہ کہ

فصل چوتھی

جس وقت خداے تعالی بندے کو سختی مین مبتلا کرے تو یقین کرلے کہ وہ اسکے
امتحان کا محتاج نہین ہی کیونکہ وہ مشفق اور رحیم ہی ان سختیون مین جو مبتلا کیا ہی
تو بندے کی بہتری کے لیے مبتلا کیا ہی جو اسکو معلوم نہین ہی اور جس وقت
کہ خداے تعالی اسکو ایک روٹی یا ایک روپیہ نہ دیوے تو یقین جان لے
کہ وہ ہر ایک چیز دے سکتا ہی بندے کا حال اسکو خوب معلوم ہی وہ ہر شی کا
مالک اور اسکے پہونچانے کی قدرت رکھتا ہی کسی طرح سے عاجز اور بخیل نہین ہی
حقیقت مین جو اسنے روکا ہی تو کوئی خیر و صلاح بندے کی ہوگی اسی سبب سے
انبیا اور اولیا اور صلحا کو بلا زیادہ پہونچتی ہی چنانچہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ
واٰلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جب کسی قوم کو خداے تعالی دوست رکھتا ہی تو انکو
بلا مین مبتلا کر دیتا ہی پس جبکہ کسیکو معلوم ہو کہ خداے تعالی نے دنیا کو
مجھسے باز رکھا ہی اور سختیون مین مبتلا کیا ہی تو جان لے کہ اسکے پاس میری
عزت حاصل ہوگئی ہی کیونکہ جو اپنے دوستون کے ساتھ معاملہ کیا ہی وہی
میرے ساتھ کرنا چاہتا ہی حاصل یہ کہ جب سالک نے جان لیا کہ خداے
تعالی رزق کا ضامن ہوگیا ہی تو اسپر توکل کرے اور سب تعلق چھوڑ دے
اسواسطے کہ یہ علاقے کچھ مفید نہین رزق کا پہونچانے والا وہ خود موجود ہی
اور کامون کی تدبیرون کو بھی چھوڑ دے اور خداے تعالی مدبر آسمانون
اور زمینون کے سپرد کرے اور اسی طرح سے اسکے حکم پر راضی ہووے
اور مصیبت کے وقت صبر کرے اگر عبادت کرنے کی ہمت ہی جب یہ سب
باتین عمل مین لاوے تو پھر چارون عوارض اپنے نفس سے دور کر دیوے اور

ایسا عذاب ہو کہ کسی پر نہوا ہو اور حسن بصری رح سے روایت کرتے
فرماتے تھے کیونکہ کوئی بیخوف ہوجاوے اسواسطے کہ اشتمال ذکر کیا
گیا ہو اور اُسکے سبب سے توبہ کا دروازہ بند ہوگیا ہو اور اُسکو
وہ بے فائدہ عمل کرتا ہو اور رنج اٹھاتا ہو آپ سے اکثر اپنے نفس
اور کہتے کہ ای نفس تو باتین زاہدون کی سی کرتا ہو اور عمل منافقون
اور اسپر بہشت کی طمع رکھتا ہی یہ نہین ہوسکتا بہشت اور ون سکے
اُنکے عمل بھی تیرے عملون کے سوا ہین پس اگر کوئی شخص اس طرح کی
نفس سے کہتا رہے اور مکرر اور سہ کرر کیا کرے تو اُسکا نفس طاعت
عجب نہ کرے اور گناہ مین گرفتار نہوا اور رجا کے ضروری ہونے
پہلا یہ سبب ہی کہ عبادت کا باعث ہوا سواسطے کہ نفس کو عبادت کرنی
اور شیطان عبادت کرنے کو مانع ہی اور ہوا سے نفس اسکے خلاف
اور جسپر ثواب کا وعدہ ہوا ہی وہ آنکھ سے غائب ہی اور اس ثواب کے
وقت بندے کے گمان مین بہت دور ہی پس جب کہ حال اس طرح پر
عبادت کے لیے ہرگز حرکت نہو گی اور نفس اسکی رغبت ہرگز نہین کریگا
جبتک کہ اُسکے واسطے ان موانع کی برابر کوئی چیز نہو بلکہ اُ سے بھی زیادہ ہو

اور ایسی چیز سوا ے توقع خدا ے تعالی کی رحمت کے اور رجا حسن ثواب کے
اور کوئی نہین اور ہمارے مرشد رح نے فرمایا ہی کہ چار چیز دن سے چار فائدے
ہین ختم سے کھانا چھوٹ جاتا ہی اور خوف الہی گناہ سے باز رکھتا ہی اور رجا
عبادت کو تقویت ہوتی ہی اور موت کا یاد کرنا دنیا کے فضول سے بچاتا ہی دوسرا
سبب یہ ہی کہ سختیون اور مشقتون کا تحمل کرنا آسان ہوجاوے اسواسطے کہ
جو کوئی اپنے مطلوب کی قدر جانتا ہی اسکے واسطے جو کچھ خرچ ہو آسانی کرتا ہی
اور جب کسیکو کوئی شی خوش معلوم ہوا اُسکے واسطے سب سختیون کی برداشت
کر سکتا ہی اور اُسکی راہ مین جو کچھ پیش آوے اُسکا خوف نہین کرتا اور جو
شخص کسیکو محبوب ہوتا ہی اُسکے لیے محنت بھی اُسکو مرغوب ہوتی ہی اور اُسمین
مزا ملتا ہی مثلاً شہد کے مشتاق کو شہد کی شیرینی کے سبب سے نیش کا
خیال نہین آتا اور مزدور دو درم کے لالچ مین سیڑھی کے چڑھنے اُترنے پر
خیال نہین کرتا اور بھاری بوجھ گرمی کے بڑے بڑے دنون مین اُٹھاتا ہی
اور اسی طرح کسان غلے کے لالچ سے جاڑے اور گرمیون کی سختیون کی برداشت
کرتا ہی اسی طرح سے اے عزیز جو عابد لوگ کہ خدا ے تعالی کے وعدے سے مثل
بہشت اور طرح طرح کی نعمتین حورین اور محل اور کھانے اور شراب یاد کرتے ہین
اُنپر سب رنج اور سختیان عبادت مین آسان ہوجاتی ہین اور جو مشقتین کہ دنیا کی
لذت جاتے رہنے سے پہونچتی ہین سب کو برداشت کرتے ہین چنانچہ
بیان کرتے ہین کہ ثوری رح کے ساتھیون نے اُنکو کہا کہ آپ اگر اتنے مجاہدہ
اور مشقتون سے کچھ کم کردین تو بھی امید ہی کہ اپنے مطلب کو پہونچ جائین سفیان نے

ثواب کو اتنا ارشاد کیا ہے کہ اس سے صبر نہیں ہو سکتا اور عذاب میں
اتنا فرمایا ہے اور ڈر سے صبر ممکن نہیں ہے پس لازم ہے کہ ان دونوں باتوں کو
ضروری جانے تا کہ عبادت سے مراد حاصل ہو اور محنت اور مشقت عبادت کی
آسان ہو جاوے اسباب رجا اور خوف کی حقیقت اور اُن دونوں کا حکم
جاننا چاہیے خوف اور رجا ہمارے علما رح کے نزدیک خواطر میں سے ہیں
یعنے آدمی کی اختیاری چیزوں میں سے نہیں اور بندے کے اختیار میں
خوف ورجا کے مقدمات ہیں اور خوف کی تعریف میں بیان کرتے ہیں کہ
کسی تکلیف کے خیال سے بندے کے دل میں لرزہ پیدا ہو اور خوف کے
مقدمات یعنی جن باتوں کے بعد خوف ہوتا ہے چار ہیں پہلے گذرے ہوئے
گناہوں کا اور ہیبت سے وعیداروں کا یاد کرنا کہ کل قیامت کو ہر ایک
رنیار رنیا حق طلب کریگا دوسرے سختی عذاب خداے تعالی کا یاد کرنا
جسکی طاقت بندے کو نہیں تیسرے اپنے نفس کی کمزوری کو یاد کرنا
اُسکے تحمل کرنے سے چوتھے خداے تعالی کی قدرت اپنے اوپر خیال کرنی
کہ جسوقت اور جس طرح چاہے وہ بندے پر قادر ہے اور رجا کے معنی دل کا
خوش ہونا خدا کے فضل کے پہچاننے سے اور آرام پانا دل کا سبب فراخی

رحمت خداے تعالی کے بیچ بھی خواطر مین سے ہی اور بندے کے اختیار مین نہین
اور ایک اور رجا ہی جو بندے کے اختیار مین ہی وہ خداے تعالی کے
فضل اور رحمت واسعہ کا یاد کرنا مگر یہان اول ہی معنی مراد ہین اور رجا کی
ضد ناامیدی ہی اور نومیدی کے معنی فضل و رحمت خداے تعالی کے
جانے رہنے کا خیال کرنا اور اُس سے اپنے دل کو قطع کرنا اور یہ محض گناہ ہی
اور رجا کے مقدمات بھی چار ہین پہلے اُن نعمتون کا یاد کرنا جو اول ہی
بغیر کسی حق اور شفیع کے عنایت فرمائی ہین دوسرے اُن ثوابون اور
کرامت بزرگ کا یاد کرنا جنکا وعدہ کیا ہی تیسرے ذکر اس امر کا کہ بے کسی
حق اور سوال کے کتنی دین اور دنیا کی نعمتین خداے تعالی نے عطا
فرمائی ہین چوتھے یہ کہ کشادگی رحمت خداے تعالی کی اور بڑھ جانا
رحمت کا غضب پر یاد کرے جیسا کہ فرمایا ہی سبقت رحمتی علی غضبی
یعنی بڑھ گئی میری رحمت میرے غصے پر جب ان دونون طرح پر ان
ذکرون کو ہمیشہ یاد کریگا تو خوف اور رجا حاصل ہو جاویگا اور اللہ تعالی کی
توفیق رہنے پر جب یہ معلوم ہو چکا تو مرد طالب کو چاہیے کہ اس تعالی کو بھی احتیاط سے قطع کرے
کہ یہ مہلک و خوفناک درجہ ہی کیونکہ اسکا طریق دو طریقون کے درمیان ہین ہی کہ وہ
دونون مہلک اور خطرناک ہین ایک طریق امن کا دوسرا طریق ناامیدی کا اور رجا و خوف کا
طریق ان دونون کے درمیان ہین ہی اور طریق ہین اسواسطے مہلک ہی کہ اگر بندے پر یہ قدر رجا غالب ہی
کہ قطعا خوف نہ رہے تو امن کے طریق مین پڑیگا جسکے باب مین خداے
تعالی فرماتا ہی فلا یامن مکر اللہ الا القوم الخسرون یعنی بے خوف نہوتی

اللہ کے مکر سے نڈر ہو گیا اور نومیدی کے طریق کا مہلک ہونا یون ہی کہ اگر خوف غالب ہوا اتنا کہ رجا نہ رہی تو نومیدی کے طریق مین پڑیگا جسکے لیے خدا تعالیٰ فرماتا ہی اِنَّهُ لَا يَيْأَسُ مِنْ رَوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكَافِرُوْنَ یعنے خدا کی رحمت سے کافرون کے سوا کوئی ناامید نہین ہوتا اور اگر خوف و رجا کو جمع کرے تو وہ سیدھا راستہ ہی شعر غضب سے تیرے ڈرتا ہون رضا کی تیری خواہش ہی ٭ عقیدہ یہ ہمارا ہی طریقہ اہل سنت کا ٭ پس اس گھاٹی مین تین طریقے ظاہر ہوے ایک امن کا طریقہ دوسرا نومیدی کا طریقہ تیسرا خوف و رجا کا طریقہ جو کہ ان دونون کے درمیان مین ہی پس اگر قدم دہنے بائین کو میل کریگا تو ہلاکت مین پڑیگا اور ہلاک ہونے والون کے ساتھ ہلاک ہوگا اور دشواری اسمین یہ ہی کہ دونون طریق اس طریقہ میانہ سے آسان ہین کیونکہ اگر خداے تعالیٰ کی رحمت کی طرف نظر کیجیے تو وہ اتنی ہی کہ اسکے سامنے کچھ خوف نہین رہتا شعر اگر در دہد یک صلاے کرم ٭ عزازیل گوید نصیبے برم ٭ اور خدا کی رحمت پر تکیہ کرکے بندہ بیخوف ہو جاتا ہی اور اگر خوف کی جانب مین نظر کیجیے تو خداے تعالیٰ کی سیاست اور ہیبت اور اسکے مواخذے اولیا اور صفیا سے اتنے ہین کہ اسمین اصلا امید نہین رہتی ہی اور دفعتہً ناامید ہو جاتا ہی شعر بہ تہدید گر برکشد تیغ حکم ٭ بمانند کروبیان صم و بکم ٭ غرض یہ کہ اس بات کا محتاج ہی کہ دونون مین سے کسی کی طرف تنہا نظر نہ کرے بلکہ دونون کو اکٹھا خیال کرے اور تھوڑا تھوڑا انمین سے حاصل کر لیوے اور ان دونون مین سے ایک باریک راستہ بنا لیوے تب اللہ سلامت رہے پس یہ سب جو مین نے بیان کیا اسکو خوب سمجھ لو اور اس کام کے لیے خوب سمجھ

چونکہ یہ آسان نہیں ہوا تو جاننا چاہیے کہ اس نفس کاہل اور شریر کو گناہوں اور
خواہشوں سے باز نہیں رکھ سکتے اور عبادت کا کام جب ہی اس سے لے سکتے ہیں
جب تک کہ بہت احسان کو خیال نہ کریں ایک تو خدا تعالیٰ کے فرمانے کو یاد کرنا
جو ترغیب اور ترہیب کے باب میں بیان فرمایا ہے دوسرے سابقہ خدا [illegible]
[illegible] اور عقوبت یاد کرنے تیسرے [illegible] تعالیٰ کی ثواب اور عذاب
[illegible] یاد کرنا اور ان تینوں اصلوں کی تفصیل بہت ہے اور ہم نے
کتاب تنبیہ الغافلین میں شرح بیان کیا ہے لیکن اس کتاب میں تھوڑا تھوڑا
بیان کرتے ہیں جس سے غرض نکل جاوے پہلی اصل خدا تعالیٰ کے
کہنے کے بیان میں یعنی آیات خوف و رجا اور ترغیب اور ترہیب جو اپنی کتاب
میں بیان فرمائی ہیں آیات رجا کے لیے ہیں خدا تعالیٰ فرماتا ہے لا تقنطوا
من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا یعنی خدا تعالیٰ کی
رحمت سے نا امید مت ہو اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو بخشیگا دوسری آیت ومن
یغفر الذنوب الا اللہ یعنی خدا تعالیٰ کے سوا کون گناہ بخش سکتا ہے تیسری
غافر الذنب وقابل التوب یعنی خدا تعالیٰ گناہوں کا بخشنے والا اور
توبہ کا قبول کرنے والا ہے چوتھی وھو الذی یقبل التوبۃ عن عبادہ
ویعفو عن السیئات یعنی خدا تعالیٰ وہ ہے جو بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے
اور برائیوں کو معاف کرتا ہے پانچویں کتب ربکم علی نفسہ الرحمۃ یعنی
لکھا ہے تمہارے پروردگار نے اپنے نفس پر رحمت کو چھٹی ورحمتی وسعت
کل شیء فساکتبہا للذین یتقون یعنی میری رحمت سب چیزوں کو شامل ہے [illegible]

کہ میں لکھ دونگا ان لوگوں کے لیے جنھوں نے تقوے کیا ہی تھا تو میں
اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَؤُفٌ رَّحِيمٌ یعنے خدا تعالی لوگوں کے ساتھ
بخشنے والا اور مہربان ہی اور فرمایا وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِينَ رَحِيمًا اللہ تعالی
ایمان والوں کے ساتھ مہربان ہی [illegible] ایسی ایسی آیتیں تو رجا کی ہیں اور
خوف کی آیتیں یہ ہیں اول يَا عِبَادِ فَاتَّقُونِ یعنی اے میرے بندو
مجھسے ڈرو دوسری أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا یعنی کیا تم
گمان کرتے ہو کہ ہمنے تمکو کھیل کے لیے پیدا کیا ہی تیسری أَيَحْسَبُ الْإِنْسَانُ
أَنْ يُتْرَكَ سُدًى یعنی کیا گمان کرتا ہی آدمی کہ بیکار چھوڑا جاوے
چوتھی مَنْ يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزَ بِهِ یعنی جو کوئی عمل بد کریگا اسکا بدلہ پاویگا پانچویں
وَقَدِمْنَا إِلَى مَا عَمِلُوا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَاهُ هَبَاءً مَنْثُورًا یعنی
متوجہ ہوے ہم انکے کاموں پر جو کیے تھے پھر کر ڈالا انکو خاک اڑتی اور وہ
آیتیں کہ خوف و رجا کو جامع ہیں یہ ہیں اول نَبِّئْ عِبَادِي أَنِّي أَنَا
الْغَفُورُ الرَّحِيمُ یعنے خبردار کر دے میرے بندوں کو کہ میں بخشنے والا مہربان
اور اسکے پیچھے فرمایا وَأَنَّ عَذَابِي هُوَ الْعَذَابُ الْأَلِيمُ یعنے اور
خبردار کر دے کہ میرا عذاب بھی دردناک ہی تاکہ یکبارگی رجا غالب نہ ہوجاوے
دوسری شَدِيدِ الْعِقَابِ یعنی سخت عذاب دینے والا اور پھر فرمایا
ذِي الطَّوْلِ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ یعنی وہی ہی صاحب فضل کا سواے
اسکے کوئی معبود نہیں ہی تاکہ یکبارگی خوف غالب نہوجاوے اور اس سے
زیادہ تعجب اس تیسری آیت میں ہی کہ فرمایا وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهُ

یعنی ڈراتا ہی تمکو خدا اپنے نفس سے اور اُسکے بعد فرمایا واللہ رؤف
بالعباد یعنی خدا تعالی بندون پر مہربان ہی اور چوتھی آیت سے عجیب
لطیفہ ہی کہ فرمایا من خشی الرحمن بالغیب یعنی جو کوئی ڈرے رحمن سے
پوشیدہ اس آیت مین ڈرکو اسم رحمن کے ساتھ متعلق کیا ہی اور اسم
جبار اور قہار و منتقم و متکبر کے ساتھ متعلق نہ کیا تاکہ خوف کا ذکر رحمت کے
ساتھ ہو اور خوف دل کو یکبارگی نہ اوڑادے چنانچہ کہتے ہین کہ اپنی مادر
مشفقہ سے نہین ڈرتا یا اپنے پدر مشفق سے تو نہین ڈرتا یا امیر بخشنے والے سے
تو نہین ڈرتا غرض کہ ان آیتون کے بیان سے مراد یہ ہی کہ بندہ طریقہ
عدل کا اختیار کرے اور طریقہ امن صرف اور نومیدی محض کو چھوڑ دے
جیسا کہ مولوی روم فرماتے ہین شعر ہمچو احمد کہ ہر مہر و وزیر باجاہ
وخوف باشند وحذیر دوسری اصل یہ ہی کہ خدا تعالی کے افعال
اور معاملہ مین نظر کرو اول جانب خوف کو سنو کہ شیطان نے اسی ہزار
برس تک عبادت کی یہان تک کہ کہتے ہین کہ زمین پر ایک قدم کی
برابر جگہ باقی نہ رہی کہ جسپر اسنے سجدہ نہ کیا ہو مگر صرف ایک حکم
خدا تعالی کا نہ مانا اسپر اپنے دروازے سے بھی نکال دیا اور اسی ہزار
برس کی عبادت اُسکے منہہ پر ماری اور قیامت تک اُسکو لعنت کی
اور ہمیشہ کا عذاب اُسکے لیے تیار کیا اور اسکا خوف اور فرشتون کو
اتنا ہوا کہ بیان کرتے ہین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
حضرت جبرئیل کو دیکھا کہ خانہ کعبہ کا پردہ ہاتھ مین لیے ہوے

عرض کرتے تھے انکی سیر انام تشتت بدانشا اور سیر جسم تشفیر نہ کرتا بعد اسکے
حضرت آدم ؑ کو اپنے ید قدرت سے پیدا کیا اور سب فرشتون سے سجدہ
کرایا اور اپنے جوار رحمت مین رہنے کا حکم کیا اُنھون نے صرف اتنی
گستاخی کی کہ ایک کھانے کی چیز بلا اجازت کھالی تو یہ آواز آئی کہ
کوئی نافرمان ہمارے ہمسایہ مین نہ رہے اور فرشتون کو حکم ہوا
کہ ایک آسمان سے دوسرے تک اپنی اپنی حد سے باہر نکال دو پس
فرشتون نے ارشاد کے موافق زمین پر گرادیا دوسو برس تک
روئے تب توبہ قبول ہوئی اور اسپر بھی جو کچھ خواری اور رنج اور بلا انکو
پیش آئی بیان سے خارج ہے یہانتک کہ انکی اولاد بھی ہمیشہ کو اس
رنج مین گرفتار رہیگی انکے بعد شیخ المرسلین حضرت نوح ؑ نے اپنی
رسالت مین بہت کچھ تحمل کیا فقط ایک کلمہ بے وجہ عرض کیا تھا
کہ اسپر انکو حکم ہوا کہ جس چیز کا حال تمکو معلوم نہو اسکا بھید ہم سے
مت پوچھو ہم تمکو نصیحت کرتے ہین کہ جاہلون مین شامل مت ہو
روایت ہے کہ اس بات کی شرم سے حضرت نوح ؑ نے چالیس برس تک
آسمان کی طرف نہ دیکھا بعد اسکے حضرت ابراہیم ؑ سے باوجود خلّت
اور نبوت کے ایک لغزش صادر ہوئی اسپر اتنا گریہ اور عاجزی کی

اور کہا وَالَّذِیْ اَطْمَعُ اَنْ یَّغْفِرَ لِیْ خَطِیْٓئَتِیْ یَوْمَ الدِّیْنِ یعنے
اور جسکی امید رکھتا ہون کہ قیامت مین میری خطا سے درگذرے
اور آثار مین روایت کیا کہ بیان کرتے ہین کہ کئی دن تک روتے رہے تب
خدا ے تعالیٰ نے حضرت جبرئیلؑ کو اُنکے پاس بھیجا اور فرمایا کہ اے
ابراہیم تو نے کسی دوست کو دیکھا ہے کہ اُسنے اپنے دوست کو آگ کا
عذاب دیا ہو حضرت ابراہیمؑ نے حضرت جبرئیلؑ سے کہا کہ جب مین
اپنے گناہ یاد کرتا ہون اُسوقت اُسکی دوستی کو بھول جاتا ہون
اُسکے بعد حضرت موسیٰ ابن عمران کا معاملہ خیال کرو کہ اُنسے غصے مین
ایک گھونسا مارنے کے سوا کوئی خطا صادر نہین ہوئی اسپر اتنا
ڈرے کہ استغفار کیا اور عرض کیا رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ
اے رب مین نے اپنے نفس پر ظلم کیا مجکو معاف کردے انھین کے
زمانے مین بلعم باعور کا ایسا حال تھا کہ جب اوپر نظر کرتا تو عرش کو
دیکھ لیتا تھا مگر اُسنے دنیا اور دنیا دارون کی طرف رغبت کی اور
اولیاء اللہ کی حرمت اور عزت دل مین سے نکال دی خدا ے تعالیٰ نے
اُس سے اپنی معرفت سلب کر لی اور کتے کے مانند اسکو راندہ درگاہ
کر دیا اور ابد تک گمراہی اور ہلاکت کے دریا مین ڈالا مین نے
ایک عالم سے اس شخص کا حال سُنا ہے کہ اول اسکا ایسا حال تھا
کہ اسکی مجلس مین بارہ ہزار دوات طالب علمون کی رہتی تھی وہ لوگ
اُس سے علم کی باتین لکھا کرتے تھے جب خدا ے تعالیٰ نے

یونس کی ہو پھیر فرشتون نے اُنکی شفاعت کی باوجود اسکے نام اُنکا بدل ڈالا
اور بیہ اسکے ذوالنون یعنی مچھلی والا رکھا اسی طرح سے حضرت سید المرسلین
شفیع المذنبین صلواۃ اللہ علیہ اسے خیال کرتے ہوے اوگہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم عزیز تر ہوے اور اکثر ترین سب مخلوقات سے ہیں اُنکو ارشاد فرمایا
فَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا اِنَّهُ
بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِیْرٌ یعنی سیدھا رہ جیسا تجھکو حکم ہوا اور جسنے توبہ کی تیرے
ساتھ اور حد سے نہ بڑھو وہ دیکھتا ہے جو تم کرتے ہو یہانتک کہ رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سورہ ہود نے مجھکو بوڑھا کر دیا اور رات کو
اتنا قیام کرتے کہ پاے مبارک آپکے ورم کر آتے لوگون نے عرض کیا یا رسول اللہ
خدا ے تعالی نے آپکے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیے ہین پھر اسکا کیا سبب ہے
جواب دیا کہ اگر مین یہ نہ کرون تو شکر گزار بندہ نہون پھر صحابہ کرام بہترین
امت کے تھے ایک دفعہ بیٹھے ہوے ہنسی کرتے تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی
اَلَمْ یَأْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِکْرِ اللّٰهِ یعنی کیا ایمان والون کو
وقت نہین آیا کہ اُنکے دل ڈرین خدا ے تعالی کی یاد سے حال آنکہ یہ امت
بہترین امت اور مرحوم ہے اُنپر ایسی سیاستین اور تعزیرین ہوئین یعنی ہا
یہانتک کہ یونس ابن عبید کہتے تھے کہ جسنے پانچ درم کے بدلے مین
ہاتھ کاٹنے کو فرمایا ہے اُس شخص سے بیخوف ہونا نہین چاہیے شاید قیامت
عذاب بھی ویسا ہی کریگا اب معاملات رجا کا حال سنو کہ جسے اوسع
خدا ے تعالی کی رحمت واسعہ کو یاد کرتا رہے شعر مین مثنوی سید محمود را

فشادکن ❊ پیش آن فریادرس فریادکن ❊ اور ایسا کون ہی کہ اسکی غایت اور نہایت دریافت کرسکے یا اسکا وصف بیان کرسکے اور اسکی رحمت کی صفت کیونکر بیان ہو کہ وہ ستر برس کے کفر کو ایک ساعت کے ایمان کے بدلے معاف کردیتا ہی چنانچہ فرعون کے ساحر اسواسطے آئے تھے کہ حضرت موسیٰ کے ساتھ لڑین اور خدا کے دشمن کی قسم کھائی کوئی نیکی نہین کی مگر یہ کہ ایکبار صدق دل سے کہا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ یعنی ہم ایمان لائے پروردگار عالمون پر کیونکر اُنکو قبول فرمایا اور اُنکے پہلے گناہ سب بخش دیے اور اُنکو بہشت کے شہیدون کا سردار مقرر کیا یہ معاملہ اسکا اُسکے ساتھ ہی جسنے اتنی مدت کے کفر اور گمراہی کے بعد ایک ساعت اسکو پہچانا اور ایک کرکے مانا اور جو لوگ کہ مدۃ العمر توحید مین گذارین اُنکے ساتھ کیا معاملہ ہوگا دیکھو اصحاب کہف تمام عمر کفر مین رہے جب ربنا رب السموات والارض کہا کیونکر اُنکو قبول کیا اور کیونکر اُنکو عزیز و مکرم گردانا اور کیسی اُنکو بزرگی اور رعب دیا یہانتک کہ بہترین خلقت کو ارشاد فرمایا لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَیْهِمْ لَوَلَّیْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا وَّ لَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا یعنی اگر تو جھانک دیکھے اُنکو تو پیٹھ دے کر بھاگے اور بھر جاوے تجھ مین اُنکی دہشت بلکہ اُنکے کُتّے کی کیسی عزت کی کہ اپنی کتاب مین

کہیں جگہ ذکر فرمایا اسکی رحمت کا حال یہ ہے اس کتے کے ساتھ کہ چند قدم ایسے
لوگون کے ساتھ رہا جنھون نے کہ خدا کو پہچانا تھا پس جب بندہ مومن نے اسکی
ستر برس تک یا تمام عمر خدمت کی ہے تو اسکے ساتھ کیا فضل شامل ہوگا شعر
از چنین حسن ثنا بینا امید ٭ دست در فتراک این رحمت زنید ٭ اس بات کو
یاد کرے کہ جب نوح نے گنہگارون کے ہلاک ہونے کی دعا فرمائی تو انپر کتنا
غصہ ہوا اور قارون کے باب مین حضرت موسیٰ پر کیونکر عتاب فرمایا اور ارشاد
فرمایا کہ قارون نے تجھ سے فریاد کی تو اسکی فریاد کو نہ پہونچا اپنی عزت و جلال کی
قسم ہے اگر وہ مجھسے فریاد کرتا تو مین اسکی فریاد کو پہونچتا اور اسکے گناہون سے
درگذر کرتا اور جب یونس ... طرح خفا ہوا انکی قوم کے باب مین فرمایا
کہ کدو کے درخت کے لیے غمگین ہوتا ہے مین نے اسکو ایک ساعت مین خشک
کر دیا اور ایک لاکھ یا زیادہ آدمیون کے لیے غم نہین کرتا پھر کس طرح غصہ
فرمایا حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ روایت کرتے ہین
کہ باب بنی شیبہ سے آپ مسجد حرام مین تشریف لائے اور ایک قوم کو ہنستے
دیکھا فرمایا کیون ہنستے ہو تمکو اسمین خبر نہین معلوم ہوتی یہ فرمایا کہ جب حجر اسود کے
نزدیک تشریف لے گئے پچھلے پانون انکی طرف پھرکر فرمایا کہ جبرئیل آئے

اور کہا کہ خداے تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندون کو میری رحمت سے
نا امید مت کرو اور میرے بندون کو خبردار کر دے کہ مین غفور رحیم
ہون اور ایک حدیث شریف مشہور مین ہے کہ آپ نے فرمایا خداے
تعالیٰ کی رحمت کے سو حصے ہین ایک حصہ دنیا مین آدمیون اور جنون
اور جانورون کے لیے ہے اور ننانوے ۹۹ حصے بندون پر قیامت کے دن
رحمت کرنے کے لیے ہین اور جاننا چاہیے کہ جب خداے تعالیٰ نے
اپنے ایک حصہ رحمت سے بندے کو اپنی معرفت عنایت فرمائی اور امت
مرحومہ مین داخل کیا اور سنت وجماعت کا طریق دیا اور ظاہر و
باطن کی کیا کیا نعمتین عنایت فرمائین تو امید قوی ہے کہ اپنے فضل سے
اسکو تمام کرے یعنی رحمت کے ان ننانوے ۹۹ حصون مین سے جو کہ قیامت کے
دن کے لیے جمع کر رکھے ہین حصہ کامل عنایت فرما دے شعر تو نگو ما را بدان
شہ بار نیست * با کریمان کارہا دشوار نیست * تیسری اصل قیامت کے
وعدہ وعید کے ذکر کے بیان مین اس باب مین چار حالتون کو یاد کرنا چاہیے
موت اور گور اور قیامت اور بہشت و دوزخ اور جو خطر کہ ہر ایک مقام مین
مطیعون اور گنہگارون اور مجتہدون اور قصور والون کے لیے ہے اسکو بھی
یاد کرنا چاہیے موت کا حال یہ ہے کہ اسمین دو آدمیون کا حال یاد کر ایک
ابن شبرمہ سے روایت کرتے ہین کہ اسنے کہا کہ مین شعبی کے ساتھ ایک
مریض کے استفسار کو گیا وہ اسوقت نزع کی حالت مین تھا اور ایک آدمی
اسکے پاس بیٹھا ہوا کلمہ شہادت کی تلقین کرتا تھا شعبی نے کہا کہ آہستہ کہہ

مریض نے کہا کہ کہو یا نہ کہو مین کلمہ ہرگز نہین چھوڑنے کا معصر عمر زبان
جب تلک تر رہی گفتگو یہ شعبی نے کہا کہ خدا کا شکر ہے کہ میرے یار کو اُسنے
نجات دی دوسری حکایت شاگرد فضیل[ره] ابن عیاض کی ہے کہ سکرات موت کے
وقت فضیل اُسکے پاس گئے اور اُسکے سرہانے بیٹھ کر سورہ یٰسین پڑھنی
شروع کی شاگرد نے کہا کہ ای اُستاد یہ سورہ مت پڑھو فضیل نے چپ ہو رہے
پھر تلقین کلمہ شہادت شروع کی مریض نے کہا کہ مین اسکو نہین کہونگا
اس سے مین بیزار ہون اسی حالت مین مرگیا فضیل اپنے گھر کو چلے گئے
اور چالیس دن تک رویا کیے پھر اُسکو خواب مین دیکھا کہ دوزخ مین
لیے جاتے ہین فضیل نے پوچھا کس سبب سے خداے تعالی نے اپنی معرفت
تجھ سے سلب کرلی تو تو میرے بڑے شاگردون مین سے تھا جواب دیا
کہ تین چیزون کے سبب سے خداے تعالی نے مجھکو ماخوذ کیا اول چغلی
کھانا یعنے جو بات آپ مجھ سے کہا کرتے تھے اُسکے خلاف مین اپنے دوستون سے
کہا کرتا تھا دوسرے حسد یعنی ہمیشہ اپنے ہمسرون سے حسد کیا کرتا تھا
تیسرے یہ کہ مجھکو ایک بیماری تھی طبیب نے اُسکے علاج مین کہا تھا کہ اگر
ایک پیالہ شراب کا سال بھر مین پیا کریگا تو تیرا مرض جاتا رہیگا مین اُسکے
کہنے کے موافق شراب پیا کرتا تھا بعد اسکے دوا اور آدمیون کے حال مین
تامل کرو ایک یہ کہ عبد اللہ ابن مبارک حکایت کرتے ہین کہ ایک وسکرات کے
وقت آسمان کی طرف دیکھ کر ہنسا اور کہا لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعَامِلُوْنَ
یعنی انھین جیسی چیزون کے لیے عمل کرنے والے چاہیے کہ عمل کرین دوسرے

مالک دینار رح سے بیان کرتے ہین کہ اُنھون نے کہا کہ مین نزع کے وقت اپنے
ہمسایہ کے پاس گیا اُسنے مجھسے کہا کہ ای مالک دو پہاڑ آگ کے اپنے سامنے
دیکھتا ہون نزدونکے مجھے اُنپر جانے کو کہتے ہین مین نے اُسکے گھر والون سے
پوچھا کہ اسکا کیا حال تھا اُنھون نے جواب دیا کہ یہ دو پیمانہ رکھتا تھا ایک سے
لیا کرتا تھا اور دوسرے سے بیچا کرتا تھا مین نے دونون منگا کر توڑ ڈالے اور
اُس آدمی سے پوچھا کہ اب کیا حال ہی جواب دیا کہ زیادہ ہی ہوتا جاتا ہی اور نیکون کا
حال مرنے کے بعد یاد کرو انمین دو شخصون کا حال ہی ایک یہ کہ ایک بزرگ نے
کہا ہی کہ مرنے کے پیچھے مین نے سفیان ثوری رح کو خواب مین دیکھا اور پوچھا
یا ابا عبد اللہ کیا حال ہی تو اُنھون نے مُنھ پھیر کر کہا کہ یہ وقت کینت سے
پکارنے کا نہین ہی مین نے کہا کہ ای سفیان کیا حال ہی جواب دیا کہ اپنے
پروردگار کو مین نے دیکھا کہ فرماتا ہی ای ابا سعید تجکو میری رضامندی مبارک ہو
تو اندھیری راتون مین آنکھون سے روتا ہوا باشتیاق تمام قیام کرتا تھا
اب اسوقت تجکو اختیار ہی جونسا محل چاہے پسند کرلے اور میری زیارت کیا کر
مین تجھسے دور نہین ہون شعر سترِ موتو قبل موت این بود کز پس مردن غنیمتہا رسد
دوسرے یہ کہ ایک بزرگ نے کہا ہی کہ مین نے ایک آدمی کو خواب مین دیکھا کہ
رنگ اور چہرہ بدل گیا ہی اور دونون ہاتھ گردن پر بندھے ہوئے ہین مین نے کہا
کہ خدا تعالی نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا جواب دیا کہ جس زمانے مین ہم
کھیلا کرتے تھے وہ زمانہ گذر گیا اب وہ زمانہ ہی کہ ہمارے ساتھ کھیل کرتے ہین
اور مرد اور آدمیون کا حال بھی قابل یاد ہی ایک یہ کہ ایک بزرگ نے بیان کیا ہی

کہ میرے ایک لڑکا تھا وہ شہید ہو گیا عمر ابن عبد العزیز کی وفات کی رات مین
اسکو مین نے خواب مین دیکھا مین نے کہا کہ بیٹا تم تو مر گئے تھے جواب دیا کہ نہین
مین تو شہید ہوا تھا اور خدا تعالے کے پاس زندہ ہون وہین رزق پاتا ہون
پھر مین نے کہا کہ کیا سبب ہے کہ اتنی مدت تک مین نے تمکو نہین دیکھا جواب دیا
کہ آج کی رات اہل آسمان کو ندا ہوئی کہ اے انبیا اور اولیا اور صدیقین اور شہدا
عمر ابن العزیز کے جنازے پر حاضر ہو اسلیے آج مین آیا اور جنازے کی نماز ادا
کر کے چاہا کہ تمکو بھی سلام کرتا جاؤن دوسرے یہ کہ ہشام ابن حبان نے کہا کہ
میرے ایک لڑکا تھا جوان مر گیا اسکو خواب مین دیکھا کہ بوڑھا ہو گیا ہے مین نے
کہا کہ اے بیٹا بڑھاپے کا کیا سبب ہے جواب دیا کہ جب فلانا شخص ہمارے
پاس پہنچا دوزخ نے اسکے آنے سے ایسی آواز دی کہ اسکے سبب سے ہم سب بوڑھے
ہو گئے اب قیامت کے باب مین دو آیتون کو تامل کرنا چاہیے ایک تو یہ ارشاد ہے
يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِيْنَ اِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا وَّنَسُوْقُ الْمُجْرِمِيْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ وِرْدًا
یعنے قیامت کے دن متقیون کو ایسی حالت مین اٹھاوینگے کہ سوار ہون بہشت کے
اونٹون پر جماعت جماعت اور ہنکاوینگے گناہگارون کو دوزخ کی طرف ایسے
حال مین کہ پیاسے ہون غرض ایک شخص ایسا ہوگا کہ جب گور سے باہر آویگا
اسی جگہ براق اور تاج اور خلعت دیکھیگا پس لباس کو پہن کر سوار ہوگا اور
چین سے بہشت کی طرف جائیگا یعنی اسکی عزت اتنی منظور ہوگی کہ اسکا پیادہ جانا
بہشت تک گوارا نہوگا اور دوسرا شخص اپنی گور سے باہر آویگا تو دیکھیگا فرشتے
عذاب کا مع عذاب حاضر ہین اس بدبخت کو بھی اپنے پاؤن دوزخ مین جانے نہ دینگے

بیشک تو وارث ہوا ... تھا یہ حال ہوا اور حقیقت مین عذاب کا خوف بھی ہوتا ہے خدا سے تعالے خود فرماتا ہے ڈرتے انسان ... لیکن عذاب ... نہ پہنچے ... بہشت مین ... نہین ... عذاب جانیگا

یا اوندھا کیے ہوئے کھینچتے ہوئے دوزخ مین لیجائینگے ایک عالم سے
مین نے سنا ہے اُسنے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت
کرتے ہین کہ قیامت کے دن ایک قوم گور سے باہر آویگی اور اُنکے لیے
پردار اونٹ ہونگے کہ وہ اُنپر سوار ہوکر قیامت کے میدان مین اوڑینگے
اور بہشت کی دیوارون پر اُترینگے جسوقت فرشتے اُنکو دیکھینگے تو آپسمین
کہینگے کہ یہ کون ہین ہم نہین جانتے شاید امت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
ہونگے پھر اس قوم سے پوچھینگے تم کون ہو اور کسکی امت مین سے ہو وہ
جواب دینگے کہ ہم امت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین ہین فرشتے کہینگے
کہ تمہارا حساب ہو گیا جواب دینگے نہین پھر فرشتے کہینگے کہ تمہارے
اعمال تولے گئے وہ کہینگے نہین پھر پوچھینگے کہ اپنے نامہ اعمال تمنے پڑھے
جواب دینگے نہین تب فرشتے کہینگے کہ یہان سے ہٹ جاؤ انکو سب
وہ قوم کہینگے کیا ہم نے تمہارا کچھ دیا ہے جسکا ہم سے حساب لیتے ہو پھر پکارینگے
یا رب کہ ہمارے بندے سچ کہتے ہین مَا عَلَے الْمُحْسِنِیْنَ مِنْ سَبِیْلٍ احسان والون
پر کچھ الزام نہین شعر کا روانے کہ بود بر رقہ اش الطاف خدا * بہ تجمل بنشیند
بجلالت برود * اب جنت کا حال سنو کہ جنت کے حال مین ان دونون
آیتون کو تامل کرو وَسَقٰہُمْ رَبُّہُمْ شَرَابًا طَہُوْرًا یعنی پلاویگا انکو انکا پروردگار
شراب پاک دوسری اِنَّ ہٰذَا کَانَ لَکُمْ جَزَاۤءً وَّکَانَ سَعْیُکُمْ مَّشْکُوْرًا
یعنی یہ ہے تمہاری سعی کا بدلہ اور تمہاری کوشش پسند ہوئی اور دوزخ کا حال
یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے دوزخیون کی جماعت کا حال بیان کیا ہے کہ

رَبَّنَا اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ قَالَ اخْسَئُوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ
یعنی دوزخیون کی جماعت کہیگی کہ اے پروردگار ہمکو اس بلا سے نکال اگر ہم
پھر ایسی خطا کرین تو ظالم ہین خداے تعالی جواب دیگا کہ اس آگ مین
میری رحمت سے ناامید ہو جاؤ مجھسے مت بولو بیان کرتے ہین کہ
جب خداے تعالی یہ فرمائیگا تو سب دوزخی بجاے بولنیکے اور دوزخ مین
کتون کی طرح بھونکنے لگینگے خداے تعالی ہمکو اس سخت عذاب اور خواری سے
پناہ دے یہ بڑی مصیبت ہے یحیی ابن معاذ رازی رح نے فرمایا ہے کہ مین نہین
جانتا کونسی مصیبت ان دونون مین سے سخت ہے یعنی بہشت کی نعمت کا
جاتا رہنا یا دوزخ مین جانا لیکن بہرحال نعمت کا ضائع ہو جانا دوزخ کے
عذاب سے بہت آسان ہے اسواسطے کہ اگر عذاب دوزخ کا کبھی جدا
ہونے والا ہوتا تو شاید آسان ہوتا دشواری اسمین یہی ہے کہ اسمین ہمیشہ
رہنا ہوگا پس کونسا دل اسپر تحمل کریگا اور کونسا نفس اسپر صبر
کریگا شعر صبر آتش یہ بہت دشوار ہے وَقِنَا رَبَّنَا عَذَابَ النَّارِ
اسی سبب سے حضرت عیسی ع نے فرمایا ہے کہ آگ مین ہمیشہ رہنا خوف
کرنے والون کے دلون کے ٹکڑے کرتا ہے حسن رح کے سامنے ذکر ہوا کہ
سب سے پیچھے دوزخ مین سے ہنّاد کو نکالینگے اور یہ وہ شخص ہوگا کہ اسکو
ہزار برس تک عذاب ہوگا تب فریاد کریگا اور کہیگا یا حنان یا منان
اور پھر آگ سے نجات پاویگا حسن رح روئے اور کہا کہ کاشکے ہنّاد مین ہی
ہوتا منشی اس بات سے تعجب معلوم ہوا انھون نے کہا یہ تعجب کی بات

نہین ہی آخر اسکو کسی وقت نکال تو لینگے ہمکو ڈر ہمیشگی کا ہی مین کہتا ہون
کہ ان سب امور کا مدار ایک اصل پر رجوع کرتا ہی یعنی چھن جانا معرفت کا اور
یہ ایسا امر ہی کہ سب کی کمر کو توڑتا ہی اور منھہ کو زرد کرتا ہی اور دلون کو کاٹتا ہی
اور جگرون کو گلاتا ہی اور آنکھون کو رولاتا ہی اور نہایت خوف ڈرنے والون کا
یہی ہی خائفین مین سے ایک شخص نے کہا ہی کہ غم تین ہین ایک غم عبادت کا
کہ قبول کرے یا نکرے دوسرے غم گناہ کا کہ بخشے یا نہ بخشے تیسرے ڈر
معرفت کے لے لینے کا کہ ایسا نہو کہ اپنی معرفت چھین لے اور مخلص لوگ
کہتے ہین کہ غم ایک سے زیادہ نہین ہی اور وہ معرفت کے سلب کرنے کا
غم ہی اس غم کے سوا اور غم آسان ہین کیونکہ وہ چلے جاتے رہتے ہین
اور بیان کرتے ہین کہ یوسف اسباط رح نے کہا کہ مین ایک رات سفیان ثوری کے
پاس تھا مین نے دیکھا کہ سفیان تمام رات روئے مین نے کہا کہ [illegible]
شاید تم گناہون کے سبب سے روتے ہو پس [illegible]
گھاس کا تنکا اٹھایا اور کہا کہ خدا کے نزدیک گناہون کا بخشنا
اس سے بھی زیادہ آسان ہی مگر مجکو سلب معرفت کا ڈر ہی
گذشتہ سے یہ تو معلوم ہوگیا کہ خوف و رجا دونون کو [illegible]
بہتر ہی اسلئے کہ جسپر رجا غالب ہو وہ مرجیون مین شامل ہی اور جسپر خوف غالب ہو
وہ خارجیون مین شمار ہوگا مگر یہان یہ بیان کیا جاتا ہی ان دونون [illegible]

کسی حال مین کوئی بہتر ہی یا نہین پس جب کہ بندہ قوی اور صحیح ہو تب تو
خوف بہتر ہی اور جب بیمار اور ضعیف ہو خاص کر نزع کے وقت مین رجا
بہتر ہی اسی طرح سے مین نے عالمون سے سنا ہی اور یہ اس سبب سے ہی
کہ خداے تعالی نے فرمایا کہ شکستہ دلون کے پاس ہون جو کہ خوف سے
شکستہ دل ہین شعر الا خوشا حال کان محبوب جان را * بدرویشان و مسکینان
سری ہست * تو چونکہ موت اور سکرات کے وقت مین گناہون سے جو
حالت صحت مین صادر ہوے ہین دل شکستہ ہوتا ہی اسلیے اسوقت مین
رجا ہی بہتر ہی اور یہ جو حدیث شریف مین وارد ہی کہ خداے تعالی کے ساتھ
حسن ظن رکھنا چاہیے اسکے یہ معنی ہین کہ گناہون سے خوف کرنا اور اسکے
عذاب سے ڈرنا اور اسکی عبادت مین کوشش کرنا ان باتون کے ساتھ
حسن ظن چاہیے نہ گستاخی اور معصیت کے ساتھ غرض کہ اسمین ایک
بڑی اصل اور باریک نکتہ یہ ہی کہ اکثر لوگ تمنا اور رجا مین فرق نہین کرتے
اور اسی سے غلطی مین پڑ جاتے ہین تو اسکا جاننا ضروری ہی پس رجا
اصل اور ممکن ہی اور تمنا محض بے اصل اور غیر ممکن ہی اسکی مثال یہ ہی کہ
کسی نے کھیتی کی اور اسکے لیے مشقت اٹھائی تو وہ اگر کہے کہ مجھے امید ہی
کہ اسمین سے سو من غلہ مجکو مل جاے تو یہ آرزو رجا ہی اور تمنا کی مثال
یہ ہی کہ کسی شخص نے زراعت نہ کی اور تمام سال خوب سویا اور غفلت مین رہا
جب کاٹنے کا وقت آیا تو کہنے لگا کہ مجکو امید ہی کہ سو من غلہ ملیگا اسکا
نام تمنا ہے بے اصل ہی اسی طرح بندہ جب عبادت کریگا خداے تعالی کی

اور گناہ سے باز رہیگا اور کہیگا کہ مین خدا سے اسید رکھتا ہون کہ میرے
اِس تھوڑے کام کو قبول کرے اور اس کمی کو پورا کردے اور بڑا ثواب
عنایت فرماوے اور لغزش معاف کرے تو ان آرزوون کا نام رجا ہے
مگر جب غافل رہے اور عبادت کو چھوڑ دے اور گناہ کرے اور خدا
تعالی کے غصے کا خوف نہ رکھے اور اُسکی رضامندی پر التفات نہ کرے
اور اُسکے وعدہ اور وعید کی پروا نہ کرے اور کہے کہ مین خدا سے
تعالی سے بہشت کی اسید رکھتا ہون اور دوزخ سے بچنے کی التجا کرتا ہون
اسکا نام تمنا ہے بے اصل ہے اس سے کچھ فائدہ نہین اپنی نادانی سے
اسکا نام رجا اور حسن ظن رکھ لیا ہے اور حقیقت مین یہ خطا اور گمراہی ہے
چنانچہ اسی سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی فرمایا ہے کہ عقلمند
وہ آدمی ہے جو اپنے نفس سے حساب کرے اور موت کے لیے نیک عمل کرے
اور احمق آدمی وہ ہے کہ اپنے نفس کی پیروی کرے اور خدا تعالی سے
مغفرت طمع رکھے اور حسن بصری رح نے اس باب مین فرمایا ہے کہ ایک قوم کو
مغفرت کی تمنا نے عمل کرنے سے باز رکھا یہانتک کہ دنیا سے چل دیے
اور اُنکے پاس کوئی نیکی نہ تھی کہتے تھے کہ ہم خدا ے تعالے کے
ساتھ نیک گمان کرتے ہین اور جھوٹ کہتے تھے کیونکہ اگر انکو نیک ظن
ہوتا تو عمل خیر کرنے مین مصروف ہوتے جیسا کہ خدا ے تعالے نے
فرمایا ہے وَذٰلِکُمْ ظَنُّکُمُ الَّذِي ظَنَنْتُمْ بِرَبِّکُمْ اَرْدٰکُمْ
فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ یعنے جو تم اپنے پروردگار کے ساتھ گمان

کرتے تھے اس گمان نے تمکو ہلاک کیا پس ہو گئے تم ٹوٹے والون مین
جعفر صبیعی کہتے ہین کہ مین نے ابو میسرہ عابد کو دیکھا کہ انتہا مجاہدہ کے
سبب سے انکی پسلیان نکل آئی ہین مین نے کہا کہ اتنا مجاہدہ کیون کرتے ہو
خداے تعالی کی رحمت تو فراخ ہے غصہ ہو کر جواب دیا کہ تو نے کون سی
بات دیکھی جو میری نا امیدی پر دلیل رکھتی قوله تعالی اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ
قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ یعنی خداے تعالی کی رحمت نیک کارون کے قریب ہے
راوی کہتے ہین کہ اسکی اس بات نے مجکو رلایا پس خلاصہ اس بیان کا یہ ہے کہ
امت مرحومہ مین سے جب کسی بندے نے فراخی رحمت خداے تعالی کو یاد کیا
اور اسکے نہایت فضل و کمال کو دھیان کیا اور شروع قرآن مجید کا یعنے
بسم اللہ الرحمن الرحیم دیکھا اور بہت سی نعمتون کو جو بے سفارش ملی ہین
دھیان کیا اور دوسری طرف سے اسکی کمال بزرگی اور بڑائی اور ہیبت
معلوم کیا اور اسکے غصے کو جسکے تحمل کی زمین آسمان کو طاقت نہین دیکھا
بعد اسکے اپنی غفلت اور کثرت گناہون کو خیال کیا پھر عملون مین ان کا معاملہ سخت
نظر پڑا تو یے سب باتین اسکو خوف و رجا کی طرف لاوینگی اور دونون طرف سے
بچا ہوا بیچ کے راستے پر چلنے لگیگا یعنی ایک دن مرکب امن و یاس سے
نہایت خوشگوار کھائیگا اور رجاے صرف کی سردی اور خوف محض کی گرمی سے
بالکل چھٹی پائیگا اور مقصود تک پہونچیگا اور دونون مرضون سے نجات
پاکر بے کسی فتور اور غفلت کے رات دن خدمت ادا کرتا ہوا چلا جائیگا
اور صفیا اور عابدون مین شمار ہوگا اور خطر کی گھاٹی کو پیچھے چھوڑیگا ولا حول ولا قوۃ

الا باللہ العلی العظیم

فصل چھٹی گھاٹی قوادح کی

پہر سالک کو لازم ہے کہ اپنے عمل کو اُس چیز سے بچاوے جو عمل مین فساد کرتی ہے اور اسکو باطل کر دیتی ہے اور ہم کہ چکے ہین کہ وہ چیزین دو ہین ایک ریا دوسری عجب جاننا چاہیے کہ ریا سے پرہیز کرنا دو چیزون کے سبب سے ضروری ہے اول یہ کہ اگر عبادت مین ریا نہ کرے تو قبول ہو اور ثواب بھی بہت حاصل ہو اور اگر ریا کی تو عبادت قبول نہوگی اور ثواب بالکل حاصل نہوگا یا کم حاصل ہوگا چنانچہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ خداے تعالی نے فرمایا ہے کہ سب بے پرواؤن سے زیادہ بے پروا شرک سے مین ہون یعنے جو کوئی عمل کرے اور میرے سوا دوسرے کو شریک کرے تو مین اُسکے عمل کو قبول نہ کرونگا البتہ اگر خالص میرے واسطے ہو تو قبول کرونگا اور کہتے ہین کہ ریا کار قیامت کے دن جب عمل کے ثواب کی درخواست کریگا تو خداے تعالی کہیگا کیا مجلسون مین تجکو بلند جگہ نہین بٹھایا تھا کیا دنیا مین تجکو سرداری نہین ملی تھی کیا تیرے ہاتھ لوگون نے چیزون کو ارزان نہین بیچا تھا جو اب ثواب کی طلب کرتا ہے یعنے جو نیت تیری عمل سے تھی وہ دنیا مین تجکو سب دے چکے ہین دوسرا سبب ریا سے بچنے کا یہ ہے کہ ریا مین سخت ڈر ہے اور بڑا نقصان ہے یعنے اسمین دو فضیحتین ہین اور دو مصیبتین ایک فضیحت پوشیدہ ہے یعنے فرشتون کے سامنے چنانچہ بیان کرتے ہین کہ جسوقت فرشتے بندے کے عمل کو خوش ہوتے اور لیجاتے ہین تو خداے تعالی

فصل چھٹی

فرماتا ہے کہ لے جاؤ اور دوزخ مین ڈال دو کیونکہ ارادہ بندے کا اس عمل سے مین نہین تھا پس فضیحت ہوگا دوسری فضیحت علانیہ ہے اور وہ قیامت کے دن سب خلقت کے سامنے ہوگی جیسا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کرتے ہین کہ ریا کرنے والے کو قیامت کے دن چار ناموں سے پکارینگے کہ ای کافر ای فاجر ای مکار ای زیانکار اور کہینگے تیری کوشش نکمی ہوئی اور تیرا ثواب برباد گیا آج تیرا کچھ حصہ نہین ہے اُسی سے ثواب طلب کر جسکے لیے تو نے عمل کیا تھا اور بیان کرتے ہین کہ قیامت کے دن ایک پکارنے والا پکاریگا اس طرح کہ تمام خلقت سُنیگے کہاں ہین وہ لوگ جو آدمیوں کو پوجا کرتے تھے کہ مراد ہون اور جنکو پوجا کرتے تھے اُنسے اپنی عبادت کا ثواب لےلین کیونکہ مین ایسے عمل کو قبول نہین کرتا جسمین ملاوٹ ہو اور دو مصیبتین ریا مین یہ ہین کہ اول تو بہشت ہاتھ سے جاتی رہتی ہے چنانچہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بہشت نے یہ بات کہی ہے کہ مین بخیل اور ریا کرنے والے پر حرام ہون اور بعض لوگون نے اس حدیث کے معنون مین تاویل کی ہے کہ بخیل سے مراد یہ ہے کہ کلمۂ لا الہ الا اللہ کہنے سے بخیلی کی ہو اور ریا کرنے والے سے یہ مراد ہے کہ ایمان اور توحید مین ریا کی ہو مگر یہ قول ضعیف ہے معنی اسکے یہ ہین کہ جس شخص نے اپنے نفس کو بخل اور ریا سے پاک نہین کیا ایسے آدمی کو ایمان کے جاتے رہنے کا خوف ہے اور جب ایمان گیا تو کفر مین گرفتار ہوگا تو ضروری بہشت ہاتھ سے نکل جائیگی دوسری مصیبت آگ مین داخل ہونے کی ہے اسواسطے کہ

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ قیامت کے دن
سب سے پہلے اُس آدمی کو بلاوینگے جسنے قرآن پڑھا ہو اور اُس مرد کو جو خدا کے راستے مین
مارا گیا ہو اور جسکے پاس مال تھا اُسنے خدا کی راہ مین خرچ کیا ہو پھر خدا
تعالیٰ قرآن خوان سے کہیگا کہ مین نے اپنے حبیب کلام کو رسول صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم پر نازل کیا تھا تجھکو سکھلایا بندہ کہیگا ہان یا رب پھر خدا
تعالیٰ فرماویگا تونے سیکھکر کیا کیا بندہ جواب دیگا کہ مین رات دن تیرے
واسطے پڑھا خدا تعالیٰ فرماویگا جھوٹ بولا اور فرشتے کہینگے کہ تو جھوٹ
کہتا ہے اسواسطے کہ تیری غرض یہ تھی کہ لوگ تجھکو کہین کہ فلانا شخص قاری ہے
پس وہ تو کہہ چکے پھر مال والے کو لاوینگے اُس سے خدا تعالیٰ کہیگا کہ
ہمنے تجھکو نعمت بہت سی دی تھی اور تجھکو کسی کا محتاج نہین کیا تھا بندہ کہیگا
کہ بیشک یا رب خدا تعالیٰ فرماویگا کہ تجھکو اتنا کچھ ملا تونے کیا کیا بندہ
جواب دیگا کہ صلہ رحم بجا لایا اور تیرے واسطے صدقہ دیا خدا تعالیٰ
فرماویگا جھوٹا ہے اور فرشتے کہینگے جھوٹ کہتا ہے بلکہ تیری غرض یہ تھی کہ
لوگ یون کہین کہ فلانا شخص سخی ہے سو اُنھون نے کہا پھر اُس شخص کو لاوینگے
جو خدا تعالیٰ کی راہ مین مارا گیا تھا اُس سے پوچھا جاویگا کہ تونے
کیا کیا جواب دیگا کہ تونے جہاد کو فرمایا تھا مین نے جہاد کیا یہانتک کہ
تیری راہ مین مارا گیا خدا تعالیٰ فرماویگا جھوٹ ہے اور فرشتے کہینگے کہ
جھوٹ کہتا ہے تیرا مطلب یہ تھا کہ لوگ یون کہین کہ فلانا شخص بہادر ہے
سو یہ تو اُنھون نے کہا اب تم کیا چاہتے ہو تمھارا بدلہ دنیا مین ہو چکا

پھر حکم ہوگا کہ ان سب کو اوندھے کھینچکر ذلت اور خواری سے دوزخ مین ڈال دو ابوہریرہ رضہ فرماتے ہین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہانتک بیان فرماکر میرے گھٹنون پر ہاتھ مارے کہ ای ابوہریرہ یہ لوگ ہین خداے تعالی کی خلقت مین سے جنسے دوزخ کی آگ اول روشن ہوگی ابن عباس رضہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مین نے سنا ہی کہ دوزخ اور اہل دوزخ ریا والون سے فریاد کرینگے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلعم دوزخ کیونکر فریاد کریگی جواب مین فرمایا کہ آگ کی گرمی سے جس سے انکو عذاب کرینگے جہنم بھی فریاد کریگی اب اخلاص اور ریا کی حقیقت اور انکے حکم اور تاثیر کو جاننا چاہیے کہ ہمارے علما کے نزدیک اخلاص دو ہین ایک اخلاص عمل مین دوسرا اخلاص طلب اجر عمل مین اخلاص عمل کے معنی یہ ہین کہ عمل سے قصد نزدیکی خداے تعالی کا کرنا اور اسکے حکم کی تعظیم کرنی اور اسکے فرمانے کو گوش قبول سے سننا اور اس اخلاص کا سبب اعتقاد صحیح ہوتا ہی اور اسکے ضد نفاق ہی جسکے یہ معنی ہین کہ غیر اللہ کی طرف تقرب اختیار کرنا یا خدا کے ساتھ اعتقاد فاسد رکھنا اور اخلاص طلب اجر یہ ہی کہ عمل خیر سے آخرت کے نفع کی نیت ہو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اخلاص کے باب مین پوچھا فرمایا کہ اخلاص یہ ہی کہ تو کہے کہ میرا پروردگار خداے عز وجل ہی اور پھر اسکے احکام پر ثابت قدم رہے یعنی ہوا اور نفس کو نہ پوجے اور پروردگار کے سوا کسی کو عبادت نہ کرے اور عبادت مین سیدھا رہے جس طرح پر حکم ہی یہ اشارہ

اس بات کی طرف ہی کہ خدا کے سوا سب سے قطع کر دے یہ اخلاص حقیقی ہی اور
اخلاص در طلب اجر کے ضد ریا ہی جو کہ آخرت کے عمل سے دنیا کے نفع کا ارادہ ہو
اُسکی دو قسمین ہین ریاء محض اور ریاء تخلیط ریاء محض اُسکو کہتے ہین کہ فقط
دنیا کے نفع کا ارادہ ہو اور ریاء تخلیط اُسکو کہتے ہین کہ دنیا اور آخرت دونون کے
نفع کا خیال ہو یہ تعریف اخلاص اور ریا کی ہی اور اُنکی تاثیر عمل مین یہ ہی کہ خالص
عمل فعل کو عبادت کر دیتی ہی اور اخلاص طلب اجر فعل کو مقبول و کثیر الاجر
کر دیتی ہی اور نفاق عمل کو ضائع کر دیتا ہی اور جب قربت ہونے سے اُسکو
خارج کر دیتا ہی اور اُس ثواب کے استحقاق سے بھی محروم رکھتا ہی جو اس عمل کے
واسطے وعدہ ہوا ہی باقی رہی ریا کی تاثیر سو بعضے علماء کے نزدیک عارف سے
ریاء محض نہین ہوتا شعر زاہد کہ درم گرفت و دینار * زاہد تر از او دگر بدست آر
اور ریا کی جہت سے نصف ثواب باطل ہوتا ہی اور بعضون کے نزدیک عارف سے
ریاء محض کا ہونا ممکن ہی اور نصف اضعاف کو ضائع کر دیتی ہی مثلاً اگر کسی عمل مین
دس گن ثواب ملتا تو پانچ گن ملیگا اور ریاء تخلیط سے چوتھائی اضعاف خراب
جاتے ہین مثلاً دس کی جگہ ساڑھے سات ملتے ہین اور ہمارے علماء کے
نزدیک صحیح یہ بات ہی کہ عارف سے آخرت کے ذکر کے ساتھ ریاء محض ممکن نہین ہی
مگر سہواً اور تاثیر کے باب مین مختار یہ ہی کہ ریا کے اثر سے عمل قبول نہین ہوتا
یا ثواب مین نقصان ہوتا ہی نصف اور ربع کی کچھ تخصیص نہین ہی اور ان مسائل کی
شرح بہت بڑی ہی کتاب احیاء العلوم اور اسرار معاملات دین مین پورا اسکو بیان
کر دیا ہی آب یہ بیان ہوتا ہی کہ اخلاص کی کون کونسی جگہ ہین اور کونسی بحث ہین

اخلاص ضروری ہی جاننا چاہیے کہ بعضے علماء کے نزدیک عمل تین قسم کے ہین

ایک قسم یہ ہی کہ اُسمین دونون قسم کا اخلاص ہو اور یہ عبادت اصلی

ظاہری ہین ہی اور ایک قسم یہ ہی کہ اُسمین دونون اخلاص ہون وہ اصلی

اعمال باطن ہین اور ایک قسم یہ ہی کہ اُسمین اخلاص طلب اجر کا ہو نہ اخلاص

عمل کا اور یہ وہ مباحات ہین جو ضرورت سے زیادہ ثواب کے لیے اختیار

کر لیتے ہین اور ہمارے مرشد نے فرمایا ہی کہ جو عبادات اصلی ہین سے غیر

اللہ کے واسطے ہوسکتا ہو تو اُسمین اخلاص عمل ہوتا ہی اس قول پر اکثر

باطن کی عبادتون مین اخلاص عمل واقع ہوگا اور اخلاص طلب اجر مین

مشائخ کرامیہ نے فرمایا ہی کہ باطن کی عبادتون مین اخلاص طلب اجر

نہین ہوسکتا اسواسطے کہ خدا ے تعالیٰ کے سوا اُسپر کوئی خبردار نہین

پس اُسمین ریا نہین ہوسکتی اسلیے اخلاص طلب اجر کی احتیاج نہوگی اور

ہمارے مرشد کا یہ قول ہی کہ جو مرید عبادت باطن کے بدلے مین خدا ے

تعالیٰ سے دنیا کا نفع چاہے وہ بھی ریا مین شامل ہی تو اس قول کے بموجب

اکثر باطن کی عبادتون مین دونون اخلاص ہوسکتے ہین اور اسی طرح

نوافل مین شروع کے وقت دونون اخلاص ضروری ہین لیکن مباحات مین

اخلاص طلب اجر کا ہوتا ہی نہ اخلاص عمل کا اسواسطے کہ اُنمین صلاحیت

اس بات کی نہین ہے کہ بالذات قربت ہوان بلکہ قربت کے لیے آلا و سامان
ہین یہ سوا شرع اخلاص کے تھے اب انکا وقت سننا چاہیے کہ عمل مین
کس وقت اخلاص وغیرہ واقع ہوتے ہین جاننا چاہیے کہ اخلاص عمل
افعال کے ساتھ ہی ہوتا ہے پیچھے نہین ہوتا لیکن اخلاص طلب اجر کبھی
آخر مین ہوتا ہے اور بعضے علماء کے نزدیک اس باب مین اعتبار کام سے
فارغ ہونے کے وقت کا ہے پس جب فارغ ہوا اخلاص پر یا ریا پر تو کام
تمام ہوگیا اب اور تدارک ممکن نہین ہے اور عابدین کراسیہ کہتے ہین کہ ریا کی
غرض عامل کی ہے جب تک اسکو حاصل نہو تب تک اس عمل مین اخلاص کا
امکان ہے اور جب وہ مطلوب ملجاویگا تو پھر اخلاص نہین ہوسکیگی اور
بعضے علماء کا قول ہے کہ مرتے تک فرضون مین اخلاص ممکن ہے نوافل مین
ممکن نہین اور قرآن مین بیان آیا ہے کہ فرضون کو بندے نے خدا کے حکم سے
ادا کیا [illegible] اور نفلون مین تو اپنے مطلب کے واسطے
کیا [illegible] پس اس سے یہ بات پیدا ہوگی کہ ناحق
اپنے نفس پر کیون جبر کیا مین کہتا ہون کہ ان مسائل مین یہ فائدہ ہے کہ
جو کوئی کسی عمل مین ریا کرے یا اخلاص کو ترک کرے تو اسکا تدارک کسی وجہ
جو کہ بیان کی گئی ممکن ہوجاوے اور لوگون کا مذہب ذکر کرنے سے ان دقیق
باتون مین ہماری غرض یہ تھی کہ بندے پر عبادت کا رستہ آسان ہوجاوے
کیونکہ اگر ایک قول مین اپنے مرض کی دوا نہ پاوے تو دوسرے قول مین
دریافت کرے پس اسکو خوب سمجھ لینا چاہیے اب اس مین اختلاف ہے کہ

فصل چوتھی

ہر ایک عمل کے لیے علیحدہ اخلاص ضروری ہی یا نہین بعضون نے کہا کہ سب
عبادتون مین جدا اخلاص کا ہونا واجب ہی اور بعضون کے نزدیک چند
اعمال کے لیے ایک ہی اخلاص روا ہی پس جو عمل کہ دو ارکان پر مشتمل ہی جیسے وضو اور
نماز کے اسمین ایک اخلاص کافی ہی اسواسطے کہ از روے صلاحیت اور فساد
اجزا کے بعض انکا بعض کے ساتھ متعلق ہی گویا سب ملکر ایک عمل ہوتے ہین
باقی رہی یہ بات کہ اگر کوئی اس طرح عمل کرے کہ اسکی غرض تعریف اور نفع لوگون سے نہو
بلکہ دنیاوی غرض خداے تعالی ہی سے ہو تو وہ بھی ریا مین شامل ہی یا نہین
جاننا چاہیے کہ یہ بھی ریاء محض ہی کیونکہ ریا مین مراد کا اعتبار ہی نہ اسکا کہ
جس سے مراد طلب کرتا ہی پس جب کسی کی مراد عمل خیر سے دنیا کا نفع ہو وہ بھی
ریا ہی خواہ خداے تعالی سے طلب کرے یا آدمیون سے جیسا خداے
تعالی اپنی کتاب مین فرماتا ہی مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَ
مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ یعنے جسکی غرض دنیا کی کھیتی ہو
دینگے ہم اسکو اسمین سے اور نہوگا اسکے واسطے آخرت مین حصہ پس لفظ
ریا مین اعتبار رویت بلحاظ اشتقاق کے نہ سمجھنا چاہیے اور اس ارادۂ فاسد کا
نام جو ریا رکھا ہی اس سبب سے ہی کہ اکثر لوگون کی طرف سے اور انکے دکھلاوے
سے ہوتا ہی اسکو خوب سمجھ لینا چاہیے پھر اگر کوئی عبادت کے ذریعہ سے خداے
تعالے سے دنیا چاہتا ہی اسلیے کہ لوگون کا محتاج نہو اور اسکو عبادت پر
تقویت ہو تو اسکا یہ حال ہی کہ لوگون کی طرف احتیاج نہ رہنا مال وجاہ کی کثرت
سے حاصل ہونا ممکن نہین بلکہ یہ بات قناعت سے اور خداے تعالی پر اعتماد

کرنے سے ہوتی ہو لیکن یہ طلب اگر تقویت عبادت کے لیے ہو تو البتہ ریا نہین ہے
اور اسی طرح جو کام آخرت سے علاقہ رکھے اُسکا طلب کرنا عمل خیر سے ریا مین
شامل نہین مثلاً مراد کسی شخص کی یہ ہو کہ لوگ اسسے تعلیم کرین اور درست
رکھین اور غرض اس سے مذہب حق کا رواج کرنا اور علم کا پھیلانا اور لوگون کو
عبادت پر آمادہ کرنا ہو تو یہ ریا مین شمار نہوگا البتہ اگر غرض صرف نفس کی
بزرگی اور دنیا ہی ہوگی تو بیشک یہ ریا مین شمار ہوگا مین نے اپنے بعضے
بزرگون سے پوچھا کہ اولیا نے تنگی کے دنون مین سورہ واقعہ پڑھی ہو اور
غرض انکی اُسکے پڑھنے سے یہ تھی کہ خداے تعالیٰ سختی اُنسے دور کرے
اور دنیا کو فراخ کردے کس طرح جائز ہو کہ متاع دنیا کی عمل خیر کے وسیلے سے
طلب کرے اُنھون نے جواب دیا کہ اُنکی مراد یہ تھی کہ خداے تعالیٰ اُنکو قناعت
دیوے یا قوت جسکے سبب سے عبادت کرسکین یا علم پڑھ سکین اور
یہ منجملہ ارادہ خیر سے ہے نہ دنیا کے ارادون مین سے اور جاننا چاہیے
کہ اس سورۃ کا پڑھنا رزق کی سختی کے لیے پہلے لوگون کی عادت مین سے
ہے اور اس باب مین حدیثین اور آثار رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
اور صحابہ رضہ سے وارد ہین یہانتک کہ بیان کرتے ہین کہ جب حضرت ابن مسعود

لوگون نے غور کیا کہ اوراد کے واسطے تمنے کچھ نہ چھوڑا تو انھون نے جواب دیا
کہ سورۂ واقعہ انکے واسطے چھوڑ جاتا ہون اور علماء اور مشائخ سلف رحمہم
جو اس سورہ کو پڑھا ہے اسکی وجہ یہی ہے ورنہ خدا کے فضل سے دنیا کی تنگی
اور سختیون پر انکو توجہ نہین بلکہ یہ وہ لوگ ہین کہ دنیا کی سختیون اور تنگیون کو
غنیمت سمجھتے ہین اور خدا تعالیٰ کا احسان جانتے ہین اور اگر دنیا انپر
کشادہ کر دیجاوے تو غم کرین اور ناخوش ہون اور خدا تعالیٰ کی طرف
سے ایک امر خلاف عادت اور مصیبت جانین انکا قول یہ ہے کہ بھوک ہماری
پونجی ہے اور تصوف والون کے مذہب کی اصل یہی ہے اور میرا اور میرے
بزرگون کا مذہب بھی یہی ہے لیکن بعض متاخرین نے جو اس باب مین
کمی کی ہے اسکا کچھ اعتبار نہین ہے اور مین نے جو یہ بات اس جگہ ذکر کی ہے
اسکا سبب یہ ہے کہ ایسا نہو کہ کوئی مخالف انکے مطلب سے بیخبر ہوکر اور
بے جانے بوجھے انپر غلطی پکڑے یا کوئی مبتدی سادہ لوح کہ علم سے اسکو
بہرہ نہو اور غلطی سے کہنے لگے کہ یہ باتین زہد والون اور اہل تجربہ اور ارباب صبر
و ریاضت کے قابل نہین معلوم کرنا چاہیے کہ یہ بات سنت سے لی ہوئی ہے
اور اس سے غرض قناعت کا حاصل ہونا اور عبادت پر تقویت ہونا ہے نہ ہوائے
نفس اور شہوت یا تنگ آنا سختی کے تحمل اور بھوک سے اکثر یہ ہے کہ اس سورہ کے
پڑھنے کے بعد قناعت دل مین پیدا ہوجاتی ہے اور بھوک کی حرص دور
ہوجاتی ہے اور دل کو کھانے کی طرف سے تسلی ہوجاتی ہے جسنے امتحان
کیا ہوگا اسکو اسکا حال خوب معلوم ہے دوسرا قادح عجیب ہے دو سیبون کا

بہت سے عجب سے بچنا ضروری ہو پہلا یہ کہ عجب کرنے والا توفیق سے محروم رہتا ہی
اسواسطے کہ عجب والا مخذول ہوتا ہی جو شخص توفیق یافتہ کی اور جب بندے سے
توفیق منقطع ہوئی تو جلد ہلاک ہوجاویگا اسی سبب سے رسول خدا صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ تین چیزیں ہلاک کرنے والی ہین ایک بخل کی پیروی
دوسری ہواے نفس کا اتباع تیسری اپنے نفس پر آدمی کا عجب کرنا دوسرا
سبب یہ ہی کہ عجب عمل صالح کا مفسد ہی اسی وجہ سے حضرت عیسیٰ نے فرمایا
کہ اے جماعت حواریان بہت چراغون کو ہوا نے گل کردیا ہی اور بہت عابدون کو
عجب نے فاسد کردیا ہی اور چونکہ غرض اور نفع یہی عبادت ہی اور یہ خصلت
بندے کو اولاً عبادت سے محروم کرتی ہی اور اگر تھوڑی سی عبادت کی بھی
تو اسکو ثانیاً ضائع کردیتی ہی پس ایسی خصلت سے پرہیز کرنا ضروری ہی اور
اللہ توفیق دینے والا ہی اب حقیقت عجب کی اور اسکے معنی اور اسکی تاثیر
اور حکم کو معلوم کرنا چاہیے عجب کی حقیقت اتنی ہی کہ اپنے عمل صالح کو بڑا جانے
اور تفصیل اسکی یہ ہی کہ بندہ عمل صالح سے مشرف ہونے کو خدا کے سوا کسی
اور سے دھیان کرے خواہ لوگون سے یا نفس سے یا کسی دوسری چیز سے
اس بنا پر بعض اوقات عجب مثلث ہوگا یعنی جسکو لوگون اور نفس اور غیر
چیز سے تینون سے خیال کرے اور مثنی ہوگا اگر انہین سے دو سے خیال
کرے اور مفرد ہوگا اگر صرف ایک چیز سے جانے اور عجب کی ضد احسان کا
یاد کرنا ہی وہ یہ ہی کہ عمل صالح کو خدا ے تعالیٰ کی توفیق سے سمجھے کہ اسکو بزرگی دی
اور ثواب اور اجر عنایت فرمایا اور قدر اسکی بڑی مقرر کی اور یہ احسان کا یاد کرنا

جب عجب کے لوازم موجود ہوں یا خطرات درپیش ہوں فرض ہے اور باقی
سب وقتوں میں نفل ہے اور عجب کی تاثیر عمل صالح میں یہ ہوتی ہے کہ بعضے
علماء نے کہا ہے کہ جو کوئی عجب کرے اسکے عمل جاتے رہتے ہیں اور اگر مرنے سے
پہلے توبہ کر لیوے تو عمل اسکے سلامت رہتے ہیں محمد صاحب نے جو شارح کرام
میں سے ہے اسی کو اختیار کیا ہے اور عمل کا ضائع ہونا اسکے نزدیک یہ ہے کہ بالکل
اسکا ثواب نہ ملے اور اور لوگ کہتے ہیں کہ ضائع ہونے سے یہ غرض ہے کہ
اضعاف ثواب کے جاتے رہتے ہیں کل نہیں جاتا یہاں یہ شبہ ہوتا ہے کہ
بندہ عارف پر یہ بات کس طرح پوشیدہ رہتی ہے کہ عمل صالح کی توفیق کو خدا
تعالی کی طرف سے نہیں جانتا تو اسکے جواب میں ایک باریک نکتہ
لکھا جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ آدمی عجب میں تین قسم کے ہیں اول قسم عجب میں
وہ لوگ ہیں جو سب حال میں عجب کریں وہ معتزلہ اور قدریہ ہیں اور وہ
لوگ کہ خدا تعالی کو ہستی فعل میں اپنے اوپر نہیں جانتے اور عنایت
اور توفیق اور لطف خاص کے منکر ہیں یہ حال ایک شبہہ کے سبب سے
ان پر غالب ہو گیا ہے اور دوسری قسم یہ ہے کہ وہ ہر حال میں منت کا ذکر
کرتے ہیں وہ اہل استقامت ہیں انکو کسی عمل میں عجب نہیں ہے سبب

اس بصیرت کے جو خدا سے تعالی کی طرف سے انکو عنایت ہوئی ہی اور دوسری قسم مین تخلیط والے ہین وہ تمام اہل سنت وجماعت کے لوگ ہین کہ کبھی ہوشیار ہوتے ہین اور خدا سے تعالی کی منت کا ذکر کرین اور کبھی بسبب غفلت عارضی اور سستی اشتہا اور نقصان بصیرت کے عجب کرنے لگتے ہین اور قدریہ اور معتزلہ کے اقوال مین اختلاف ہی بعضے کہتے ہین کہ انکے سب افعال انکے اعتقاد کے سبب سے خراب اور ضائع ہوجاوینگے اور بعضے کہتے ہین کہ کوئی عمل اعتقاد کے سبب انکا ضائع نہوگا جب تک کہ عجب کے ساتھ مخصوص نہو جیسا اہل سنت وجماعت کے اعتقاد مین ہی کہ ہر عمل عجب کو مانع نہین جب تک کہ مخصوص ذکر منت کے ساتھ نہو اب یہ جاننا چاہیے کہ ریا اور عجب کے سوا بھی قادح عمل کے بہت ہین لیکن ان دونون کو خاصۃً ذکر کرنے کی یہ وجہ ہی کہ یہ دونون اصل ہین اور مدار کار انھین پر ہی اور بعضے مشائخ نے کہا ہی کہ بندے کو ضرور ہی کہ عمل کو دس چیزون سے حفاظت کرے نفاق اور ریا اور تخلیط اور منّ اور اذی اور ندامت اور عجب اور حسرت اور تہاون اور خوف ملامت لوگون کا اور ہمارے مرشد نے ہر ایک خصلت کی ایک ضد فرمائی ہی کہ نفاق کی ضد اخلاص عمل ہی اور ریا کی ضد اخلاص طلب اجر ہی اور تخلیط کی ضد جدا کرنا عمل کا ہی

آمیزش لگے دنیاوی سے اور ریا کی ضد سپرد کرنا عمل کا خدائے عز و جل کو
اور اذی کی ضد عمل کا محافظت کرنا اور ندامت کی ضد نفس کا ثابت رکھنا
اور عجب کی ضد ذکر منت ہے اور حسرت کی ضد عمل خیر کا غنیمت جاننا اور
تہاون کی ضد توفیق کی تعظیم رکھنی اور خوف ملامت مردمان کی ضد ڈرنی
خدائے تعالی سے اور جاننا چاہیے کہ نفاق عمل کو کھو دیتا ہے اور ریا عمل کو
مردود کر دیتی ہے اور منت اور اذی صدقہ کو بالکل اسی وقت محو کر دیتے ہیں
اور بعضے مشائخوں کے نزدیک کچھ حصوں کو کم کر دیتے ہیں اور ندامت سب
مشائخ کے نزدیک عمل کو کھو دیتی ہے اور عجب حصے عمل کے ضائع کر دیتا ہے
حسرت اور تہاون اور خوف ملامت عمل کو ہلکا کر دیتے ہیں اور اسکا وزن
دور کرتے ہیں میں کہتا ہوں کہ غرض قبول اور رد فعل سے تعظیم اور سبکی ہے
اور معنی حبط فعل کے باطل ہونا اسکے نفع کا ہے اور وہ کبھی بالکل ثواب کے
باطل ہونے سے ہوتا ہے اور کبھی اضعاف ثواب کے جانے سے اور ثواب
اس نفع کا نام ہے جسکا مقتضی کوئی فعل خاص ہو اور اضعاف ثواب اسقدر پر
زیادتی کو بولتے ہیں اور گرانی وزن فعل کے معنی یہ ہیں کہ موافق قرینہ احوال
کے اس فعل میں کچھ زیادتی حاصل ہو جاوے چنانچہ احسان کرنا اہل خیر کے
حق میں بعد اسکے ماں باپ کے حق میں بعد اسکے کسی پیغمبر کے لیے اور
شریعت میں بھی گرانی ہوتی ہے مگر تضعیف یعنے زیادتی نہیں ہوتی یہ ہے خلاصہ
اور مختصر اس تحقیق کا جو اس بات میں میں نے کی ہے اسکو خوب سمجھ لو اور
اللہ توفیق دینے والا ہے تنبیہ اس گھاٹی کا قطع کرنا بڑی سعی اور کوشش سے

ضرور ہی کیونکہ اسمین آفت بہت ہی اسواسطے کہ صاحب عبادت کے سب
گھاٹیون کو قطع کیا اور ان سب مصیبتون کو سہا اب اسکو عبادت کی مراد
پونہچی حاصل ہوئی اور اس سرمایہ پر کچھ خوف نہین رہا سوا اس گھاٹی کے
خصوصاً ان دو رہزنون یعنی ریا و عجب کے بس بچنا ان سے ضروری ہوا اور
مین ذکر کرتا ہون ہر ایک مین ان دونون مین سے جتنا کہ کافی ہو اب
ریا کے باب مین چار اصل ہین پہلی اصل خدا تعالیٰ فرماتا ہی اَللّٰهُ الَّذِیْ
خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ
لِتَعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَّاَنَّ اللّٰهَ
قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا یعنی خدا تعالیٰ نے پیدا کیا سات
آسمانون کو اور اتنی ہی زمینون کو اور حکم اور پادشاہت اسکی انمین جاری ہی
تاکہ تم جان لو کہ خدا ہر چیز پر قادر ہی اور اسکا علم سب شے کو گھیرے ہی
یعنی بندے کو گویا یون ارشاد ہی کہ مین نے تو آسمانون اور زمینون کو اور
جو انکے درمیان مین ہی اور بہت سے عجائب اور غرائب کو پیدا کر کے
تیری نظر پر کفایت کی ہی کہ تو انکو دیکھ کر جان لے کہ مین سب عالمون کا پروردگار
ہون اور تو دو رکعتین نماز کی اتنے عیبون اور قصورون کے ساتھ ادا کرتا ہی
تو کیا تجھکو یہ کفایت نہین کرتا کہ مین تجھکو دیکھتا ہون اور تیرا حال جانتا ہون
اور تیری ثنا کر کے ثواب دیتا ہون یہ خیال کیون کرتا ہی کہ میرے عمل کو خلق
جانے اور تعریف کرے کیا یہی وفاداری کی بات ہی کوئی عاقل اسکو پسند کریگا
شعر نہ جانی تونے او غافل ہماری قدر نعمت کی * یہی عہد مروت ہی وفا کا ہی کوئی

کہتے ہیں کہ دوسری اصل یہ ہے جب کسی کے پاس کوئی ایسا نفیس جوہر ہو کہ
وہ اسکے عوض ہزار اشرفیاں لے سکتا ہے پھر وہ اسکو ایک پیسے کو بیچ ڈالے
تو کیسا کچھ بڑا نقصان ہے اور اسکی کم ہمتی اور کم علمی اور بیعقلی کیسی بڑی بیان
سے باہر ہے اگرچہ بہت سے کو غفلت کی تعریف کرنے سے دنیا کی دولت
حاصل ہوتی ہو مگر بقا اپنے خدا سے رب العالمین اور ثنا سے اور شکر اور
ثواب کے ایسی ہے جیسا ایک پیسا مقابلہ میں ہزار دینار کے بلکہ تمام دنیا کے
شعر ہر گنج کہ در ہر دو جہان بہر دل کار نیاید + بیزار گر تو باقی ہمہ فانی ست
پس سوچنے کا مقام ہے کہ کتنا بڑا خسارہ ہے کہ آدمی اتنی گرانقدر بیش بہا چیز
اور بزرگ ان حقیر دنیاوی چیزوں کے بدلے میں اپنے پاس سے
فوت کردے اور اگر خواہ مخواہ اس ہمت خسیس سے کوئی چارہ نہو اور دنیا ہی کا
لینی ہو تو چاہیے کہ عبادت سے آخرت کا قصد کرے تاکہ دنیا بھی اسکے
پیچھے چلی آوے بلکہ فقط خدا ہی کو طلب کرے تاکہ دونوں جہان عنایت
کردے کیونکہ وہ مالک ہے شعر یک جو بستاند و صد جان دہد + آنچہ در
وہمت نیاید آن دہد + اور خود فرماتا ہے مَنْ كَانَ يُرِيدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا
فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ یعنی جو کوئی دنیا کا ثواب

چاہتا ہی پس خدا کے پاس دنیا اور آخرت کا ثواب ہی اور رسول صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خدا ے تعالی آخرت کے عمل کے بدلے مین دنیا
تو دے دیتا ہی لیکن دنیا کے عمل کے بدلے مین آخرت نہین دیتا پس اگر
آدمی نیت خالص کرے اور ہمت کو آخرت ہی کے واسطے کر دے تو دنیا او
آخرت دونون حاصل ہون اور اگر فقط دنیا طلب کرے تو آخرت اسی وقت
جاتی رہے اور اکثر ایسا ہو کر دنیا بھی حاصل نہو اور اگر مل بھی جاوے تو
خود باقی نرہیگی پس دنیا و آخرت دونون سے خسارے مین رہا تیسری
اصل یہ ہی کہ جس مخلوق کے واسطے تو عمل کرتا ہی اور اسکی رضا جوئی کرتا ہی
اگر وہ خبردار ہو جاوے کہ تو اسکے پھسلانے اور خوشامد کی تدبیر کر رہا ہی
تو وہ تجھسے دشمنی کریگا پھر عقلمند کیونکر ایسے شخص کے واسطے عمل کرے
اگر وہ خبر پاوے کہ یہ میری رضا جوئی کرتا ہی تو دشمنی کرے ایسے شخص کی
رضا جوئی کے واسطے عمل کیون نکرے کہ وہ تجھکو دوست رکھے اور سب سے
مستغنی کر دے یہ اصل سمجھ دار کے لیے بہت مفید ہی چوتھی اصل یہ ہی کہ اگر
کسی کو ایسی چیز نفیس ملجاوے کہ اسکے وسیلے سے کسی بڑے بادشاہ دنیا کو
راضی کر لیوے اور وہ شخص اس چیز سے اس غرض کو تو چھوڑ دے بلکہ
اسکے واسطے سے رضا جوئی کسی حلال خور خسیس کی کرے تو کیسی بڑی
حماقت اور خساست ہوگی اور لوگ جدا استادینگے کہ اسکو باوجود طاقت
رکھنے رضامندی بادشاہ کے خاکروب کی رضا جوئی کی کیا ضرورت تھی
اب اس سے دونون خوشی فوت ہوئین اس طرف سے رہ گیا اور اُس طرف سے

نکالا گیا یہی حال ریا والے کا ہے کہ اپنے عمل سے رضا جوئی مخلوق حقیر اور
ضعیف کی اسکو کیا ضرورت ہے جب کہ پروردگار کی رضا حاصل کرنے پر
قادر ہے ہاں اگر رضا جوئی لوگوں کی نہیں چھوڑ سکتا تو اسکی تدبیر یہ ہے کہ
اپنا ارادہ مجرد کرے واسطے فقط خداے تعالیٰ کی رضا کی خواہش رکھے تاکہ
لوگوں کی بھی رضامندی حاصل ہو جاوے کیونکہ تمام دل اسکے قبضے میں ہیں
جس طرف چاہے پھیر دے شعر تو ہم گردن از حکم داور مپیچ ۔ کہ گردن
نہ پیچد ز حکم تو ہیچ حسن بصری رح نے فرمایا کہ ایک آدمی نے خداے
تعالیٰ سے قسم کھا کر کہا تھا کہ میں عبادت اسلیے کرونگا کہ مشہور ہو جاؤں
پس سب سے اول مسجد میں آتا اور سب سے پیچھے جاتا اس طرح کہ
ہر کوئی اسکو ہر دم نماز ہی میں کھڑے ہوے دیکھتا اسی طرح سے
سات مہینے تک کیا اسی مدت میں جس جماعت کے پاس کو گذرتا وہ کہتے
کہ اس ریا والے نے ایسا کیا اور اسی ریا والے نے یہ کہا پھر اس ارادے سے
باز آیا اور اپنے جی میں کہا کہ آج سے عمل خدا ہی کے واسطے کرونگا اور
وہی عمل سابق بدستور کرتا رہا فقط نیت کے بدلتے ہی ایسا ہو گیا
کہ جس جماعت پر گذرتا تو وہ کہتے کہ رحمت ہو فلانے پر کہ خیر میں
مصروف ہے جب حسن نے یہ حکایت تمام کی تو یہ آیت پڑھی اِنَّ الَّذِیْنَ
اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَھُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا یعنے جو لوگ
یقین لاے ہیں اور کی ہیں نیکیاں انکو دیگا رحمن محبت یعنے
انسے محبت کریگا یا انکے دل میں اپنی محبت پیدا کریگا یا خلق کے

دل مین انکی محبت پیدا کریگا اب عجب کا حال سنو کہ اسمین تین اصل ہین
پہلی اصل یہ ہی کہ بندے کے عمل کی قیمت اور قدر اس سبب سے ہی کہ خدائے
تعالی اسکو قبول کرتا ہی اور راضی ہوتا ہی دیکھو مزدور دو درم کے بدلے مین
تمام دن کام کرتا ہی اور پاسبان دو پیسے کے لالچ مین تمام رات جاگتا ہی
اسی طرح پر سب پیشے والے رات دن اپنا اپنا کام کرتے ہین اور اُنکے
عملون کی قیمت چند درم گنتی کے مقرر ہین لیکن اگر بندہ صرف خدائے
تعالی کے واسطے کام کرے اور اُسی کے لیے مثلاً دن مین روزہ رکھے
تو وہ فرماتا ہی کہ اِنَّمَا یُوَفَّی الصَّابِرُونَ اَجْرَهُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ
یعنی ملیگا صبر کرنے والون ہی کو بے حساب ثواب جیسا کہ حدیث شریف مین ہی
کہ اتنا ثواب ملیگا کہ نہ آنکھون دیکھا نہ کانون سنا اور نہ کسی بشر کے
دل مین خطرہ گذرا اور یہ وہی دن ہی جسکی قیمت بڑے رنج اور مصیبت اور
مزدوری سے دو درم ملتے مگر دن کی روٹی نہ کھانے سے اُسکی ایسی قیمت
ہوگئی اور اگر ایک رات کو اُٹھے اور کوئی عمل خدائے تعالی کے واسطے
کرے تو فرماتا ہی فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ
جَزَآءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ یعنے نہین جانتا کوئی کہ مین نے کیا پوشیدہ
رکھا ہی اُنکے لیے خنکی چشم سے بدلا اُن عملون کا جو اُنھون نے کیے ہین
یہ وہی رات ہی کہ اگر تمام رات جاگتا تو اُسکی قیمت تھوڑے پیسے ہوتے
اب اُسکی اتنی قیمت ہوگئی بلکہ تمام دن اور رات کا تو کیا ذکر ہی اگر ایک
ساعت رات کو یا دن کو دو رکعت نماز کی چھوٹی سی ادا کرے یا کسی وقت

فقط لا اله الا اللہ کہے تو خداے تعالی فرماتا ہے مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِنْ
ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ
الْجَنَّةَ يُرْزَقُوْنَ فِيْهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ یعنے جو کوئی نیک عمل
کرے مرد یا عورت اور وہ ایمان والا ہو داخل ہوگا بہشت مین اور
دیا جاویگا رزق بیحساب یہ تمام ساعتون مین سے ایک ساعت کا
ذکر ہے اور ایک دم کا کہ بندے کے اور دنیا دارون کے نزدیک اسکی قدر
وقیمت نہ تھی اور اسی طرح کی بہت سی ساعتین بے فائدہ ضائع ہو جاتی ہین
پس قدر اپنی ساعتون اور نفسون کی جاننی اور انکی قیمت بڑھانی چاہیے
اسلیے عقلمند آدمی کو ضرور ہے کہ اپنے کام کو حقیر سمجھے اور اسکی قدر اور اسکا
شرف خداے تعالی کی طرف سے خیال کرے اور ایسے عمل کرنے سے
بچے جسمین صلاحیت قبول خداوندی نہو کیونکہ ایسا عمل اپنی اصل کی طرف
رجوع کرتا ہے کسی کام کا نہین ہوتا اسکی مثال یہ ہے کہ ایک خوشہ انگور یا
دستہ ریحان ہے کہ اسکی قیمت بازار مین ایک پیسہ ہے پس اگر اسکو کوئی
کسی وجہ سے بادشاہ کے پاس بطور تحفہ بھیجدے اور وہ اسکو قبول کرے
تو کیا عجب ہے کہ اسکے عوض مین ہزار دینار دے دیوے اور اگر اسکو
پسند نہ آیا اور پھیر دیا تو اپنی اصلی قیمت یعنی ایک پیسے کو بکیگا ایسا ہی
حال عبادت کا ہے خبردار اور ہوشیار ہو کر سمجھ لو دوسری اصل یہ کہ
معلوم کرنا چاہیے کہ اگر کوئی دنیا کا بادشاہ کسی کا وظیفہ
مقرر کردے کھانا ہو یا کپڑا یا روپیہ تو وہ اسکو رات دن طرح طرح کی

خدمتون کو خواری اور ذلت سے کھینچیگا اور کبھی ایسا بھی ہوگا کہ بہت کھڑے
ہونے سے اسکے پاؤن ورم کر جائینگے اور جب سوار ہوگا تو اسکی رکاب پکڑے پیدل
دوڑیگا اور کبھی اسکے دشمن سے لڑیگا اور مارا جائیگا غرض کہ اس نفع حقیر فانی کے
واسطے اتنی ذلت اور مشقت اور مضرت کہ درحقیقت وہ بھی خداے تعالی ہی کی
طرف سے ہے بے تامل اپنے اوپر برداشت کریگا اور خداے تعالی جسنے کہ اول
پیدا کیا پھر پرورش کیا پھر ظاہر و باطن دین و دنیا کی نعمتین دین
اور جان کہ جسکے وسیلے سے اپنے دل کا مطلب دوسرے سے کہہ سکتا ہے
عطا فرمائی اس طرح کہ کوئی عقل اسکی ماہیت کو نہین پہونچ سکتی ایسے
خدا کے لیے دو رکعت نماز بہت سے عیبون اور خرابیون کے ساتھ بندہ ادا کرے
اور باوجود بیشمار ثواب کے کہ اسکو حاصل ہوگا اپنی عبادت کو بڑا جانے اور
اسپر عجب کرے تو یہ کام کمال نادانی کا ہے تیسری اصل یہ ہے کہ اگر کوئی بادشاہ ہو
کہ اسکی عادت یہ ہے کہ بادشاہون اور امیرون کو خدمت کے لیے کہے اور
اسکے سامنے اولیا اور حکیم کھڑے ہون اور عقلا اور علما اسکے گھوڑے کے
آگے دوڑین اگر ایسا بادشاہ کسی بازاری یا گنوار کو بسبب رحمت کے جو اسپر ہے
فرماوے کہ اسکے برابر کھڑا ہو اور اسکی عجیب وار خدمت پر رضامندی سے
نظر کرے پس اگر یہ آدمی اس خدمت معیوب سے بادشاہ پر منت رکھنے لگے
تو بیشک اسکو دیوانہ کہینگے جب یہ بات ٹھہری تو جاننا چاہیے کہ خداے تعالی
ایک بادشاہ ہے کہ آسمان اور زمین اور جو چیز انمین ہے سب اسکو تسبیح کرتے ہین
اور منجملہ اسکے خادمون کے جبرئیل اور میکائیل اور اسرافیل اور عزرائیل اور

عرش اُٹھانے والے اور کروبی اور روحانی ہین جنکی گنتی خداے تعالیٰ کے سوا
کسی کو نہین معلوم ہے وَمَا یَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ یعنی کوئی نہین جانتا ہے
ربکے لشکرون کو مگر وہی پھر بعد انکے اُسکے خادمون مین سے آدم اور نوح
اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ اور تمام جہانون سے بہتر حضرت محمد رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سب انبیا صلوات اللہ علیہم اجمعین ہین بڑے
مرتبون اور مناقب عزیز اور شریف اور مقامات بزرگ اور عبادات عظیم ہے
پھر اُنکے پیچھے علماء اور امام دیندار اور زاہد ہین پاک دل اور عبادت خاص کے
ساتھ اور سب سے زیادہ ذلیل اُسکے خادمون مین اُس دروازے پر دنیا کے
بادشاہ اور ظالم ہین پس اُس خدانے باوجود ہونے اتنی عظمت اور جلال کے
بندے کو عبادت کرنے کی اجازت دی ہے اور اُن دو رکعت عیدین پر جو وہ
ادا کریگا خاص اپنی عنایت سے اتنے کچھ ثواب کا وعدہ فرمایا ہے پس اگر
وہ بندہ اُن دو رکعتون پر عجب کرے اور اُسکو بڑی کارگزاری سمجھے تو وہ بندہ
کیسا خراب اور تباہ اور نادان ہوگا اور ایک دوسری مثال اسکی یہ ہے کہ
جب کوئی بڑا بادشاہ اپنے لیے قیمتی تحفون اور جواہرون کے لانے کی اجازت دے
اور کوئی ترکاری بیچنے والا ایک مولیون کا گٹھا یا کوئی گنوار انگورون کا ایک خوشہ
جسکی قیمت آنہ پائی ہے بادشاہ کی درگاہ مین لادے اور اُن بزرگون اور نفیسون کا
شریک ہو اور بادشاہ اس فقیر سے اور دوسرون سے ہدیہ قبول کرے اور
اُسکی طرف رضا اور قبول کی نظر سے دیکھے اور اُسکو خلعت نفیس عطا فرماوے
تو یہ امر بادشاہ کی طرف سے صرف فضل وکرم ہے پس اگر یہ فقیر اس بادشاہ پر

احسان رکھے اور اُس سولی کے گچھے اور انگور کے خوشے پر عجب کرے تو اُسکو
مجنون اور بیعقل کہینگے پس آدمی کو چاہیے کہ جب رات کو اُٹھے اور کچھ عبادت
ادا کرے تو فکر کرے کہ اسوقت کتنے آدمی جنگل اور شہر اور دریا اور میدان میں صادقین اور
خائفین و مشتاقین و مستغفرین میں سے اُٹھے ہونگے اور خداے تعالی کے دروازے پر کھڑے ہونگے
اور دل بریان اور چشم گریان اور زبان پاک رکھتے ہونگے پس میری نماز گو مین اُسمین
بقدر امکان کوشش اور اصلاح کرون لائق اُس بادشاہ بزرگ کے کیسے ہوگی جبکہ یہان ایسے
ایسے عابد عبادت کرتے ہون شعر کوے جانان مین پہونچ کر کیا دلا کرتا ہے ناز * اُس
گلی مین تجھ سے بہتر سیکڑون افتادہ ہین * اور میرے پیر رح نے فرمایا ہے اے
غافل کبھی ایسی تیاری بھی نماز مین کی ہے جیسے ایک مالدار کے پاس ہدیہ
بھیجنے مین کیا کرتا ہے اور ابوبکر وراق رح فرمایا کرتے کہ جب مین نماز سے
فارغ ہوتا ہون تو ایسا شرماتا ہون جیسے کوئی عورت زنا کر کے شرماتی ہے
اب اے مرد طالب اس گھاٹی مین خواب غفلت سے ہوشیار ہو نہین تو
خسارہ والون مین سے ہوگا کیونکہ یہ گھاٹی دشوار او تلخ اور سخت ہے اور سب سے
زیادہ نقصان کی باتین جو اس راستے مین پیش آوینگی یہ گھاٹی ہے اسواسطے
کہ فائدہ سب عقبات گذشتہ کا اس جگہ ظاہر ہوگا اگر اس گھاٹی مین سلامت رہا
تو نفع اٹھایا اور نہین تو کوشش باطل ہوئی اور تمام عمر گمراہی مین گذری
کیونکہ اس گھاٹی مین تین چیزین ایسی جمع ہوئی ہین جنکے سبب سے اس سے
گذرنا دشوار ہوگیا ہے اول یہ کہ کام بہت باریک ہے اسواسطے کہ ریا اور عجب کے
عملون مین نہایت باریک اور پوشیدہ ہین اسلیے اسپر کوئی خبردار نہین ہوسکتا

مگر جو عالم و دانا دل اور متقی صاحب بصیرت دین کے کام میں ہو جب یہ حال ہے
تو پھر اسے جاہل اور غافل کیونکر خبردار ہوگا ایک عالم نیشاپوری نے حکایت کہا کہ
عطا سلمی رح نے ایک کپڑا بنا اور بننے میں حتے الوسع احتیاط کی کہ کوئی
عیب نہ رہے پھر بازار میں بزاز کے پاس لے گئے بزاز نے اسکی قیمت تھوڑی
لگائی اور کہا کہ کپڑے میں اتنے عیب ہیں عطا رونے لگے یہانتک روئے
کہ بزاز پشیمان ہوا اور عذر سے پیش آیا اور کہا کہ اسکی قیمت جتنی آپ کو چاہیے
لے لیجیے عطا نے کہا کہ میرا رونا اس وجہ سے نہیں ہے جو تو گمان رکھتا ہے بلکہ
رونے کا باعث یہ ہے کہ میں اس پیشے کو خوب جانتا ہوں اور اسکو
بڑی احتیاط سے بنا تھا تا کہ اسمیں کوئی عیب نہ رہے جب میں نے
ایسے شخص کو دکھلایا جو اسکے عیب کو جانتا تھا اسنے اسمیں اتنے عیب
نکال دیے کہ میں انسے خبردار نہ تھا پس ہمارے عملوں کا حال کیا دیکھئے
ہوگا جس وقت کل کو خداے تعالی کے سامنے پیش کریں اور انمیں روز قیامت کو
اتنے نقصان ظاہر ہوں جنسے آج ہمکو خبر نہیں اور شیخ صالح رح نے
فرمایا کہ میں ایک رات سحر کے وقت کوٹھے پر کہ شارع عام کے نزدیک تھا
سورۂ طٰہٰ پڑھتا تھا جب تمام کر چکا تو پڑ کر سو رہا ایک شخص کو خواب میں
دیکھا کہ آسمان سے اترا ہے اور اسکے ہاتھ میں ایک کاغذ ہے میرے
سامنے اس کاغذ کو کھولا میں نے دیکھا کہ سورۂ طٰہٰ لکھی ہے اور ہر ایک
کلمہ کے نیچے دس دس نیکیاں لکھی ہوئی ہیں مگر ایک کلمہ کے نیچے نہیں
لکھی میں نے کہا خدا کی قسم میں نے یہ کلمہ پڑھا ہے کسواسطے اسکے

پہنچے ثواب نہین لکھا اُس شخص نے جواب دیا توبہ کہتا ہے تُو نے یہ کلمہ پڑھا ہے
اور اُسکا ثواب بھی لکھا جاتا لیکن عرش کے نیچے سے آواز آئی کہ اسکو محو کردو جسنے اسکو سنا دیا
یہ سنکر مین خواب ہی مین رونے لگا کہ ایسا کیون ہوا اُسنے کہا کہ جسوقت اس کلمہ کو پڑھا ایک
آدمی شارع عام سے جاتا تھا اُسکے سبب سے تُو نے اپنی آواز بلند کی اسلیئے اس کلمہ کا ثواب
برباد گیا دوسرا یہ کہ اسمین نقصان بہت ہے اسلیئے کہ ریا اور عجب بڑی آفتین ہین انسے بعض
ہو جاتی ہین اور نقصان پیدا کرتی ہین کہ ستر برس کی عبادت کو باطل کر دیتی ہین
بیان کرتے ہین کہ ایک شخص نے سفیان ثوری رح کی مع ساتھیون کے دعوت کی جسوقت
وہ سب اُسکے گھر پہنچ گئے تو اُس شخص نے اپنے گھر والون سے
کہا کہ وہ طباق جو مین پہلے حج مین لایا تھا لاؤ بلکہ دوسرے حج والا بھی لاؤ
جب یہ کلمہ کہا تو سفیان ثوری رح نے اُسکی طرف دیکھا اور کہا کہ اے مسکین
تو نے اپنے دونو حجون کو کھو دیا تیسرے یہ کہ اسمین خطر عظیم ہے
چار سببون سے ایک یہ کہ خداے تعالی ایسا بادشاہ ہے جسکی عظمت و
جلال کی نہایت نہین دوسرے یہ کہ تجھپر اُسکی بیشمار نعمتین ہین تیسرے
یہ کہ تیرا بدن ایسا ہے کہ اسمین عیب پوشیدہ ہین اور بہت سی آفتین ہین
چوتھے یہ کہ بہت سے خطرناک ایسے کام واقع ہوتے ہین کہ انمین لغزش
ہو جاتی ہے اور نفس اس لغزش پر جلد مائل ہو جاتا ہے پس اب بندہ محتاج
اس بات کا ہے کہ اپنے عیب دار بدن اور نفس مائل بشر سے ایسا عمل صاف اور
سالم پیدا کرے کہ درگاہ خداے تعالی کے قابل ہو تا کہ جلال اُسکی عظمت کا
اور کثرت نعمتون کی باقی رہے نہین تو ایسا بڑا نفع جاتا رہیگا کہ کوئی نفس

آسکے زوال کی سہار نہین کرسکتا بلکہ ایسی مصیبت مین گرفتار ہوگا کہ اسکے تحمل کی
طاقت نہ رکھے اور یہ بڑا کام ہے اور جلال او عظمت خدا ے تعالیٰ کی ایسی ہے
کہ فرشتے مقرب رات دن اسکی خدمت مین کھڑے رہتے ہین اور اسکی
عبادت کرتے ہین یہانتک کہ بعضے انمین سے پیدایش کے دن سے کھڑے ہین
اور بعضے رکوع مین ہین اور بعضے سجدے ہین اور بعضے تسبیح مین اور بعضے
تہلیل مین کھڑا ہونے والا قیامت تک قیام کو تمام نہین کرسکتا اور نہ
رکوع والا رکوع کو اور نہ سجدہ کرنے والا سجدے کو اور نہ تسبیح کرنے والا تسبیح کو
اور نہ تہلیل کرنے والا تہلیل تمام کرسکتا ہے اور جب اپنی خدمت سے فارغ
ہونگے تو سب پکارینگے کہ تو پاک ہے ہمنے تیری عبادت ایسی نہ کی جو حق تھا
عبادت کا اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جو سید المرسلین اور
خیر العالمین ہین فرماتے ہین لا اُحصِی ثناءً علیک انت کما
اثنیت علی نفسک یعنی مین تیری تعریف نہین کرسکتا تو اپنی تعریف
آپ ہی کرسکتا ہے قطعہ بندہ ہمان بہ کہ ز تقصیر خویش * عذر بدرگاہ خدا
آورد * ورنہ سزاوار خداوندیش * کس نتواند کہ بجا آورد * اور نعمت خدا ے
تعالیٰ کی اتنی ہے کہ اسکا شمار نہین ہوسکتا جیسا کہ فرمایا وان تعدوا
نعمت اللہ لا تحصوھا یعنی اگر تم شمار کرنا چاہو اللہ کی نعمتون کو تو
نگن سکوگے شعر اگر بر سر موے من گردد زبانے * ز تو رانم بہر یک داستانی *
نیارم گوہر شکر تو سفتن * سر موے ز احسان تو گفتن * بیان کرتے ہین
کہ لوگون کو تین دیوان پیش کرینگے ایک نیکی کا دیوان دوسرا بدی کا دیوان

دیوان پھر نعمتوں کے دیوانوں کو نیکیوں کے مقابل رکھینگے تاکہ جتنی
نیکیاں ہیں نعمتوں کے مقابلے میں جاتی رہیں اور برائیاں باقی رہ جاویں اور حکم
اسمیں خدا ہی کو ہے جو چاہے سو کرے شعر آنچہ رود بر سرم چون تو پسندی
رواست + بندہ چہ دعوی کند حکم خداوند راست + اور عیب نفس کے
اور اسکی آفتیں ہر ایک اپنی جگہ پر ذکر کی گئی ہیں اور دشوار یہ کام ہے کہ
بندہ عبادت میں ستر برس زحمت کھینچے اور اپنے عیبوں سے غافل رہے
تو کبھی ایسا ہوگا کہ کوئی بھی انمین سے قبول نہو اور کبھی ایسا اتفاق ہوگا
کہ برسوں کی محنت ایک ساعت میں باطل کر دے اور سب سے بڑا یہ ڈر ہے
کہ اگر شاید خداے تعالی بندے کی طرف نظر کرے اور وہ ریا کے ساتھ
عبادت میں مشغول ہو یعنی ظاہر میں خدا کی طرف ہو اور باطن میں
خلق کی طرف پس نکال دے اپنی درگاہ سے اس طرح کہ پھر کبھی نہ بلاوے
ایک عالم حسن بصری رح کی حکایت کرتے تھے کہ انکو مرنے کے بعد خواب میں
دیکھا اور حال دریافت کیا تو انھوں نے فرمایا کہ خداے تعالی نے
مجکو اپنے سامنے کھڑا کیا اور فرمایا کہ اے حسن تجکو وہ دن یاد ہے کہ مسجد میں
نماز ادا کرتا تھا جب تو نے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ دیکھا تو نماز خوب
ادا کرنے لگا پس اگر اول کی تیری نمازیں درست نہوتیں تو میں آج درگاہ سے
نکال دیتا اور یکبارگی تجھ سے قطع کر دیتا اور بسبب اسی باریکی کام کے
اور کثرت سختی کے خداوندان بصیرت نے اپنے نفس پر خوف کیا ہے
یہانتک کہ بعضوں نے اپنے تمام کاموں کو جو لوگوں پر ظاہر ہو گئے ہیں

آسمان کی طرف کیا اور فرمایا شکر خداے عزوجل کا کہ اپنی مخلوقات مین جو چاہتا ہی
سو کرتا ہی پھر مجکو پکارا ای معاذ مین نے کہا لبیک یا سید المرسلین فرمایا کہ
مین تجھ سے ایک حدیث بیان کرتا ہون اگر تو اسکو یاد کریگا تو نفع ہوگا
اور اگر ضائع کردیگا تو خداے تعالی کے پاس تیری حجت ختم ہوجائیگی ای
معاذ آسمان کی پیدایش سے پہلے خداے تعالی نے سات فرشتے پیدا کیے
اور ہر ایک کو ساتون آسمان کے دروازون پر دربان مقرر کردیا ہی جب
کرام کاتبین جو بندون کے عملون کے نگران ہین کسی بندے کے عمل
یعنی صبح سے شام تک کی عبادت کو مثل نور چمکتے کے آسمان پر لیجاوین
تو جسوقت پہلے آسمان پر پہونچین اسکے فعلون کی بہت تعریف کرین
پس وہ فرشتہ کہ پہلے آسمان پر ہی کہے کہ یہ عمل اس بندے کے منھ پر مارو
کیونکہ مین غیبت کا فرشتہ ہون میرے مالک نے مجکو فرمادیا ہی کہ جو کوئی
لوگون کی غیبت کرے اسکے عمل کو یہان مت آنے دینا پھر کرام کاتبین
اسکے دوسرے عمل لیجاوین جسمین غیبت نہ کی ہو جب دوسرے آسمان پر
پہونچین دوسرے آسمان کا فرشتہ کہے کہ یہ عمل اس بندے کے منھ پر
مارو اس بندے کی مراد ان عملون سے دنیا کی غرض تھی اور مجکو حکم ہی کہ
جو عمل دنیا کی طلب مین ہون انکو مت آنے دو پھر کرام کاتبین بندہ کے
عمل مثل صدقہ اور روزہ و نماز و حج و عبادت و صلہ رحم وغیرہ کہ جنمین غیبت
اور طلب دنیا نہو لیجاوین تو دوسرے آسمان تک کے فرشتے اسکی تعریف
کرین مگر جب تیسرے آسمان پر پہونچین اسکا دربان کہے کھڑے رہو اور

یہ عمل اُسکے منہ پر مارو کیونکہ مین تکبیر کا فرشتہ ہون وہ لوگون مین بیٹھ کر
تکبیر کیا کرتا تھا مجھکو حکم نہین کہ اُسکے عمل کو راستہ دون پھر اور عمل بندے کا
ستارا سا چمکتا ہوا مثل تسبیح اور تہلیل و نماز و روزہ و حج و عمرہ وغیرہ سے
جنمین پہلے عیوب سے گانہ ہون لیجاوین جب چوتھے آسمان پر لیجاوین تو
چوتھے آسمان کا فرشتہ کہے کہ ٹھہرو اور اس عمل کو اُسکے منھ پر مارو کیونکہ
مین عجب کا فرشتہ ہون مجھ سے آگے اُسکا عمل نہین جا سکتا اُسنے کوئی
کام ایسا نہین کیا کہ جسمین عجب نہو پھر اور عمل بندے کا جسمین اور بھی
عیوب نہون مثل دلھن کے آراستہ کرکے لیجاوین پانچوین آسمان کا فرشتہ
کہے کہ یہ عمل اُسکے منھ پر مارو کیونکہ مین حسد کا فرشتہ ہون وہ خلقت کی
نعمت پر حسد کرتا تھا اور جو کوئی عمل سیکھتا اُسپر حسد کرتا تھا مین اُسکے
عمل کو آگے نہ جانے دونگا پھر بندے کا کوئی اور عمل مثل آفتاب کے نماز
روزہ حج عمرہ زکوۃ وغیرہ کہ جسمین حسد بھی نہو لیجاوین اور اُسکی تعریف
کرین مگر چھٹے آسمان کا فرشتہ کہے کہ یہ عمل اُسکے منھ پر مارو وہ کسی پر رحمت
نہین کیا کرتا تھا اور خلقت کی بُرائی پر خوش ہوتا تھا مین رحمت کا فرشتہ
ہون مین اُسکا عمل آگے نہ بڑھنے دونگا پھر بندے کا اور عمل جو پہلی
خرابیون سے پاک ہو مثل روزہ اور نماز اور صدقہ اور تقوی اور مجاہدہ کے
ساتوین آسمان تک لیجاوین چھٹے آسمان تک کے فرشتے تعریف کرین
اور اُسکے ساتھ ہون اور یہ عمل آفتاب کے مانند چمکتا ہوگا جب ساتوین
آسمان تک جاوے وہان کا فرشتہ کہے کہ ٹھہرے رہو اور یہ عمل اُسکے منھ پر مارو

کیونکہ مین جاہ کا فرشتہ ہون اور اس عمل والے کی مراد لوگون مین مرتبہ حاصل کرنا تھا مین اس عمل کو نہ جانے دونگا مین اسی بات کے لیے مامور ہون کہ جو عمل خاص خداے تعالی کے لیے نہو وہ نہ آگے بڑھے پھر اور عمل بندے کا جسمین انمین سے کوئی بھی نقصان نہو مثل نماز و روزہ و زکوۃ و حج وغیرہ و حسن خلق و خاموشی و ذکر خداے تعالی کے لیجائین اور ساتون فرشتے بھی اس عمل کے ساتھ چلین اور ساتون آسمانون کے حجاب کو قطع کر کے خداے تعالی کے قریب تک پہونچ جائین اور خداے تعالی کے سامنے کھڑے ہو کر بندے کے لیے نیک عمل ہونے پر گواہی دین تو خداے تعالی فرماوے تم بندے کے عمل کے نگہبان تھے اور مین اُسکے دل کی بات کا نگہبان ہون اُسکی غرض اس عمل سے مین نہ تھا مین جانتا ہون اُسکی غرض اس عمل سے کیا تھی اسپر میری پھٹکار ہو کہ اُسنے آدمیون کو فریب دیا مجکو فریب نہین دے سکتا کیونکہ مین غیب دان ہون جتنے دلون کی باتین ظاہر اور باطن کی ہین مین جانتا ہون اسپر میری لعنت ہو اور ساتون آسمانون اور زمینون کے فرشتون کی پھر وے ساتون فرشتے اور تین ہزار فرشتے جو اُنکے ساتھ ہون کہین کہ اے رب اسپر تیری لعنت ہو اور ہماری سب کی لعنت ہو اور لعنت کرنے والون کی لعنت ایسے شخص پر ہو معاذ فرماتے ہین کہ اتنی بات حضرتؐ سے سنکر مین رویا اور ایک نعرہ مارا اور کہا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اس سے کس طرح نجات ہو جو آپ نے فرمایا ہے فرمایا اپنے پیغمبر کی پیروی یقین کے ساتھ کر مین نے عرض کیا کہ آپ خداے کے رسول ہین اور مین معاذ ہون مجکو کس طرح خلاص او

نجات ہوگی تب آپ نے نو باتین فرمائین ای معاذ اگر تیرے عمل مین قصور ہو تو
اپنی زبان کی حفاظت کر اور کسی کی غیبت مت کر اور جس عیب مین خود مبتلا ہو
اُسپر دوسرے کو برا مت کہہ اور دوسرے کے خوار کرنے سے اپنے آپ کو عزت مت کر
اور اپنے عمل ریا کرنے سے بچاؤ اور دنیا مین اتنا مشغول مت ہو کہ آخرت کو
بھول جاوے اور اپنے آپ کو لوگون سے بزرگ مت جان کر دنیا اور آخرت کی
نیکی سے جدا رہ جاوے اور مجلس مین فحش مت بک تا کہ لوگ تیری بدخلقی سے
پرہیز نہ کرین اور لوگون کی آبرو اپنی زبان سے ٹکڑے مت کر تا کہ دوزخ کے
کتّے تیرے بدن کو ٹکڑے نہ کرین مین نے عرض کیا یا رسول اللہ ان خصلتون کی
کسکو طاقت ہے یہ تو بہت باتین ہین فرمایا کہ ای معاذ جو مین نے تجھ سے کہا ہے
جسپر خداے تعالی آسان کردے اسکو بہت آسان ہے اور تجکو یہ ایک ہی خصلت
کافی ہے کہ جو بات اپنے لیے چاہے وہی لوگون کے واسطے چاہ اور جس بات کو
اپنے لیے پسند نکرے اسکو کسی کے لیے اچھا مت جان جب تو اسپر عمل کریگا
تو سلامت رہیگا وہ مرد راوی کہتا ہے کہ معاذ اس حدیث کے سننے کے بعد
اسکو قرآن سے زیادہ پڑھا کرتے تھے لیکن ای طالب جب تو نے یہ حدیث
سخت اور خوفناک سنی جس سے پتے پانی ہوگئے ہین اور کمر ٹوٹی جاتی ہے
تو اپنے خدا پر بھروسا کر اور عاجزی اور انکسار کے ساتھ اسکا ملازم ہو اور یہ نظم
یہ کہتا رہ شعر گر کشتی ور جرم بخشی روے سر بر آستانم + بندہ را فرمان نباشد
ہر چہ فرمائی بر آنم + کیونکہ بغیر اسکی رحمت کے اس دریا سے نجات نہین ہو سکتی
اور اسکی توفیق اور عنایت کے سوا سلامتی نہین ہے پس خواب غفلت سے بیدار ہو

فصل ساتوین گھاٹی حمد اور شکر کا بیان

طالب عبادت جب ان پچھلی گھاٹیون کو قطع کرے اور اپنے مطلب پر صحیح وسالم کامیاب ہو تو اس نعمت عظمے اور بخشش کبرے پر حمد اور شکر خدا اسکا کرنا لازم ہی دو وجہ سے ایک نعمت کی ہمیشگی کے لیے دوسرے زیادتی حاصل کرنے کے لیے ہمیشگی نعمت کی اس طرح ہی کہ شکر کرنا نعمتون کی قید ہی اسکے سبب سے نعمت ہمیشہ قائم رہتی ہی اور شکر کے ترک کرنے سے زائل ہو جاتی ہی خدا تعالی عز وجل نے ایک قوم کے حق مین فرمایا فَكَفَرَتْ بِأَنْعُمِ اللّٰهِ فَأَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوا يَصْنَعُونَ یعنے خدائے تعالی کی نعمتون پر کافر ہو گئے پس چکھایا انکو خدائے تعالے نے لباس خوف اور بھوک کا سبب انکے کامون کے یعنی ناشکری کے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نعمت ایک وحشی ہی اسکو شکر سے قید کرو شعر شکر جان نعمت و نعمت چو پوست ✤ زانکہ شکر آرد ترا تا کوی دوست ✤ اور زیادتی نعمت یہ ہی کہ جیسا شکر نعمت کی قید ہو ویسا ہی زیادتی بھی اس سے حاصل ہوتی ہی خدائے تعالی نے فرمایا ہی لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ یعنے اگر تم شکر کروگے تو مین نعمت زیادہ دونگا اور یہ معمول ہی کہ جب سردار حکیم دیکھتا ہی کہ بندے نے حق نعمت ادا کیا اور اسپر قیام کیا ہی تو اسپر اور نعمت کا احسان فرماتا ہی اور اگر حق ادا نہ کیا تو پہلی دی ہوئی نعمت بھی چھین لیتا ہی اور کفران نعمت مین مبتلا کرتا ہی بعد اسکے جاننا چاہیے کہ نعمتین خداوندی دو قسم ہین دینی اور دنیاوی دنیاوی بھی دو قسم پر ہی نعمت نفع نعمت دفع نفع وہ ہی جس سے بندے کو

نفع پہونچایا اور وہ بھی دو طرح پر ہی ایک یہ کہ قد و قامت مین صحیح و سالم بنایا
اور تندرستی اور عافیت سے رکھا دوم یہ کہ لذات کھانے اور پینے اور نکاح
وغیرہ سے بہرہ ور فرمایا اور نعمت دفع یہ ہی کہ بندے کی مضرتین
اور تکلیفین دور کین اور یہ بھی دو طرح پر ہین ایک یہ کہ نفس کی مضرت کو
دفع کیا اس طرح کہ اسکو اپاہج ہونے سے سلامت رکھا اور سب آفتون
اور بیماریون سے بچایا دوسرے یہ کہ انواع اقسام کی روکنے والی چیزین
جو اسکو پیش آئین انکو دور کیا یعنے جن و انسان کے دشمنون اور
درندون اور وحوش وغیرہ سے بچایا اور نعمت دو طرح پر ہی نعمت توفیق
اور نعمت عصمت توفیق کی نعمت یہ ہی کہ توفیق اسلام اور سنت اطاعت کی
ترتیب عنایت کی اور نعمت عصمت یہ ہی کہ اول کفر اور شرک کے فساد سے
پھر گمراہی اور بدعت سے اور پھر تمام گناہون سے بچایا اور
تفصیل اور شمار ان نعمتون کی جو بندے کو عنایت فرمائی ہین خدائے
تعالے کے سوا کوئی نہین جان سکتا چنانچہ فرمایا ہی وَاِنْ تَعُدُّوْا
نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا یعنے اگر تم چاہو کہ خداے تعالے کی نعمتون کو
شمار کرو تو نہین کر سکو گے اب پھر جاننا چاہیے کہ ہمیشگی ان نعمتون کی
اور ہر ایک کا زیادہ ہونا اس درجہ تک کہ وہم مین نہ آوے صرف ایک
چیز پر منحصر ہی جسکو حمد اور شکر کہتے ہین پس جو خصلت کہ اسکی اتنی قیمت ہی
اور اسمین اتنا فائدہ ہو تو ضرور ہی کہ اس سے کسی وقت غافل
نہ رہے کیونکہ یہ ایک جوہر قیمتی اور کیمیاے نفیس ہی شعر

گلشن شکر خدا مین ہر زمان ٭ مثل بلبل کھول دے اپنی زبان ٭ اسیا

حمد اور شکر کے معنے سننا چاہیے کہ علماء نے حمد اور شکر مین فرق کیا ہے

حمد کو تسبیح اور تہلیل کے قبیل سے بتلاتے ہین پس اشغال ظاہر سے

ہوگی اور شکر کو تفویض اور صبر مین شمار کیا ہے تو یہ اعمال باطن مین

شامل ہوگا اور ایک اور بات فرق کی بیان کی ہے کہ حمد الا ہنے کے

مقابلے مین ہے اور شکر کفران کے مقابلے مین اور ایک اور فرق

کہتے ہین کہ حمد عام اور بہت ہے جیسا کہ اللہ تعالے نے فرمایا وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ

اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ یعنی اور نہین کوئی چیز کہ نہ تسبیح کرتی ہو اسکی حمد کی اس سے

معلوم ہوا کہ حمد ہر جگہ ہے اور شکر تھوڑا اور خاص ہے جیسا کہ خدا تعالی نے

فرمایا ہے وَقَلِیْلٌ مِّنْ عِبَادِیَ الشَّکُوْرُ یعنی تھوڑے ہین میرے بندون مین شکر

بجالانے والے اس سے ثابت ہوا کہ حمد اور شکر کے معنی جدا جدا ہین پس

حمد کے معنی تو یہ ہین کہ کسی خوب کام پر کسی کی تعریف کرنی اور یہی ہمارے

مرشد رح کے کلام سے سمجھ مین آتا ہے اور شکر کے معنون مین بہت اختلاف

ہے ابن عباس رض نے فرمایا ہے کہ شکر کے معنے یہ ہین کہ پروردگار کی

اطاعت کرنا ظاہر اور باطن مین سب اعضا سے اور ہمارے ایک بزرگ

نے فرمایا ہے کہ شکر کے معنی ہین عبادتون کا ظاہر اور باطن مین سے

ادا کرنا پھر دوسری بار یون فرمایا ہے کہ شکر کے معنی ہین بچنا گناہون سے ظاہر اور

باطن مین اور ایک بزرگ نے کہا ہے کہ شکر کے معنی نگاہ رکھنا دل اور زبان اور جمیع اعضا کا

اسطرح کہ ان تینون چیزون مین سے کسی کے وسیلے سے گناہ نہ کرے اور اس قول مین اور ہمارے بزرگ کے قول مین

[illegible]

یہ فرق ہی کہ اُنھون نے گناہون سے پرہیز کرنے پر حفاظت کے معنون کو زیادہ
کیا ہی اور پرہیز کے معنی یہ مین کہ کوئی گناہ باوجود مہیا ہونے خواہش کے سامان
کے نکرے بدون اس بات کے کہ نفس مین کوئی ایسی بات موجود ہو کہ وہ شخص
اسکی دھیان کرکے اُسکے سبب کفران سے بچا رہے اور ہمارے مرشد رح
نے فرمایا ہی کہ شکر کے معنی یہ مین کہ منعم کی نعمت کے عوض مین اُسکی
برائی کرے یہانتک کہ منعم کے ستانے اور اُسکی ناشکری سے مانع ہو اور
اگر اسکے معنی یون ہین کہ احسان کے مقابلے مین محسن کی تعظیم کرنی تو ان
معنون سے معنی شکر خدائے تعالیٰ کے بندے کے لیئے بھی درست ہو سکتے
ہین اور شکر کی تفصیل کتاب احیاء العلوم مین کر دی ہی لیکن حاصل یہ
ہی کہ مراد بندے کی شکر سے وہ تعظیم ہی جو کہ احسان کرنے والے کے حق مین
برائی کرنے سے مانع ہو اور یہ بات محسن کے احسان یاد کرنے سے حاصل
ہوتی ہی اور اسی سے شکر کرنے والے کی خوبی شکر مین ہی اور ناشکری والون
کی برائی کفران مین مین کہتا ہون کہ کم سے کم حق منعم کا بسبب نعمت کے

[illegible]

[illegible]

یہ ہی کہ اُسکی نعمت کو اُسکے گناہ کا سبب نکرے اور وہ شخص بہت خراب ہی جو
نعمت منعم کو اُسکی نافرمانی کا وسیلہ کرے اور بندے پر درحقیقت شکر
اتنا فرض ہی کہ خداے تعالے کی تعظیم دل مین آتی ہووے کہ جسقدر اُسکی
نعمتین یاد آوین وہ عظمت اُسمین اور اُسکے گناہون مین حائل ہوتی جاوے
جب اُسنے یہ کہا تو جو شکر کی اصل تھی وہ بجالایا پس چاہیے کہ عبادت مین بھی
محنت اور کوشش کرے اور خدمت اچھی طرح کرے اسواسطے کہ یہ بھی
نعمت کا حق ہی اور گناہون سے بچنا بھی بہت ضرور ہی اس سے بھی چارہ
نہین اب جاننا چاہیے کہ شکر کی جگہ دنیا و دین کی نعمتین ہین یعنے اُنکے
شکر بجا کرنا چاہیے مگر اس باب مین کلام ہی کہ سختیون اور مصیبتون پر دنیا
کی جو نفس اور مال اور عیال پر ہون بندے پر شکر واجب ہی یا نہین بعضے
کہتے ہین کہ سختیون اور مصیبتون پر شکر ضرور نہین اسواسطے کہ وہ مصیبت
ہی اُسپر صبر کرنا چاہیے شکر نعمت پر ہوا کرتا ہی اور بعضے کہتے ہین کہ کوئی
شدت اور مصیبت ایسی نہین ہی جسکے مقابلے مین خداے تعالے
کی نعمت نہین ہی پس جو نعمتین کہ مصیبتون کے ساتھ ہین اُنپر
شکر واجب ہی نفس مصیبت پر شکر کی ضرورت نہین اور مصیبتون
کے مقابلے مین جو نعمتین ہین وہ یہ ہین کہ ابن عمر رض نے فرمایا
ہی کہ مین بلا مین مبتلا ہوا چار نعمتین خداے تعالے کی میرے
پاس موجود ہوئین ایک تو یہ کہ وہ بلا دین کی نہ تھی دوسرے یہ کہ
اُس سے کوئی بلا زیادہ سخت نہ آئی تیسرے یہ کہ بلا مین

راضی ہونے سے محروم نہین کیا جوتھی یہ کہ بلا پر صبر کرنے سے ثواب کی امید ہوئی اور بعضون نے کہا ہی کہ بلا کو قیام نہین اور اُسپر صبر کا ثواب ہمیشہ ہی پس بندے کو ضرور ہی شکر اُن نعمتون پر جو بلاؤن کے متصل ہین اور ہمارے مرشد کی بھی راے یہ ہی کہ دنیا کی سختیون پر شکر کرنا ضروری ہی اسواسطے کہ دنیا کی سختیان حقیقت مین نعمتین ہین کیونکہ بندے کو اُنکے مقابلے مین اتنا ثواب ہی کہ یہ تکلیفین اُسکے مقابلے مین ہیچ ہین اور اس سے بڑھکر کونسی نعمت ہوگی اسکی مثال ایسی ہی کہ کوئی شخص بیمار کو کسی مرض کی جہت سے تلخ دوا کھلاوے یا فصد کھولے یا پچھنے لگاوے اور اُس دوا یا خون لینے کے سبب سے بیماری سے نجات پاوے تو بیشک اُس دوا کا کھلانا یا خون کا لینا مریض کے واسطے بڑی نعمت ہی اگرچہ ظاہر مین تکلیف ہی اور طبیعت اُس سے نفرت کرتی ہی ایسا ہی دنیا کی سختیون کا حکم ہی دیکھو خداے تعالیٰ فرماتا ہی عَسٰۤی اَنْ تَكْرَهُوْا شَیْـًٔا وَّ یَجْعَلَ اللّٰهُ فِیْهِ خَیْرًا كَثِیْرًا یعنے شاید تم کسی شی کو بُرا جانو اور اللہ تعالے نے اُسمین بہت خیر رکھی ہو

سوال شکر بہتر ہی یا صبر **جواب** جاننا چاہیے کہ بعضون نے شکر کو بہتر بتلایا ہی اسواسطے کہ خداے تعالے نے فرمایا ہی وَقَلِیْلٌ مِّنْ عِبَادِیَ الشَّكُوْرُ یعنی میرے بندون مین سے شکر کرنے والے کم ہین غرض یہ کہ شاکرین کو نہایت خاص کرکے فرمایا ہی اور حضرت نوح کی شان مین فرمایا ہی اِنَّهٗ كَانَ عَبْدًا شَكُوْرًا یعنی نوح میرا بندہ شکر گزار ہی

اور ابراہیم کی شان مین فرمایا ہی شَاکِرًا لِاَنْعُمِہٖ اِجْتَبٰہُ یعنی
ابراہیم نعمتون پر شکر کرتے تھے اسلیے خداے تعالے نے انکو خاص کرلیا اور
دوسری دلیل یہ ہی کہ شکر انعام اور آرام کی جگہ ہی اسی وجہ سے ایک بزرگ نے
کہا ہی کہ اگر مجکو نعمت دین اور شاکر رہون بہتر ہی اس سے کہ بلا دین اور صبر کرون
اور بعضے کہتے ہین کہ صبر شکر سے بہتر ہی اسواسطے کہ صبر مین تکلیف اور
رنج بہت ہی پس اسکا ثواب بھی بہت ہوگا اور اسکا مرتبہ بھی بلند ہوگا اور
خداے تعالے نے حضرت ایوب کی مدح مین فرمایا ہی اِنَّا وَجَدْنٰہُ صَابِرًا
نِعْمَ الْعَبْدُ اِنَّہٗ اَوَّابٌ یعنی ہمنے ایوب کو صابر پایا ایوب اچھا بندہ ہی
خدا کیطرف رجوع کرنیوالا اور فرمایا اِنَّمَا یُوَفَّی الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَہُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ
یعنے صابر دیے جاینگے ثواب بےحساب اور فرمایا وَاللّٰہُ یُحِبُّ الصّٰبِرِیْنَ
یعنے اللہ تعالے صبر کرنے والون کو دوست رکھتا ہی اور میرے نزدیک جو
شاکر ہی وہی صابر ہی اور جو صابر ہی وہی شاکر ہی اسواسطے کہ شاکر کو بالضرور دنیا
مین تکلیفین پہنچینگی اور انپر صبر کریگا اور صابر نعمتون سے خالی نہ رہیگا اور
بالضرور انپر شکر کریگا کیونکہ یہ اوپر گذر چکا ہی کہ سختیان حقیقت مین نعمتین ہین
پس جب کہ سختیون پر صبر کیا گویا کہ حقیقت مین شکر ادا کیا اور دوسری دلیل
یہ ہی کہ شاکر اپنے نفس کو ناشکری سے روکیگا اور اسی کا نام صبر ہی یعنے گناہ
سے اپنے نفس کو روکا اور صابر اپنے نفس کو واویلا کرنے سے منع کریگا اور
اور اسی کو کہتے ہین اب اے مرد سالک اس گھاٹی کو قطع کرنا بڑی کوشش سے
چاہیے کہ جسمین محنت تھوڑی اور نفع بہت ہی اور ان دو اصلون کو خوب

کرنا چاہیے ایک یہ کہ نعمت قدردان کو ملا کرتی ہے اور قدردان شاکر لوگ ہین اور اسکی دلیل یہ ہے کہ خداے تعالی نے کفار کا قول بیان کرکے اسکو رد کیا جیسا کہ فرمایا اَهٰؤُلَاۗءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنْۢ بَيْنِنَا اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِيْنَ یعنے جاہلون نے باین گمان کہ نعمت عظیم اسی کو دیتے ہین جس پاس مال زیادہ ہو اور بزرگ زادہ ہون یہ کہا کہ کیا سبب ہے کہ خداے تعالی نے ان فقیرون کو اپنے دین کی نعمت دی ہے اور ہمکو نہین دی اس بات کے جواب مین ارشاد ہوا کہ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِيْنَ اللہ تعالی شاکرین کو زیادہ جانتا ہے یعنے سردار کریم اسی کو نعمت عنایت فرماتا ہے جو اسکی قدر جانے اور جان و تن سے اسکی طرف متوجہ ہو اور سب چیزون مین اسی کو اختیار کرے اور اسکی تکلیفون پر تحمل کرے اور تنگ نہو بلکہ ہمیشہ اسکے در پر کھڑا ہو کر شکر ادا کرے اور ہمارے علم مین پہلے سے تھا کہ یہ ضعیف لوگ ہماری نعمت کی قدر پہچانینگے اور اسکا شکر ادا کرنے پر قیام کرینگے یہی ان نعمتون کے لیے تمسے بہتر ہین پس دنیاوی مال اور مرتبہ تمکو لائق ہے اور دنیا کے حسب و نسب کا اعتبار نہین ہے اسواسطے کہ تم دولت دنیا ہی کو نعمت جانتے ہو اور دین برحق اور معرفت حق کو نعمت نہین جانتے اور سب جاہ و مال اپنا دنیا کے جاہ حاصل کرنے مین صرف کرتے ہو اور یہ بیچارے ضعیف لوگ اپنی جان و مال ہمارے راستے مین قربان کرتے ہین اور کچھ خوف نہین کرتے انھون نے ہماری نعمت کی قدر جانی ہے اور اس نعمت بزرگ اور منت کریم کے لائق یہی لوگ ہین شعر در بزم ما شکسته دلی میخرند و بس + بازار خود فروشی ازان راه

دیگر بست * مین کہتا ہون کہ یہی حال اُن لوگون کا ہے جنکو خداے تعالی نے
خاص کیا ہے دین کی نعمت سے خواہ علم ہو یا عمل لیکن ہر ایک انہین سے نعمت کی
بزرگی جانتا ہے اور اُسکے حاصل کرنے مین کوشش بلیغ کرتا ہے اور ادا ے
شکر مین مستعد ہے اور جو کوئی نعمت سے محروم ہے وہ بزرگی نعمت سے جاہل
اور شکر سے غافل ہے اسواسطے کہ اگر تعظیم علم و عبادت کی بازاریون کے
دل مین اتنی ہوتی جیسے علماے متقدمین کے دل مین ہے تو بازار کو علم و عبادت کے
سامنے ہرگز نہ اختیار کرتے دیکھو تو اگر کوئی فقیہ مسئلہ مشکل حل کرتا ہے تو کیسا خوش
ہوتا ہے اور راحت پاتا ہے بلکہ ایسا جانتا ہے کہ کئی ہزار دینار پاے اور بعض
اوقات کسی دینی مسئلہ مین ایک سال بلکہ دس اور بیس سال تک
سوچا کرتا ہے اور اس مدت کو بہت نہین جانتا اور تھکا کر مایوس نہین ہوتا
اور جب معلوم ہو جاوے تو بڑی نعمت اور منت گنے اور اُسکے سبب سے
آپ کو سب سے زیادہ بزرگ اور غنی تصور کرتا ہے لیکن اگر کوئی بازاری یا
طالب علم سست کہ آپکو علم کی رغبت اور محبت مین ویسا ہی سمجھتا ہے
اُس سے ایسا مشکل مسئلہ حل نہو اور جیسا اُسکا حق ہے ویسا نہ جانے تو
ممکن ہے کہ اگر زیادہ بڑھا کر بتلاؤ تو ملول ہوگا اور جب خود حل کر لے تو کچھ
بڑا کام نہین سمجھیگا اسی طرح جو کوئی خداے تعالی کی طرف رجوع رہے
اور بہت سی ریاضت اور کوشش کرے اور نفس کو لذت اور شہوت سے
روکے اس غرض سے کہ دو رکعت نماز کی جیسی چاہیین ویسی میسر ہوجاوین
یا ایک ساعت کے لیے مناجات صفائی اور تلاوت کے ساتھ حاصل ہووے

تو جب کبھی ایک مہینے مین خواہ ایک برس مین خواہ تمام عمر مین ایک دفعہ بھی
اُسکو یہ بات حاصل ہوگی تو اُسکو بڑا احسان اور نہایت نعمت خیال کریگا
اور حد سے زیادہ خوش ہوگا اور خداے تعالی کا شکر کریگا اور وہ زمین مین
اور جاگنا بالکل بھول جاویگا اور دوسرا شخص جو بزعم خود گمان رکھتا ہو کہ
مین بھی عبادت مین رغبت رکھتا ہون اگر ایسی عبادت کے لیے اُسکو اتفاقاً
ضرورت آپڑے کہ کچھ اپنا کھانا کم کردے یا کچھ کلمات واہیات کہنے چھوڑ دے
یا کچھ سونا ترک کردے تو اُسکا نفس ہرگز نہ مانیگا بلکہ ایسی عبادت سے درگذریگا
اور اسی جہت سے اگر اتفاقاً اُسکو کبھی ایسی عبادت میسر بھی ہوجاوے تو
اُسکی قدر کچھ بھی نہ جانیگا اور نہ کسی کا مشکور ہوگا بلکہ اُسکا شکر اور خوشی جب ہو
کہ کچھ روپیہ ملجاوے یا بہتر کھانا یا روٹی پکی پکائی یا نیند بھر سونا یا صحت
بدن کی میسر ہو اور مریدون کو کہے کہ الحمد للہ یہ خدا کا احسان ہے پس غور تو
کرو کہ یہ غافل اور عاجز لوگ اُن شیخون کے برابر کس طرح ہوجاوینگے اور
انھین خرافات کی باتون کے سبب یے غریب ان نعمتون سے محروم رہے
اور اُن مرتاض طالبون نے بہرہ پائین اور یہ اپنی اپنی قسمت ہے جو احکم الحاکمین
نے کر دی ہے یہ ہے تفصیل ہو الیس اللہ باعلم بالشاکرین کے متعلق ہے پس
خوب سمجھ لو اور اُسکا حق ادا کرو اور جاننا چاہیے کہ جس چیز پر آدمی آرزو
کرتا ہے اُس سے نفس ہی کے سبب سے محروم رہتا ہے پس اس بات پر
کوشش کرنی چاہیے کہ خداے تعالی کی نعمت حاصل ہو اور اُسکے موافق
اُسکی تعظیم ادا ہو تاکہ مستحق اور نعمت کے ملنے کے بھی ہو جاؤ دوسری اصل یہ ہے

کہ جو کوئی قدر خدا ے تعالی کی نعمت کی نہ جانے اُس سے وہ نعمت
چھین لیجاتی ہے اور اُسپر دلیل خدا ے تعالی کا قول ہے وَاتْلُ عَلَیْهِمْ
نَبَأَ الَّذِیْ اٰتَیْنٰهُ اٰیٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّیْطٰنُ فَکَانَ مِنَ الْغٰوِیْنَ
وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰکِنَّهٗ اَخْلَدَ اِلَی الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ فَمَثَلُهٗ کَمَثَلِ
الْکَلْبِ اِنْ تَحْمِلْ عَلَیْهِ یَلْهَثْ اَوْ تَتْرُکْهُ یَلْهَثْ ذٰلِکَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِیْنَ
کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ یَتَفَکَّرُوْنَ

یعنے ہمنے اس بندے کو دین کے باب مین بڑی نعمت دی اور بلند مرتبہ
کرامت فرمایا کہ ہمارے پاس اُسکی عزت اور مرتبہ بڑا ہو لیکن اُسنے ہماری نعمت کی
قدر نہ جانی اور دنیا خسیس اور حقیر کی طرف رغبت کی انفس کمینہ کی خواہش کو
اختیار کیا اور یہ نہ جانا کہ تمام دنیا خدا ے تعالی کے نزدیک دین کی نعمت کے
مقابلے مین مچھر کے پر سے کمتر ہے پس ایسا شخص مثل کتے کے ہے کہ قدر
بزرگی اور اہانت کی نہ جانے اور تمام بڑائی روٹی کے ٹکڑے مین سمجھی جو
اُسکو ڈالین اور جو کوئی اُسکو تخت پر بٹھلادے یا خاک مین لٹادے
اُسکے نزدیک برابر ہے پس جب کہ اس بندۂ نالائق نے ہماری نعمت کی
قدر نہ جانی اور ہماری بخشش کا حق نہ پہچانا اور دنیا حقیر اور اُسکی لذت
خسیس مین مشغول ہوا تو ہمنے اُسکی طرف سیاست کی نظر کی اور عدل کے
میدان مین لاکر اُسکے باب مین قہر کا حکم کیا یعنے اُس سے لباس
اپنی کرامت کا چھین لیا اور اُسکے دل سے اپنی معرفت نکال لی اور تمام
خلعت فضائل اور کرامتون سے ننگا کر دیا اور ایک کتا نکالا ہوا

۲۳۶

اور شیطان رحمت سے دور بنا دیا نعوذ باللہ من سخطہ شعر گر عقل ہے کچھ تجکو تو
ڈر اسکے غضب سے پل بھر مین وہ کر دیتا ہے مقبول کو مردود ۞ اب ہم یہان
ایک بادشاہ کی مثال پر اکتفا کیجاتی ہے مثلاً ایک بادشاہ نے اپنے غلامون
مین سے ایک غلام کو بزرگ کیا اور اپنا خاص ملبوس اُسکو پہنایا اور اپنا
مقرب بنایا خادمون اور دربانون سے مرتبہ بڑھایا اور اسکو ہمیشہ دروازہ کے
رہنے کو حکم کیا علاوہ اسکے ایک دوسری جگہ اُسکے واسطے محل بنایا اور آئین
سامان کھانے کا اور غلام اور لونڈیان معین کین تاکہ جب خدمت سے فارغ ہو
وہان جاکر خود بادشاہ اور مخدوم ہوکر بیٹھے پھر اگر یہ بندہ اُس بادشاہ کے
دربان کی طرف یا میر اصطبل کی طرف دیکھے کہ وہ روٹی کھاتے ہین یا کتے کو
ہڈی ڈالتے دیکھے اور بادشاہ کی خدمت کو چھوڑ کر انہین کی طرف دیکھا کرے
اور روٹی کے ٹکڑے کے لیے میر اصطبل اور دربان کے سامنے ہاتھ پھیلاوے
یا کتے سے ہڈی چھین لے اس حالت مین بادشاہ اسکو کہیگا کہ بڑا کمینہ ہے کہ
ہماری عطا کی کچھ حقیقت نہ جانی اور ہماری عزت دینے کی کچھ قدر نہ پہچانی نہایت
کم ظرف اور بڑا جاہل اور بڑا بے تمیز ہے سب لباس اس سے لو اور میرے
دروازے سے نکال دو یہی حال اُن عالمون اور عابدون کا ہے جو بعنایت الٰہی
علم اور عبادت سے مشرف ہوکر اسکی قدر نہ جانین اور دنیا کی طرف رغبت
کرین اور خواہش نفس کی پیروی مین رہین پس آدمی کو لازم ہے کہ بڑی سعی اور
کوشش سے خدا تعالی کی نعمت کی قدر پہچانے اور جب اپنی نعمت عنایت ہو
تو دنیا کی طرف التفات نہ کرے کیونکہ خدا تعالی نے سید المرسلین سے

فرمایا ہے وَلَقَدْ اٰتَیْنٰکَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِیْمَ لَا تَمُدَّنَّ
عَیْنَیْکَ اِلٰی مَا مَتَّعْنَا بِهٖ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ وَلَا تَحْزَنْ
عَلَیْهِمْ مضمون یہ ہے کہ جو کوئی قرآن پاتا ہے اسکو ضرور ہے کہ دنیا کی
طرف نہ دیکھے اور اسکی خواہش نہ کرے کیونکہ دنیا کا مال و دولت خدا تعالی
سب کافرون اور زندیقون اور فرعونیون اور جاہلون اور فاسقون کو جو
خلقت سے خراب ترین ہین عنایت کیا ہے اور ... ہو جاتی ہین اور پیغمبرون اور
صدیقون اور عالمون اور عابدون سے جو سب خلقت سے عزیز ہین روک
رکھتا ہے یہانتک کہ ... روٹی کا ٹکڑا اور کپڑا بھی میسر نہین ہوتا اور انکا
اوپر احسان رکھتا ہے جیسا کہ ... فرمایا کہ اگر مین چاہتا تو تمکو دنیا کو
زینت اتنی دیتا کہ ... اسکو ... پہنچتا لیکن مین دنیا کو تم سے دور
رکھتا ہون اور مین اپنے اولیاء کے ساتھ یہی کرتا ہون اور انکو دنیا کی نعمت سے
ایسا بچاتا ہون جیسا ... شفیق ... سے اپنے اونٹ کو بچاتا ہے
اور دنیا ... انکو نہین ... اسکی وجہ خواری وغیرہ نہین ہے بلکہ
وجہ یہ ہے کہ ... قیامت ... انکا حصہ عطا کرو ... پس اگر کچھ عقل
اس بات کو خوب تامل کرو ... تعالی کی نعمتون پر حمد و شکر کرنے مین کم

اسلام کی نعمت پر کیونکہ یہ بڑی نعمت ہی اور اسکی حقیقت یہ ہی کہ اگر کوئی دنیا کی
پیدایش سے پہلے پیدا ہوتا اور شکر اسلام کا اسوقت سے ابد تک کیا کرتا
تو بھی اسکا شکر ادا نہو سکتا بیان کرتے ہین کہ جب بشیر نے حضرت یعقوب کو
حضرت یوسف کی بشارت دی تو آپ نے پوچھا کہ تو نے انکو کس دین پر چھوڑا ہی
[illegible] دیا کہ اسلام پر فرمایا الحمد للہ اب نعمت تمام ہوئی پس ہرگز اسلام کی
نعمت پر شکر کرنے سے غافل مت ہو اور حال کے اسلام کا اعتبار نہین ہی اسے
مطمئن نہین ہونا چاہیے بلکہ آخر کار کا اعتبار ہی سفیان ثوری رح نے فرمایا ہی
جو کوئی ایمان کے جاتے رہنے سے بیخوف ہو جاتا ہی بیشک اس سے اسلام
لے لیتے ہین اور یہ بھی پیر و مرشد رح فرمایا کرتے تھے کہ جب حال کفار کا اور
انکے ہمیشہ رہنے کا دوزخ مین معلوم ہو گیا تو آدمی کو بیخوف نہ رہنا چاہیے
کیا معلوم ہی کہ انجام کار کیا ہوگا اور سفیان ثوری رح ہمیشہ فرمایا کرتے تھے
الہی سلامت رکھ سلامت رکھ جیسا کوئی کشتی مین بیٹھے ہوئے ڈوبنے کے خوف سے
کہا کرتا ہی اور حدیث قدسی مین ایک عبارت سنتا ہی کہ کہا ایک پیغمبر نے خدا سے تعالی سے
[illegible] آدم کو پیدا کیا اتنی آرامتون اور آسایشون کے شکر کیونکر لا سکا
خدا سے عزوجل نے ارشاد فرمایا کہ اتنی نعمتین مین نے آدم کو دین مگر اسنے
شکر ادا نہ کیا اگر وہ ایکمرتبہ بھی تمام عمر مین شکر کرتا تو مین ہرگز یہ نعمتین
اس سے نہ لیتا شعر کیا غضب ہی شکر محسن کا بشر کرتے نہین ہی زبان برگ سے
ہر گل ثنا خوان بہار ای لوگو خبردار ہو اور صبح و شام شکر سے غافل مت ہو
اور اللہ کی نعمتون پر شکر کرو تا کہ نعمتون کے زوال کی بلا مین مبتلا نہو جاؤ

کیونکہ رد ہونا بعد قبول کے اور جدائی بعد وصل کے سخت دشوار ہے اللہ ہی توفیق
دینے والا ہے **فائدہ** حاصل کلام یہ ہے کہ جب تو نے اللہ تعالیٰ کی نعمتون پر شکر
حاصل کیا اور ان سخت گناہون کو قطع کیا اور گناہون سے پاک ہو کر کمال حاصل کیے
اور دنیا کو پیچھے چھوڑا اور عوارض کو دور کیا اور عبادت کو حاصل کیا اور قواطع سے
سلامت رہا تو یہ نعمت فاخرہ اور مرتبہ بلند تجھکو حاصل ہوئے پس اپنی
عقل کے موافق اسمین غور کر اور طاقت کے موافق شکر کر اور اپنی زبان حمد کی
حمد و ثنا مین مشغول کر اور دل کو اسکی عظمت سے معمور کر اور جتنی الامکان اسکے
گناہون سے باز رہ اور اگر اتفاقاً شکر سے غافل ہو تو توبہ کر اور پھر شکر کر اور کہ اے
خداوند کریم جیسا تو نے پہلے بے استحقاق فضل فرمایا ویسا ہی اب بھی اپنے
فضل سے بغیر استحقاق کے پورا کر اور عاجزی سے ہاتھ اونچے اٹھا کر
عرض کر رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً
اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ اے پروردگار ہمارے دلون کو اپنے سوا رغبت
مت دلا بعد اسکے کہ تو نے سیدھا رستہ دکھلایا اور عنایت فرما اپنے پاس سے
وہ رحمت کہ تو نے بخشی ہے تو ہی ہے دینے والا **شعر** فقیر خستہ بدرگاہت آمدم رحمی
کہ جز ولاے توام نیست ہیچ دست آویز + اور ہمیشہ ان نعمتون کے دور
ہونے سے ڈرتا رہ کیونکہ یہ بڑا خطرہ ہے ایک حکیم نے کہا ہے کہ نصیب کی
مصیبت دنیا مین پانچ چیزین ہین ایک تو سفر مین بیمار ہونا دوسری
بڑھاپے مین محتاج ہونا تیسری جوانی کی حالت مین مرنا چوتھی بعد
بینائی کے اندھا ہونا پانچوین جدائی بعد وصال کے اسی طرح ہر ایک نعمت ہے

جو خدا سے تعالیٰ نے تجکو عنایت کی ہین شکر کیا کر شعر بجان گفته باید نفس نفس بر شکر ش نه کار زبانست و بس ع جب یہ سب تو نے کیا تو عارف اور عالم اور تائب اور طاہر اور زاہد اور مجرد اور قاہر نفس و شیطان پر ہوگیا اور متقیون اور خاشعون اور خائفون اور خاشعون اور صابرون اور متواضعون اور راشدون اور راجعون اور مخلصون مین شامل ہوا ولاحول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم ۞

خاتمه

اب اگر کوئی کہے کہ جب یہ کام اس سختی اور دشواری کا ہے تو بہت کم ایسے آدمی ہونگے کہ عبادت کرین اور مطلب کو پہنچ جائین اور کسکو طاقت ہے کہ اتنی شرطون کو بجالاوے تو اُسکا جواب یہ ہے کہ خدا سے تعالیٰ نے فرمایا ہے وَقَلِيلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ لَا يَشْكُرُونَ لَا يَعْقِلُونَ یعنے کم ہین میرے بندون مین سے شکر گزار لیکن بہت آدمی نہین جانتے اور نہین شکر کرتے اور نہین سمجھتے اور یہ باتین جسپر خدا سے تعالے آسان کر دے اُسکو آسان ہین بندے کو کوشش کرنا چاہیے سیدھا راستہ دکھلانا خدا سے تعالے کے اختیار ہے جیسا فرمایا وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا إِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ یعنے جو لوگ ہمارے راستے مین مجاہدہ کرتے ہین ہم اُنکو راستہ دکھلادیتے ہین اور البتہ ہم نیک کارون کے ساتھ ہین پس جبکہ بندہ ضعیف اپنے ذمے کی چیز کو ادا کرتا ہے تو اس بات کا گمان بھی نہین ہوسکتا کہ پروردگار

غنی اور رحیم اُسکو ضائع کردے جیسا خود فرماتا ہو اِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیْعُ
اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ یعنے خدائے تعالیٰ نیک کام والون کا اجر ضائع نہین فرماتا لیکن یہ بات رہی
کہ آدمی کی عمر چھوٹی ہو اور یے گھاٹیان بڑی سخت ہین پس اتنی عمر مین ان سب شرطون کو
کیونکر بجالاوے اور ان گھاٹیون کو کیسے قطع کرے تو اُسکا حال یہ ہو کہ بیشک سب گھاٹیان
بہت بڑی ہین اور شرطین اُنکی سخت دشوار ہین لیکن جبکہ خدائے تعالیٰ چاہے کہ کسی بندے کو
قبول فرماوے تو بڑے راستے کو چھوٹا کردیتا ہو اور اُسکی سختی کو ایسا آسان کردیتا ہو کہ
بعد قطع کرنے ان گھاٹیون کے کہنے لگتا ہو کہ یہ راستہ بہت نزدیک ہو اور بہت
چھوٹا ہو اور یہ کام بہت آسان ہو چنانچہ جب یہ درجہ مجکو نصیب ہوا تو
میرا بھی یہی حال ہوا اور ان گھاٹیون کے قطع کرنے مین لوگ مختلف ہین
بعضے تو ستر برس مین قطع کرتے ہین اور بعضے بیس برس مین اور بعضے
دس برس مین اور بعضے ایک برس مین قطع کرتے ہین اور کوئی ایک
مہینے مین اور کوئی ایک ہفتے مین بلکہ ایک روز مین بلکہ ایک ساعت مین
پورا کرلیتا ہو یہانتک کہ بعضے لوگون کو خدائے تعالیٰ کی خاص توفیق سے
ایک لحظہ سے زیادہ نہین گذرتا چنانچہ اصحاب کہف کی مدت ایک لحظہ سے
زیادہ نہین تھی جب ہی دقیانوس بادشاہ کے چہرے پر تغیر دیکھا تو کہا
رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ پس حاصل ہوگئی معرفت اور اُس راہ کی
باریکیان اور حقیقتین سب دیکھ لین اور اس راستے کو قطع کرگئے اور
مفوضون اور متوکلون اور مستقیمون مین شامل ہوئے یہ سب باتین
اُنکو ایک ساعت اور ایک لحظہ مین مل گئین اور ساحران فرعون کا

حال بھی کچھ ایسا ہی ہوا کہ اُسکے حاصل کرنے کی مدت بھی ایک لحظہ تھی
جب معجزہ حضرت موسیٰ کا دیکھا کہا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ
رَبِّ مُوْسٰی وَ هٰرُوْنَ پس راستہ دیکھ لیا اور قطع کر لیا اور ایک ہی
ساعت میں بلکہ کمتر اس سے عارفون میں شمار ہوے اور راضی
ہوے حکم پر اور صبر کیا بلاؤن پر اور شکر کیا نعمتون پر اور مشتاق
ہوے حق جل وعلےٰ کی ملاقات کے اور ایک دفعہ ہی آواز کی لَا ضَیْرَ
اِنَّآ اِلٰی رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ یعنے کچھ نقصان نہین گر گذر جو کچھ کہ تو
چاہتا ہے ہم اپنے پروردگار کی طرف پھرنے والے ہین حضرت ابراہیم ادہم جیسے تھے
اُنکا حال معلوم ہے مگر جب دنیا کے کام سے روگردانی کی اور صدق سے
اس راہ پر چلے صرف اتنی مدت مین کہ بلخ سے روم تک پہونچے ایسے
ہوگئے کہ ایک آدمی پل سے پانی مین گر پڑا اشارہ کیا کہ ٹھہر رہ وہ آدمی
اُسی وقت ہوا مین ٹھہر گیا اور ڈوبنے سے بچ گیا اور رابعہ بصریہ
ایک بڑی عمر کی لونڈی تھی بصرے کے بازار مین بکنے کو گئی عمر رسیدہ
ہونے کے سبب سے کوئی لینے کی خواہش نہین کرتا تھا ایک سوداگر نے
رحم کرکے اُسکو سو درہم کے بدلے مین لے لیا اور آزاد کر دیا رابعہ نے اس
راستے کو اختیار کیا اور عبادت قبول کی ایک سال سے زیادہ نہین
گذرنے پایا کہ عابد اور عالم بصرہ کے اُنکی ملاقات کو آنے لگے یہ فقط اُنکی
بزرگی اور منزلت کا سبب تھا اور جس بندے پر اللہ تعالیٰ عنایت نہ کرے اور
اُسکو اُسکے نفس پر چھوڑ دے کبھی ایسا بھی ہوگا کہ ان گھاٹیون کی

شاخون مین سے کسی ایک ہی شاخ مین لٹکا رہے اور قطع نہ کرے اور
رویا کرے اور فریاد کرے کہ یہ کیا ایک رستہ ہی اور کیا مشکل ہے کار ہی
مگر یہ معلوم کر لینا چاہیے کہ سب کام کی ایک ہی اصل ہی ذٰلِکَ تَقْدِیْرُ
الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ اَلْفَضْلُ لِلْمُتَقَدِّمِ یہ معاملہ صرف تقدیر الٰہی کا ہی اگر کہیں کہ
کس واسطے ایک شخص توفیق خاص کے لیے مخصوص ہوتا ہی اور دوسرا اوس سے
محروم رہا حالانکہ بندہ ہونے مین دونون برابر ہین تو اُسکا جواب یہ ہی
کہ جسوقت آدمی اس امر کا سوال کرتا ہی تو سرا دقات جلال سے آواز آتی ہی
کہ ادب بارکھو اور ربوبیت کا حق پہچانو اور بندے کی حقیقت کو دیکھو یہ کام
نہین ہی کہ خدا سے تعالیٰ کرے وہ پوچھی نہین جاتی شعر ** در صاف
تراحکم نیست وم درکش ** کہ انچہ ساقی ما ریخت عین الطاف ست **
تو یتالیٰ لَا یُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَهُمْ یُسْئَلُوْنَ غرض کہ اس رستے کا
حال پل صراط کا سا ہی کیونکہ کوئی آدمی اسپر سے بجلی کی طرح گذر جانے گا اور کوئی
ہوا کی طرح اور کوئی پرند کی طرح اور کوئی تیز گھوڑے کی طرح اور کوئی پیادے کی
طرح اور کوئی ایسا ہوگا کہ جب دوزخ کا نام سُنیگا تو گر پڑیگا اور کسی کو دوزخ کے
سامنے پکڑ کے دوزخ مین گرا دینگے اسی طرح دنیا مین اس رستے کا
حال ہی پس یہ دو راستے ہین ایک دنیا کا یعنے طریق معرفت
دوسرا آخرت کا یعنی پل صراط صراط دنیا دلون کے لیے ہی اور خطرے
اُسکے اہل بصیرت دیکھتے ہین اور صراط آخرت نفسون کے واسطے ہی
اور اُسکا خوف اہل بصر کو ہوگا اور سالکون کے حال کا اختلاف پل صراط پر

لہ نہین پوچھا جاتا اس بات سے جو کرتا ہے سورۃ الانبیاء ۲۳ ع ۲ پارہ ۱۷

آخرت میں اسی طرح ہوگا جس طرح کہ وہ طریق معرفت کے چلنے پر پنہایہ
تفصیلات ہیں اس بات کو غور کرو اور اسکو خوب طرح جان لو اور اللہ
توفیق دینے والا ہے اسکے بعد یہ جاننا چاہیے کہ اس راہ کی لنبائی اور
کوتاہی کو ایسا راستہ نہ سمجھنا چاہیے کہ تم اسکو پانون سے چل کر قطع
کرلیں بلکہ یہ رستہ روحانی ہے اسکا قطع کرنا دل سے ہے جیسا جسکا عقیدہ
اور بصیرت ہو اور اصل اسکی نور سماوی اور نور الٰہی ہے کہ دل میں بندے کے
پڑتا ہے اسکے سبب سے وہ دونون جہان کے کام یقین کے ساتھ دیکھتا ہے اور
اس نور کو بندہ کبھی سو برس تک طلب کرتا ہے تو حاصل نہیں ہوتا اور کچھ بھی
نشان اسکا معلوم نہیں ہوتا اور یہ اس سبب سے ہے کہ طلب کرنے میں خطا ہوئی
اور اجتہاد میں کوتاہی کی اور اس کام کے رنگ ڈھنگ سے نادان رہا
اور کوئی اس نور کو پچاس برس میں پاویگا اور کوئی تیس برس میں اور
کوئی دس برس میں اور کوئی ایک دن میں اور کوئی ایک ساعت میں
اور کوئی ایک لحظہ میں خدا کی عنایت سے حاصل کریگا لیکن بندے کو
کوشش کرنے کا حکم ہے اسکو ضرور ہے کہ فرمانے کے موافق عمل کرے تاکہ
وعدے کے موافق ثواب پاوے اور کار خیر مقسوم اور مقدر کا ہے اور
پیدا کرنے والا حاکم عادل ہے یَفْعَلُ اللّٰہُ مَا یَشَاۗءُ وَیَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ
یعنے اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے وہ حکم اور کام کرتا ہے اب اگر پوچھو کہ اس راہ میں
بندے کو ایسے بڑے اور سخت خطروں میں پڑنا اور بہت سی شرطون
اور عملون کا بجالانا کس لیے ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ واقع میں یہ کام بہت

یہاں مذبذب رہا
وہ وہاں بھی ایسا ہی
ہوگا اور یہی ہمارا اعتقاد ہے

سخت اور دشوار ہی اور خداے تعالی نے بھی اسی سبب سے فرمایا ہی
لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ کَبَدٍ یعنے ہمنے آدمی کو پیدا کیا مشقت
اور رنج مین اور اسی وجہ سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد
فرمایا ہی کہ اگر تم وہ چیز جانو جو مین جانتا ہون تو بہت رویا کرو اور کم ہنسو
اور اسی سبب سے حضرت ابا بکر صدیق رض نے فرمایا ہی کہ کاشکے مین سبزہ ہوتا
کہ چوپایے مجکو کھا لیتے اور فضیل رح فرماتے تھے کہ مین آرزو کسی فرشتے
اور رسول اور مرد صالح کے حال کی نہین کرتا بلکہ ایسے شخص کے حال کی
آرزو کرتا ہون جو پیدا نہین ہوا اور عطا سلمی نے فرمایا ہی کہ اگر آگ روشن
کرے کہ مین کہ جو کوئی اسمین جلجاوے تو پھر خاک ہوجاویگا اور کچھ باقی نہین
رہیگا مجکو اس بات کا ڈر ہی کہ مین خوشی کے سبب سے آگ مین گرنے سے
پہلے مر جاؤن پس حقیقت مین دیکھو تو یہ کام ایسا ہی سخت اور دشوار ہی
بلکہ گمان اور وہم کرنے سے بھی بہت سخت ہی لیکن یہ وہ کام ہی کہ خداے تعالی
نے مقدر کیا ہی اور قلم کو جاری کیا ہی تو بندے کو سواے اسکے کہ حتی الوسع
عبادت مین کوشش اور عاجزی کرے کوئی حیلہ نہین ہی اور چاہیے کہ
خداے تعالی کے کرم مین ہیچکل مارے اور تضرع اور زاری کرے تا کہ شاید
اسکے فضل و کرم سے سلامت رہے شعر تو بندگی چو گدایان بشرط مزد مکن
کہ خواجہ خود روش بندہ پروری داند لیکن یہ جو تمنے پوچھا کہ ہم کوشش
کسلیے کرین یہ بات بڑی غفلت پر دلالت کرتی ہی بلکہ بہتر یہ ہی کہ یون کہو کہ بندہ
نصیب کے مطلب کے مقابل اس کوشش وغیرہ کی کیا اصل ہی یہ بھی معلوم ہی کہ

دوسرے کا سوال کیا ہی بندے کا اول مطلب دو چیزین ہین ایک سلامتی
دونون جہان مین دوسری بادشاہت دونون جہان کی دنیا کی سلامتی تو
اس طرح ہو کہ دنیا کی آفتین ایسی ہین کہ اسمین فرشتہ مقرب بھی سلامت
نہین رہے ہاروت ماروت کا حال خود مشہور ہی یہانتک کہ بعضے کہتے ہین
کہ جب فرشتے بندے کی روح کو آسمان پر لیجاتے ہین تو آسمان کے فرشتے
کہتے ہین کہ تعجب ہی یہ شخص کیونکر اس وقت کی جگہ مین سلامت رہا جسمین ہمسے
بہت پاک ہو گئے اور آخرت کی سلامتی اس طرح کہ اسکے خوف اور ڈر ایسے ہین
کہ انبیا بھی نفسی نفسی پکارینگے اور کہینگے کہ اپنے نفس کے سوا ہم تجھسے کچھ نہین چاہتے
یہانتک کہ بیان کرتے ہین کہ اگر کسی کو ستر پیغمبرون کا عمل ہوگا تو بھی اسکو
چھٹنے کا گمان نہوگا پس جو کوئی ایسی دنیا سے سلامتی کے ساتھ نکل گیا اور
ایسے دن مین آخرت کے خوف سے سلامت رہا اور بہشت مین گیا تو یہ کام
اسکے لیے تھوڑا نہین رہا یعنی دنیا مین جب کسی کو ہرگز الم نہو یعنی اسکے
خوف سے بھی ذرا اسکو غم نہو جنت مین بہتر مقام ملے اسکو دوستو یہ خوش
نصیبی اسکے قلم سے رقم نہو اب اس بات کو معلوم کرنا چاہیے کہ اس
راہ کے حاصل ہونے سے دونون جہان کی بادشاہت کس طرح حاصل ہی
پس دنیا کی تو اس طرح ہی کہ سلطنت سے غرض ہماری ہونا حکم اور تصرف اور خوشی کا
ہی اور یہ بات حقیقت مین دنیا کے اندر خداے تعالی کے اولیاؤن کو حاصل ہی کہ
وہ اسکی رضا پر راضی ہین اور جنگل میدان اور خشکی اور تری زمین کی انکو ایک
قدم کے برابر ہی اور پتھر اور اینٹین انکو سونا چاندی ہی اور آدمی اور جن اور

جو چاہے اور یہ ہمہ سب اُسکے تابع ہین جو وے چاہین وہی ہو اسواسطے کہ
وہ خداے تعالی کی خواہش کے سوا کچھ نہین چاہتے مرضی کے تابع رہتے ہین
اور جو خدا کی مرضی ہی وہ بیشک ہوگی اور اُنسے سب ڈرتے ہین وہ کسی سے
نہین ڈرتے اور اُنکی سب خدمتین کرتے ہین وہ کسی کی خدمت نہین
کرتے **نظم** بسوداے جانان زجان مشتغل ۔ بذکر حبیب از جہان
مشتغل ۔ بسوداے خود شان نہ پرواے کس ۔ نہ در کنج توحید شان
جاے کس ۔ بدارند چشم از خلائق پسند ۔ کہ ایشان پسندیدہ حق بسند ۔ پس
دنیا کی سلطنت اسکے سامنے عشر عشیر بھی نہین اور سلطنت آخرت کی
اس طرح ہی کہ خداے تعالی فرماتا ہی اذا رایت ثم رایت نعیما و ملکا
کبیرا یعنے جب تو دیکھے اس جگہ کو تو دیکھے نعمت اور سلطنت
بزرگ پس جس سلطنت کو خدا بڑی کہے اُسی کو بڑی جاننی چاہیے اور
یہ بھی معلوم ہی کہ تمام دنیا تھوڑی سی ہی اور نصیب ہر شخص کا اُس تھوڑی سی
مین سے بہت تھوڑا ہی لیکن باوجود اتنی ذلت کے اپنی جان و مال کو خرچ کرنا
چاہتا ہی تاکہ اُس قلیل شی کو حاصل کرے اور اکثر ایسا ہوتا ہی کہ نہین ملتی
اور اگر ملتی بھی ہی تو اُسمین سخت عذاب اور مکروہات ہوتے ہین اور جب
کہ نفس و مال اُسمین صرف ہوتا ہی اُسکو کچھ بہت نہین سمجھتے پس سلطنت
آخرت اور دار نعیم ہمیشگی کا اگر طلب کرین تو اُسکے مقابلے مین دو رکعت
نماز کی ادا کرلی یا دو درم صدقہ کرنا کس طرح بہت سمجھتے ہین یہ کیسی نادانی
اور نہایت حقیر ہمتی ہی بلکہ اگر ہزار دن ہزار جان اور ہزار روحین اور لاکھون

عمرین اس دنیا کی برابر ہوون بلکہ اس سے بھی زیادہ ہوون اور انکو اس مطلب کے
واسطے خرچ کرین تب بھی تھوڑا ہی اور اگر انسے مطلب ملجاوے تو اسکو بڑی
غنیمت جاننا چاہیے رباعی مقصود دلی کا ملنا آسان نہین ٭ اور اس سے
زیادہ کوئی ارمان نہین ٭ گر صرف کرو رجان و دل سے ملجاوے ٭ جز فائدہ اسمین
کچھ بھی نقصان نہین ٭ پس اب بھی خواب غفلت سے بیدا ہو کر دھیان کرو کہ
جب بندہ خدا ے تعالیٰ کی عبادت کرے اور اسکی خدمت کرنیکو لازم جانے
اور تمام عمر اسپر چلا جاوے تو خدا ے تعالیٰ علی الحساب اسکو چالیس کرامتین
اور خلعت عنایت فرماتا ہی بیس دنیا مین اور بیس آخرت مین دنیا کی
بیس کرامتین اور خلعت یہ ہین اول یہ کہ خدا ے تعالیٰ اسکو یاد کرتا ہی
اور اسکی تعریف بیان کرتا ہی پس اچھا بندہ ہی وہ جسکی تعریف ٭ وقت جہان کا
پروردگار کرے دوسرے یہ کہ خدا ے تعالیٰ اسکا شکر ادا کرے اور تعظیم
کرے یہ کتنا بڑا اشرف ہی کیونکہ اگر کوئی مخلوق ضعیف اسکا شکر و تعظیم کرتا ہی
تو اسکی عزت ہو جاتی ہی پس جسکی وہ خود تعریف اور شکر ادا کرے اسکی کتنی
بزرگی اور عزت ہوگی تیسرے یہ کہ خدا ے تعالیٰ اسکو دوست جانے
خیال کرنے کی بات ہی کہ اگر کوئی امیر یا بھلے کا رئیس کسی کو دوست جانے تو وہ
اسپر کتنا اپنا فخر اور عزت سمجھتا ہی اور کیا نفع حاصل کرتا ہی پس جب کہ رب العالمین
تعالیٰ و تقدس محبت کرے تو اسپر کتنا فخر کرنا چاہیے چوتھے یہ کہ خدا ے تعالیٰ
اسکا وکیل ہو جاتا ہی اور اسکے کامون کی تدبیر کر دیتا ہی پانچوین اسکے رزق کا کفیل
ہو جاتا ہی اور بے محنت اور رنج کے اسکو رزق عنایت فرماتا ہی چھٹے یہ کہ

خدا تعالی اسکا مددگار ہوتا ہی جو کوئی دشمن اسکے ساتھ بدی کرے اسکو دفع کرتا ہی
ساتوین یہ کہ خداے تعالی اسکا انیس ہوتا ہی کسی حال مین وحشت نہیں ہوتی دنیا
آٹھوین یہ کہ اسکو اسقدر عزت حاصل ہووے کہ دنیا کی خدمت اور دنیاداروں کی
چاکری کو ذلت جانے بلکہ اگر بادشاہ اور اکابر دنیا اسکے خدمت کرنے پر
راضی ہوون نوین یہ کہ اسکو ہمت بلند حاصل ہووے یہانتک کہ دنیا کی حقارت
اور دنیاداروں کے ملنے سے کراہت کرے اور [illegible]
دل کی تونگری اسکو حاصل ہووے سبب [illegible]
اور ہمیشہ اسکا دل خوش رہیگا کسی شی کا غم نہوگا گیارھوین اسکو [illegible] حاصل
ہووے کہ اسکی وجہ سے ایسے علوم اور اسرار حکمت پر اطلاع ہووے [illegible]
کوئی مطلع نہو مگر بڑی کوشش اور عمر دراز سے بارھوین یہ کہ فراخی [illegible]
پیدا ہووے کہ کسی دنیا کی محنت اور مصیبت سے اسکا دل تنگ نہو تیرھوین [illegible]
رعب ایسا پیدا ہو جاوے کہ سب [illegible] اسکی عزت کرین اور [illegible]
اس سے ڈرین چودھوین دلون کی محبت کیونکہ خداے تعالی سبکے دلون مین
اسکی محبت پیدا کر دیتا ہی پندرھوین برکت عام اسکی کلام اور دل اور نفس اور
فعل اور جامہ اور مکان مین یہانتک کہ جس جگہ جاوے اور جس جگہ پر بیٹھے
اور جس آدمی کو دیکھے سب لوگ اسکو متبرک گنین سولھوین تابعدار ہونا دریا اور
جنگل کا اس طرح کہ اگر چاہے پانی پر چلے اور اگر چاہے تمام دنیا مین ایک ساعت
کم مین پھر آوے سترھوین سب جانورون کا تابع ہو جانا کہ وحشی اور درندے
وغیرہ سب آواز پر چلے آوین اور شیر اسکے پاس قدم بلاوین اٹھارھوین تمام

روے زمین کی کنجیون کا اُسکو مالک کردیوین تا کہ جس جگہ چاہے اسکے لیے
خزانہ موجود ہو اور جس جگہ پانٔون مارے تو پانی نکل آوے بشرطیکہ محتاج ہو
اور اگر کھانے کا ارادہ کرے تو ہر جگہ کھانا موجود ہو اٹھائیسوین مرتبہ خداے
تعالی کی درگاہ مین یہانتک کہ خلقت اُسکی خدمت کے وسیلے سے قربت
چاہتی ہے اور اسکے جاہ اور برکت کے واسطے سے خداے تعالی سے حاجتین
طلب کرتی ہے انتیسوین دعاؤن کا قبول ہونا جو خداے تعالی سے چاہیگا وہی
قبول ہوگا اور اگر کسی کی شفاعت کریگا قبول ہوگی اور اگر کسی امر کے واسطے
خداے تعالی کی قسم کھالیویگا تو خداے تعالے سچ کریگا اور اگر کسی بیمار کو
اشارہ کریگا تو اُسی وقت زائل ہو جاویگا اور اگر کوئی شے اُسکے دل مین
گذرے تو اُسی وقت حاضر ہووے یہ کرامتین دنیا کی ہین انھین کی طرف
شیخ سعدی اشارہ فرماتے ہین نظم گروہے عملدار عزلت نشین * قدم ہاے
خاکی دم آتشین * بیک نعرہ کوہی زجا بر کنند * بیک نالہ ملکی بہم بر زنند
چو بادند پنہان و چالاک پوے * چو سنگند خاموش تسبیح گوے * اور
آخرت کی بیس کرامتین یہ ہین کہ پہلے سکرات موت کی اُسپر
آسان ہو جاوین اور موت اُسکو شربت کی طرح میٹھی معلوم ہو اور سکرات
وہ چیز ہے جس سے سب پیغمبرون کا دل کانپتا ہے دوسرے یہ کہ اسکو خداے
تعالی اپنی معرفت اور ایمان پہ ثابت رکھے کہ جتنا خوف اور فریاد ہے سب
اسی کے لیے ہے تیسرے یہ کہ خداے تعالی فرشتون کو مہربانی اور آرام و
خوشخبری کے ساتھ بھیجے کہ عقبے کی چیز سے جو اسکو درپیش ہے خوف نہ کرے

اور دنیا کی لذت کو پیچھے چھوڑنے کا غم نہو چوتھے بہشت مین ہمسایے مین
پروردگار دونون جہان کے ہمیشہ رہنا پانچوین آسمان کے فرشتون کے سامنے
اُسکی روح کو جلوہ دیوے اور بزرگی اور عنایت اور انعام ظاہر باطن مین
عطا فرماوے اور اُسکے جسم یعنے جنازے کی تعظیم کراوے حتی کہ فرشتے جنازہ
اُٹھاوین اور شہید اور صدیق حاضر ہون چھٹے بیخوف رہنا جواب سوال قبر سے
اور سکھلا دینا جواب باصواب کا ساتوین گور کا فراخ ہونا اور اُسکی روشنی
یہانتک کہ اُسکے نور سے ایک جنت کا باغ ہوگا قیامت تک آٹھوین سبز
جانورون کے پوٹون مین اُسکی روح کا رکھنا اور اللہ کی وحی ہوئی چیزون پر
سیر اور تماشے کے خوش وخرم رہنا نوین حشر اُسکا عزت کے ساتھ اور کرامت
ہونا حلہ اور تاج اور براق کا دسوین روشنی شمع کی اور اُسکا نورانی ہونا
گیارھوین قیامت کے دن کے خطرون سے بیخوف ہونا بارھوین اعمال کے
نامے کا داہنے ہاتھ مین ملنا اور شاید کہ اصلا نامہ ہی نہ دیوین تیرھوین حساب مین
آسانی ہونی اور شاید کہ بالکل حساب ہی نہ لیا جاوے چودھوین بھاری ہونا
اُسکی ترازو کا اور شاید کہ بالکل وزن ہی نہو پندرھوین حوض کوثر کا پانی پینا
کہ جسکے پینے پیچھے کبھی پیاس نہ لگے سولھوین پل صراط سے گذرنا اور آگ سے
نجات پانی سترھوین قیامت کے میدانون مین شفاعت کا ہونا مثل شفاعت
انبیا اور رسل کے اٹھارھوین بہشت مین سلطنت ابدی ملنی اُنیسوین خدا
تعالی کی رضامندی بیسوین دیدار رب العالمین الہ الاولین والآخرین جل جلالہ
سبکم کاست شعر بہشت وحوض کوثر یعنی احوال حشر سے ✦ یہ سب کچھ سچ ہین

یہ باتیں جو یاد رکھنے کے لائق تھیں اب جاننا چاہیے کہ یہ کرامتیں جو ہمنے
لکھی ہیں سو یہ اپنی فہم ناقص و علم قاصر کے موافق بتلائی ہیں اور باوجود اسکے
بہت مختصر اور مجمل بیان کی ہیں اور سب اصول کو مجمل طریقہ پر بیان کیا ہے اگر
کسی کی بھی آخرت سے تفصیل بیان کرتا تو اس کتاب میں ہرگز نہ سماتی مثلاً
ہمنے فصل ہشتم ابواب یعنی اٹھارھویں کرامت آخرت کو ایک کرامت کہا ہے
اگر اسکو تفصیل سے بیان کریں تو قریب چالیس کے ہوجاویں یعنی خلعت و
حور و قصور اور لباس وغیرہ انہیں سے ہر ایک کی بہت بڑی تفصیل ہے کہ انکا
احاطہ سوا اسکے عالم الغیب کے کوئی نہیں کر سکتا وہ پیدا کرنے والا اور مالک ہے
اور ہم انکے جاننے کی کیونکر لالچ کریں کہ خود پروردگار سبحانہ فرماتا ہے فلا تعلم
نفس ما اخفی لهم من قرة اعين جزاء بما كانوا يعملون
یعنی انکے واسطے اللہ تعالی نے ایسی ثروتیں جو چھپا رکھی ہیں کسیکو معلوم نہیں اور
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے بہشت میں وہ چیزیں پیدا
کی گئیں ہیں کہ نہ کسی آنکھ نے دیکھی اور نہ کسی کان نے سنی اور نہ کسی دل میں
انکا خیال گذرا ایسا ہی عزیز اپنی سب کوشش اور سعی کو اس مقصود عظیم
اور مطلب فخیم کے لیے صرف کرنا چاہیے اور یاد رکھنا چاہیے کہ بندے کو
ان سب چیزوں میں سے چار چیزوں سے ہرگز چارہ نہیں علم و عمل و اخلاص
و خوف اسواسطے کہ اول راہ کا جاننا ضرور ہے اور نہیں تو مثل اندھے کے
ہوگا پھر عمل کرنا اس علم پر اور نہیں تو نادم رہیگا پھر اس عمل کو خلاص سے
کرنا اور نہیں ایسا گھاس ہوگا جسکو پھل نہ آوے اور بے فائدہ اُگے پھر خشیۂ کو

مضمون ادا کرتے ہیں ہم پناہ چاہتے ہیں خداے تعالی سے ہر ایک شے سے
کہ جہان ہمارا قدم لغزش کر گیا ہو یا قلم سے کچھ خطا لکھی گئی ہو اور نیز اپنے
اقوال سے کہ جنکے موافق اعمال نہ کیے ہون اور اُن چیزون کے جاننے سے
کہ جنکا دعوی ہمنے دین مین کیا ہو اور اُنکے عمل کرنے مین خود قصور کیا ہو
اور نیز اُس خطرے سے جو ہمکو خود آرائی کی طرف کھینچے کسی کتاب کے لکھنے مین
یا بات کے کہنے مین یا علم سکھانے مین اور خداے تعالی سے یہ بھی چاہتا ہون
کہ خداوند کریم ہمکو اور تمکو اپنے علم پر عمل نصیب کرے اور ہمارے
علم کو ہمپر وبال نہ کرے کیونکہ وہ جواد کریم اور غفور رحیم ہے

مناجات خاتمہ از طرف مترجم

الٰہی جب تلک سب کے دل مین تیری وسعت ہو / ہر اک انسان کی شہ رگ سے بڑھ کر تجھکو قربت ہو
تمنا مین جب تلک تیری نخندانون کو حیرت ہو / ترے احکام پر راضی دل اہل ریاضت ہو
توکل مین مزا جب تک کہ ہووے اہل عرفان کو / موحد کی نظر مین ہیچ یہ موہوم کثرت ہو
رہے تا شاکرون کو شکر شیرین شغل شاکر کے / گروہ صابرون کو صبر ہی مین تا حلاوت ہو
غریق اثم کو جب تک کہ توبہ کا سہارا ہو / گنہگارون کا ماوے تا ترا دربار رحمت ہو
حجاب معرفت تا نفس و شیطان خلق و دنیا ہو / ریا و عجب تا ہر اک فعل ساز عبادت ہو
الٰہی یہ سالت تب تلک تیری عنایت سے / رہے مقبول اہل حق کو اس سے خوب رغبت ہو
خداوندا ترے فضل و کرم احسان بخشش سے / توقع ہے کہ سامان قبول اسکو کرامت ہو
مراد دین و جہان کی سالکون کو اس سے ہو حاصل / مجھے بھی آہ دولت دین نصیب اُنکی بدولت ہو